خیالات
الماس درخشان

سایہ ترا کافی ہے گداؤن کے سرون پر — شاہون کو مبارک ہو جو پر بال ہما کا

ہے دستِ دعا پنجۂ شانہ یہہ دعا ہے — اِک بال نہ بیکا ہو تری زلف دوتا کا

ہڈی جو مری کی ہے تو کس کس کا نہین دانت — لقمہ ہون سگِ یار کا طعمہ ہون ہما کا

حیرت ہو سکندر کو وہ صورت نظر آئی — آئینہ ہے آئینہ دل ارباب صفا کا

مدح ثناخوان ہے مرا ئیہ اسد مین
اے مہر مین کتا ہون درِ شیرِ خدا کا

[illegible]ب کی عوض حسن گیسو ہے یار کا — عالم ہے دل مین عابد شب زندہ دار کا

[illegible] ہوا ہون غا[illegible] گلرنگِ یار کا — دیوانہ ہون مین عالمِ فصل بہار کا

[illegible] ہون ضبطِ گریۂ بے اختیار کا — دل مین رفو ہوا ہے تو اشکون کے تار کا

[illegible] ہے کون ناوکِ مژگانِ یار کا — بنتا ہے خاک تودہ یہہ کس کے غبار کا

صحرا مین اعتماد ہے دامن نو خار کا — دیگا حساب نوکِ زبان تار تار کا

سیماب کوئی کہتا ہے کہتا ہے کوئی برق — ارض و سما مین غل ہے دل بیقرار کا

اللہ رے جنون کہ سمجھے تارِ اشک پر — دہوکا ہوا کیا ہے گریبان کے تار کا

شوقِ فشارِ قبر لبِ گور لے چلا — آیا جو دہیان ہجر مین بوس و کنار کا

عالم وہ زلف کا نہ وہ چہرے کا رنگ ہے — دیکہو اثر تو گردشِ لیل و نہار کا

جاتا ہے خطِ شوق جو بہنگی مین ڈاک کے — قاصد کے بدلے مجہہ پہ ہے احسان کہار کا

ملکِ عدم مین تختۂ تابوت تخت ہے — بنتا ہے بادشاہ گدا اس دیار کا

کہتا ہون تیرے رخ کو یہہ ملک فرنگ ہے — زلفون کو جانتا ہون سواد اس دیار کا

جنبش رہیگی نبضِ غزالی کو بعد مرگ — بوسہ ملیگا نزع مین گر چشم یار کا

شدّاد نے بہشت سے دوزخ کی راہ لی
آغاز مین خیال رکھ انجام کار کا

دیوان مین ہین لالیِ مضمون بھری ہوئی
دریا بہا ہے آبِ دُرِ آبدار کا

نرگس ہی کچھ نہین یرقانی ہے اے مسیح
گل کو بھی عارضہ ہے چمن مین بخار کا

دل لوٹتا ہے تیری صدائے قدم پہ جان
ٹوٹا ہوا ہے پاؤن مین توڑا استار کا

تڑپا شبِ فراق سے تا صبح روزِ حشر
اللہ رے اضطرار ترے بیقرار کا

جوہر نہین ہین خنجرِ صیاد حلق مین
بچھا ہے دامِ طائرِ جان کے شکار کا

اے مہ ترا حسینون مین عالی ہے مرتبہ
نیچا ہے آفتاب ترے پشت خار کا
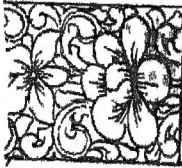
اے مہر اور خاک مین ملنے سے ہے فروغ
ذرہ بنا چراغ ہمارے مزار کا

عبث تھا طور پہ موسیٰ سے دعویٰ لن ترانی کا
کیا کیون حال طشت از بام خود راز نہانی

لونڈی مے پرستی عشق چرچا شعر خوانی کا
کرون کیا کیا بہت ہی کم ہے وقفہ زندگانی کا

لکھا ہے ہمنے وصفِ تیغِ ابرو اپنے جانی کا
گمان دیوان پر ہونے لگا شمشیر خوانی کا

بڑا سچا اک نشان ہے مہرِ دل تفتہ کے جانی کا
کہ شوق اُس رشکِ مہ کو ہے لباسِ آسمانی کا

نہ کہتا ان کو موسیٰ سے جو دعویٰ لن ترانی کا
نہ ہوتا حال طشت از بام یون رازِ نہانی کا

خدا کے واسطے ناصح نہ بک بک کر تو کیا جانے
بتون پر ہم جو مرتے ہین مزا ہے زندگانی کا

کلامِ گرم میرا سنکے دشمن کیا ہی جلتے ہین
زبانہ ہو گیا عالم مری آتش زبانی کا

کسی کی چشم میگون کا خیال آیا ہے روتا ہون
نکیون رومال رکھون چشمِ تر پر جابدانی کا

خدا جانے کہ کس کل اونٹ بیٹھے فکر بس یہ تھی
وگرنہ قیس کو ممکن تھا عہدہ ساربانی کا

خدا دے آبرو جس کو وہ ہو حلقہ بگوش اُسکا
نہین ممکن کہ موتی ہووے ہر اک قطرہ پانی کا

بلا مین قیدی زنجیر زلف یار پر آئین
بڑھے میعاد پہلے حکم اب ہو کالے پانی کا

لطیفہ ہے کہ ہوائی جو اڑنگیا شوخ میکش نے
کٹوری کے لئے کپڑا خریدا حبابدانی کا

نہین دخل سخن اسجا یہان ہم کچھ نہین کہتے
دہان یار مضمون ہے ہماری بیدہانی کا

غنیمت ہے جو اتنی شعر بھی ہم سے نکل آئی
کہ برسون سے نہین اسے مہر چرچا شعرخوانی کا

اللہ رے اشتیاق ادھر نامہ بر گیا
شوق جواب مین مین ادھر ڈاک گھر گیا

آنکھین جو ڈبڈبائین تو مین ضبط کر گیا
چہرے نہ پایا تھا کہ یہ دریا اتر گیا

اس کی گلی مین کون نہ دل تھام کر گیا
مجھسا نہ کوئی سینہ سپر بےجگر گیا

شاید اٹھ گیا ہے رقیب سیاہ رو
کچھ خود بخود جو آج مرا دل ٹھہر گیا

بالین پہ میری آکے نہ ٹھہرا مسیح
جینے سے یاس ہوگئی مرنا ٹھہر گیا

امید قتل ہوگئی مشتاق قتل کو
قاتل خود آکے سر پہ مرے ہاتھ دھر گیا

توبہ کرون شراب سے توبہ کرون گا مین
مین کیا جو واعظون کے ڈھکوسلون سے ڈر گیا

قاتل کے ہاتھ مہر ہے بس اپنے مصحفی
مین امتحان کے معرکہ مین اب اگر گیا

کیا کہہ ہے ہو زمزمہ کیسا ترانہ کیا
بلبل کا باغ مین نہ رہا آشیانہ کیا

یہ کیون نہ کہی یون ہی کٹے گی شب وصال
شرمے کا حیلہ کیا ہے ہنسی کا بہانہ کیا

رونے سے منع مجھکو جو صیاد نے کیا
اے مرگ اب اٹھے گا مرا آب و دانہ کیا

مشاطہ کھینچو طرۂ طرار یار سے
حاضر ہے میرا دل یون ہی اسکا چرانا کیا

کافی نہو خزانۂ غیب اپنے صرف کو
قارون کے پاس ہے مرے لائق خزانہ کیا

کہدو فلک سے چادرِ مہتاب تان دے
تربت پہ میری چاہیے اب شامیانہ کیا

جو بیت ہے غزل کی ترے صفِ تحسین ہے
دیوان ہے میر اصورت آئینہ خانہ کیا

زلفون کو اُس کی کہتے ہین شاعر تمام مشک
اچھا ہوا اُس سے سینہ صد چاک شانہ کیا

آتش کا شعر مہر ہے اپنے بھی حسبِ حال ق
جاہ و حشم فلک نے دیا خسروانہ کیا

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

پریان تو اڑ گئین دلِ دیوانہ رہ گیا
اے عمر کہنے سننے کو افسانہ رہ گیا

اللہ رے ناز کی کبھی بالون مین یار نے
کنگھی جو اپنے ہاتھ سے کی شانہ رہ گیا

عشاق کو ہے جلوۂ معشوق ناگوار
جل بجھکے شمع بزم سے پروانہ رہ گیا

اُن سے جو لگئے تھے مسیحِ فلک نشین
خورشید بنکے ہاتھ کا دستانہ رہ گیا

شرمایا جاکے یار لجالو سے بھی سوا
گلزار مین جو سبزۂ بیگانہ رہ گیا

کرتی ہے اشارہ نکہتِ یار کفن کا
کیا رکھتی ہے ڈر ابھی یہ تلوار کفن کا

اس عالمِ اسباب مین سب کا ہے پردہ
محتاج ہے ہر کافر و دیندار کفن کا

تجھے زیست مین اے دستِ جنون جیب کے ٹکڑے
مرنے پہ نہ باقی رہا ایک تار کفن کا

آخر چمنِ دہر سے ہر گل سفری ہے
کیون دہیان نہین نرگسِ بیمار کفن کا

جی جاؤن اگر اپنے دوپٹے مین چھپالین
ہو رشتۂ جان مجکو ہر اک تار کفن کا

قاتل مجھے کافی ہے فقط زخم کا دامن
سامان کرے گی تری تلوار کفن کا

مین زار ہون دیوانہ عریان بدن اے مرگ
مجھسے تو نہ اُٹھا نہ اُٹھے بار کفن کا

پوشاک مکلف پہ جو مرتے ہیں سڑی ہیں
ساماں جو کرتے ہیں تو ہوشیار کفن کا

اللہ ہی جانے کہ یہ شیدائے صنم ہے
اب تار نکالوں پئے زنار کفن کا

کل منہ جو لپیٹے ہوئے چادر سے پڑا تھا
طالب ہے مسیحا سے وہ بیمار کفن کا

تجھکو جو عطا پاش و خطا پوش سنا ہے
عریاں بدن آتا ہے طلبگار کفن کا

محروم کرم سمجھا دل پژمردہ ہمارا
محتاج رہا مردۂ نادار کفن کا

اس مردہ دلی سے تری ہوتا ہے مجھے رنج
اب ذکر نکر پھر تو ہر بار کفن کا

تو مرے حال سے غافل نہوا تھا سو ہوا
ابن مریم کبھی قاتل نہوا تھا سو ہوا

مائل اس بت پہ مرا دل نہوا تھا سو ہوا
شیشہ پتھر کے مقابل نہوا تھا سو ہوا

خط رخسار کی اصلاح ہوئی اوکافر
خط قرآن خط باطل نہوا تھا سو ہوا

بوسۂ رخ ہمیں اوس آئینہ طلعت کا ملا
جو طلب سے کبھی حاصل نہوا تھا سو ہوا

دل نالاں سے کیا طرۂ طرار نے پیچ
پاسباں چور کے شامل نہوا تھا سو ہوا

خط شب رنگ ہے اے ماہ دہاں گرد ذقن
چاہ نخشب چہ بابل نہوا تھا سو ہوا

اس قدر ضعف سے طاقت نہیں کچھ پا مرے
کار آساں ہمیں مشکل نہوا تھا سو ہوا

برق و سیماب با تحمل ارض و سما ہلتے ہیں
مضطر اتنا تو کبھی دل نہوا تھا سو ہوا

وحشت قیس نے کی پردہ دری لیلیٰ کی
چاک یوں پردۂ محمل نہوا تھا سو ہوا

بات رکھ لو مری اک بوسۂ لب دے ڈالو
جو کسی سے کبھی سائل نہوا تھا سو ہوا

ایک انگلی کے اشارہ سے کئے دو لے مہر
شمس نقص مہ کامل نہوا تھا سو ہوا

حال دیکھو گے جان کیا دل کا | دل ہلاتا ہے کانپتا دل کا
کہیے اے جان حال کیا دل کا | دل سے جاتا نہیں مزا دل کا
کعبۂ دل بتوں نے تاکا ہے | اب نگہبان ہے خدا دل کا
عشق کا ہے بہت برا آزار | کیا ٹھکانا ہے اب بھلا دل کا
آنکھ سے آنکھ آج لڑ جائے | دل سے ہو جائے سامنا دل کا
آپ لیٹے تو ہاتھ بن مہندی | ہم نے بھر پایا خون بہا دل کا
اینچ پینچ ان کی زلف کے جھیلے | کس بلا کا ہے حوصلا دل کا
جوڑ بین آنجائیے گا کہیں | توڑیئے گا نہ آسرا دل کا
خون ہو کر بہا ہے آنکھوں سے | کبھی سنیئے تو ماجرا دل کا
شور ناقوس ہے صدائے اذان | ذکر ہوتا ہے جابجا دل کا
کوئی پہلو تلاش کا نہ رہا | کہیں ملتا نہیں پتا دل کا
اس کو اس جان نثار سے کیا کام | کون ہے آپ کے سوا دل کا

ہاتھ ادھر لائیے دکھائیے مہر
اس طرف کو مقام تھا دل کا

دوپہر رات آچکی حیلہ بہانہ ہو چکا | اور مستی ٹل چکے گیسوں میں شانہ ہو چکا
ناوک مژگان کا اپنا دل نشانہ ہو چکا | مر چکے ہم موت آنے کا بہانہ ہو چکا
عہد پیری ہے جوانی کا زمانہ ہو چکا | ختم اب مضمون شعر عاشقانہ ہو چکا
اب خزان ہے موسم گل کا زمانہ ہو چکا | ہو چکی گل بانگ بلبل کا ترانہ ہو چکا
شیر سے شیرین کو رغبت تھی انہیں سے ذوق تلخ | دو دن اب اور ہے اگلا زمانہ ہو چکا

ساقیا پیری میں تو شغلِ صبوحی ہے ضرور
اب یہ پچھلا دور ہے اگلا زمانہ ہو چکا

شبنمی پر اوس پڑتی ہے جو اپنے زیست میں
تو پسِ مردن لحد پر شامیانہ ہو چکا

ہم تو گردِ کارواں تھے سب سے پیچھے رہ گئے
قافلہ ریگِ رواں کا بھی روانہ ہو چکا

آسماں پر طعنِ بخلِ اہلِ زمیں کو ہے عبث
پانی پانی ہو گیا جب دانہ دانہ ہو چکا

چھٹ چکے قیدِ قفس سے اب اسیرانِ چمن
بعد ویرانی کے آباد آشیانہ ہو چکا

آمدِ فصلِ بہاری کی خبر لائی نسیم
باغ میں بلبل کا تیار آشیانہ ہو چکا

کیا خزاں میں آب و رنگِ باغِ فوردن ہی ہے
سب زرِ گل لٹ چکا خالی خزانہ ہو چکا

وائے نادانی کہ اب فکرِ سبکدوشی ہوئی
دفترِ عصیاں جب اپنا بارِ شانہ ہو چکا

غل اٹھا زنجیر سے پریوں کا دیوانہ ہے یہ
عشق میں بدنام میں خانہ بخانہ ہو چکا

گور تک وہ ساتھ میت کے رہے حد ہو گئی
دشمنِ جاں سے بھی حقِ دوستانہ ہو چکا

ہم فقیروں کے بھی گھر لائی تھی انکو سادگی
اب وہ لِلّٰہی تو انکا کارخانہ ہو چکا

خوابِ غفلت مہر کب تک جاگیے اٹھ بیٹھیے
صبح ہونے آئی شب گذری فسانہ ہو چکا

طوفاں بپا ہے دیدۂ نم تو نے کیا کیا
مجھکو ڈبو دیا یہ ستم تو نے کیا کیا

کس رات آ گیا مجھے کس دن طلب کیا
اے جان پاسِ قول و قسم تو نے کیا کیا

مجھکو تو ایک دم کی جدائی تھی ناگوار
اے چرخِ زرد سیہ یہ ستم تو نے کیا کیا

چھٹوائی ہم سے کوچۂ جاناں کی سیر بھی
اے اشتیاقِ باغِ ارم تو نے کیا کیا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

تم سے غرض ہے غیر دنکے بیہودہ پن سی کیا
پروانہ کو ہے شمع سے کام انجمن سے کیا

لعل یمن تراش کے بنوائے ہین یہہ ہونٹھہ
موتی لئے ہین دانتون کے نکو عدن سے کیا

سیدھی طرح سے کیون نہ کہو اب نہ آئیو
ٹیڑھے جو ہو رہے ہو تم اس بانکپن سے کیا

کہیئے نہ یہہ کہ میری گلی سے تجھے غرض
سمجھو تو بلبلون کو غرض ہے چمن سے کیا

کیون شاعری کو جھوٹ کا دھبہ لگائیے
کچھہ ہو تو کہے فائدہ ذکر دہن سے کیا

تیر نگاہِ نازکیکا اگر نہ تھا
پہلو کو توڑتا ہوا نکلا یہہ سن سے کیا

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے
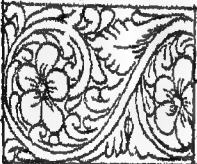
ظلم سے بھی ظالمون کو آسرا ہو جائے گا
پیر گردون کو مرا نالہ عصا ہو جائے گا

آبرو اشکِ ندامت سے مجھے ہو گی نصیب
پنجۂ مژگان تر دستِ دعا ہو جائے گا

تیغ کہسارون سے نکلیگی مرے سر کے لئے
جادۂ صحرا ابھی خط جلّاد کا ہو جائے گا

ہو گی نیکون سے بدی ہین ہم برگشتہ نصیب
تیرہ بختی کا سبب ظلّ ہما ہو جائے گا

گر یونہین جلتا رہے گا روئے آتشناک سے
جلتے جلتے آفتاب اک دن توا ہو جائے گا

دیدۂ زاہد مین بھی ہے طفل ہندو کی جگہہ
کفر یان بد نظر ہو گا تو کیا ہو جائے گا

تنگ ہے تیرا سہارا مجھکو اے کشتی فقر
یہہ فقیر اب غرق موج بوریا ہو جائے گا

دیکھنا کیسا ترا دم بند ہو گا اے مسیح
وہ لب جان بخش گر معجز نما ہو جائے گا

کشتی پوشاک اٹھا ناصح کہ ہے جوش سرشک
اس سفینہ کو بھی لازم ناخدا ہو جائے گا

میکدہ مین محتسب تو شیشہ و ساغر نہ توڑ
دشمن جانی ترا چھوٹا بڑا ہو جائے گا

زر بکف گلشن مین گل اسواسطے ہے عندلیب
یعنی تیرے خون کا یہہ خونبہا ہو جائے گا

باغ مین سبزوان پامال ہوکر سرخ رو — رشک اک عالم کو تجھپر اے حنا ہوجائے گا

پیر جھین سگے مجھے اپنا فقیر نقش بند — میرا شجرہ بس یہہ نقش بوریا ہوجائے گا

بادشاہون کو گدا سمجھے گا آتش کے بقول — جو قناعت کے مزے سے آشنا ہوجائے گا

عاشقانہ کچھہ سنا اشعار مہر دل نگار
پھر کسیدن اس طرح کا مشغلا ہوجائے گا

آستان یار پر کب جبہہ سا ہوجائے گا — کب رسا اپنا یہہ بخت نارسا ہوجائے گا

یا خدا کب بوسہ لب مجکو دے گا وہ صنم — کب مسیحا مجھہ مریض عشق کا ہوجائے گا

دیکھیے کب تک گلو گیر اے جنون رہتا ہے طوق — کب تر تیغ جفا اپنا گلا ہوجائے گا

کب کھلین گے جوہر اپنی چشم حیران کے آنکھین — دیکھئے کب آئینے کا سامنا ہوجائے گا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

وہ زار ہون کہ سر پہ گلستان اٹھا لیا — وہ خار ہون کہ پہلوے گل کو دبا لیا

کیا مجھسے چال چلتے وہ مین بھی ہون چال لیا — کترا کے چلدیے تجھے کہ بندہ نے جا لیا

کیا بات بوسہ لب جان بخش یار کے — پنجہ سے موت کے مجھے اسنے بچا لیا

مین جیسے نالے کرتا ہون انکے خیال مین — گائے تو اس طرح سے کو یا خیا لیا [?]

اون کی گلی کے کتے سے تو منہ کے کہا یگا — ہڈی کا میرے نام جو تو نے ہما لیا

تصویر کھینچتا ہون سراپائے یار کی — ہین عالم مثال کہ نقشہ سا لیا [?]

اٹھوا دیا رقیب کو وان بیٹھ بیٹھ کے — ایسے جمے کہ ہم نے بھی نقشہ جما لیا

داغون کی بس دکھا دی دوالی ہین عشق نے — ہم سا نہوگا کوئی جہان مین [illegible]

کہنے لگے مرید کہ پہنچے ہوئے ہین آپ
موسیٰ بنا وہ ہاتھ مین جسنے عصا لیا

ایسے نہ جیب کترے کہین ہین نہ گٹھ کٹے
پہلو مین بیٹھتے ہی دل اُسنے اُڑا لیا

آیا شباب روپ پہ حُسن و جمال ہے
اِس باغ مین بہار نے رنگ اب جما لیا

واعظ حساب لینگے وہان تجھسے دانہ زر
رزاق کا ہے شکر جو کھلوایا کھا لیا

یاد آگئی جو ہمکو وہ گردن صراحی دار
شیشہ کو میکدہ مین گلے سے لگا لیا

لِلّٰہ بوئے گل سے نکر مجکو بد دماغ
خوشبو اڑا کے اُن کے بدن کی صبا لیا

آئے ہین وہ کہین سے تو ای مہر قرض لام
چکنی ڈلی الاچی منگا پان چھالیا

مجھے پوچھا ان سے کہین نہ جہان کہ وہ دعوئے شعر و سخن نہ رہا
کبھی موئے کمر کا خیال نہین کبھی یاد تمھارا دہن نہ رہا

یہان درد فراق سے تاب نہین مرے شوق کا حد و حساب نہین
وہان خط جو گیا تو جواب نہین مرا یار وہ عہد شکن نہ رہا

مری قبر پہ شاہد جی نے کہا کہ ہے داہن دشت مین قیس موا
کوئی تجھسا شبک نہ جہان سے گیا تری نعش پہ بار کفن نہ رہا

کبھی چمکا نہ اختر بخت نگون کہو کس سے مین شکوۂ یار کرون
گہا دیکھ کے درہم داغ جنون یہ وہ سکہ ہے جسکا چلن نہ رہا

مجھے قافلہ ریگ رواں کا ملا تو کیا یہی اوس سے بھی مین نے گلہ
کبھی بستر خاک سی مین نہ ہلا وہ غریب ہون جسکا وطن نہ رہا

نہین موتیون مین یہ صفا یہ ضیا تری دانتو نپہ سلک گہر ہے فدا

ترے لفظِ دہن مین بھی نقطے کی جا کہون کیونکہ مین گہرِ عدن نہ رہا

ہوئی زلف کی یاد مین عمر بسر کہو کیون نہ ہو نامہ سیاہی کا ڈر

رہے تیرگی گور کی پیشِ نظر مجھے یادِ سوادِ ختن نہ رہا

کہین تو نے جو آنکھین ہین کھائین ذرا تو بس آنکھین چراتے ہی تجھسے بنا

جو غزال تھا اب وہ چکارا ہوا جسے کہیئے ہرن وہ ہرن نہ رہا

تمہین سبزۂ خط نہین چاہیئے تھا خس و خار کے کھینے سے فائدہ کیا

اسے پال مین رکھا تو پھر کیا کہ مزے کا سیبِ ذقن نہ رہا

شبِ ہجر مین صدمے تو گزرے تھے یہان مگر اُن کے وصال مین یاد کہان

جو ہوا سو ہوا کرون کیا مین بیان مجھے یاد وہ رنج و محن نہ رہا

ترے فیض سے ہم ہین مدام جوان ہمین صحبتِ بنتِ عنب تھی کہان

ترا دور ہوا جو ہین پیرِ مغان غمِ گردشِ چرخِ کہن نہ رہا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

قابلِ گیسوئے جانان نہ بنایا ہوتا
دلِ صد چاک مرا شانہ بنایا ہوتا

کاش ہو پاسِ خمِ مے تو اٹھے کیفیت
کاسۂ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

شمع رویون کی جو لو اسکو لگی رہتی ہے
مرغِ دل کو مرے پروانہ بنایا ہوتا

قیسِ دل تفتہ کو لیلےٰ کا بنایا مجنون
اس پری کا مجھے دیوانہ بنایا ہوتا

اس مین تھا مہرِ فلک قدر کا دوچند فروغ
ذرۂ کوچۂ جانان نہ بنایا ہوتا

اسے مہر جو دانِ نقاب سرکا / تڑکا ہو جائے گا سحر کا

اللہ رے طول بل بے الجھاؤ / ہے زلف کا قصہ رات بھر کا

معنی کی بیاض بھی تو دیکھیں / مضمون تو ڈھونڈیئے کمر کا

بنتا تو ہے خاک سے بھی سونا / محتاج نہیں فقیر زر کا

دل میں ہے خیال چہرۂ یار / ہمسایہ ہوں آئینہ کے گھر کا

میٹھا تیری لب کا کیا ہی مجکو / ہے رنگ تو سرخ اس شکر کا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

مرے دستِ جنوں کو شغل اچھا نکل آیا / گریباں پھٹ گیا تو دامنِ صحرا نکل آیا

کیا طوفان سا طوفاں ہماری دیدۂ تر نے / جو اک آنسو نکل آیا تو اک دریا نکل آیا

گماں مجکو ہوا وہ کہکشاں ہے اور یہ تارے / ترے تسبیح کے دانوں سے جب ڈورا نکل آیا

تری چشم و کمر کا جب خیال آیا ہے صحرا میں / ادھر آہو نکل آیا ادھر چیتا نکل آیا

ترے آتے ہی جنت ہو گیا اے حور گھر اپنا / جہاں سایہ پڑا تیرا وہاں طوبے نکل آیا

لکھا جب شعر وصفِ زلف میں ہمنے تو سن لینا / پریشاں حال گو ہر تار سے سودا نکل آیا

ترے رخسار تاباں سے میں دیتا چاند کو نسبت / مگر کیا کیجئے مہتاب میں دھبا نکل آیا

نکالی مانگ اس نے کوچۂ گیسو سے دل نکلا / چلو اچھا ہوا یہ راستہ سیدھا نکل آیا

خیالِ گریہ اب تو خواب میں بھی ہمکو رہتا ہے / ہوئی طغیانیِ دریا تو یہ سوتا نکل آیا

دل اسکے ساتھ چل نکلا تو وہ کہنے لگا ہنسکے / جسے بیمار سمجھے تھے بھلا چنگا نکل آیا

کروں گا نامہ برحالِ دلِ مضطر رقم کرکے / اگر لوٹن کبوتر کا کوئی پٹھا نکل آیا

ہمارا جذب دل تیری سواری پھیر لائے گا
وہ مجنون تھا کہ جس سے ناقۂ لیلے نکل آیا

تصرف سے نہین خالی ہے دیوانون کی صحبت بھی
بجا ہے مرغ مجنون کے اگر کانٹا نکل آیا

ہوئی کیا وجہ کیون چھائی ہے زردی آکے چہرے پر
تمہارے روبرو کیون مہر تھرّاتا نکل آیا
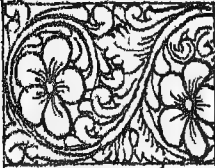
تری تلاش سے باقی کوئی مکان نہ رہا
حرم مین دیر مین بندہ کہان کہان نہ رہا

پری کا ورد کہ اوراد حوریان نہ رہا
تمہارے حسن کا چرچا کہان کہان نہ رہا

خوشی کو دل سے تعلق کبھی یہان نہ رہا
سوائے غم کوئی اس گھر مین میہمان نہ رہا

بتون کو چھیڑ ہوئی یہہ جو دل یہان نہ رہا
خدا کے فضل سے کعبہ کا بھی نشان نہ رہا

غبار خاطر یاران رفتگان نہ رہا
مین خاک ہو کے بھی دنبال کاروان نہ رہا

بجائے خندہ مرا زخم دل لہو رویا
دہان زخم سے بھی مین تو شادمان نہ رہا

گذر ہے بیت مین یان تازہ تازہ مضمون کا
یہہ گھر وہ ہے کہ جہان در پہ پاسبان نہ رہا

ہمیشہ مشق ستم ہی کیا کئے تم تو
جفا کشی کا مری کس دن امتحان نہ رہا

یہی امید تھی ترجیح کی رقیبون پر
ستم ہوا جو تمہین ذوق امتحان نہ رہا

تری کمر پہ موئے ہم ہوا عدم کا یقین
کسی طرح کا بس اب شبہہ درمیان نہ رہا

گذر ہوا مرے دشت مہیب مین کس کا
یہان پہ ریگ روان کا بھی کاروان نہ رہا

وہ بے حجاب ہوئے عالم شباب آیا
بہار آئی تو گلشن مین باغبان نہ رہا

دہن نہ ہونے کی کیا وجہ کچھ کہو تو سہی
یہان تو غنچۂ گل تک بھی بے دہان نہ رہا

کشان کشان گیا تا نجد ناقۂ لیلے
رہا یہہ جذب محبت جو ساربان نہ رہا

کہان کہان گئی وصف دہن مین فکر رسا
مکان کوئی غرض تا بہ لامکان نہ رہا

ہنوز سیاں ہیں تھی وہ کہ ہم شہید ہوئے
ہمارے تیغ کے کچھ فرق درمیاں نہ رہا

فلک سے تنگ ہوا اس قدر کہ مر ہی گیا
رہا میں زیر زمیں زیر آسماں نہ رہا

نہ کی تیرے لب جاں بخش نے مسیحائی
وہ مہر ہوں کہ مسیحا بھی میہماں نہ رہا

شکل آئینہ دل صاف جو پیدا کرتا
وہ مجھے دیکھتا اور میں اُسے دیکھا کرتا

بوسے دیتا وہ مجھے مردے کو زندہ کرتا
لب جاں بخش بھی اعجاز مسیحا کرتا

لب جاناں کا جو عیسے سے میں چرچا کرتا
اُس کا سنہ تھا کہ پھر اعجاز کا دعوی کرتا

لاکھ گر دعوئے اعجاز مسیحا کرتا
کوئی بیمار محبت نہ مداوا کرتا

کیوں بتوں کے میں بھلا ناز اُٹھایا کرتا
کاش دُنیا میں خدا مجکو نہ پیدا کرتا

مجھسا بیمار تمنائے شفا کیا کرتا
میں تو عیسے سے بھی عمر بھر کی تمنا کرتا

مہر گردش کے سوا مجسے فلک کیا کرتا
میں کس امید پہ کچھ اس سے تمنا کرتا

لاگ تھی دل کو محبت کی یہاں طفلی سے
کھیلتا کھیل اگر جان پہ کھیلا کرتا

بوجہ نا تمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

اک خیر بھی شر کوئے پیدا نہیں ہوتا
شکر اس کا ہے میرا وہاں شکوا نہیں ہوتا

کس روز مرے رونے سے طوفاں نہیں اُٹھتا
وہ کونسا آنسو ہے جو دریا نہیں ہوتا

موسے نے بھی گل کھایا ہے چہلے کا تمہارے
اس طرح کا روشن ید بیضا نہیں ہوتا

لیجا کے مجھے میرے مسیحا سے یہ کہدو
یہ ہے وہی بیمار جو اچھا نہیں ہوتا

عاشق ہو بھلا تم پہ کس امید پہ کوئی
تسکیں نہیں ہوتی ہے دلاسا نہیں ہوتا

بدنام ہوئے ہم تو عجب کچھ نہین ناصح — وہ کون ہے جو عشق مین رسوا نہین ہوتا

ہوتے لب شیرین سے عنایت نہین کرتے — کیون جان کبھی منہ میرا میٹھا نہین ہوتا

کچھ ہند ہے اسے مہر بیان پوچ بتون کو

کیون برہمن دیر و کلیسا نہین ہوتا

کیا کیا گمان نہ ابروے پیوستہ پر ہوا — شمشیر لکھدیا ہے سمجھ ثابت اگر ہوا

موزون ہر اک زمین مین جب شعر تر ہوا — مین شاعرون مین بادشہ بحر و بر ہوا

اُس جنگجو کا غیر کے دلمین بھی گھر ہوا — ویرانہ بوم شوم کا رستم نگر ہوا

عیب جبین ہر اک کی نظر مین ہنر ہوا — دھبا کوئی لگا تو وہ داغ قمر ہوا

مطلع حضور مصرع قد کو رقم کیا — منظور شاعرون کو جو وصف کمر ہوا

شمشیر بن گئے ترے ناخن ہلال سے — انگلی کے اک اشارہ سے شق القمر ہوا

دیکھا بغور جب تو یہ سوجھی میان فکر — وابستہ کمر مرا تار نظر ہوا

ہوتا ہے لامکان کا اُسی بیت پر گمان — جس شعر مین بیان ترا وصف کمر ہوا

شکوہ رہا جہان سے نشیب و فراز کا — چکر سے پاؤن کے مجھے ویران سر ہوا

ہر ہفت پر جو غش مین رہی ہفتہ دوست مین — ہم سے خلاف آپ کو کیون اسقدر ہوا

خندان ہے جام گریہ مستانہ پر کہان — شیشہ کا قہقہا جو سنا وہ کدھر ہوا

دزد حنا تھا دست حنائی مین آپ کو — خونی کا پر گمان مجھے اس چور پر ہوا

سرمہ لگا کے پہلے سیہ تاب کر لیا — تیغ نگہ سے قتل جو مد نظر ہوا

تمکو مرے لہو کی قسم مہدی اب ملو — راضی ہون اس مین خون بھی میرا اگر ہوا

مین بھی مٹھائی بانٹون گا بحضرت مسیح — بوسہ اک اُن لبون کا میسر اگر ہوا

اے تجمبر بدرچاچ سے لے اس غزل کی داد
کاہش کا خاتمہ ترے اشعار پر ہوا

کیا جانے تو اس مین ہے منظور خدا کیا
تم دیر مین آبیٹھے تو کعبہ مین رہا کیا

گلزار مین پھر کوئی گل تازہ کھلا کیا
گھبرائی سی پھرتی ہے تو اے باد صبا کیا

زلفون کے پڑا پیچ مین شانہ نے خلش کی
ایک اس دل رنجور پہ صدمے ہوئی کیا کیا

کیا حضرت عیسیٰ کے قدم رنجہ سے حاصل
بیمار محبت ہون بھلا میری دوا کیا

دل نذر کیا جان کو صدقے کیا تم پر
کیا چاہیے اب اور مرے پاس رہا کیا

پتھر کو بھی سنتے ہین کبھی موم ہوا ہے
کیا غم ہے بتو دیکھو تو کرتا ہے خدا کیا

جب ان سے مین کہتا ہون کہ سن لیجے اک عرض
جھنجھلا کے وہ فرماتے ہین سب مجھ سے کہ کیا کیا

کسطرح وہان پہ گئے کیونکر کہا پیغام
پھر کہیو مین صدقے ترے ہان باد صبا کیا

کیا مجھ پہ یہ بت ظلم و جفا یون ہی کرینگے
منظور ہے حق مین مرے اے بار خدا کیا

یہ عکس ہے سیہ جسد کا ہر سانپ نہین ہے
تم دیکھ رہے ہو مری جان روبقفا کیا

مجھکو تو جلایا لب جان بخش نے تیرے
اعجاز سے اے جان مسیحا نے کیا کیا

کہتا ہے جسے نیجۂ خورشید زمانہ
اے جان ہے تیرا ہی وہ نقش کف پا کیا

او وصل کی شب ایک ذرا آج تو بڑھ جا
ارمان مرے دل مین ابھی اور مین کیا کیا

کیا ان کا گلہ کیجے جی سے ہے تو جان ہو
مین جان سے ہون اپنے خفا وہ ہین خفا کیا

آیا جو یہان پردہ گیا جان سے اپنی
قاتل ترے کوچہ ہی مین رہتی ہے دبا کیا

کیا تنگ ہے عریانی تن کا ہین ناصح
آئیسے ہی ہم آئے تھے ازل سے ہی پہنا تھا کیا

زنجیر کی کڑیان سے ہے دیوانون کا مسکن
اور اگر مین اپنا بتاؤن مین پتا کیا

چمکا ہوا اِن روزون سے دیکھتے ہین قمر
اُس چہرۂ پرنور سے منہ تو نے ملا کیا

سینے سے رہی دل کے ستانے کو غم آیا سیدھا
راستہ دیکھ لیا ہے مرے گھر کا سیدھا

ایک صورت کبھی طالع کی نہ دیکھی ہمنے
خط تقدیر لکھا ہے عجب اولٹ سیدھا

سیدھے سیدھے ہی ہمین ہر وقت سنا بیٹھتے ہو
نام سُن پایا ہے صاحب نے ہمارا سیدھا

ٹیڑھے ہی بانکے ہوئے اُس شوخ کے آگے سیدھے
کیا ہی کج فہم ہے وہ جو اُسے سمجھا سیدھا

عشق پیچان کو کیا ہم نے جو آڑا ترچھا
سرو کو یار نے گلشن مین بنایا سیدھا

خط کے آنے پہ بھی ٹیڑھا ہی رہا وہ ہمسے
خضر نے بھی ہمین رستہ نہ بتایا سیدھا

منہ پر واللہ مین قائل ہون تری باتون کا
خوب اندازِ سخن ہے ترا سیدھا سیدھا

جاتے جاتے وہ مسیحا جو پھر آیا اولٹا
آتے آتے ملک الموت بھی سیدھا اولٹا

کیا لطافت ہے تن صاف مین اللہ اللہ
ایک سا دستِ حنا بستہ ہو سیدھا اولٹا

آنسو آتے ہین جو آنکھون مین تو پیجاتا ہون
کیا تماشا ہے کہ بہتا ہے یہ دریا اولٹا

مین تو مرتا ہون جلاتا نہین بوسہ دیکر
مجھ پہ ہوتا ہے خفا اور مسیحا اولٹا

اون کا پردے کا اولٹنا جو مجھے یاد آیا
دستِ وحشت نے مرے دامنِ صحرا اولٹا

بیچ خورشید کا دھوکا ہوا رتھ پر مجھکو
کس نے مہندی لگے ہاتھون سے یہ پردا اُلٹا

اے صبا صبح قیامت کا گریبان پھٹا
درِ جانان کا ہوا سے بھی جو پردا اُلٹا

چھوڑکر کوئے صنم لوگ چلے کعبہ کو
خوب جنت کا نکالا ہے یہ رستا اولٹا

زلفِ طرار چرا لے تو چُرا لے دل کو
پھیر دیتا ہے خریدار یہ سودا اُلٹا

میں ہوں اے قیس وہ دیوانۂ برگشتہ نصیب
صورت تختۂ یونان مرا صحرا اولٹا

جب نظر پڑ گئی آنکھوں پہ ہرن بھاگ گئے
دیکھتے ہی کمر یار کو چیتا اولٹا

کیا ہے محتاج کفن نعش کسی عاشق کی
کیوں سراسیمہ ہوا اوڑھے ہو دوپٹا اُلٹا

کیونکر اس ابلق ایام کو شایستہ کہوں
دفعتاً گیب نہ سواروں پہ یہ گھوڑا اولٹا

تیرے بیمار محبت کا بھبھر و سا کیا ہے
اب تو چلتا ہے دم اے رشک مسیحا اُلٹا

کوئی مجنون سا ہوگا کہیں برگشتہ نصیب
نجد میں جا کے پھرا ناقۂ لیلا اولٹا

میں نے بتخانہ کی جانب ہی پڑھی پھر نماز
شیخ یکبار ہا کرتے ہو پھر سجدا اولٹا

مسی ملنے میں ترا جلوۂ دندان دیکھا
برق کو ابر کا وابستۂ داماں دیکھا

قصۂ نوح سنا مجکو بھی گریان دیکھا
جس کو طوفان تو سمجھا تھا وہ طوفان دیکھا

تونے اے قیس کوئی مجھسا بھی عریان دیکھا
ناصح دامن کا جو آیا نہ بیابان دیکھا

اک جہان ڈوبتے اے دیدۂ گریان دیکھا
ہمنے آنکھوں سے غرض نوح کا طوفان دیکھا

کیا کہیں ہمنے جو کچھ بادہ فروشان دیکھا
نخوت جم یہ ہر اک جام کو خندان دیکھا

ساتھ مشعل لئے پھرتے ہیں یہان ذی نخوت
ہم نے شہر میں نیا غول بیابان دیکھا

آمد آمد جو سنی موسم گل کی ہم نے
گاہ دامن کو تکا گاہ گریبان دیکھا

ہاتھ باندھے گئے مہندی کے بہانے سے ترے
کافر آخر اثر خون مسلمان دیکھا

ہم نے عشق رخ و گیسو میں ترے لیل و نہار
شام کو ہند سحر کو جلبستان دیکھا

مر گئے لاکھوں ہی بیمار تپ فرقت کے
ہمنے بس تجھکو بھی اے عیسی دوران دیکھا

آئینہ سے بھی وہ کہتے ہیں کہ اندھا ہوگا
ہمکو تو نے نظر بد سے جو عریان دیکھا

مہر کیا حال ہے کیون زرد ہوا جاتا ہے
کیا کہین تو نے بھی اوسکا رخ تابان دیکھا

آفتاب اب نہین نکلنے کا
دور آیا شراب ڈھلنے کا

بہانب سکتے ہین زلف کو شاعر
کام کرتے ہین منہ کچلنے کا

لاکھ ہم چکنی چپڑی بات کرین
اُن کا دل اب نہین پھسلنے کا

صفت لب مین شعر کہتے ہین
اب ارادہ ہے لعل اُگلنے کا

کوٹتے ہین جو اپنا ہم سینہ
ہے عوض چھاتیان مسلنے کا

وان اوچھل کود ہے تمہین صاحب
عارضہ یان ہے دل اُچھلنے کا

کیون نہ ہر طرح مین ہو بات نئی
یان ہے قابو زبان بدلنے کا

ایک بوسے کی بھی جملائے اب
قصد ہے اُن کو مسّی ملنے کا

نخل ماتم کے سایہ مین نہ ٹھہر
ہے مسافر جو قصد چلنے کا

چشم پوشی سے طفل اشک اپنا
ڈھنگ سیکھا ہے اب مچلنے کا

حفظ تیر نگہ ہے عین خطا
نہین پیغام موت ٹلنے کا

ہم بھی کھیلا کرینگے جان پر اب
شغل اچھا ہے دل بہلنے کا

مہر حرباے دوستی تا چند
غم نہین رنگ کے بدلنے کا

پوچھیگا جو وہ رشک قمر حال ہمارا
اے مہر چمک جائے گا اقبال ہمارا

سو ویکین تری زلف کے لکھتے ہین جو اشعار
ہوتا ہے سیہ نامہ اعمال ہمارا

ابرو کا اشارہ کیا تم نے تو ہوئی عید
اے جان یہی ہے مہ شوال ہمارا

ہر بار دکھاتا ہے جنون خانۂ زنجیر
اس گھر مین گذارا ہوا ہر سال ہمارا

آتے ہی وہ کہتے ہین کہ جاتے ہین بس ہم
بے چین ہین منگوائیے سکھپال ہمارا

مضمون نہ بندھا موئے کمر کا تو وہ بولے
ٹیڑھا ہوا شاعرون سے بال ہمارا

مہتاب سے کہتا ہے مرا چاند کا ٹکڑا
رخسار ترا صاف ہے یا گال ہمارا

تم عرش ہلاتے ہو قدم رکھ کے زمین پر
اس چال سے دل ہوگیا پامال ہمارا

اک پل بھی جدا دیدۂ تر سے نہین ہوتا
اب آنکھ کا پردہ ہوا رومال ہمارا

یان روح پہ ہوتا ہے اس آواز کا صدمہ
جی سے گا شب وصل مین گھڑیال ہمارا
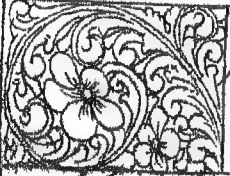
یان گنج معانی ہے تو وان سیم و زر اے مہر
دولت وہ بخیلون کی ہے یہ مال ہمارا

اتفاق چشم و ابرو یا خدا کیونکر ہوا
کعبہ و بتخانہ تعمیر ایک جا کیونکر ہوا

تم وفادار اور بندہ بے وفا کیونکر ہوا
بندہ پرور مین بھلا کہیے برا کیونکر ہوا

دستیاب اے چرخ پنجہ مہر کا کیونکر ہوا
کیا ستم ہے قطع پھر دست دعا کیونکر ہوا

باغبان کیا تو نے بویا دانۂ زنجیر زلف
سنبل تر باغ مین یہ کیون ہوا کیونکر ہوا
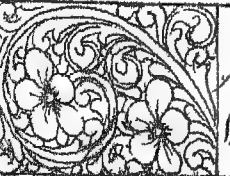
اس تجاہل کے مین صدقے مجکو زخمی کرکے وہ
مجھ سے ہی خود پوچھتے ہین کیا ہوا کیونکر ہوا

پوجتے ہندو و مسلمان کو خدا کا نام تو
مہر عاشق ہے بتون کا پارسا کیونکر ہوا

جور چرخ رو سیاہ اور تجھسا نازک طبع مہر
تو جفاکش اس قدر اے میرزا کیونکر ہوا

وارد کوہ بیابان جب مین دیوانہ ہوا
کوہکن سے دوستی مجنون سے یارانہ ہوا

وحشت افزا کسقدر اپنا بھی افسانہ ہوا
میرا قصہ سنتے سنتے قیس دیوانہ ہوا

خار صحرا پر خراماں جب میں دیوانہ ہوا
خون پا سے رشکِ آئینِ باغ ویرانہ ہوا

آنکھ نرگس سے لڑا کر آشنا ہو عندلیب
اے گل تر ایک میں اور سبزہ بیگانہ ہوا

پہنے کفنی قناعت سے لباس فقر میں
کب تبدل اسکو شکل رخت شاہانہ ہوا

کل وہاں پر ہووے گا گور غریباں کا مقام
آج جس جا پر بنا قصرِ امیرانہ ہوا

بیعت دستِ سبو کا بس پیالا پی لیا
تاک کا شجرہ ملا مشرب بھی رندانہ ہوا

شمع کو کل دیکھتے ہی انجمن میں پھنک گیا
اک جلے تن عاشقوں میں ہمسا پروانہ ہوا

ٹل گئی سر سے بلا اپنا مقدر کھل گیا
موئے سر میں آج دست یار کا شانہ ہوا

اب کہیں کوئی ٹھکانا ہی نہیں جز کوئے یار
مرتد کعبہ ہوا مردود بتخانہ ہوا

جام کوثر ساقی کوثر بھی دینگے حشر میں
دست ساقی سے عنایت مجکو پیمانہ ہوا

کفر کی ظلمتیں ہیں اے مہ تری تسبیح میں
کوکب سیارہ سان روشن ہر اک دانہ ہوا

کون ایسا ہے جو مجھ بیکس کی دلداری کرے
درپئے جان دوست دشمن اپنا بیگانہ ہوا

خوب ہی پکڑے ہے ہم کافر بھی بلا کی سانپ تجھے
پنجۂ افسون گر کا زلفوں میں تری شانہ ہوا

تم بتا دو کس جگہ پر گئے ہیں دل عشاق کے
ڈھونڈھ لونگا آپ میرا دل ہی پہچانا ہوا

سوزنِ عیسیٰ نے اُس کے پاؤں کے موزے سیئے
پنجۂ خورشید حاضر لیکے دستانہ ہوا

چاہتا ہوں اپنی زنجیریں جنوں کے جوش میں
رزق میرے واسطے زنجیر کا دانہ ہوا

دربدر مارا پھرا میں جستجوئے یار میں
زاہد کعبہ ہوا رہبان بت خانہ ہوا

نام پر مجھ بادہ کش کے صاد چشم مست نے
نامۂ اعمال میرا خط پیمانہ ہوا

میرے گھر آیا ہے میرے شعر سننے کو وہ مہر
غیرتِ بیت الشرف اپنا بھی کاشانہ ہوا
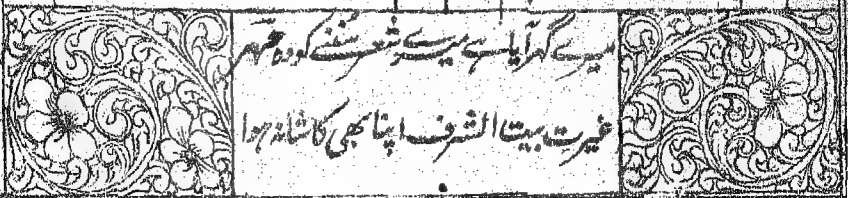
کب وان حیا و شرم کا عالم نہین رہا
کب دست بستہ پنجۂ مریم نہین رہا

کس روز یان خوشی ہوئی کب غم نہین رہا
کب مہر مجکو ماہ محرم نہین رہا

اللہ ری شرم ہوگئے تم تو عرق عرق
آب رواں ہے جامۂ شبنم نہین رہا

اٹھین گے اس نحیف سے صدمات ہجر کیا
رخصت ہو عشق مجھ مین بس اب دم نہین رہا

تلوار کر میان مین قاتل خدا سے ڈر
بس بس ترے شہید مین اب دم نہین رہا

نفرت رہی ہے مجکو تلوّن سے عمر بھر
قایم تو رنگ چہرے پہ اک دم نہین رہا

یان تک مدراج بخل ہوا ہے زمانہ مین
اب اعتبار قصۂ حاتم نہین رہا

چھپ چھپ کے کب نہ روئے غم عصمتی مین ہم
کب چشم تر پہ دامن مریم نہین رہا

کس کس طرح سے روز گریبان سیا گیا
لیکن ہزار شکر سلّم نہین رہا

آنکھین نہ کیون چرائیے ابر بہار سے
افسوس جوش دیدۂ پر نم نہین رہا

قاتل کے دل سے بل نہ گیا ورنہ وقت قتل
تڑپا مین ایسا کہ تیغ مین بھی خم نہین رہا

رہنے لگا ہے در پئے ایذائے سوزیان
اے مہر اب تو مہر مجسم نہین رہا

اُس زلف کے سودے کا خلل جائے تو اچھا
اس پیچ سے دل اپنا نکل جائے تو اچھا

شطرنج مین جی اون کا بہل جائے تو اچھا
اے مہر یہ چال اچھی ہے چل جائے تو اچھا

اس زیست سے اب موت بدل جائے تو اچھا
بیچین ہے دل جان نکل جائے تو اچھا

محرم ہون اس دور مین ساقی فقط اک مین
اے کاش خم بادہ اُبل جائے تو اچھا

خم ٹھونک کے کرتا ہے یہ اب پیچ بلا کے
اس طرۂ طرار کا بل جائے تو اچھا

اس عشق مین پھر جان کے پڑ جائین گے لالے
اب بھی دل بیتاب سنبھل جائے تو اچھا

چھو جائے جو بندے کی سوا جسم سے تیرے
اللہ کرے ہاتھ وہ گل جائے تو اچھا

کیا عشق سا ہے عشق محبت سی محبت
بدلوں گا میں اس دل کو بدل جائے تو اچھا

ممکن ہی نہیں ہے کہ بچے جان سلامت
اوس کوچہ میں مشتاق اجل جائے تو اچھا

بوسوں میں مزا قند مکرر کا ہو ساقی
اک دور دوبارہ کا بھی ڈھل جائے تو اچھا

اب ذوق کی مانند غم عشق جگر میں
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

رنگینی فکر اور میری روشنی طبع
کچھ لعل و گہر اور اوگل جائے تو اچھا

احباب بنارس کے لئے مہر کا تحفہ
قوافی
ایک اور بھی ساتھ اسکے غزل جائے تو اچھا

چاہت کا بکھیڑا کہیں چک جائے تو اچھا
روکیں گے طبیعت کو جو رک جائے تو اچھا

قاتل مری گردن پہ سر اک بار گراں ہے
دنیا سے جو انسان سبک جائے تو اچھا

اک دم کے لئے چاہیئے کیا دولت دنیا
گر ساتھ حشم جاہ تزک جائے تو اچھا

دیکھو تو بھویں تان کے اک دن مہ نو کو
ابرو سے ہلال اور بھی جھک جائے تو اچھا

اب خنجر قاتل کے تقاضے سے ہی دم بند
سر دین ہے گردن پہ کچھ چپک جائے تو اچھا

الجھا ہی رہے طرۂ طرار سے شانہ
یہ چور اگر کاٹھ میں ٹھک جائے تو اچھا

مجھ رند کے دل سے جو دھواں اٹھتا ہے ساقی
پیمانے پہ کچھ ابر تنک جائے تو اچھا

ہم مہر محبت سے بہت تنگ ہیں اب تو
روکیں گے طبیعت کو جو رک جائے تو اچھا

عشق جان جہان نصیب ہوا
اک زمانہ مرا رقیب ہوا

مر گئے ہم مسیح کے دم میں
کچھ بھی اک واقعہ عجیب ہوا

اُن سے کہدو کہ آپ پر عاشق بیکس و بیوطن غریب ہوا
نہ سُنے نالے کیا کبھی گل نے تجھکو کیا رنج عندلیب ہوا
پاسِ آدابِ حسنِ یار رہا عشق میرے لیئے ادیب ہوا
جب نکیرین نے سوال کیئے یا علی کہکے مین مجیب ہوا
میرا سر ہوگا اور اُن کے پاؤن یاور اپنا اگر نصیب ہوا

جب ہوا قبر مین سوال ادہر
یا علی کہکے مین مجیب ہوا

کہان پیراہن یوسف ہجرانِ اوصاف کا جوڑا نہ اُترا ملگجا ہو کر تنِ شفاف کا جوڑا
زیادہ بال سے بھی لٹ گیا ہے جسمِ زار اپنا ہمارے واسطے ہو قطع اُس مُوباف کا جوڑا
اِدہر دولت سرا ہے یار اُدہر اغیار کے گھر مین ہمارا کلبۂ احزان بھی ہے اعراف کا جوڑا
جب اُس آئینہ رو نے آئینہ مین اپنا مُنہ دیکھا نظر آنے لگا آئینۂ شفاف کا جوڑا
کبھی رہتی ہے دختِ رز بھی کچھ پائی سام تاہی حریفون نے ہمین تاکا ہے اس حرّاف کا جوڑا
کبھی ہمنے نہ معشوقانِ بازاری سے یاری کی نہ آیا ٹھیک اپنے پاؤن مین اجلاف کا جوڑا

نہ کیونکر مہر اپنے جامے سے باہر ہوا اے ناصح
ہوا ہے قطع اس پر عین و شین و قاف کا جوڑا

غزل تضمین مصرع

ہے اُس شہِ خوبان سے سوال اپنا ہمارا شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
تکیہ مین ہمارے بھی کبھی ہو وے گزارا شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
مجھکو ہے فقط اک درِ دولت کا سہارا شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

کرتا ہون فقیرانہ صدا کوچہ مین آ کے — شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

محتاجون کی حاجت کو روا آپ کرینگے — شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

اک بوسہ کا سائل ہون عجب اوند سدای مہر
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

بیقراری روز و شب کرنے لگا — مہر اب تو دل غضب کرنے لگا

کچھ عجب عالم ہے اپنا ہجر مین — جس نے دیکھا وہ عجب کرنے لگا

عرش تھرّانے لگا دا ہل گئے — نالے جب مین جان بلب کرنے لگا

کچھ نہ پوچھو تو ہے سبب جو اندنون — رنجشین وہ بے سبب کرنے لگا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب نے مقطع نہین لکھا ہے

پوشاک سیہ مین رخِ جانان نظر آیا — شب کو ہمین خورشید درخشان نظر آیا

دیکھا نہ کہین کفر نہ ایمان نظر آیا — ہندو کوئی پایا نہ مسلمان نظر آیا

ملبوس سیہ مین رخِ جانان نظر آیا — ظلمات مین یان چشمۂ حیوان نظر آیا

بالون مین چھپا چہرۂ جانان نظر آیا — پردہ مین نہان کفر کے ایمان نظر آیا

پھر جوشِ جنون سلسلہ جنبان نظر آیا — پھر بے سر و سامانی کا سامان نظر آیا

پریان جسے کاندھے پہ اٹھاتی تھین ہمیشہ — برباد وہ اورنگ سلیمان نظر آیا

باایں ہمہ وسعت بھی ہے کیا خوانِ فلک تنگ — آسودہ نہ اس کا کوئی مہمان نظر آیا

آنکھون کے تلے پھر گیا وہ آہوی شہری — جنگل مین جو آہوے بیابان نظر آیا

مجمع مین رقیبون کے کھلا تھا ترا جوڑا — کل رات عجب خواب پریشان نظر آیا

جس دشت میں چھوٹے ہیں مرے آبلۂ پا
کوسوں وہی سر سبز نیستان نظر آیا

اسبابِ دگر ہے کہ خورد و نوش کہ ماند
ماہِ رمضان ساقیِ دوران نظر آیا

دیوانہ ہوں پر کام میں ہشیار ہوں اپنے
یوسف کا خیال آیا جو زندان نظر آیا

شوخیِ مژۂ برگشتہ کی دیکھی نگہِ قہر
آہو بھی مجھے شیرِ نیستان نظر آیا

مایوس پھری آتی ہیں کیوں میری دعائیں
کیا بابِ اجابت پہ بھی دربان نظر آیا

میں زار و زبون ہوں کہ گئے تھے مجھے اے مہر
جب غور سے دیکھا تو کہا ہاں نظر آیا

کسی کا رنج ہمیں جو قرآن کا جواب ملا
خدا کا شکر ہے بت صاحبِ کتاب ملا

بس ایک دم کے ہیں سب آشنا ابھر کے سنبھل
کسی سے آنکھ یہاں پڑتے ہی حباب ملا

گمان ہوا دلِ پر خون پہ شیشۂ مے کا
نظر پڑی جو جگرِ تفتہ پہ کباب ملا

یہی دعا ہی کعبہ میں سر بزیر کر دن
مرے صنم سے مجھے ابجد انتساب ملا

لکھی جو چشم و گل کی صفت تو ساقی سے
صلہ میں شیشۂ مے ساغرِ شراب ملا

عبث ہے زندگی بے سود کیوں اے خضر
ملے تو آبِ بقا میں بھی تو شراب ملا

محال ہے کہ بچے محتسب کے ہاتھوں سے
جو بر میں شیشۂ دل وقتِ اجتناب ملا

جہاں پہ جشن تھا کل شب کو صبح کے ہوتے
وہاں نہ چنگ نظر آیا نے رباب ملا

الٰہی خیر ہو کیسا جواب ہے کیا ہے
یہی سنا ہے کہ قاصد کو واں جواب ملا

ہر اک کو داد سخن دینے دی مشاعرہ میں
بجا ہے مہر جو منصف مجھے خطاب ملا

اس دور میں ہر اک پہ چرخِ کہن لٹا
اور واں کا زر لٹا مرا نقدِ سخن لٹا

خلوت نشین ہو تو دل عاشق ہین گرجگہ
یون دولت جمال نہ اے سیمتن لٹا

بلبل کو کیسی کیسی ہوئین آفتین نصیب
گلچین کے دست ظلم سے کیا کیا چمن لٹا

فریاد تک خدا سے نکی اے صنم تری
ہین بیزبان تیری یہان اے بیدہن لٹا

نباشون کی جفائین ہوئین ہمپہ بعد مرگ
اے آسمان زیر زمین بھی کفن لٹا

جھونکے چلے ہوا کے پریشان ہوئی وہ زلف
خوشبو تمام پھیلی ہے مشک ختن لٹا

حاتم وہ ہون کہ بعد فنا دلکو دون صلاح
اب قبر مین بھی خاک اڑا یا کفن لٹا

[illegible] سخن سو مجھ سے پڑھیون سن علیلوی
اورون کا زر لٹا مرا نقد سخن لٹا

۱۰۶۵۸

دیکھ لیتی تھی کبھی تو یہ بھی صحبت دیکھتا
یار مجکو ذبح کرتا ہین بہ حسرت دیکھتا

حسن صورت دیکھتا یا حسن سیرت دیکھتا
ان پریزادون مین کیا ہین آدمیت دیکھتا

اوس کی صورت یہ وہ اوسکی شکل حیرت دیکھتا
آئینہ مین اپنا سا آئینہ طلعت دیکھتا

حسن مین یکتا ہو تم مینے بھی دیکھا ہے جہان
کوئی تو ہمسا کہین پر خوبصورت دیکھتا

مر گیا لیکن کھلی ہین آنکھ بعد مرگ بھی
اور تیری راہ کب تک بے مروت دیکھتا

چلو بھر پانی مین واعظ ڈوب مرتا شرم سے
میکدہ مین بادہ خوارون کی جو شوکت دیکھتا

منہ چھپایا ایک بوسے کے لئے دلدار نے
جان مجھسے مانگتا وہ میری ہمت دیکھتا

رات دن سجدے کیا کرتا ہے حورون کیلئے
کوئی زاہد کی نمازون مین تو نیت دیکھتا

یہ صدا آئی لب گور تونگر سے مجھے
مرد مفلس اب وقار اہل دولت دیکھتا

کیا محل تہا سامنا کرنے کا مہ سے بام پر
دیکھتا اپنی طرف وہ اپنی صورت دیکھتا

یون تو ہے تقریر کو وسعت بہت ناصح مگر
دیکھتے اوس کو تو پھر ہین تمکو حضرت دیکھتا

حشر کے ہو مین تو عمدے او آفت خرام
چال تو چلتا ہین خالق کی مشیت دیکھتا

گکس ہجار گہر جاتی نظرے یار سے
دیکھنے والون کی اپنی وہ جو حالت دیکھتا

شکوہ ہے کیا گلہ مجبور مین مختار وہ
رنج ہو تو رنج راحت ہو تو راحت دیکھتا

خاطر احباب تھی اے مہر ورنہ دی کا پوچ
دیکھتا اپنی غزل یا لطف صحبت دیکھتا

کہدیا ہے مجھے اے قاصد جانان کیا کیا
کہیو کہیو ترے قربان مین ہان ہان کیا کیا

قید ہستی مین حسین بھی ہوئے نازان کیا کیا
خواب دیکھے گئے یوسف زندان کیا کیا

داغ حسینون مین ہوا خرم و شادان کیا کیا
عیش کرتا رہا پریون مین سلیمان کیا کیا

دولت و حشمت و سیم و زر و لعل و گوہر
ساتھ لیجائے گا او منعم نادان کیا کیا

پگھلتی موم کی مریم بھی تری محفل مین
گرم نازش ہے یہان شمع شبستان کیا کیا

تیر سے نوک کی لیتی ہے سنان بن بن کے
واہ کرتی ہے خلش یار کی مژگان کیا کیا

تیرگی قبر کی آنکھون مین مرے پھرتی ہے
اور اندھیر کرے گی شب ہجران کیا کیا

تم سے آشوب جہان جا کے جہان بیٹھین گے
فتنے اوٹھین گے بنا اے فتنۂ دوران کیا کیا

کلمہ تو ترا پڑھتے ہین بت کافر کیش
اور کروائے گا اے دشمن ایمان کیا کیا

ہمنے فرہاد کو گہنا ر پہ دے دے پٹکا
قیس کو لوٹ لیا ہے سر میدان کیا کیا

کس مزے کی دل مجروح سے شورش ہے اٹھین
لوٹتے ہین مرے زخمون پہ نمکدان کیا کیا

آنکھ دی دیکھنے کو تم سے صنم دکھلائے
اپنے بندونپہ ہے اللہ کا احسان کیا کیا

آپ کے روبرو مُنہ اوس کا بگڑتے دیکھا
آیا بن بن کے ہمیشہ مہ تابان کیا کیا

مین تو اس چال پہ مٹتا ہون کہ چلتے چلتے
ٹھوکرین مارین سر گور غریبان کیا کیا

سحر روز قیامت ہے تو صبح شب وصل
اپنے پنجہ مین رہے ہم مہر گر یا اتنا کیا

زلف کہتے ہو عبث نام ہے ناگن اس کا
شانہ الجھا نہین اے مہر یہ پھن ہے اسکا

مہر ہر صبح نکلتا ہے لہو مین ڈوبا
کوچۂ قاتل سفاک ہے مسکن اسکا

دل سودائی ہوا پھنسکے تری زلفون مین
شام کا مردہ ہے کب تک کرین شیون اسکا

آپ کے لعل مسی زیب پہ اک عالم ہے
رنگ لائے گا کہان سے گل سوسن اسکا

پھر رشتہ جگرون کا ہے گریبان تا جیب
کیا رفو خاک کرے گی کوئی سوزن اسکا

دور کتنا ہی نہ کیون آپ کو کھینچے صحرا
ہم بھی دیوانے ہین چھوڑین گے نہ دامن اسکا

دم جو عیسے کا مین بھرتا ہون تو سب کہتے ہین
لے گئی چھین کے دل کوئی فرنگن اسکا

کوچۂ عشق جدا دیر و حرم سے نکلا
معتکف اب ہے ہر اک شیخ و برہمن اسکا

اپنا ویرانۂ دل نور کا ویرانہ ہے
اے جنون ذرہ ہے اک وادی ایمن اسکا

دل پہ داغ پر اپنے ہے بہار تازہ
دیکھ عالم تو ذرا بلبل گلشن اسکا

خوش صفا شعر کے کہنے کا ہے سب کو اے مہر
مگر آسان نہین مشکل ہے بہت فن اسکا

درد دل سے مجھے اک لمحہ بھی آرام نہین
موت ناہی خوب ہے اب زیست کا ہنگام نہین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نامہ بر بیٹھ رہے تھک کے کہان تک دوڑین

ہے کہ بجا
مہر کیون کیجے دوا
یہ بھی ہر کوئی ادا
قول شاعر ہے بجا
اب تو اسے باد سحر

ایک مدت ہوئی کچھ نامہ و پیغام نہین
نہ تو کچھ اوس کی تمنا تھی نہ اِس کی ترغیب
شکوۂ یار نہین غیر پہ الزام نہین
مرغ دل دیکھ کہین آئے نہ شامت تیری
جس کے پہندے سے نکل جائے یہ وہ دام نہین
آپ دیوانہ سڑی مجھکو جو چاہین سو کہین
سمجھا اے جان کوئی عاشق بدنام نہین
یا تو لاتی تھی خبر عرش کی تواکدم مین
نارسائی تجھے وان تا لب بام نہین
کر دیا ہے لب لعل کو جیسے مشہور
ایسی باتون کا بھی صاحب ہمین انعام نہین
وامق و کوہ کن و قیس کو دیکھا ہم نے
پھر سا ان مین کوئی عاشق ناکام نہین

ہائے قسمت کا لکھا
آپ عاشق ہوئے ہم
جو کہ ہونا تھا ہوا
ارے سودائی نہ ہو
زلف کافر ہے بلا
ہین یہ سب نام مرے
کیا رہے نام مرا
دل ہے موجود گواہ
واہ اے آہ رسا
اتنو بوسہ دو کوئی
واہ واصل علے
کس سے واقف نہین ہم
سب مین ہے چھپا ہوا

جو مہندی کا بٹنا ملا کیجئے گا
ستم کیجئے گا جفا کیجئے گا
پھڑک کر نکل جائے گا دم ہمارا
جو کہتا ہون اچھا نہین ظلم کرنا
قیامت مین دیدار کا کب یقین ہے
کسو کا بھلا ہوا تو وہ یہ کہکے اُٹھے

پسینے کو عطر حنا کیجئے گا
یہی ہوگا اور آپ کیا کیجئے گا
قفس سے جو ہمکو رہا کیجئے گا
تو کہتے ہین وہ آپ کیا کیجئے گا
یو نہین لن ترانی جنا کیجئے گا
مین جاتا ہون بیٹھے بھلا کیجئے گا

شہنشاہ کہتے ہین اُنکے گدا سے — ہمارے لئے بھی دعا کیجئے گا

گلون کا وہی پیرہن ہوگا صاحب — عنایت جو اپنی قبا کیجئے گا

کنارہ بھلا تم سے اے بحر خوبی — ڈبونے ہی کو آشنا کیجئے گا

سنبھلنے ہاتھ اُن کے دیکھے تو بولا — گلون کی قبا کو قبا کیجئے گا

مری جان کے مدعی آپ ہونگے — سماعت اگر مدعا کیجئے گا

بہت ناز پروردہ ہے دل ہمارا — ذرا لطف اس پر کیا کیجئے گا

نہ دیوانہ بنتے جو معلوم ہوتا — پری بن کے ہم سے اڑا کیجئے گا

ہتو برق ہین دردمندون کی آہین — خدا کے غضب سے ڈرا کیجئے گا

بہت فیض بخشی کا سنتے ہین شہرہ — ہماری بھی حاجت روا کیجئے گا

خدا کے لئے میرزا مہر صاحب
بتون پر کہان تک مٹا کیجئے گا

جو طالبان زر ہین ہوئے وہ کب آشنا — نا آشنائے محض ہین یہ مطلب آشنا

مجھ بدنصیب کا جو کوئی زائچہ لکھے — ہرگز نہ برج سعد سے ہو کوکب آشنا

نرگس کی آنکھین پھر گئین گل منہ پھلائے ہین — گلشن مین عندلیب فقط ہے اب آشنا

جیسا کہ منہ سفید ہے ویسا ہی دل سیاہ — کچھ وجہ سے ہوئے ہین جو مہ رو شب آشنا

احباب ہنس رہے ہین مین روتا ہون زار زار — دریا کی سیر دیکھ رہے ہین سب آشنا

اپنی تو وہ مثل ہے کہ یاردن کے یار ہین — نا آشنا ہے وہ تو ہوئے ہم کب آشنا

اک دن بھی اوس کی شکل نہ دیکھی بجز خیال — آنکھون سے خواب بھی نہوا اک شب آشنا

ہنستے ہین میرے دوست مین روتا ہون زار زار — مجکو ڈبوے دیتے ہین ملکر سب آشنا

غیرون کا کیا گلہ ہے شکایت عدو کی کیا
نا آشنائے محض ہون ہمدم جب آشنا

اب ان بتون سے مجکو نہ الفت ہو یا خدا
اب آہ ہو نہ لب سے مرے یارب آشنا

کرتے ہین دوستی مین یہہ البتہ دشمنی
کام آئے ورنہ اور مرے کب آشنا

فرہاد و قیس و وامق و مہر جگر کباب
کیا دن تھے وہ کہ جمع تھے باہم سب آشنا

ہر دم دل پُر درد کا ہے اب یہی نالا
اللہ نہ ڈالے کبھی بے درد سے پالا

قمری کا گلستان مین ہو سیدھا یہی نالا
اے سرو روان سلمہ اللہ تعالے

آنکھین بھی تجھے ڈہونڈہتی ہین دل بھی ہے مشتاق
تو آنکھ کا تارا ہے تو ہے گھر کا اوجالا

سونگھے ہے وہ خوشبو کہ دماغ اب نہین ملتا
ان گیسوؤن والون نے بلا مین مجھے ڈالا

جیسا ہے کسی دست حنا بستہ کا چھاپا
مالی کوئی اس رنگ کا گلدستہ بنا لا

جی بھر کے نہ دیکھا تمھین بس داغ رہا یہہ
نرگس کبھی اوگتی ہے لحد پر کبھی لالا

اللہ یہ تو اس مین تمھین دخل ہے کیونکر
کعبہ نہ سہی دل ہے ہمارا کہ شوالا

جانے دو مجھے دشت و بیابان کی طرف کو
کانٹون ہی کے سر ہو رہا اب پاؤن کا چھالا

ٹیڑہی تو یہی کھیر ہے مشہور جہان مین
غم کہانے کو سمجھے ہین وہ کیا پستہ کا نوالا

بیمار محبت ہون شفا ہو گی اونھین سے
اے عیسی مریم مرے عیسے کو بلا لا

وحشت تو سراپا ہے سراپا مین ہماری
نقشہ سر پر شور کا ہے پاؤن مین چھالا

آغوش مین ہو شوخ حسین چاندنی شب ہو
اللہ کرے مہر بنے چاند کا ہالا

بدن یار کی بو باس اڑا لائے ہوا
جان آئے جو وہان ہو کے یہان آئے ہوا

بدن یار کو بس چھو کے نہ اترائے ہوا
عطر کی بنکے لپٹ مجھسے لپٹ جائے ہوا

اُن کے کوچہ مین غبار اپنا اُڑا کر لیجائے
مجھ پہ احسان کرے میرے بھی کام آئے ہوا

ہو ہوادار سواری کا مرے دوش صبا
ناتوان وہ ہون کہ اُس تک مجھے پہنچائے ہوا

بندھ گئی باغ مین تیری تو ہوا باد صبا
اونکے کوچہ مین مری آہ کی بندھ جائے ہوا

اک نگہ باد ہوائی بھی تمہاری ہے ستم
جان اس تیر ہوائی سے نہو جائے ہوا

کیون نہو باد بہاری مجھے کچھ فرمایش
کیون نہ باندھون مین ہوا یار جو بندھوائے ہوا

کتنی نازک وہ پری ہے کہ ہوادار اُس کا
صورتِ تختِ سلیمان رہا بالائے ہوا

تو نے مہر سے ایمہ یہی تاریخ ہو سچ
گلشن و بادہ و گل مین تجھے گرمائے ہوا

١٢٦٥ھ

تجھی سے جسنے پایا مطلب دل ایخدا پایا
بتون کو برہمن نے عمر بھر پوجا تو کیا پایا

دکھایا سامری کو چشم جادو نے تری جادو
مسیحا نے لب جان بخش کو معجز نما پایا

محبت کا جو پتلا ہے مرا دل ہے مرا دل ہی
مبارک ہو تمہین صاحب غلام باوفا پایا

مرا کمل ہوا ہے قامتِ بے سایہ کا سایہ
فقیر ایسے ہوا ہون لے لوا کا بوریا پایا

بچھ شانِ بے نیازی ہے کہ وارستہ کیا مجکو
طبیعت بے غرض پائی دلِ بے مدعا پایا

محبت سے مروت سے نہین کچھ حسن مین تمکو
تمہین بے مہر دیکھا ہم نے تمکو بے وفا پایا

ہے پامال ہونے کی تمنا مین بھی سرگردان
نہ اون کے نقش پا کو راہ پر ہم نے لگا پایا

کسے لپٹے ہوئے دیکھا شب وصل اپنے پہلو مین
بہت کچھ خوش ہو تو لیکن آج اے دل کیا بڑا پایا

بجا ہے نقش عالم کو اگر نقشِ فنا کہیے
جسے دیکھا اُسے اے جان جان مجھ پر مٹا پایا

یہ گرمی پنجہ خورشید تابان نے کہان پائی
کسی کے آتشِ رنگِ حنا سے پا کو تپتا پایا

ہوئے برباد نامے اپنے شکل کاغذ باد ہی
عجب باد ہوائی نامہ بر پیک صبا پایا

نہ کیون ہوتا مس عصیان ہمارا بھی زر خالص
ملی اکسیر ہم کو تربت خاک شفا پایا

کسی صحرا ے وحشت زا مین ہی یا کوئی جانامین
ہماری خاک کا تو نے پتا کچھ اے صبا پایا

نمک چھڑکا نہ آخر اے دل مجروح ظالم نے
ستم کا ذائقہ چکھا محبت کا مزا پایا

چراغ دیر مین شمع حرم مین تیرا جلوہ ہے
تجھی کو ہر جگہ دیکھا تجھی کو جا بجا پایا

جلاؤن طور پہ گھی کے چراغ اے حضرت موسے
لب بام آج دیکھا اُن کو دل کا مدعا پایا

یقین ہے نہس ہوتی چھوڑکر لیجائے گا تجھسے
جو مجھ دالا گھر کا استخوان تو نے ہما پایا

شب وصل آج ہے اللہ اکبر مسترا اپنی
فلک پر ہے دماغ اپنا کہ تم سا مہ لقا پایا

کبھی روز آپ نے تو وصل کا وعدہ نہ فرمایا
کسی شب کو نہ ہم نے بخت خفتہ جاگتا پایا

ہماری ہڈیون پر شکر نعمت تجھکو لازم ہے
سگ جانان کا حصہ تھا جو تو نے اے ہما پایا

تمہین سے یا علی آسان ہونگی مشکلین میری
تمہین حاجت روا دیکھا تمہین مشکلکشا پایا
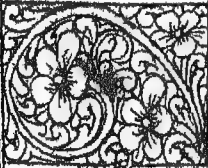
اٹھائے ناز بھی ان نازنینون کے تکلف سے
تجھے نازک مزاج اے مہر دیکھا میرزا پایا
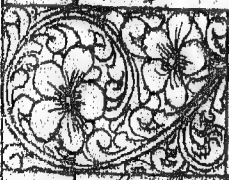
کوئی لیکر خبر نہین آتا
جو گیا نامہ بر نہین آتا

چاند کس جا نظر نہین آتا
یار کیون سیر کی گھر نہین آتا

دم محبت کا بھر نہین آتا
راز افشا تو کر نہین آتا

عشق کیا جانے زاہد بے مغز
ڈھنگ یہ عمر بھر نہین آتا

پند تو بہتر سے ہین دیکھو تو
کیون مرا نامہ بر نہین آتا

لالہ ہر سال رنگ لاتا ہے
رنگ داغ جگر نہین آتا

وہ تو کہتے ہین صبر کر چندے — اور یہان صبر کر نہین آتا

کبھی پونچھو لپٹ کے سینہ سے — اب تو منہ کو جگر نہین آتا

شیشۂ دل مین اوپری پیکر — ہے پری تو اُتر نہین آتا

ہم بھی باتین بنایا کرتے ہین — شعر کہنا مگر نہین آتا

غنچۂ گل ہو کے اُن سے کہتا ہے — کس کا مُنہ کو جگر نہین آتا

رنگ لایا نہین ابھی رونا — ابھی لخت جگر نہین آتا

ناصحا کیون نہو خیال اُنکا — خواب تو رات بھر نہین آتا

عمر بھر اک تمہین کو پیار کیا — دل کہین اسقدر نہین آتا

میرے مرنے کی کیا نہین ہے خبر — کیون تو اے بیخبر نہین آتا

کیون بگڑیئے بنے بنے نہ بنے — مہر بندہ کو شر نہین آتا

ذبح مجکو انیلے پن نے کیا — قتل قاتل کو کر نہین آتا

کوچۂ یار ہے کہ جنت ہے — جو گیا پھر کے گھر نہین آتا

یار کوٹھے پہ اپنے چڑھتا ہے — مہ فلک سے اُتر نہین آتا

جی نجا ہے جسے مین کیا چاہون — مجکو بے موت مر نہین آتا

دیکھکر اُن کو جس کو دیکھو مہر — کوئی آتا نظر نہین آتا

ہمکو کیا کیا نظر نہین آتا — کوئی تم سا نظر نہین آتا

ذکر گیسو سے جی الجھتا ہے — سر مین سودا نظر نہین آتا

تو نے وحدت کو کر دیا کثرت — کہین تنہا نظر نہین آتا

چشم بد دور چشم گریان سا | کوئی دریا نظر نہین آتا
دل تمنائے وصل او دارد | سو وہ ہوتا نظر نہین آتا
جس پہ دل آیا جسپہ آنکھ پڑی | وہ تو آتا نظر نہین آتا
آئینہ کا دکھائی دے پہ چھالا | دل کا چھالا نظر نہین آتا
خوب نقش دہن کا نقشہ ہی | بنکے دہوکا نظر نہین آتا
برق سے بھی زیادہ تیز رہا | دل تڑپتا نظر نہین آتا
دل نازک مزاج بھی ہی کہین | میرا مرزا نظر نہین آتا
پارسائی مین یار یکتا ہے | اُسکا سایا نظر نہین آتا
ہے یہ کچھ کچھ ابھار جوبن کا | سینہ اُبھرا نظر نہین آتا
چاند کو تم سے جان کیا نسبت | تم ہین دہبا نظر نہین آتا
مین ہون دیوانہ جس پریزو کا | وہ چھلاوا نظر نہین آتا

اے فلک مہر ہون تو کیون مجکو
وہ مسیحا نظر نہین آتا

جب علاج اپنا ذرا ہونے لگا | اور درد دل سوا ہونے لگا
اب تو وہ آنے چلے ہین راہ پر | نقش مطلب نقش پا ہونے لگا
لگئے بوسے لب جان بخش کے | زندگی کا آسرا ہونے لگا
چھاگلون کا شور ہے شور نشور | ہر قدم محشر بپا ہونے لگا
میری چاہت کا تمہارے ظلم کا | اب تو چرچا جابجا ہونے لگا
اس تری شوخی کے صدقے جائیے | خون ناحق اے حنا ہونے لگا

ہے انھیں کے ہاتھ اپنا مرگ و زیست
یا خدا ہر بت خدا ہونے لگا

بعد وصل اور اضطراب دل بڑھا
کیا مین سمجھا کیا سے کیا ہونے لگا

بے وفا یہ عہد ہو جب آپ سا
کیون کوئی وعدہ وفا ہونے لگا

مہر شاہد باز و رند مے پرست
کیون ولی کیون پارسا ہونے لگا

نہ چھوٹتے قدم اُن کے نصیب لڑ جاتا
گلی مین یار کے لاشا جو اپنا گڑ جاتا

کسی کے سر مین مصالح کبھی جو پڑ جاتا
تتار ہند سے تحفے مین بال چھڑ جاتا

بھلا ہوا کہ خود آرائی کو بُرا سمجھے
بناؤ کر کے مزاج آپ کا بگڑ جاتا

بخیل اب کے زمانے کے جیسا بھی ہین
وگرنہ صورت قارون ہر ایک گڑ جاتا

مجھے گلون مین بساتا وہ عندلیب ہو نہین
جو باغبان سے مرا آشیان اُجڑ جاتا

بلا کے پیچ مین زلفون کے دل کی اصل تھی کیا
جو پہلوان بھی ہوتا تو وہ پچھڑ جاتا

کبھی تو دل مین ترے آہ کا اثر ہوتا
کبھی تو عرش پہ جھنڈا مرا بھی گڑ جاتا

جو کاٹ کر مرے سر کو وہ چل دیا ہوتا
تو ساتھ ساتھ ہی قاتل کے اپنا دھڑ جاتا

بڑا رفیق مہر مجھ سے تمنے چھڑوایا
نہین تو کاہیکو دل اس طرح بچھڑ جاتا

خبر احوال سے میرے ہے حضور آپ کو کیا
مین جو مرتا ہون مرون آپ سے دور آپ کو کیا

میرا دل لیکے جو سیکھے ہو سلیقہ ایجان
پہلے یون ظلم و ستم کا تھا شعور آپ کو کیا

بوسہ لینے کیلئے بھی نہ کبھی مین نے کہا
کیجئے ثابت ہوا بندہ کا قصور آپ کو کیا

پوچھے واعظ سے کوئی کون ہین حورونکے جنا
آپکا عاشق ہو نہین چاہتا حور آپ کو کیا

صدمے جو ہونگے مری جان پہ ہونگے صاحب
دل کے لینے مین نظر آیا فتور آپ کو کیا

بد سلیقہ سہی ہین حضرتِ ناصح تم کون
نسہی مجھکو محبت کا شعور آپ کو کیا

عشق ہے آپ سے ہون حاضر و غایب یکسان
نہین معلوم ہے اب تک یہہ حضور آپ کو کیا

آپ آئینہ مین جب دیکھ لین اپنی صورت
تو پسند آئے بھلا صورت حور آپ کو کیا

محو ہون حسن رخ یار کا مین تو اے شیخ
یاد قرآن مین نہین سورۂ نور آپ کو کیا

توڑ دیگے گر ہے پسند آپ کو جھنکار اس کی
شیشۂ دل تو مرا ہوئے گا چور آپ کو کیا

دیکھکر شیخ کی ڈاڑھی کو وہ بت کہتا ہے
دیکھنا چبھتا ہے اللہ کا نور آپ کو کیا

ہے بہار چمن اک روز تو اک روز خزان
پھر ہے اس حسن دو روزہ پہ غرور آپ کو کیا

جام صہبا کہون آنکھون کو تو فرماتے ہین
آپ کو ہوگا نہ اس مے کا سرور آپ کو کیا

میری آنکھون مین سماے تو کرو دل مین جگہہ
ناز سے چلنا ہے خیر اتنی بھی دور آپ کو کیا

خضر سو سہی صعقہ کا ہے جو عالم اے مہر
نظر آیا ہے کہین جلوۂ طور آپ کو کیا

ہو گیا گریۂ بے اثر تو اپنا نالا ہو گیا
ورنہ ہم نے اور جو منہ سے نکالا ہو گیا

جب رخ پر نور یاد آیا شب مہتاب مین
حلقۂ چشم تصور مہ کا ہالا ہو گیا

فصل گل مین مہربانی سی مری تربت پہ پھول
جو چڑھایا لا کے بلبل نے وہ لالا ہو گیا

تیرے ہی آنکھونکا وحشی تھا ہرن جو دشت مین
پھر لئے پھرتے ہم کے آخر مرگ چھالا ہو گیا

کھیلتے ہین لڑکے آ آ کر کبڈی قبر پر
ڈھیر جو میرا بنا تھا سو وہ پالا ہو گیا

آفتاب صبح محشر ساقیا اس مہ بغیر
بادۂ گلرنگ کا مجکو پیالا ہو گیا

گرمی رخسار سے رومال گل رو کا مرے
پھر نیا اعجاز ہے دیکھو دوشالا ہو گیا

کیا موثر ہے سیہ بختی کہ خامہ وقت فکر
شکوۂ بخت سیہ لکھتے ہی کالا ہو گیا

جس غزل مین دیکھیے اشعار ہین سے مہر رم
اپنا انداز سخن سب سے نرالا ہو گیا
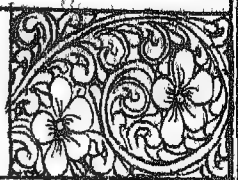
دیدۂ جوہر سے بینا ہو گیا
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

دیکھکر آئینۂ زانو ترا
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

بعد موجد عالم ایجاد مین
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

کر دیا حیران جسے دکھلائی شکل
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

وہ حلب پہنچا تو سن لینا یہ حال
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

پشت بر دیوار ہے تیری حضور
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

سامنے سے تیرے ٹلتا ہی نہین
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

شانہ ہے دل چاک مشاطہ ہو دنگ
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

دیکھکر اُس روے رنگین کی بہار
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

تیرے آگے چشم عاشق کی طرح
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

مہر کو سکتا ہے یا اسے رشکِ ماہ
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

محفلِ عشرت مین مہ رویون کے مہر
آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

جو بے نشانی کا ہم سے ہوا نشان پیدا
تو اب مکان سے ہے شکل لامکان پیدا

جو ہم کو ہاتھ سے کھویا تو پاؤن بیٹھوگے
کہ ہونگے عاشقِ جانباز پھر کہان پیدا

عبث خیال ہے افشاے راز کا ہم سے
جلیگا دل نہین ہونے کا پر دھوان پیدا

گمان ہے دیکھ کے اُس کے لبِ مسی آلود
ہوا ہے آتشِ یاقوت سے دھوان پیدا

چلا ہون ڈھونڈھنے مضمونِ کمر کی سوئے عدم
نہووے گا مری تربت کا بھی نشان پیدا

خدا علیم ہے گر ہو نہ میرے دل کی شکل
تو اے بتو نہو ناقوس سے فغان پیدا

نہیں ہین آنکھون مین ڈورے نہیں ہین یہ ابرو
کئے غزالون نے چلّے پہ لیے کمان پیدا

مجھے بنا دیا گردش نے کیون زمین کا گز
ہوئے تجھے کیون مرے سر پہ یہ آسمان پیدا

تمہارے آئینۂ رخ مین عکس ابرو ہے
یہ حلب مین ہوئی تیغِ اصفہان پیدا

بلا کا طول دیا زلف کے فسانے کو
ہوا ہے دل بھی مرا طرفہ قصہ خوان پیدا

پڑے گا داغ کہان دل کے پڑ گئے لالے
ہوئی بہار سے پہلے یہان خزان پیدا

تپِ فراق مین ایذائے دردِ سر ہے مجھے
کرون کہان سے ترا سنگِ آستان پیدا

وہان تو غیر نے سر مین لگا دیا صندل
ہوا ہے جان مجھے دردِ سر یہان پیدا

جو ذکرِ تیغِ نگہ کیجئے تو کشتون کے
وہان زخم سے ہو شورِ الامان پیدا

لبانِ طائرِ قبلہ نما رہا بے تاب
غرض ہوا تھا ازل سے مین نیمجان پیدا

سگ و ہما مین لڑائی رہے گی بعدِ فنا
ہوئی فساد کی جڑ تن مین استخوان پیدا

زبان دراز نہو سوسن اپنا منہ بنوا
مجال ہے کہ ہماری سی ہو زبان پیدا

نہ شکر بازوئے قاتل ادا ہوا مجھسے
ہوئے ہزارون ہی زخمون سے گو دہان پیدا

بچین نہ دستِ جنون سے جو پاؤن پا نہ ہون
کرون کہان سے گریبان کی دھجیان پیدا

وہ مست ہون کہ کہون محتسب سے کعبہ مین
کہین شراب کی اب کیجئے دوکان پیدا

بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا ست
کہو تو چین کی صورت ہو پھر کہان پیدا

رہا ہون بستۂ تارِ نگاہ ساری عمر
نہو گا بعد مرے مجھسا ناتوان پیدا

ہر اک اشک ہین ہین پارۂ دل بیتاب
ہوئی ہین آب گہر مین بھی مچھلیان پیدا

ہلال ماہِ محرم مین ناتوان ہون مہر
خدا نے غم سے کیا مجھکو توامان پیدا

بگڑنہ ہم سے نہ منہ شوخ بے حجاب بنا
ہماری آنکھ کے پردے کو اب نقاب بنا

ہمیشہ آتشِ فرقت مین یہہ سلگتا ہے
دل برشتہ ہمارا پئے عذاب بنا

ہر اشک چشم مین ہے اسقدر رنگِ خونِ جگر
صدف مین لعل ہر اک گوہرِ خوشآب بنا

ہمارے خاک لب کل ہے آسمان پہ داغ
فروغ داغ سے دل مہرِ آفتاب بنا

ہوا ہے تار نظر جوشِ اشک سے رگِ ابر
ہمارا دامن تر دامنِ سحاب بنا

سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد
بنے تو یار تو دربان کو اب شتاب بنا

بہت وہ باتین بناتی تھی باغ مین گلِ سحر
نہ اوس کے روبرو بلبل سے کچھ جواب بنا

جہان زیر نگین ہے تو وہ سلیمان ہے
نگین مہر ترا اے فلک جناب بنا

جو کوئے یار مین بیٹھون تو یار کہتا ہے
یہان پہ گھر تو نہ اے خانمان خراب بنا

یہی ہے مہر کی خواہش کہ اے فلک مجھکو
تو ذرۂ درِ فخرِ زندِ بوتراب بنا

مری فریاد سنکر گل نے پھاڑا پیرہن اپنا
نکیون استاد سمجھین مجھکو مرغانِ چمن اپنا

بیان سوزِ دل کیا ہو کہ تارِ شمع کی صورت
پسِ مردن بھی جلتا ہے ہر اک تارِ کفن اپنا

یہان تک ناتوان ہون مین کہ اب مانندِ عنقا کے
فقط اک نام کو ہے پیرہن مین اپنے تن اپنا

جو مین نے عرض حالِ دل کیا اُسنے تو فرمایا
جتایا کیجئے مجھسے نہ بس دیوانہ پن اپنا

بہت برہم ہوا صیاد سنکر نالہ و افغان
غضب ہے ہمصفیرو یاد بھی کرنا وطن اپنا

دغورت تنگی سے تنگ ہون اے غیرت یوسفا
لگا لینے دے مجھکو منہ سے یہ چاہ ذقن اپنا

بہار آئی بھلا گلشن مین ہم وحشی رہین کیونکر
دماغ آشفتہ کرتی ہے یہان بوے سمن اپنا

نکلوا کے گا کیسو سے ہمین اک ماہ سیما
ارادہ اب کے سال ای مہر ہے سوے دکن اپنا

ہوتا ہے کوئی کام نہ دنیا کا نہ دین کا
اللہ بتون نے ہمین رکھا نہ کہین کا

مضمون بندھا کوچہ محبوب حسین کا
دروازہ کھلا قبر مین جب خلد برین کا

نقشہ نہین جچنے کا یہان حور کا واعظ
رہتا ہے تصور مجھے اک شوخ حسین کا

اے شوخ بہلتی کوئی ہندی کی غزل گا
چکھا ہے مزا ہم نے کلام نمکین کا

ایک ایک سے برتر ہے اگر دل مین کرو غور
کرسی سے بہت پایہ بڑا عرش برین کا

مجھ بستہ فتراک کا کیون خون کیا ناحق
دھبا نہ چھٹے گا کبھی ترے دامن زرین کا

حیرت ہے حلب والون کو آئینہ رخ سے
اک شور سنا ہند مین خال نمکین کا
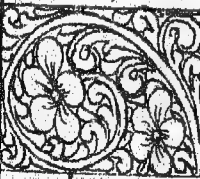
ہوگی ترے دل مین بھی جگہ مہر کو لے مہر
اس اپنے گمان پر مجھے دعوی ہے یقین کا

کیا کہون تجھسے حال زار اپنا
ناصحا دل ہے بے قرار اپنا

کہان مین نالہ کش کہان بلبل
منہ چڑھائے وہ گو ہزار اپنا

قیس کہتے ہین جس کو بندہ نواز
تھا وہ اک زائر مزار اپنا

چہرتی اپنا آپ ہو جائے
آئینہ دیکھے گر نگار اپنا

ہم کو اے ماہ کوئی یاد آیا
منہ دکھا تو نہ بار بار اپنا

شب تار فراق صورت صبح
ہے گریبان تار تار اپنا

ہون نہ سر دمہر یہ مائل ۔۔ کس قدر ہے مزاج حار اپنا

اوسکے قدمون پہ سر ہے روتا ہون ۔۔ یار ہے سرو جوے بار اپنا

کیون مین گل کھاؤن اپنے سینہ پر ۔۔ تو اگر دے گلے کا ہار اپنا

طوق کیون ہو گلے کا ہار مرے ۔۔ تو اگر دے گلے کا ہار اپنا

ہاے دامن نہ اوس کا ہاتھ آئے ۔۔ ہو گریبان تار تار اپنا

نہ چڑہا پھول میری قبر پہ جان ۔۔ رکھدے اُترا ہوا کیوہار اپنا

وحشی خفتہ بخت ہون اے قیس ۔۔ تلوا سہلائے کیون نہ خار اپنا

کہان دل لے ترے کہان وہ دہن ۔۔ تنہ تو ہنوا قرار سے انار اپنا

دوستی کا گمان کرین کس پر ۔۔ دشمن جان ہو جب کہ یار اپنا

ہوگا نرگس کا تختہ تختہ قبر ۔۔ ہے اگر یہی انتظار اپنا

زرد کیون ہے تو پھر آئینہ مین ۔۔ منہ تو دیکھو او جگر فگار اپنا

غیظ مین تیغ بکف گر کبھی قاتل ہوتا ۔۔ طائر رنگ حنا طائر بسمل ہوتا

قیس کا صاف اگر میری طرح دل ہوتا ۔۔ ہر بگولا اُسے لیلے ترا محمل ہوتا

نقش شیرین جو نہ چہاتی کیلیے سل ہوتا ۔۔ کوہکن درد جگر کا متحمل ہوتا

خط رخسار سے اسکے جو مقابل ہوتا ۔۔ مہر کا خط شعاعی خط باطل ہوتا

کچھ بھی اوس پنجہ مژگان سے جو حاصل ہوتا ۔۔ جم کا بھی کاسہ سر کاسہ سائل ہوتا

دیکھتا بزم طرب مین جو تمہین بزم افروز ۔۔ ید بیضا کف موسے مین حلاحل ہوتا

اک نظر چہانکتے گر دیکھتا وہ چاہ ذقن ۔۔ چاہ کنعان پہ گمان چہ بابل ہوتا

گنبدِ تربت بے سایہ یونہین بن جاتا
ساربان بھول ہی جاتا رہ نجد لے لیلی
اور کچھ دہیان نہ تھا قیس کو لیلی کے سوا
قیس کی قبر پہ سایہ تو ذرا ہو جاتا
اسی امید پہ اک عمر رہا تھا عریان
بدنما ہار ہے اس گردن نازک مین یہی
کبھی یون بیٹھے بٹھائے نہ اٹھاتا ایذا

قیس کی قبر پہ لیلے کا جو محمل ہوتا
دل مجنون جو نہ زنگولہ محمل ہوتا
گنبد قبر بھی بنتا تو وہ محمل ہوتا
گنبد قبر جو لیلے ترا محمل ہوتا
کاش مجنون کا کفن پردہ محمل ہوتا
دست گل خوردہ مرا کاش حمائل ہوتا
میرے پہلو مین جو پھوڑا عوض دل ہوتا

مہر کیا ناف ہے اس مہ کے بقول ناسخ
مشک نافہ تھا کوئی ناف مین گر تل ہوتا

ملک الموت سے ہوتا ہے تقاضا میرا
اس کے وعدون ہی مین پورا ہوا وعدا میرا
کوئی دم بار نہین یار ہے جیسا میرا
خاک پر آپ کے کوچہ کی تڑپتا ہون مین
کسی قانون مین اس کی بھی سماعت کا ہے حکم
جی بھر آیا ہے جو دیکھا کبھی پہلو خالی
اے صنم تکیہ زانو ہو ترا مجھکو نصیب
مین شب وصل ہوا اور پریشان خاطر
سحر وصل اذان سننے سے باز آیا مین
نہین دشمن کے سوا دوست جہان مین کوئی

کہین جاتا ہے جو چپ سے کو مسیحا میرا
مہر جیتا رہے دم باز مسیحا میرا
روز دیتا ہے دم اے مہر مسیحا میرا
دیکھئے آکے لب بام تماشا میرا
دل مرا چھین لیا اون پہ ہے دعوے میرا
نہین معلوم کہان ہے دل شیدا میرا
رکھے اللہ جہان مین کچھ سہارا میرا
بڑھ گیا کوچۂ گیسو مین کچھ سودا میرا
مغز کھایا نہ کرے چیخ کے مرغا میرا
رہ گیا ہے وہان دل یکہ و تنہا میرا

چھاتیان اُنکی جو ہاتھہ آئین تو اُٹھ جاے نصیب
زلفین مُنہ پر جو ہون سے چمک جاے ستارا میرا

بینے مشہور کیا ہے لب شیرین کو مسیح
بوسہ اب دیجئے مُنہ کیجئے میٹھا میرا

چلتے پھرتے یہہ قیامت تھا اشارا اُنکا
یاد رکھیگا ذرا وعدۂ فردا میرا

ہوے یکجان و دو قالب تو کہان غیریت
مجھ مین تم مین نہین اے جان تمہارا میرا

اپنے مرنے کا مجھے غم نہین مر جاؤن مین
مہر جیتا رہے دنیا مین مسیحا میرا

زلف ہے قد کی برابر یہہ ہے ایجاد نیا
دیکھیے سرو کی چوٹی مین یہہ شمشاد نیا

پھر نئے سر سے جنون مجکو ہوا چاہتا ہے
بیڑیان لائیے دے طوق بھی حداد نیا

نوجوانون ہی کے درپے رہا یہہ خانہ خراب
روز اِس عشق نے اک گھر کیا برباد نیا

داغ دے دے کے مرے دل کو بنایا گلزار
پھر نیا باغ ہے کافر ہے تو شداد نیا

ایک صورت پہ نہ دیکھا فلک پیر کا حال
رنگ ہر روز بدلتا ہے یہہ گیا دنیا

تازہ سمجھا کئے مضمون کہن تازہ خیال
کیون نہ پھر مہر کو فرمائین یہ استاد نیا

جب عتاب اُسنے کیا کیا جانئے کیا ہو گیا
طائر رنگ رخ اپنا شکل عنقا ہو گیا

رُخ پہ شمع طور کا ہر اک کو دہوکا ہو گیا
اژدر کاکل عصاے دست موسا ہو گیا

شیخ سن لینا کہ داغ سجدہ ٹیکا ہو گیا
چھوڑ کر کعبہ کو رہبان کلیسا ہو گیا

زندگی مردگان بیمار تجھسا ہو گیا
نطق عیسے قائل آخر چشم گویا ہو گیا

کیا کہون کیا عالم چشم تمنا ہو گیا
جو حباب اپنے نظر مین تھا وہ دریا ہو گیا

دوسرا مجھسا موحد کوئی دنیا مین نہین
اوس کی یکتائی کا دہیان آتے ہی یکتا ہو گیا

کچھ کفن کی مجھ بیاباں مرگ کو حاجت نہین
مجکو کافی اے جنون دامان صحرا ہوگیا

کوچۂ سفاک مین کشتون کا عالم دیکھکر
ایک عالم سنکر اعجاز عیسا ہوگیا

اوس نے دامن سے جو پوچھا خنجر دندانہ دار
خون میرا دامن قاتل پہ چھپا ہوگیا

آسمان پر تھا داغ آفتاب صبح حشر
داغ سینہ کا مرے چمکا کہ تڑکا ہوگیا

دور دور ساقی مہوش ہے بزم عیش مین
کون کہتا ہے منجم سہ کا دورا ہوگیا

غم الم اندوہ حسرت بیقراری درد یاس
اک اکیلے دل پہ میرے ہاے بلوا ہوگیا

شمع پہ جلتے ہوئے پروانے کو دکھلا دیا
اُس پہ روشن حال سوز دل ہمارا ہوگیا

بہون چڑہاتے تھے جو منعم طاق کسرا دیکھکر
گوشۂ تربت مین اب اونکا گزارا ہوگیا

چہچہاتا ہے وصل کی شب شام سے مرغ سحر
ذبح کر ڈالون گا کیون دیوانہ مرغا ہوگیا

وان نصیب دشمنان تپ آئی یان مین مرگیا
گرم وان پیدا ہوا یان جسم ٹھنڈا ہوگیا

سنتے ہی میری خبر گھبرا کے قمری اڑ گئی
سرو اونکو دیکھکر گلشن سے لمبا ہوگیا

ہاتھ سینہ پر نہ رکھنا تھا نہ رکھا یار نے
دل ہمارا مفت پامال تمنا ہوگیا

چاک ہے جیب سحر رخت سیہ پہنے ہے شام
مرگیا لو شہریار اندہ سر کیسا ہوگیا

چشم مین لخت جگر برگ تر گل ہوگا
دل پہ داغ ہمارا شجر گل ہوگا

آشنا گلشن تجھے ہر ایک کہے گا بلبل
تیرے نالون سے جو ٹکڑے جگر گل ہوگا

رنگ گل چہرے سے اڑجائیگا بلبل کی طرح
تیرے آگے ورق گل بھی پر گل ہوگا

نالۂ بلبل شوریدہ سے ثابت یہہ ہوا
آخر اک روز چمن سے سفر گل ہوگا

تب کہین ہاتھ سے صیاد چھری رکہیگا
خون بلبل جو روان تا بہ سر گل ہوگا

ناوکِ آہ عنادل نہیں کرنے کا اثر
داغِ لالہ ہے چمن مین سپرِ گل ہوگا

طائرِ رنگِ حنا صید کیا مت دہو کے
یہہ بھی اک عاشقِ بے بال و پرِ گل ہوگا

فصلِ گل مین بھی نہ بھیجیگا مری قبر پہ پھول
تا قیامت نہ لحد پر گزرِ گل ہوگا

یار بنوائیگا جب بالیان پتّے اپنے
صرفِ کندن کی عوض عمرِ زرِ گل ہوگا

سامنے جب لیکے تو تیر و کمان ہوجائیگا
غیر کا سیر اتجھے بھی امتحان ہوجائیگا

وصف جس مصرع مین اُس قد کا بیان ہوجائیگا
سرو وہ ہوگا جب بدن بوستان ہوجائیگا

فصلِ گل مین بلبل نالان ہے نالان اسلیئے
ایکدن باغِ جہان صرفِ خزان ہوجائیگا

تب وہ جا لینگے کہ تھا یہہ گشتہ موئے میان
خاک مین مُردہ مرا جس دم نہان ہوجائیگا

جب کرونگا قصۂ حالِ چشمِ تر لکھنے کا مین
کاغذ ابری کی صورت آسمان ہوجائیگا

کیا بڑے محلون پہ کرتا ہے غرور اے بیخبر
منہدم اک دن رواقِ آسمان ہوجائیگا

ہم تو ہٹ جائینگے ہم سے اب ہوا راضی خدا
وہ بُتِ نامہربان جب مہربان ہوجائیگا

باغ مین نرگس کی صاحب کو نظر لگجائیگی
کہنا مانو کچھہ نصیبِ دشمنان ہوجائیگا

وہ فرنگن سر پہ جب رکھیگی انگریزی کلاہ
زینتِ محرابِ ابرو سائبان ہوجائیگا

بے خلش کوچہ مین جائین آنکے یہہ ممکن نہین
دوست سگ ہوگا تو دشمن پاسبان ہوجائیگا

فاتحہ کو کیا تب آئیگا تو میری قبر پر
جب نشانِ تربت اپنا بے نشان ہوجائیگا

جب نکل آئیگا پردے سے سر آئینہ رو
دیکھنا تصویرِ حیرت اک جہان ہوجائیگا

بیٹھہ لینے دے جو بیٹھے پاس گل کے عندلیب
اس مین کیا نقصان ترا اے باغبان ہوجائیگا

ہم سیہ کارون کا گر یونہی رہیگا بوسہ گاہ
سنگ اسود اُس کا سنگِ آستان ہوجائیگا

پہر دن داڑہین مارکر رویگا آکر سحاب
بے نشانون کے لحد کا یہہ نشان ہوجایگا

جو ابہی سے یہہ چلین اُس طفل قاتل کا ہی تو
رفتہ رفتہ دیکہنا چنگیز خان ہوجاینگا

مجھکو عیسےٰ سب کہین گے اِس کو چرخ چارمین
مہر جب تیری چرٹ کا کوچبان ہوجایگا

خضر رہِ مقصد خطِ جانانہ بنے گا
اب یار مرا سبزۂ بیگانہ بنے گا

ہین بیکسی دل پہ جو رؤون تو ہنسو تم
یون اشک مرا گوہر یکدانہ بنے گا

معشوق سے عاشق کو نہین چاہیئے رنجش
پریون سے جو بگڑے گا وہ دیوانہ بنے گا

قسام نے لکھہ کر مری قسمت مین فقیری
لکھا کہ مزاج اِس کا امیرانہ بنے گا

نقد دل و جان کہو مین نہ اب عاشق گیسو
سودائی ہین اِس مشک کا سودا نہ بنے گا

منظور جو ہوگا اُو نہین لینا مرے دل کا
تو داغ جو دین گے وہ ہی بیعانہ بنے گا

سر رکہہ کے تصور مین اُن آنکہونکے مین بیٹہا
اب کاسۂ زانو مرا پیمانہ بنے گا

آپ اپنے ہی جوہر پہ جو حیرت ہے ہمیشہ
گہر آئینہ کا اب مرا کاشانہ بنے گا

کیا ہمسر عالی ہو فرومایہ ہمنام
کیا شاخ سے کنگہی کے بہلا شانہ بنے گا

اون سے تو بگاڑ آئے ہم اب دیکہئے اے مہر
ڈہنگ اور بہی بنتا ہے کوئی یا نہ بنے گا

کوئی جہگڑا معاملہ نہ رہا
یار سے ہمکو کچہہ گلہ نہ رہا

دشت پیمائی کا زمانہ گیا
پاؤن مین کوئی آبلہ نہ رہا

اب ترنگین کہان جوانی کی
وہ ارادہ وہ حوصلہ نہ رہا

چل بسے قیس وامق و فرہاد
ساتھہ کا اپنے قافلہ نہ رہا

بت پرستی بھی چھوڑ دی بہ خدا | کسی صورت کا شغلہ نرہا
اب بڑھاتے ہین اسے جنون زنجیر | زلف پیچان کا سلسلہ نرہا
رنج اُٹھائے کہ جی ہی بیٹھ گیا | وہ محبت کا ولولہ نرہا

شکر کرنے کا ہے مقام ای مہر
یار سے ہمکو کچھ گلہ نرہا

کاش پھر موسم گل سلسلہ جنبان ہوتا | پھر مجھے طوق گلوگیر گریبان ہوتا
منزل ماہ مِرا خانہ ویران ہوتا | مہر وہ چاند کا ٹکڑا کبھی مہمان ہوتا
دشت وحشت کی وہی دست درازی سہتی | ٹکڑے ٹکڑے مرا دامان و گریبان ہوتا
جان روح شہدا رہتی بہت مالا مال | ور دولت سے قرین گنج شہیدان ہوتا
آپ سر کاٹ کے قدمون پہ ترے رکھدیتا | میری گردن پہ نہ تلوار کا احسان ہوتا
صحبت زاغ و زغن ہے ہمین ابتر ای کاش | ہمصفیر اپنا کوئی مرغ خوش الحان ہوتا
قفل کنجی کی اگر گوندھتے چوٹی صاحب | کوچہ زلف مجھے گوشۂ زندان ہوتا
میرے اور یار کے ہے بیچ مین دریا حائل | جوش اتنا نہ ترا دیدہ گریان ہوتا
بوریا فقر کا ممکن نہین خالی رہتا | میرا سجادہ نشین شیر نیستان ہوتا
جسم اللہ نے ڈھالا ہے ترا سانچے مین | شمع فانوس مین چھپتی جو تو عریان ہوتا
عید کا چاند نظر آئے یہ ہے کس کو خوشی | دیکھتے اوس کو اگر وہ مہ تابان ہوتا
بوسہ مصحف رخ ہم کو عنایت کرتے | ہمسا کافر بھی کسی طرح مسلمان ہوتا
شوق دل یار کی دیوار پھندا دیتا ہے | وہ نہین ہین کہ جو منت کش دربان ہوتا
آخر آنا ہے اجل تجھکو بقول ناسخ | آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

وہ سرخ و سیہ ابر کی کیفیت تھی
کاش نظارہ زلف و رخ جاناں ہوتا
یہ تمنا ہے کہ گردن تہ خنجر ہوتی
دست گستاخ میں قاتل ترا داماں ہوتا
مرغ دل طائر جان دونوں میں کوئی جاتا
ان کو نامہ تو روانہ کسی عنواں ہوتا
تیرا دیوانہ تو پریوں کا نہ ہوتا سائل
اگر ایماں بنارس بھی پرستاں ہوتا
کلمہ اشہد باللہ میں تیرا پڑھتا
بت پرستی میں بھی اللہ نگہباں ہوتا

منصفی کیجئے ہے اپنی حکومت میں ہنار
پھر سیلو میں نہ کیونکر دل سوزاں ہوتا

ہو غیر غنی دل تو غنی ہم سے نہ ہوگا
قارون کبھی ہم مرتبہ حاتم سے نہ ہوگا
ہم سمجھے ہوئے تھے وہ خفا ہم سے نہ ہوگا
تلوار کا کام ابروئے پر خم سے نہ ہوگا
سودائی گیسو ہوں مرے زخم جگر کو
جو مشک سے ہو فائدہ مرہم سے نہ ہوگا
کیفیتیں دکھلاتی ہے جو آنکھ کی پتلی
کیا ظرف بھلا جام کا یہ جم سے نہ ہوگا
چھوٹا سا یہ کپڑا ہے نہیں اصل کچھ اس کی
ہوگا جو مرے ہاتھ سے محرم سے نہ ہوگا
دیوار سے کے پردے سے رخ کے محرم ہم مشتاق
مشکل ہے کچھ اس آپ کے محرم سے نہ ہوگا
اے ابر ترا نام ڈبو دے ابھی پل میں
کیا یہ بھی مرے دیدۂ پر نم سے نہ ہوگا
بس چھوڑ دی کوچہ کی ترے خاک نشینی
جو ہم سے ہوا حضرت ادہم سے نہ ہوگا
انگلی بھی تری دیکھی وہ ایماں کبھی نے
جو تو نے کیا پنجہ مریم سے نہ ہوگا

اے مہر محبت ہے تو جلتی ہی رہو گی
کچھ فائدہ اس داغ کو مرہم سے نہ ہوگا

کچھ پھیکا سا باتوں کا کیا پڑ گیا
مجھے بھی زبان کا مزا پڑ گیا

بنا ہے جو وقتِ رقص طباشیر ماہ
مسیحا بھی بیمار کب پڑ گیا

تری طرح اے زلف چھپر ہا ہے وہ
اب اوس پر بھی سایہ ترا پڑ گیا

تصور جو اُس شعلہ رو کا ہوا
مرے دل مین اک آبلا پڑ گیا

نزاکت سے صدمہ ہوا یار کو
کمر پر جو بندِ قبا پڑ گیا

ترا کشتہ تڑپا یہ ہنگامِ دفن
کہ مرقد مین اک زلزلا پڑ گیا

لگا لے گئی ہم بھی بلبل کیساتھ
فغان کا عجب مجھلا پڑ گیا

تری زلف چھوکر بلا مین پھنسے
یہ ہی پیچ ہمپر بڑا پڑ گیا

بھلا قابلِ قتل ہم تھے کہ غیر
ترا ہاتھ قاتل برا پڑ گیا

تھکے دستِ وحشت گریبان بچا
چلو داغ زیرِ قبا پڑ گیا

ذرا کھول دے کان گل کے صبا
کہ بلبل کا اب تو گلا پڑ گیا

نہ گھبرا اب اللہ کو یاد کر
بتون سے تو پالا دلا پڑ گیا

مری خاک کا ہے فلک پر دماغ
ترا پاؤن اے مہ لقا پڑ گیا

نمک سود رکھتا ہون زخمِ جگر
مجھے اس مزے کا مزا پڑ گیا

یقین ہے کہ بجھ جائیگی شمعِ طور
جو سایہ مرے بخت کا پڑ گیا

یہ چیخا یہ چیخا شبِ وصل مرغ
کہ فرقت کی شب تک گلا پڑ گیا

زبان کس کی چوسے جو بکتا ہی مہر
مجھے بھی زبان کا مزا پڑ گیا

عشق کا جھگڑا چکا اے مہر رفع شر ہوا
لے گئے وہ دل مرا اچھا ہوا بہت ہوا

بیوفا ہو با وفا یہ کب مجھے باور ہوا
مہر دیوانہ ہے کسکا وہ پری پیکر ہوا

غافلون کا ہے سکندر بھی فقر فرخ سادہ لوح
خاک سے آئینہ جمکا خاک اسکندر ہوا

ساتھ سونے سے وہ پھر پہلو تہی کرنے لگے
پھر جگر مین درد ہے پھر دل مرا مضطر ہوا

ان گلوںکی صحبتون سے ہم بھی ہونگے باغ باغ
غنچہ آسا جب کبھی اپنی گرہ مین زر ہوا

عشق اپنا کھیل تھا بچپن سے ہین عاشق مزاج
بارہا پر کا کبوتر مرغ نامہ بر ہوا

میر کدہ ہوتے دور کی نوبت نہ آئے بزم مین
ظرف اپنا کشتی مے کے لئے لنگر ہوا

پھر جلدی مین غنیمت ہین یہ بیتین چار پانچ
اس سے کیا حاصل اگر اشعار کا دفتر ہوا

نذر سنگ کودکاں وحشت مین اپنا سر ہوا
درد سر جاتا رہا اچھا ہوا بہتر ہوا

کیا کہون مین وحشی مجنون طبیعت اپنا حال
پا نیاز خار و سر وقف دم خنجر ہوا

حیرتی اک شوخ کے آئینہ زانو کا ہون
مری طعنون سے مکدر سخت اسکندر ہوا

دشت وحشت مین کیا کرتا ہون سیر بحر و بر
فیض چشم و جوش سودا سے مین اسکندر ہوا

سر رگڑتے ہین یہان لاکھون ہی بیدل الغنیم
سجدہ گاہ عاشقان در کا ترے پتھر ہوا

مشک کو کیا ہمسری اُس زلف عنبر بار سے
بالچھڑ ڈالا جو اُسنے غیرت عنبر ہوا

اپنے سر پر کاہیکو احسان لون فساد کا
خار صحرا ہر رگ پا کو مری نشتر ہوا

میری حیرانی کی دیتا داد اے آئینہ رو
ہائے کیون اپنے زمانے مین نہ اسکندر ہوا

خاکساری کا یہ رتبہ ہے کہ پیوند زمین
جم ہوا دارا ہوا کسرا ہوا قیصر ہوا

رشک کیا کیا مجکو ہوتا ہے کہ میر کیون نہ مہر
اوس کی جوتی کا ستارا بخت کا اختر ہوا

خیال آٹھون پہر رہتا ہے مجکو اک فرنگن کا
گمان ہر اک کو ہے میرے کشور دلبری لندن کا

ہوا ہے عشق جب سے ہمکو اک کافر فرنگن کا
ہمارے نالۂ موزون پہ شک ہوتا ہی ارگن کا

یقین ہے قبر مین آئین فرشتو نکی عوض عیسی
شہید خنجر ابرو ہون اک قاتل فرنگن کا

نہ ساقی ہے نہ بادہ ہے نہ شیشہ ہی نہ ساغر ہے
پڑے اس ابر پہ بجلی ہمین کیا لطف ساون کا

جو گل اک لمحہ ہنستا ہے تو بلبل پہرون روتی ہے
ذرا اے غافلو سوچو کچھ عالم ہے گلشن کا

ہوئے سب اسپہ عاشق قمری و شمشاد گل بلبل
مرا سرو روان کرتا تھا گل گلگشت گلشن کا

کہان لندن کہان اے مہر ہم باتین بناتے ہین
یہان بس شاہد مضمون پہ ہی عالم فرنگن کا

وہ عیسے دم یہان آیا تو ہوتا
مرے مردے کو ٹھکرایا تو ہوتا

اسے اے جذب دل لایا تو ہوتا
ہمارے کام بہی آیا تو ہوتا

ہنسا کر میری جان اک روز مجکو
ذرا غیرون کو رلوایا تو ہوتا

جگر پھٹتا ہے جب کہتا ہے ناصح
گریبان تمنے سلوایا تو ہوتا

نہ آیا پوچھنے تو مر گئے ہم
ارے کچھ دل مین شرمایا تو ہوتا

صبا للہ اوس کافر صنم تک
مرا پیغام پہنچایا تو ہوتا

ترے عاشق کا وقت جانکنی ہے
کوئی یہہ اس سے کہہ آیا تو ہوتا

تجھے ساقی کرینگے یاد کیا ہم
کبھی اک جام بلوایا تو ہوتا

اگر فنون زلف کی ہے بس ہمین پر
کبھی شانہ سے بل کھایا تو ہوتا

قوافے اس غزل کے شایگان ہین
یہہ نکتہ اونکو سمجھایا تو ہوتا

جو ہوتا مہربان وہ مہ تو اے مہر
ہمین پاس اپنے بلوایا تو ہوتا

تصویر دیکھ کر تری تصویر ہو گیا
کیا عالم اپنا اے بت بے پیر ہو گیا

دیوانوں کی تری ہوئی کثرت پری پری
دنیا میں قحط دانۂ زنجیر ہو گیا

خنجر کی احتیاج نہ پروائے تیغ ہے
قاتل کا دم ہمیں دم شمشیر ہو گیا

مہندی ملی ہے پاے کسی کا کیا ہے خون
یا طائر حنا ترا نخچیر ہو گیا

اس شوخ عیسوی نے جو باتیں شروع کیں
نطق مسیح قایل تقریر ہو گیا

پہچانا مرغ دیکھ کے صبح شب فراق
نالہ ہر ایک نالۂ شبگیر ہو گیا

بدنامیوں سے ناموسی عشق میں ہی
رسوائیوں سے صاحب توقیر ہو گیا

شیریں کی شکل مٹ گئی اب بیستوں سے بھی
یوسف کا قصہ خواب کی تعبیر ہو گیا

دیکھا تو یہ مرقع عالم طلسم ہے
دو دن ہر ایک عالم تصویر ہو گیا

زنجیریں گھڑے لئے ستری ہو گیا ہوا
دیوانہ تیرا صاحب تاثیر ہو گیا

کب تک وفا کروں میں بت بیوفا سے اب
اللہ جان بلب دل دلگیر ہو گیا

کیا حسن بے ثبات پھرتی ہے عندلیب
رنگ گل ایک روز میں تغیر ہو گیا

کیا کیا حسود کٹتے ہیں سن کے اپنے شعر
جوہر ہمارا جوہر شمشیر ہو گیا

کیا گفتگو ہے میر کی حسن کلام میں
اے مہر میر شاعروں کا میر ہو گیا

وہ مہر ہوں کہ عیش کا موجد ازل میں تھا
نور وزر تھا جہاں میں جب میں حمل میں تھا

شکر خدا کہ ہجر کی شب آئے بے طلب
مدت سے ہمنشیں میں تلاش اجل میں تھا

تعویذ اب ہے قبر کا تسکین کے لئے
نقش مراد بھی کبھی اپنے عمل میں تھا

کیونکر پہنچتا ہاتھ تک اس ناتوان کے
داماں مدعائے دلی دست شل میں تھا

بھولی نہ دل کو ایک گھڑی لکھنؤ کی یاد / مین آگرہ مین تھا یہہ فرنگی محل مین تھا

کیا کیا حسین چھوٹ گئے لکھنؤ کے ہاے / لندن مین جو نہ تھا وہ فرنگی محل مین تھا

واللہ سچ یہہ ہے کہ بتون کا نہین قصور / دل ہی ہمارا دشمن جانی بغل مین تھا

مکتب سے درس کافری عشق تھا مجھے / دل زلف پر شکن مین تھا قرآن بغل مین تھا

منعم چلا حلاوت دنیا سے تلخ کام / پاے مگس پھنسا ہوا گویا عسل مین تھا

نکلا جو دل زبان سے آنکی مین جی اوٹھا / قم کا اثر مگر بت ترسا کی دل مین تھا

دل نے تو ہمکو آنکھون سے طوفان دکھا دیا / کیا جانتے تھے ہم کہ سمندر کنول مین تھا

آیا پیام حور بھی لڑتے ہی یار سے / مین مضطرب تردد نعم البدل مین تھا

مجھہ ناتوان پہ زور جتاتا نہ کسطرح / ٹہرا رہا جو دل تو وہ زلفون کے بل مین تھا

جیتا کو کہ گفتگو کا سلیقہ نہین ہے مہر / قدرت خدا کی اُس کو کلام اِس غزل مین تھا

کب رہبر اعجاز مسیحا نہین ہوتا / کب خضر مرے بزم مین مینا نہین ہوتا

یان کارگر اعجاز مسیحا نہین ہوتا / بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

عشوا نہین ہوتا ہے کہ غمزا نہین ہوتا / صاحب ستم اس بندہ پہ کیا کیا نہین ہوتا

کیا کر نہین سکتے ہین دلا کیا نہین ہوتا / البتہ اثر آہ مین پیدا نہین ہوتا

محبوب گنہ اہل جنون کا نہین ہوتا / زاہد کبھی تر دامن صحرا نہین ہوتا

وان آہ رسا کا بھی گذارا نہین ہوتا / ظاہر اوسے احوال ہمارا نہین ہوتا

کب بلبلین آتی نہین یان پھول اوٹھانے / کس روز مری قبر پہ میلا نہین ہوتا

کیون اوس کا تصور بھی ٹھہرتا نہین دل مین / کیون خال رخ یار سویدا نہین ہوتا

ادنے ہیں وہ ادنے ہیں جو عالی ہیں وہ عالی
خورشید درخشاں کبھی ذرا نہیں ہوتا

کیا جسم ہے کیا جسم ہے کیا جسم ہے کیا جسم
ایسا کوئی آئینہ مصفا نہیں ہوتا

بھولے سے بھی ہم یاد نہ آئے کبھی تمکو
اے جان محبت میں تو ایسا نہیں ہوتا

کرتا ہی نہیں رحم کوئی ضعف پہ میرے
وان بیٹھنے کا کچھہ بھی سہارا نہیں ہوتا

سجدہ نہیں جائز وہاں مذہب میں ہمارے
جس جا پہ ترا نقش کف پا نہیں ہوتا

افسوس ہے ای قیس ترا سبزۂ تربت
جمازۂ لیلے ہی کا چارا نہیں ہوتا

اسباب کے محتاج نہیں صاحب جوہر
سامان کچھہ آئینہ کے گھر کا نہیں ہوتا

گرداون کے مین پھر پھر کے لہو کب نہیں روتا
کب ہالہ مہ خون کا تھالا نہیں ہوتا

گردش میں بھی اب علے کو ہے ادنے سے ترقی
ہم مرتبہ چرخ بگولا نہیں ہوتا

تعویذ ہیں میرے لئے اے قاتل خونخوار
بہتر تری تلوار سے ڈورا نہیں ہوتا

یاں دخل کدورت نہیں ویرانہ دل میں
پیدا مرے صحرا میں بگولا نہیں ہوتا

کھنچتی ہی نہیں تیغ قضا میاں سی قاتل
جب تک تری ابرو کا اشارا نہیں ہوتا

اے مہر مرے رونے پہ تو اب کیوں نہیں ہنستا
کیوں اشک مری آنکھہ کا تارا نہیں ہوتا

ذی رتبہ کبھی مائل اسفل نہیں ہوتے
گردوں کا عیاں خاک پہ سایا نہیں ہوتا

کیوں چھائے نہ چہرونپہ سفیدی مرے آگے
کب مہر نکلتا ہے کہ تڑکا نہیں ہوتا

اے مہر لگے ہاتھہ ثریا کی بھی گھیرے
ہر روز تو اس طرح کا چرچا نہیں ہوتا
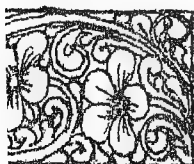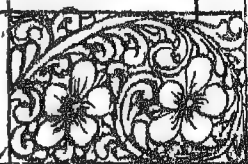
تجھسا جو کوئی چاند کا ٹکڑا نہیں ہوتا
تو مہر سا بھی عاشق شیدا نہیں ہوتا

ظالم یہ تیری جعد سیہ فام بلا ہے
کافر کوئی اسطرح کا کالا نہیں ہوتا

ان زلفون نے لی ہے شب مین نہین فرق سر مو
کہلتی ہین تو کب انکو اندہیرا نہین ہوتا

مہتاب کی قسمت مین جبین تو نہین ایسی
گہٹتا بہی ہے بڑہتا بہی ہے ایسا نہین ہوتا

ابرو کو ذرا دیکہہ تو لین قبلہ و کعبہ (ق)
اے شیخ جی کعبہ کا یہ رتبا نہین ہوتا

آنکہون نے غزالان حرم رکہتے ہین آنکو
حیوان کو پاس ادب اتنا نہین ہوتا

کس دن نہین دشنہ و خنجر تری مژگان
کب ذبح ان آنکہون سے چکارا نہین ہوتا

مژگان سیہ مستعد نیزہ زنی ہین
لشکر کوئی ایسا تو صف آرا نہین ہوتا

شاعر رخ تابان سے عبث دیتے ہین تشبیہ
ہم کہتے ہین کیا چاند مین دہبا نہین ہوتا

بینی سے ہوا ناک مین دم خلق خدا کا
کب محو یہان دیدۂ بینا نہین ہوتا

سرگوشیان کانون سے ہین زلف دوتا کو
اس سے تو کسی بات کا پردا نہین ہوتا

گردن کی صفائی پہ گلے کٹتے ہین لاکہون
یون خون سر گردن مینا نہین ہوتا

سینہ کو اگر کہیے کہ بلور کا ہے سطح
تو سطح مین اے جان کچہہ اونچا نہین ہوتا

وہ شانے و بازو و کلائی وہ ہتہیلی
ایک ایک کا ہین مثل کہ دہوکا نہین ہوتا

پنجہ وہ ہے قبضہ مین ہے جسکے دل عاشق
عالم کوئی ناخن بدل ایسا نہین ہوتا

کیا پیٹ ہے کیا پیٹ ہے کیا پیٹ ہے کیا پیٹ
نرم اتنا تو مخمل کا بہی ٹکڑا نہین ہوتا

ترکیب عجب حسن کی ہے ناف و کمر مین
ایسا تو کبہی بال کا پہندا نہین ہوتا

کہلتی نہین کچہہ وجہ سکوت اب ہمین آگے
کیون اور بہی کام اپنے قلم کا نہین ہوتا

کیون شکل نمائی طرب و عیش و مسرت
آئینہ زانو سے مصفا نہین ہوتا

ساقین ہین کہ دو شمع ہین کافور کی روشن
پر نور مگر غمکدہ اپنا نہین ہوتا

ہین پاؤن بہی وہ پاؤن کہ ہے نقش کف پا
کب حور کی تصویر کا خاکا نہین ہوتا

معشوق کا ملبوس بس اسے مٹھی ہو عاشق
سہاری ہی کوئی اس جوڑے سے جوڑا نہیں سجتا

آج تو جشنِ شبِ وصلِ عریبان ٹھہرا
تو بھی پروانے کو اے شمع شبستان ٹھہرا

کب وہ قاتل سرِ بالینِ شہیدان ٹھہرا
باغ مین بھی نہ مرا سروِ خرامان ٹھہرا

خالِ رخسار ترا حافظِ قرآن ٹھہرا
للہ الحمد یہ ہندو بھی مسلمان ٹھہرا

ابر اے مہر نمِ دیدۂ گریان ٹھہرا
قطرۂ اشک مرا نوح کا طوفان ٹھہرا

ہالۂ ماہ مین اکثر مہِ تابان ٹھہرا
کبھی آغوش مین اپنے نہ وہ جانان ٹھہرا

عوضِ حور تصور ترا جانان ٹھہرا
دل پہ داغ مرا روضۂ رضوان ٹھہرا

عشق کا جب سے ہوا شغل جنون کی ٹھہری
اپنا دامن کبھی ٹھہرا نہ گریبان ٹھہرا

تیرہ و تار وہ پر ہول ہے صحرا میرا
لیکے مشعل نہ جہان غول بیابان ٹھہرا

دیکھ لیتے تجھے حسرت کی نگہ سے قاتل
ہائے دم بھر نہ ترا خنجرِ برّان ٹھہرا

سنکے میری خبر ارشاد کیا دربان سے
لیکے تلوار ہم آئے اسے ہان ہان ٹھہرا

وہ حسین گھر مین نہ ٹھہری تو تعجب کیا ہے
منزلون دور وطن سے مہِ کنعان ٹھہرا

من یکا سے ہے یہ کیا قول محمد سجاد
میرا رونا ہے مری درد کا درمان ٹھہرا

مین سنے رو رو کے نکالا ہی ذرا اونکا نجا
میرا رونا ہی مرے درد کا درمان ٹھہرا

اونکے مژگان کے تصور سے ہوا اونکو قرار
خیز نیستان نہ کہین شیرِ نیستان ٹھہرا

زلف و رخ پہ ہوا سودا تو گریبان پھاڑا
چاندنی رات مین کب جامۂ کتان ٹھہرا

سب کو دریا پہ سمندر کا گمان ہونے لگا
بہتے بہتے جو مرا دیدۂ گریان ٹھہرا

خمِ ابروے صنم ہے خمِ شمشیرِ دودم
اسی کعبہ مین روا خون مسلمان ٹھہرا

ابھی دانائی کے قربان ابھی سمجھاتے ہیں
زعم میں حضرت ناصح کے جو ناداں ٹھہرا

اُن کے کوچہ کا بھی شوق ہے تو سن لینا
قبر میں بھی نہ ہمارا تن بیجان ٹھہرا

مجھکو کاوش میں جنون کی ہے شتابی قدمی
پاؤں ٹھہرا تو سر خار مغیلاں ٹھہرا

چمن میں آیا جو بہار رخ رنگین دیکھی
دل بیتاب دم سیر گلستاں ٹھہرا

دانش و عقل و خرد جلد ہے سب چاہیت لینا
چھٹتے پا کر بند کوئی طفل دبستاں ٹھہرا

رنج و اندوہ و الم کا نہیں رہا فریادی
قافلہ کا جرس اپنا دل نالاں ٹھہرا

نہ ٹھکانا ہے حرم میں نہ گرو دیر میں ہے
یہاں ہندو تو وہاں ہم مسلمان ٹھہرا

لو دہن کا عکس مُنفی ہو گیا
آئینہ دھوکے کی ٹٹی ہو گیا

دُر دہن اعجاز ساقی ہو گیا
جام جم جام سفالی ہو گیا

وصف ابرو میں کہا جو شعر تر
آب شمشیر ہلالی ہو گیا

اب تمہارے روبرو کیا ہو فروغ
جلوۂ شمع تجلی ہو گیا

ہجر کی شب مجکو روتے دیکھکر
ابر باران پانی ہو گیا

رعد کا ہے میرے نالوں پر گمان
اسقدر تڑپا کہ بجلی ہو گیا

ناتوانی جب ہوئی روز آزما
جامۂ تن اپنا دھجی ہو گیا

اڑ گیا سارا اثر فریاد کا
نالہ اک تیر ہوائی ہو گیا

آخرش اچھا جمایا اپنا رنگ
دود دل ہونٹوں کی مسی ہو گیا

قاتل سفاک کے ٹکڑوں سے دل
قیمہ قیمہ بوٹی بوٹی ہو گیا

چشم بد دور اب ترقی پر ہے حسن
تیر مژگان بڑھ کے برچھی ہو گیا

میرے نالہ سے کھلی دل کی گرہ / تیر اس نالے کی گنجی ہو گیا

کیوں ستایا تو کیا مجکو شہید / کام اپنا تو بخوبی ہو گیا

مجھ سے کہتا ہے وہ اب تو خوش ہوئے / جو نہ ہونا تھا سو وہ بھی ہو گیا

مجھے نام مصحفی فرماتے ہیں وہ
اوس سے آزردہ مزاجی ہو گیا

بوئے عنبر آ گئی یا مشک نافہ کھل گیا / کیا بلا خوشبو ہے کس کافر کا جوڑا کھل گیا

قاتلِ سفاک نے کتنا چھپایا کھل گیا / کھل گیا آخر ہمارے خون کا دھبا کھل گیا

یا تو چپ تھے یا زبان اب ہے بلے لے لام کاف / منہ نہیں انکا کھلا ابجد کا تالا کھل گیا

اس لبِ جان بخش کے آگے نہ نکلی منہ سے بات / صاحبو دم بند ہے حال مسیحا کھل گیا

اک ترے دل کی گرہ اے جان نہ ہم سے کھل سکے / اور جس جس عقدۂ مشکل کو کھولا کھل گیا

آسمان پر آپ کی چھیکے کا یہ پڑتا ہے عکس / بندہ پرور عقدۂ عقدِ ثریا کھل گیا

میں ہوں خلوت میں تو کس حسرت سے کہتے ہیں رقیب / وہ کواڑے بند ہوتے ہیں وہ پردا کھل گیا

ہووے گا آخر بلا سے جان عاشق بال بال / پیچ تیرا ہم پہ اے زلفِ چلیپا کھل گیا

زرد چہرہ دیکھکر بندہ کا فرماتے ہیں وہ / آج کل تو رنگ پہلے سے تمہارا کھل گیا

کیا لباس ظاہری کی اصل یہ سیلے اصل ہے / جب ملمع اڑ گیا تو صاف تانبا کھل گیا

جذبۂ شوق رگِ گردن نے دکھلایا اثر / خود بخود تلوار کا قاتل کی ڈورا کھل گیا

بوسہ لیتے کے لئے بیساختہ میں جھک گیا
مصحفِ ناطق کھلا یا روئے زیبا کھل گیا

کیا غضب درد ادہر اور ادہر سے اوٹھا / دل پہ رکھا جو کبھی ہاتھ جگر سے اوٹھا

حسن کے بہار مجھے یاد بھی کہ بیٹھا آج — دیکھنا ردے کا غل کو لٹنے گھر سے اٹھا

اُن کے شبنم کے دوپٹہ کو سنبھالے خورشید — یار چادر وہ اُٹھائے جو قمر سے اُٹھا

خوش ہوئے ہم جو کوئی سیم بدن آ بیٹھا — ہمکو دنیا کا مزا اوٹھا تو زر سے اوٹھا

سب کو ڈر ہے کہین یہ قصر فلک بیٹھ نجائے — ایک طوفان مرے دیدۂ تر سے اوٹھا

دیر مین اُس کا ٹھکانا ہے نہ کعبہ مین جگہہ — وہ کہین کا نرہا جو ترے در سے اُٹھا

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
عشق وہ بار ہے جو خاص بشر سے اٹھا

ہم کو تم نے کبھی بوسہ نہ دیا — اپنے کتے کو نوالا نہ دیا

جان بھی صدقے ہے تم پر لے لو — دل جو رکھتے تھے دیا یا نہ دیا

اے بتو حسن و ادا ناز و غرور — تمہین اللہ نے کیا کیا نہ دیا

دلربائی کے یہی معنے ہین — دل لیا مجھکو دلاسا نہ دیا

ہمکو سمجھائین نہ آکر ناصح — یہ کسی نے اونھین سمجھا نہ دیا

شمع رویون نے جلایا کیا کیا — دل دیا تو دلِ پروانہ دیا

شب فرقت کی سحر ہو جاتی — تم نے کیون منہ مجھے دکھلا نہ دیا

پالنو غیر گلوری کہاتے ہین — ہمکو اک پان کا ٹکڑا نہ دیا

واہ وا خوب مسیحائی کی
دم بھی او رشکِ مسیحا نہ دیا

بہار آئی تو پھر سر سبز اپنا یہ چمن دیکھا — ہرے پھر زخم دیکھے تازہ پھر داغ کہن دیکھا

ملایا خاک مین ہمکو ہمین پامال کر ڈالا — قیامت کی چلین چالین تمہاری بھی چلن دیکھا

نہ دیکھا تھا تمہین اندھیرا تھا عالم نگاہون مین
تمہین وہ شمع ہو جس سے فروغ انجمن دیکھا

بلا جوڑے کی وہ بندش وہ جادو کی نگاہین ہین
غضب کی جستجو نین تیکھی ستم کا بانکپن دیکھا

وہ لمبے بال وہ مکھڑا وہ دانت آنکھ وہ ہونٹھ آنکھ
ختن دیکھا حلب دیکھا عدن دیکھا یمن دیکھا

دلیل نیستی ہستی ہے چشم عاقبت بین مین
جو اول پیرہن دیکھا وہی آخر کفن دیکھا

تمہارا قیس کا فرہاد کا دیوانہ پن ہے
پریزادون کا کوچہ مہر دیوانون کا بن دیکھا

ایک سے ہے ایک بڑھ کر داغ کیا ناسور کیا
مین کرون تیرا علاج اب کہ دل رنجور کیا

اک خرام ناز سے ہی دو قدم چلنے کی دیر
آپ کے نزدیک ہے روز قیامت دور کیا

چشم ازرق نشہ مین دیکھی خیال آیا مجھے
بادۂ انگور مین ہے دانۂ انگور کیا

کاسۂ سر کی خبر لے ٹھوکرین کھائیگا بہت
کاسۂ چینی لئے پھرتا ہے او فغفور کیا

واعظون کے وعظ سننے مسجدون مین جائین کیون
آپ کے ہوتے ہمین ہو آرزوئے حور کیا

جنکے سنگ پا کے رتبے سے ہے بدتر کوہ طور
اون کی ساق پا سے بہتر ہوگی شمع طور کیا

پاؤن بھی انکے نہین لگتے زمین پر ناز سے
ماہ پیکر آپ شہرون مین ہوئے مشہور کیا

ہوگئی بیمار نرگس مر گئی مشتاق دید
اور چشم فتنہ زا کو ہے تری منظور کیا

نیر کی قبر تو آنکھون کے نیچے پھر گئی
دیکھئے اب رنگ لائیگی شب دیجور کیا

آجتک دیکھا نہ تھا بے حس کو ہنستے خندہ زن
منہ لگایا آپ نے تو جام ہے مسرور کیا

مہر کو سب جانتے تھے صاحب فکر بلند
خواجۂ آتش کیا جناب ناسخ مغفور کیا

نام اپنا مہر وحشی عریان نکل گیا
پہنا جو پیرہن تو گریبان نکل گیا

زلفون کے پیچ سے دلِ نالان نکل گیا
کعبے سے ہندون کے مسلمان نکل گیا

کیا پوچھتے ہو عاشقِ شوریدہ سر کا حال
مدت ہوئی وہ سوئے بیابان نکل گیا

اُٹھیگا شور خلق مین طوفانِ نوح کا
ایک اشک بہی جو دیدۂ گریان نکل گیا

زاہد بہی دل مین لیگیا اونکا خیالِ رخ
منکر بغل مین داب کے قرآن نکل گیا

تاثیر تو بخیر مگر نالے کر لیے
تیرا بہی حوصلہ دلِ نالان نکل گیا

اللہ نے بتون کو دیا رتبہ بلند
طوبی سے ہاتھ بہر قدِ جانان نکل گیا

وحشت ہوئی جو گھر کو ارباب شہر سے
یادش بخیر سوئے بیابان نکل گیا

میرے دل مین بہی گھر اے مہر بتون کا ہوگا
پہر وہ کعبہ ہے کہ اک روز کلیسا ہوگا

اب خدا جانے کہان ہوئیگا کیسا ہوگا
دل مرے پاس بہی تہا تمنے بہی دیکہا ہوگا

دیکھنا محتسب آیا تھا سوئے میخانہ
شیشے ٹوٹے ہین تو دل بہی کوئی ٹوٹا ہوگا

مین لنو ولگا بلا سے جو نصیبا سویا
سنکے افسانۂ گیسو بہی مجہے سودا ہوگا

کبھی دیکھا نہ فرشتون نے وہ بالاخانہ
اوس سے کیا بڑہ کے بہلا عرشِ معلی ہوگا

کوئی تقدیر کے لکھے کو نہین پڑہ سکتا
ہو رہیگا میری قسمت مین جو ہونا ہوگا

لبِ جان بخش کا مذکور نہ کرو ہمسے
ناطقہ بند ترا نطقِ مسیحا ہوگا

بن پڑیگی کبھی مہندی کی کبھی مسّی کی
متلوّن تو اگر اے گلِ رعنا ہوگا

چشم بد دور تم اے جان ہو خورشید جمال
آئینہ بہی تمہین دیکھے گا تو اندھا ہوگا

رحم آئیگا کسیکو تو میرے حال پہ بھی
اے بتو کوئی تو اللہ کا بندہ ہوگا

قبر پر کس کی سپے چلے کس کا نصیبا جاگا
نہین معلوم وہ کس نیند مین سوتا ہوگا

طایرِ دل تو ہزاروں ہی پہنسنگے صیاد — زلف پیچان کے اگر بال کا پہندا ہوگا
آبرو قطرہ خون کی ہے بڑی پہلو مین — یہی آنسو کبھی ہوگا کبھی دریا ہوگا
چہین سے یار کی جلسون مین گذرتی ہوگی — کچہہ خدا تو نہین وہ بت ہے جو تنہا ہوگا

اپنے کوچہ مین مجہے دیکھ کے بولے وہ مہر
مردِ شاعر ہے کسی فکر مین بیٹھا ہوگا

جادو سے رنگ بادۂ انگور کر دیا — آنکھین دکھا کے یار نے مسرور کر دیا
اُترا وہ جس مکان مین پُر نور کر دیا — جس بام پر چڑہا وہ اوسے طور کر دیا
مجبور کر دیا ہے مجہے معذور کر دیا — کیا عشق کر کے اسے دلِ رنجور کر دیا
دل لیگئے بتو ہمین مجبور کر دیا — تمکو خدا نے صاحبِ مقدور کر دیا
واللہ ہمنے صدمہ پہ صدمہ بتون سے پائے — ان پتہرون نے شیشۂ دل چور کر دیا
پہونچا کے خلد کوچہ جانان مین عشق نے — ہمکو شہیدِ ناز اوسے حور کر دیا
بولین نہ بولین آپ جوابِ سوال دین — آنکھین تو کہہ رہین ہین کہ منظور کر دیا
مین آدمی ہون اوسنے دیئے جانور کو داغ — ہر مرغِ نامہ بر کو اینفور کر دیا
بندہ نواز آپ نے کہہ کہہ کے کالا منہہ — اغیار روح سیاہ کو لنگور کر دیا
مجھ مرزا نفش کی بڑی قدر تمنے کی — اُڑوا کے اسے تمنے نازکہ سے دور کر دیا

اے مہر اونکے دستِ حنائی یہہ رنگ لائے
مہندی کی مچہلیون کو ستقنقور کر دیا

مین وہ ناتوان ہون کہ دہوکا رہا — انگرکہے کے پردے مین پڑا رہا
وہ بس گالیان مجھکو دیتا رہا — بہت ذکرِ خیر آج میرا رہا

مقابل جو وہ روی زیبا رہا — رہا جب تلک آئینہ سکتا رہا

ترے قد کی تعریف سنتا رہا — کہ واعظ سے مذکور طوبی رہا

ستم جان پر دل لگی کا رہا — مین جیتا رہا بھی تو مرتا رہا

شب ہجر اختر شماری رہی — شب وصل دھڑکا سحر کا رہا

جگر خون ہوا دل ہوا پاش پاش — غم عشق مجھ مین بس اب کیا رہا

بہا چشم تر سے پسِ سیل اشک — حبابون سے جاری یہہ دریا رہا

بلا مین پھنسائیگا بخت سیاہ — جو سودا سے زلف چلیپا رہا

رہا عشق مجھکو جو صیاد سے — قفس مین رہائی کا کھٹکا رہا

لب روح پرور سے ہون جان بلب — مرا دشمن جان مسیحا رہا

جگہ دل مین تہی کی جو مٹی عزیز — غبار اپنا عرش معلی رہا

مجھے دشمنون سے رہی دوستی — برون سے بھلائی کی اچھا رہا

جدا ہوکے برسات مین تجھسے یار — اُودھر برق ادھر مین تڑپتا رہا

نہ وہ صورت اجی نہ وہ شکل نجد — اک افسانہ قیس و لیلی رہا

برا ہی ہی جنت مین ادریس کو — تمھاری گلی مین مین اچھا رہا

طلسمات آنکھون سے دیکھا کیا — یہہ دنیا کا عالم تماشا رہا

ملا مہر کو جب گریبان صبح
لئے ساتھ سوزن مسیحا رہا

آیا نہ کیون کہان ستم ایجاد رہ گیا — ابتک ہوا نہ شاد مین ناشاد رہ گیا

سچ تو یہہ ہی کہ منزل راہ عدم ہی سخت — ہتھو نکا ساتھ چھوڑ کے ہمزاد رہ گیا

گلگشت سی پھری وہ پکارا یہ سرو باغ — صاحب بھی ایک بندہ آزادہ رہ گیا

دنیا مین ہم رہے نہ رہے اسکا غم نہین — گردن پہ تیری خون تو جلادہ رہ گیا

گلبانگ کا تو لطف رہا بس بہار تک — بلبل کا شور نالہ و فریادہ رہ گیا

تیور نگاہ لطف و کرم کی نہین رہی — صاحب بس اب مین قابل بیدادہ رہ گیا

کیا عیب ہے جو پہلین دل دیکے ہم تمہین — کب اے بتو وہ حسن خدادادہ رہ گیا

واللہ یادگار بھولا دی مین آپ کی — عاشق کو بھول جائے یہہ یادہ رہ گیا

مرزا و میر و آتش و ناسخ تو چل بسے
روشن ہی سکو چھوڑ اک اوستادہ رہ گیا

گلبانگ تھی گلون کی ہمارا ترانہ تھا — اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

کوچہ مین اوسکے نالہ میرا بیگانہ تھا — اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

جب کوئی زلف مین بھی نہ کچھ دخل شانہ تھا — سودائی تھا مزاج میرا عاشقانہ تھا

بلبل کو اپنا نالہ موزون ترانہ تھا — ہر گل بھی مائل غزل عاشقانہ تھا

نالون مین بلبلون کی جو رنگ ترانہ تھا — فصل بہار تھی وہ گلون کا زمانہ تھا

اُلجھا ہوا جو گیسوے جانان مین شانہ تھا — سنبل مین ایک اور نیا شاخ شانہ تھا

سودائیون کو تھی تیری اُلجھن بلا کی رات — زلف دوتا کا طول وطویل اک فسانہ تھا

جاتے ہین آپ اور برا حال ہے مرا — آتی جواب تو موت کو اچھا بہانہ تھا

تیر نگاہ کی جو کمان تھی چڑھی ہوئی — اپنا جگر کبھی تو کبھی دل نشانہ تھا

دریاے مے کی گھاٹ اوتارینگی ہم او نہین — شیرین کا جوے شیر کا اگلا زمانہ تھا

اپنی شب وصال کا اللہ رے اہتمام — شبنم کی شبنمی تھی فلک شامیانہ تھا

کملی کو اپنی تان کے سویا فقیر مست — کیا پشم تھا امیرونکا جو شامیانہ تھا
کعبہ کا احترام خدا ساز ہو گیا — اوس وقت مین کہان یہہ ترا آستانہ تھا
دیر و حرم مین کیا تھا اگر ہمسے پوچہیے — شایان سجدہ یار ترا آستانہ تھا
کنج قفس مین شکوۂ صیاد کیا کرون — اوسکا قصور کیا ہی میرا آب و دانہ تھا
روزی ہوا ہے دانہ زنجیر و آب تیغ — قسمت کا عاشقون کی یہہ ہی آب و دانہ تھا
اوسکے ستم چنے ترے چنیٹے غضب کے تہی — صیاد خوب اپنے لیے آب و دانہ تھا
ہو مجہ سا عندلیب خوش الحان اسیر دام — صیاد کا نصیب میرا آب و دانہ تھا
گندم جو خلد مین تو یہان تہی شراب ناب — اک مین تہا دو جگہہ پہ مرا آب و دانہ تھا
رند شراب خوار رہا مین تمام عمر — انگور کا نصیب مجہے آب و دانہ تھا
مین وہ صدف ہون جسکے ہی دریا دلی کا شور — جو ہنس چگ رہا ہے مرا آب و دانہ تھا
بلبل کے آگے اپنی بڑی بات رہ گئی — غنچہ سے تو کہین تیرا چہوٹا دہانہ تھا
رنگین خیالیان دم فکر سخن نہ تہین — زیب تن عروس لباس شہانہ تھا
سِتّی کبہی ہلی کبہی گیسو بنا گئے — شب بہر شب وصال مین حیلہ بہانہ تھا
تجہسے سوا تو اے صنم اللہ کا ہی نام — اچہا تہا ہان حسین تہا یوسف برا نہ تھا
یاران رفتگان کا نشان خاک ڈہونڈیے — ریگ روان کا قافلہ تہا جو روانہ تھا
منہہ دیکہی اونکے سامنے کتنے نہین ہین ہم — اپنی زبان پہ وصف دہن غائبانہ تھا
باد بہار جاکے اوڑا لائی باغ مین — کیا گنج شائیگان زر گل کا خزانہ تھا
اپنا سمند عمر جما جہکے اوڑ گیا — شاید ہمارا تار نفس تازیانہ تھا
راز نہان کسی پہ نہ اپنا عیان ہوا — ناآشنائے گوش ہمارا فسانہ تھا

پہچانے تو خاک کے پتلون کی خاک کو — بیگانہ کون کون سا انمین یگانہ تہا

اوس شعلہ رو کی تہی جو دل صاف مین جگہ
آتشکدہ یہ مہر کا آئینہ خانہ تہا

کیون نظر آتا نہین کیا جانیے کیا ہو گیا — گلشن شداد اوس کافر کا کوچہ ہو گیا

عالم بالا مین رتبہ اور بالا ہو گیا — نخل ماتم کشتۂ قامت کا طوبی ہو گیا

کہتے ہین سن سن کے سب افسانۂ زلف دراز — کس بلا مین پھنس گئی کیا تمکو سودا ہو گیا

مجھسا سرگردان نہوگا دشت وحشت مین کوئی — جس جگہہ رکہا قدم پیدا بگولا ہو گیا

معجزہ ہر بات ہے صل علی صل علی — ہل گئے جب ہونٹھ اعجاز مسیحا ہو گیا

بحر و بر مین اپنی اشک و آہ سے ہی انقلاب — بن گیا دریا تو صحرا دشت دریا ہو گیا

چشم بد دور اپنے رونے نے بڑا طوفان کیا — آسمان بہی اک حباب سطح دریا ہو گیا

شاعرون سے ہم یہہ سنتے تہے کہ ہے کچہہ بہی نہین — دیکہکر پتلی کمر اونکی اچنبا ہو گیا

روز بڑہتا ہی گیا ضعف اپنے جسم زار کا — سوکہ کر کانٹا ہوا کانٹے سے تنکا ہو گیا

کیا ہوا پرے رقیب دیو سیرت پہن کر — اب سلیمان کی انگوٹھی اونکا چہلا ہو گیا

یار نادانی سے ہنستا ہے ہمارے حال پر — جو ہوا دیوانہ لڑکون کا تماشا ہو گیا

عیب سے خالی نہ پایا ان حسینون کو کہین — ماہ کامل کو کمال حسن دہبا ہو گیا

آستان یار ٹھہرا جبہہ سائی کے لئے — شکر کے سجدے کرین مطلب ہمارا ہو گیا

چہرۂ خورشید طلعت دیکہتا تہا آپکا — کیا تعجب ہے اگر آئینہ اندہا ہو گیا

زلف مشکین کا تصور رات بہر رہتا ہے مہر
لو دل پر خون ہمارا مشک نافہ ہو گیا

چکر لگا سکیگا وہان خاکسار کب — بنتا ہے گردباد دلون کا غبار کب

پھوٹے پھلینگے مردہ دل و سوگوار کب — لائیگا نخل ماتم دل برگ و بار کب

وہ عید کو بھی ہونگی کبھی ہم کنار کب — عاشق کا اپنے اونکو ہوا اعتبار کب

لکھا نصیب کا میرے کتبہ بھی مٹ گیا — آئے تو آئے وہ سر لوح مزار کب

ہمزہ الف سے اصل مین ہوتا ہے انحنا — شیب آئیگا شباب کا ہو اعتبار کب

قارون کو آج تک سوے پستی رجوع ہے — ہونگی بلند حوصلہ یہ مالدار کب

کب زہر مین بجھی تھی خدنگ نگاہ ناز — وہ دیکھتی تھی سبزۂ خط بار بار کب

راحت کے جو شریک ہین کب ہین شریک رنج — ہمزاد کے لیے ہی عذاب فشار کب

رونا ہی اپنا مصلحتاً عشق چشم مین — تاثیر سحر ہوتی ہے دریا کو پار کب

اے مہر اور ایک غزل عاشقانہ پڑھ
سنتے ہین ایسے شعر محبت شعار کب

داغ جنون سے جسم بنے لالہ زار کب — دیوانے منتظر ہین کہ آئے بہار کب

فرصت ملیگی عرض کی پھر بار بار کب — اقرار وصل کا ہے تو اب کہدے یار کب

بدلی جو آنکھ آپ کی اسکا عجب نہین — اک طور پر ہے گردش لیل و نہار کب

سنتا ہے کون انکی یہ ہم واعظ بکا کرین — اٹھینگے ابر و باد مین ہم بادہ خوار کب

دست جنون کی دست درازی جو ہے یہی — باقی بچیگا کوئی گریبان کا تار کب

کیا مال ہے وہ کاہے کو لینے لگے لسے — ہوگا پسند اونکو دل داغ دار کب

شہباز چشم نے تو کیا صید مرغ دل — کھیلینگے آپ طائر جان کا شکار کب

ہر شام شامت و ہر صبح صبح حشر — مجھکو رہا نہ شکوۂ لیل و نہار کب

پہلو مین دیکھیے لیٹے ہوتا جو ہے سر پاس
رکھتا عزیز آپ سے دل جان نثار کب

ہمکو ہوا یقین سر پستان یار سے
ہوگا بغیر دانہ جنت انار کب

دیسے معاملہ تیری آنکھون کا سحر ہی
شیرون کو آہوون نے کیا تہا شکار کب
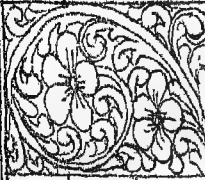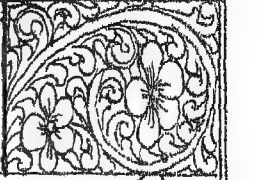
اے مہر پوچ گو ہین بیان تجہسے سیکڑون
ہمکو ہے شاعری کا تیرے اعتبار کب

آرام سے رہتا نہین دم بہر دل بیتاب
مین کیا کہون کس قدر ہے مضطر دل بیتاب

بیچین رہا ہجر مین شب بہر دل بیتاب
ایجان تڑپنے کا ہے خوگر دل بیتاب

کیون ہو نہ شب وصل بہی مضطر دل بیتاب
تڑپا کیا تا صبح برابر دل بیتاب

اے شیخ مین کافر ہون نہ کافر دل بیتاب
رکہتا ہے شرف قبلہ نما پر دل بیتاب

ویسی ہی تڑپ ہے وہی انداز ہے سارا
پہلو مین ہے مذبوح کبوتر دل بیتاب

سمجہانے سے اونکی بہی تسلی نہین ہوتی
اب اور غضب لائیگا ہمپر دل بیتاب

آتی ہے صدا قبر سے کشتی کی تمہارے
سونے دے آرام سے دم بہر دل بیتاب

پہرتا ہون سراسیمہ و بے صبر و تحمل
مجہکو بہی کیا ساتھ مین مضطر دل بیتاب

مین کو لیتا خوش تہا کہ خوش اب ہوگے تم اس سے
دے دیدے مجہے چہپاوگے لیکر دل بیتاب

بجلی پڑے اے ابر سیہ رو ترے اوپر
بیچین ہے بی شیشہ و ساغر دل بیتاب

جی کہول کے روئے تو ذرا ہوگئی تسکین
تہاما ہے بی آب مقرر دل بیتاب

مین آپ سے ہر مرتبہ دوڑا نہین آتا
لاتا ہے مجہے کہینچ کے دل بر دل بیتاب

مشہور ہے سیماب سے سونا نہین بنتا
کس کام کا اے عاشق بے زر دل بیتاب

تنگ آیا ہون جی جاہتا ہے یار سے کہدے
رکہ چہوڑے اب آپ ہی لیکر دل بیتاب

ہالے کی طرح گرد ہے ہمراہ وشون کے
لے مہر پھر اب لایا ہے چکر دل بیتاب

طایر مضمون ہوا ہے مہمان عندلیب
پھر ہما کہانی لگا ہی استخوان عندلیب

خامہ شیرین بیان سیکھے زبان عندلیب
ہو شکر خورا چمن مین مہمان عندلیب

باغ مین ہرسال سنتا ہون فغان عندلیب
یاد ہین مجھکو ہزارون داستان عندلیب

آپکا افسانہ ہی ورد زبان عندلیب
پھول جھڑتے ہین ذرا سنئے بیان عندلیب

آپکی آواز پر گلبانگ کا دھوکا ہوا
میرے نالون پر ہوا سکو گمان عندلیب

شوق ہے اب اوس گل رعنا کو خس کے عطر کا
کاش ان تنکون سے بنتا آشیان عندلیب

شاخ گل پر بیٹھتی ہی فصل گل مین پھول پر
دیدنی ہی اندنون گلشن مین شان عندلیب

سرو سمجھا ہے اگر سرو روان فاختہ
گل سمجھتے ہین تمہین روح روان عندلیب

مین نے جو گل کھائے ہین صنما تمہارے عشق مین
دم ٹہر کتا ہو مرا دل پر لبان عندلیب

اے گل تر کیا ستم ہے یہہ کہ تیرے ذکر مین
خشک کانٹے پڑ گئے ہوتی ہی زبان عندلیب

تا قفس پہنچے دلا باد بہاری کی خبر
اب ہوا ہوتی نظر آتی ہی جان عندلیب

صفحہ دیوان کا گلستان ہے گلونکی وصف مین
ہی یہہ کلک دو زبان گویا زبان عندلیب

گر قلم مین ساقی گلفام بھر دی پھول کو
صاف ہو سکو گمان استخوان عندلیب

عاشق و معشوق دونون مر گئے تقریر پر
لب ملے گل برگ کی ہمکو زبان عندلیب

خار بھی رنگین نظر آتے ہین اسکی خون سے
سو دگل ہونے لگا دیکھو زبان عندلیب

سیج ہی ٹھنڈی گرمیان بھی کب جلاتے ہین ہمین
شمع کا گل پھونکدیگا آشیان عندلیب

پھول والونکی ہین کیا کیا پیچھے بازار مین
گل فروشونکی دوکان ہی یا دوکان عندلیب

تیرے گلگونکی بچو بندی بہی رنگ چاباغ ۔۔۔ چاہیے گل میخ کی جا استخوان عندلیب

گا ئینگے معشوق شعر عاشقانہ مہر کے
ہوئیگا گلبانگ مین شور و فغان عندلیب

دیکہے جو نور چہرۂ جانانہ آفتاب ۔۔۔ ہو شمع روئے یار کا پروانہ آفتاب

جاتا ہے سر برہنہ جو کہسا کی طرف ۔۔۔ کیا جانے کس پری کا ہے دیوانہ آفتاب

کیا اوسکے منہ کو دیکہکے دیکہوں تری طرف ۔۔۔ چل دور اپنی شکل تو دکہلا نہ آفتاب

تار شعاع مہر گریبان سے کے تا ہین ۔۔۔ بے شبہ اوس پری کا ہے دیوانہ آفتاب

نسبت ہے کچہہ نہین ہین مقطر رشک آفتاب ۔۔۔ اے مہر ہے تیری سمجہہ کا پروانہ آفتاب

تشبیہ خال چہرۂ زنگی سے دیجیے ۔۔۔ جانگی فقیر کا جو سیہ خانہ آفتاب

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے

تجہہ پاسے کا فروغ اے ماہ کیونکر آفتاب ۔۔۔ ہے ترے کوچے کی ذرون سے بہی کمتر آفتاب

رکہتی ہین پیاسے کی عوض زخم دل مجروح پر ۔۔۔ ہے جگر رشک مہر مین گر ہو سپہر آفتاب

کیا ہے شکم کیون نہ رون اوسکی منہ کو دیکہکر ۔۔۔ تا صبح معلوم ہو دیکہو جو دم بہر آفتاب

غیرت شمس و قمر عارض ہین رشک انجم خال ۔۔۔ کیون نہون قربان تجہپر ماہ اختر آفتاب

طول روز ہجر ہے روز قیامت سے سوا ۔۔۔ ہو گیا اپنے لیے پہالی کا پتہر آفتاب

دن ڈہلے تو شام کو آسے نظر وہ ماہ رو ۔۔۔ کب ٹلیگا ہو گیا چہاتی کا پتہر آفتاب

آپ کچہہ بہی رخ سے گر نکلین تو دو آئین نظر ۔۔۔ آفتاب اک آسمان پر اک زمین پر آفتاب

[illegible] لگے اپنے شاید وصل ہوگا یار کا ۔۔۔ خواب مین ہمکو نظر آتا ہے اکثر آفتاب

وہ علی کہتے تھے ہم سنتے تھے سبطین و علی
ماہ و انجم تھے تلے بالائے منبر آفتاب

بارہا زلفون مین دیکھا ہی رخ پر نور یار
ہمکو راتون کو نظر آیا ہے اکثر آفتاب

اوسنے جو رخ یار کا چہرہ پہ ڈالا ہو نقاب
تار ہین خط شعاعی روے انور آفتاب

ہے چلی اونکے منہ دھونے کی یاد دیکھو تو مہر
جلوہ گر ہے آفتابہ کے برابر آفتاب

فریاد سنکے دین تو برا یا بہلا جواب
سنتے نہین سوال وہ ہو اسکا کیا جواب

کسکو ملا نوشتۂ تقدیر کا جواب
کس کا خط آیا آپنے کسکو لکھا جواب

میرا سوال بھی ہے بقول اونکے لاجواب
پیسکر سوال کا نہ کسی نے دیا جواب

ہمکو اگر وفا کا دیا ہے جفا جواب
دیگا خدا کو کیا وہ بت بیوفا جواب

دیکھی کبھی کمر نہ دہن سے سنا جواب
شاعر خیال باندھتے ہین اسکا کیا جواب

خط لیکے وان گیا بھی پھر آیا بھی نامہ بر
لکھا ہے میرے نصیب کا اوسنے لکھا جواب

ہمکو تو اس مین شک نہ اوسمین کلام ہے
بے مثل ہے کمر تو دہن اونکا لاجواب

لکھنے کے قابل ایک یہی شوخی ہے یار کی
جو خط کوئی نہ پڑھ سکے اوسمین لکھا جواب

جیتا ہے جیالی سے فرقت مین اے صنم
عاشق کو تیرے دیسے تو چکا ہی خدا جواب

یا مرتضیٰ علی ولی شاہ لافتا
مجھکو بتا دین آپ نکیرین کا جواب

گالی سوال بوسہ پہ دیکر وہ کہتے ہین
کیون سن لیا جواب یہی اسکا تھا جواب

رخسار یار و دہن تو شمس و قمر ہین دو
اسکا جدا جواب ہے اوسکا جدا جواب

قاصد کے آتے آتے یہان موت آگئی
اپنا جواب نامہ ہوا نامہ کا جواب

مظلوم کوئی مجھسا نہ ظالم حضور سا
میرا جواب ہے نہ یہان آپکا جواب

برگشتہ بخت مین ہون تواوٹہی مت افگنی ہی
ہوتا ہے صبر و شکر کا جور و جفا جواب

سرکار مین خدا کے بد و نیک کہپ گئی
کسکا سوال رد ہوا کسکو ملا جواب

سننے کی بات ہو تو سنون ہی کہون ہی کچہہ
بیہودہ گفتگو کا نہین ناصحا جواب

کلمہ پڑہون گا تیرے پیغمبر کے سامنے
قاصد خدا کیواسطے جا جلد لا جواب

صاحب جواب صاف مین عاشق کی موت ہی
تمنے جواب نامہ لکہا یا لکہا جواب

آخر خدا کے سامنے دوگے جواب کیا
دیتے نہین ہو جو میری بات کا جواب

پیغام پر کسی کے ہوا خوا ہی دیکہہ لی
لاتی ہی سے تو باد ہوائی صبا جواب

بوسہ طلب کیا تو دیکہائی نگاہ قہر
اوسنے زبان تیغ سے ہمکو دیا جواب

پروا اونہین نہین تو ہمین بہی نہین غرض
بے اعتنا کا ہے دل بے مدعا جواب

ساری تسلی ہوئیگی اک دم مین کر کری
عیسی کو دینگے قایل خاک شفا جواب

نازک مزاج ہوتے ہین معشوق خود پسند
ارنی سے لن ترانی کا کتنا برا جواب

معشوقیت سے حوصلہ عشق سے بلند
تہا لن ترانی کا ارنی کیا برا جواب

اے قہر مین فقیر در یار پر ہوا
میرے سوال کا نہ کسینے دیا جواب

رکہتا نہین خطوط کا یہہ دفتر آفتاب
لایا خط غلامی مہہ پیکر آفتاب

اب حشر تک نہ تجہکو دکہائیگا منہہ کبہی
ہی کیا عجب جو ماہ سے لے چادر آفتاب

مینا فلک ہی میکش عالی دماغ ہون
میرے لئے صبوح کا ہی ساغر آفتاب

شمسہ چڑہا جو قصر فلک سے قد یار پہ
شعلہ بہبوکا اور ہوا جلکر آفتاب

کیا شوق قتل ہی ترے آگے شعاع سے
لایا ہی کے ساتہہ کے خنجر آفتاب

کیونکر کہون کہ آپ پہ عاشق نہین ہے ہم
کیسا ہی زرد اور ہی کیا لاغر آفتاب

تھا حسین محو خود آرائی ہو اگر
آئینہ لائے صورت اسکندر آفتاب

روشن دلونکو روز ہی گردش پی معاش
پھرتا ہے بھر گروہ نان در در آفتاب

کیا داغ دل میر انظر آئے رقیب کو
ممکن نہین کہ دیکھ سکے شپر آفتاب

دیکھا ہے آفتاب پرستون نی عکس یار
رکھتا ہے صاف آئینہ کی جوہر آفتاب

مشرق مین صبح کو ہی تو مغرب مین شام کو
پھرتا ہے جستجو مین تیری مضطر آفتاب

سمجھون نہ تیرے رخ کے مقابل کبھی اگر
قرآن بھی لے ئے ہاتھ مین گر لیکر آفتاب

اوٹھتا ہون صبح دیکھ کے مین روئے یار کو
میرے لئے ہے مہر رخ دلبر آفتاب

جان ہونٹون پہ ہے اب تو دل بسمل نہ تڑپ
دم کا مہمان ہون بیچین نکر دل نہ تڑپ

قیس کچھ خیر تو ہے اپنی طرف دیکھ ذرا
دم نکل جائیگا یون دیکھ کے محمل نہ تڑپ

ہون وہ کم بخت کہ دریا ہو تو پیاسا تڑپون
اور مچھلی سے کہے مجھسے لب ساحل نہ تڑپ

بیقراری سے مجھ اس طور کی چڑ ہے اے دل
کسکی آسان نہین ہوتی کبھی مشکل نہ تڑپ

فاتحہ پڑھنے کو آیا ہے لحد پر وہ ماہ
صبر کر صبر کر اے مہر تہہ گل نہ تڑپ

ہمکو بتائین کوئی تمہاری ضرورت آپ
دل دینگے ہم ضرور تری خوبصورت آپ

رکھتے ہین خاکسار سے کتنی کدورت آپ
بیٹھے ہین بنکے سامنے مٹی کی مورت آپ

مٹی کا عطر ہمکو ملے غیر کو سہاگ
صاحب جتائین صلح ملی یون کدورت آپ

بندہ نواز کیا کسی دل کی تلاش ہے
آتے نہین ہین یون تو کبھی بی ضرورت آپ

۱۲۸۵

قدموں سے تیری یہ دست قدرت پائی ہاتھوں ہی پڑے ہوئی حنا کی قدرت

[illegible] کی نہین [illegible] نارسا کی قدرت

اے مہر ہے بحر مین رباعی کی غزل
اعلیٰ ہی یہ طبع نکتہ زا کی قدرت

رہتی ہے سیہ خانہ عاشق مین کھڑی رات ٹلتی ہی نہین خوب ہے فرقت کی اڑی رات

ہے غیرت مہتاب ترا چہرۂ پر نور گردانت ستارے ہین تو مستی کی دھڑی رات

جب چاہین دکھا دین وہ شب وصل کا عالم زلفین نہین رہتی ہین یہ کاندھے پہ پڑی رات

بالوں سے چھپا منھ تو بھر امین نے دم سرد جاڑا ہی تو چھوٹا ہے دن لے جان پڑی رات

چربی کا ہے پتلا یہ کہے شمع پہ پہنچتی تیری رخ تابان پہ جو ہین آنکھ لڑی رات

وہ شب کو جو آیا تو گلون کو عرق آیا بلبل تری گلزار پہ خوب اوس پڑی رات

دود جگری سے یہ سیہ ہو گئی ساری یا چھت کی عوض سقف مین فرقت کی جڑی رات

دو گیند میرے سینہ پہ لگتی تھین شب وصل کھیلا گئے وہ مجھ سے عجب گیند تڑی رات

چھلکے میرے چھٹتے ہین ششم پنج عبث ہی اب سو رہو باقی بھی ہے دو چار گھڑی رات

ہے تیرگی قبر مین رنگ شب فرقت مانوس جو تھی مجھسی میرے ساتھ گڑی رات

کس گیسوں والی کے تصور نے رولایا پانی سے جو پتلی ہوئی ساون کی جھڑی رات

اللہ ری سوزش تری اے نالہ شبگیر جلنے لگی گھر کی میرے ہر ایک کڑی رات

زلفوں کو شرارت سے میری جان نہ کھولو دیکھی نہین گرمی کی کبھی ہمنے بڑی رات

اے مہر تپ ہجر مین ہے قہر شب ہجر
مشہور ہے بیمار پہ ہوتی ہے کڑی رات

بیدین ہون اہل دین کیطرح آشنا پرست امداد یا خدا کہین بت ہون خدا پرست

دریا دل سے آنکھوں مین مردم کو دی جگہ — اے چشم تر ہے تو بھی بڑی آشنا پرست

دونون اوسکے بندے ہین یکتا ہی وہ کریم — کوئی ہے بت پرست کوئی ہے خدا پرست

سبزہ ہے باغ دہر مین بیگانہ آج تک — اے عندلیب تو بھی نہین آشنا پرست

جھکتا ہے اے صنم تیرے ابرو کی سمت دل — مانند مرغ قبلہ نما ہے خدا پرست

اونکی طبیعت اور ہے ہمارا مزاج اور — وہ ہین جفا پرست تو ہم ہین وفا پرست

بھولا تلاش رزق مین رزاق کی بھی یاد — مہر شکم پرست ہے کیونکر خدا پرست

عجب بہار ہے اوس شوخ کو وصال کا وقت — وہ دوپہر کہ جو مخصوص ہے زوال کا وقت

میری تو خاک بھی تیرے قدم نچھوڑیگی — ذرا تو آنے تو دے اپنے پائمال کا وقت

چمن کی سیر ہے بلبل پڑے چہکتی ہین — ہمارے آپکے بھی ہے یہ بول چال کا وقت

کرو نہ ذکر رقیبون کا مجھسے راگ نہ لاؤ — خطا معاف نہین ہے یہ اس خیال کا وقت

اب اونکی چال قیامت ہے کیون نہ دل لیجائے — ابھی گذر گیا کبک دری کی چال کا وقت

مثل ہے آنکھ بچی مال دوستون کا ہوا — زمانہ دولت دنیا کا ہے خیال کا وقت

کہان یہ نوک پلک پھر کہان یہ حسن شباب — ادہر کو دیکھو یہی تو ہے دیکھ بھال کا وقت

دعائین دینگے او نہین یہہ فقیر کملپوش — الہی دور دوشالے کا ہوے شال کا وقت

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہی

ہمکو ستا نہ اوبت بیداد گر بہت — اللہ مہربان ہے بندون ہی پر بہت

تکتی ہی ناف یا میری چشم تر بہت — دریا مین اب تو پڑنے لگا ہے بھنور بہت

دنیا کا عیش و دولت دنیا کی ساتھ ہو
سونے کی تیلیان ہون تو پھر سیر بہت

یہہ خامہ نامہ بر ہیہ زبانی پیام ہے
رہتے ہین ندیہ کے حال سے یون بیخبر بہت

چبھنے لگین نگاہ مین چلمن کی تیلیان
دیدار کو ترس گئی صاحب نظر بہت

مین خوش ہوا کہ یار نے کی میری ہمدمی
پوچھا خفا ہوا میری فریاد پر بہت

آنکھین کہین بڑی ہین ہرن سے حضور کی
چیتے کی ہی کمر سے جو تیلی کمر بہت

بیمار ہے تو نرگس گل رعنا کے عشق مین
نرگس چمن مین پھول ہین پیش نظر بہت

مضمون ہو شعر مخفی نازک خیال کا
سمجھے یہہ غور کر کے جو دیکھے کمر بہت

غائب رہا کیا ہے نظر سے دہان تنگ
دھوکا دیا کے آپ کی تیلی کمر بہت

شمشاد سے علاقہ ہے کیا قد و زلف کو
پیدا نہ شاخ شانے کرے یہہ شجر بہت

فکر سخن مین جی نہین لگتا ہے ان دنون
کچھ منتشر ہے تمہر رشتہ جگر بہت

ولہ

یہہ تیرگی ہو کہ پہنچے کی شرمساری رات
ہمارے روز سیہ کی ہے تمہاری رات

ہمارے اونکے رہا شغل بادہ خواری رات
لڑا کے چشم سیہ مست یار ساری رات

خیال زلف مین ہو گی بسر ہماری رات
رہیگا نالہ شبگیر لب پہ ساری رات

سحر سے روز تصور ہے بوسۂ رخ کا
وہ زلف سونگھی یہہ سودا رہا کہ ساری رات

جواب تمیز سفید و سیاہ تمکو ہوئی
تو دن پھرا یکا اے مہربان ہماری رات

خیال عیش جوانی عبث ہے پیری مین
سحر ہے خواب سے بس چونکتی ہماری رات

کھینگے جا بد شب زندار کب عاقل
عبث نہ او سگ دیوانہ جاگ ساری رات

شب وصال اداوے نہ تھی کوئی حرکت
خطا معاف خطا مین تھین اضطراری رات

ملی نہ ہجر کی شب کی بلا میرے سر سے
الٰہی لائے کہان سے یہہ پائیداری رات

لکھا کئے ہین مضامین زلف و عارض کی — سیاہ کاغذ سادہ کیا ہو ساری رات
تمہاری زلف کی سودے نے کر دیا ہے اسیر — سنا تھا ہے کہ کرتی ہے پردہ داری رات
وہ بادہ کش ہون کہ مے ٹپکی آفتاب سے روز — قمر سے لائی جو انگور کی چٹاری رات

نماز صبح وہ ہی پڑھ رہے تھے کعبے مین
جناب مہر جو مندر مین تھے پوجاری رات

مرزا مہر یہ ناز اوس کے اوٹھاتے ہو عبث — بیٹھو مرزائی ہین کیون داغ لگاتی ہو عبث
عشق کرتے ہو عبث رنج اوٹھاتے ہو عبث — دل لگاتے ہو عبث جان کہپاتے ہو عبث
مہر دل خستہ کو اے جان ستاتے ہو عبث — ہے بجہ کیا ظلم کہ جلتے کو جلاتے ہو عبث
صید نو دام مین گیسو کے پہنساتے ہو عبث — پیچ کرتے ہو عبث ہمکو اوڑاتے ہو عبث
تم تو سنتے ہی نہ تھے ہجر کی شب مین فریاد — اب شب وصل مین کیون شور مچاتی ہو عبث
مین جو کہتا ہون کہ مسی لب نازک پہ ملو — ہنسکے کہتی ہین کہ بوسے کی جماتی ہو عبث
ناتوان ہون سبب زخمی نگر و شفا کو — کیون تن زار پہ زخمون کو ہنساتے ہو عبث
شب فرقت کا گلہ وصل مین کیا حضرت دل — خون گہٹتا ہے میں رنج بڑہاتے ہو عبث
لب جان بخش سے لو کام مسیحائی کا — ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے ہو عبث
مہربان بت نہین ہونے کی یہ رب کعبہ — اللہ اللہ کرو دیر مین جاتے ہو عبث
سامنا مست کا بیمار کرے گا کیون کر — آنکھ نرگس سے میری جان لڑاتے ہو عبث
تم پہ ہم مر گئے تم کو نہ ہوئی کچھ پروا — کیون مسیحا ئیگا دم اب دئے جاتے ہو عبث
بوسہ مین مانگتا ہون تم نہین سنتے صاحب — گالیان ہی مین نہین سنتا سناتے ہو عبث
آنکھ سے نوح کا طوفان نکل جائے کہین — دیکھو دیکھو مجھے فرقت مین رلاتے ہو عبث

کیا عاشقانہ غزل کہتے ہو ایسی اے مہر
ہم نہ مانینگے کبھی باتین بناتے ہو عبث

تشریف لائینگے وہ مقرر چمن مین آج
پھولی سمائیگی نہ بچۂ گل پیرہن مین آج

تحصیل علم غیب ہے وصف دہن مین آج
اک بات ہی کلیم کی اپنے سخن مین آج

پژمردہ گل ہین رشک سی تیری چمن مین آج
جلنے لگا ہے پیرہن گل کفن مین آج

ہوگی تمام رات بسر پیچ و تاب مین
دل پھنس گیا ہی زلف شکن در شکن مین آج

لائیگا جذب دل مرے ویرانہ مین او نہین
لیلی کا انتظار ہے مجنونکو بن مین آج

شاید سنوارتے ہین وہ گیسوی عنبرین
بگڑا ہوا ہے مشک کا سودا ختن مین آج

بت خانہ مین مرے دل نالان کا شور ہے
ناقوس لعل کا ہی کف برہمن مین آج

کچھ مشورہ ہی زلف پریشان یار مین
سودائی چند جمع ہین دشت ختن مین آج

آئینہ مانگتے ہین سنوارینگے زلف کو
شب باش ہوگی روح سکندر ختن مین آج

قرآن اپنے عشق پہ اوٹھوایا یار نے
ضامن خدا ہوا ہی بت و برہمن مین آج

آتی ہے مجھکو اپنی لب گور سے صدا
آتا ہے پھر کے ایک مسافر وطن مین آج

زرتار کا لباس تھا جنکی گلی مین کل
سوتے ہین زیر خاک وہ لپٹی کفن مین آج

گردو نپہ ماہتاب کا سبکو گمان ہوا
نکلی سوار ہو کے وہ جسدم فتن مین آج

کل امین ہوگا فرق زمین آسمان کا
اللہ اتفاق ہی کیا جان وتن مین آج

مین دل برشتہ مہر ہون تم رشک ماہ ہو
حاجت نہین ہے شمع کی کچھ انجمن مین آج

کل پر نہ ٹلے وصل کا وعدہ میری جان آج
بس بس نہین ابھی نہین کہدیتے ہان آج

اللہ کی ہے شان کہ تم اور میرے گھر ہے عرش معلی کا جواب اپنا مکان آج

آرایش گیسو ہی شب وصل رہیگی سودا جو مجھے ہی تو تمہین ہے خفقان آج

تم وصل کی شب مین تو دکھادو کمر اپنی اچھا ہے جو ہو جاے عیان راز نہان آج

شیشون کے گلے ملتے ہین زاہد سے غرض کیا شوال ہے ساقی کہ ہو ماہ رمضان آج

ہر مصرع تر ہے مژہ دیدہ پرنم اشکونکی روانی ہے میری طبع روان آج

کیفیت مے صاف کہے دیتی ہین آنکہین بہکی ہوئی بیٹھو رہین یہہ سحر بیان آج

ہم بھی تو تیرے دور مین نوروز منائین محروم نرکھنا ہمین اے پیر مغان آج

پچھتاوگے پچھتاوگے مرجائنگے ایک روز ہم تمسے کہے دیتے ہین ایجان جہان آج

کرلوک زبان فاعتبروا یا اولی الابصار نادان وہ کل خشک ہے جو تر ہے زبان آج

اے مہر تجھے داد سخن کیون نہ ملیگی
مجمع شعرا کا ہی گئے ہین ہمہ دان آج

مرنے او ٹہائی بہت گور کی فشار مین روح نکلتی کاش بدن سے تری کنار مین روح

تمہارا ناز اوٹھایا بڑا کمال کیا ہوئی ہے جبر ثقیل اپنی جسم زار مین روح

ذرا بھی گر لب جان بخش کا اشارہ ہو تو ڈالدی دم خنجر ترا شکار مین روح

بتان ہند پسند آئے ہین خدائی مین رہیگی بعد فنا بھی اسی دیار مین روح

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب بڑا عذاب سے رہتی ہو انتظار مین روح

کدورتین رہین اس خاکدان ہستی مین اور ہی یہہ گرد کہ گھبرا گئی غبار مین روح

بلایا آئی نکالا نکل گئی دم مین یہہ شکر ہے کہ رہی ہے حکم کردگار مین روح

جہان نہو کوئی بات تو انکو جے لگی کیا خاک رہے سوال نکیرین تک مزار مین روح

خیال صبح امید رہا دوازدہ ماہ
تو خواب مرگ مین ہو مہر ہشت جا مین صبح

دست مشاطہ نکیون زلف سے ہوتا گستاخ
کا فرو پنجۂ شانہ سے بلا کا گستاخ

ہم طلبگار رہین بوسے کی تو دل طالب وصل
آپ سے آپ کے عاشق بھی ہین کیا کیا گستاخ

سیل مایوس کو آتا ہے یہہ گذرا سر سے
میرے ویرانے سے ہوا اشک کا دریا گستاخ

گل و شمشاد سے ہے بلبل و قمری کا جو حال
کوئی عاشق نہین معشوق سے ایسا گستاخ

تیرے بیمار سے صلواۃ سنا چاہتے ہین
چلے آتے ہین جو بالین پہ مسیحا گستاخ

چوم لیتا تیرے ہاتھون کو مین قاتل دم ذبح
تھا تقاضا یہہ ادب کا کہ نہوتا گستاخ

ہڈیون تک میری آتے ہوئے پر جلتے ہین
جز سگ یار ہما ہو نہین سکتا گستاخ

ہاتھ ملتے رہے ہم سینہ سے یہہ جا لپٹے
کچھ بہت آپکی انگیا کی ہے چڑیا گستاخ

حضرت نوح سے کہتا ہے کہ بس ڈوب مرو
طفل اشک اے فلک پیر ہے لڑکا گستاخ

لے ہما یہہ بھی ہے طاقت کہ ادب منہ سے کہین
ہڈیون سے ہے ہمارے سگ لیلی گستاخ

شعلہ رو کہکے او نہین لی لیا چٹ بوسۂ رخ
مرزا مہر بھی کیا گرم ہے کتنا گستاخ

شعلۂ طور ہے نہ برق تجلا ہے وہ رخ
مہر اللہ کی قدرت کا تماشہ ہے وہ رخ

شہر ویران ہوئے جنگل بسے دیوانون سے
باعث کثرت آبادئ صحرا ہے وہ رخ

تن بے روح مین روح آتی ہے دیکھے سے اسے
منہ پہ عیسی کے مین کہدون کہ مسیحا ہے وہ رخ

مسی ملنے سے ہوا غنچۂ سوسن وہ دہن
سر گلگون سے گل لالۂ حمرا وہ رخ

شبکو جسنے کبھی دیکھا نہو روشن خورشید
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

شمع کیونکر نہ جلے کیون نہ قبا گل پھاڑے | رشک سے حور کو بھی تو نے تو پایا ہو وہ رخ
مہر معشوق ہے اور صبح امید عاشق | غیرت یوسف و ہمشکل زلیخا ہے وہ رخ
صبح ہے چین جبین اور ذقن ہے گرداب | صدف در ہے دہن حسن کا دریا ہو وہ رخ
اسقدر باغ مین جو گل کے لگے نالان ہین | تو نے بلبل ابھی شاید نہین دیکھا ہے وہ رخ
شمع کو شعلے کو مشعل کو مہ و مہر کو مہر | یہہ فروغ اوسکے ہی پرتو سے ہوا ایسا وہ رخ

ولہ

مجکو ہے سخت رنج و تعب یا علیؑ مدد | شاہ نجف امیر عرب یا علیؑ مدد
یا مظہر العجائب و یا شاہ لافتا | حلال مشکلات لقب یا علیؑ مدد
ایدست کردگار مرا دستگیر ہو | اب تھک گئے ہین پلے طالب یا علیؑ مدد
اپنے گدا سے در کو کیا تو نے پادشاہ | محروم پھر گیا کوئی کب یا علیؑ مدد

اب مہر کا فروغ ہوا اے ذو الجلال
روز سیہ ہے غیرت شب یا علیؑ مدد

کافر دلم کہ چشم جانانہ می برد | چون ہندوے کہ فدیہ بہ میخانہ می برد
چشمت حواس عاقل و فرزانہ می برد | ہوش از دماغ گردش پیمانہ می برد
امکان نیست اینکہ سلامت برم جان | چشمش بدل ستیزہ ترکانہ می برد
آنے کہ خوش ادا ست شنیدم ابجا ملے | آنے بدیدہ ام کہ دل از جانہ می برد
من شانہ بین و زینت او بہر دیگر است | شانہ در آئینہ ابروے شانہ می برد
شلتاق و شوخ و شنگ مرا دل ز دست برد | این دست برد بین چہ حریفانہ می برد

اے مہر بعد مشرق مغرب تمام شد
بنگر کنون کجا دل دیوانہ می برد

ولہ

فلک آوارہ زباد تو ازین ہم گردد | چون تو یا بد نبے گر ہمہ عالم گردد
زندگی مرگ بود ہیچ حلاوت نہ دہد | شکرم گر دہی جز بوسۂ لب سم گردد
عکس روے تو در آئینہ کند گل گلشن | سرو تصویر بہ تعظیم قدت خم گردد
راست اے سرو سہی مصرع شوکت اینجاست | سرو تصویر بہ تعظیم قدت خم گردد
دل بیتاب مرا کاش کنی تسکینی | کاش این غمزدہ آتے خوش و خرم گردد
جوش دریاے شراب ار بود از خم ساقی | نیت غسل پے عید غدیرم گردد
ہمت عاشقیم سنت یاران نہ برد | خشک لب تر نہ کنم چشم اگر نم گردد
گر پے تعزیت عاشق مردہ آئی | غیرت ہالہ مہ حلقہ ماتم گردد

نیست این جاے شگفت اے فلک ناہنجار
با مسیحاے زمان مظہر چو ہمدم گردد

میکدہ تجھسے رہے ساقی دوران آباد | خوب ہم رند ہیں کی خانہ احسان آباد
اونکے دم سے ہو میرا خانہ ویران آباد | حورین جنت مین رہین قاف مین پریان آباد
بوم سیرت نظر آتا ہے یہہ عاشق دشمن | در دولت ترا رکھیگا نہ دربان آباد
خار دامن کو پکڑتے ہین کہ رہ جاو یہین | دشت کو کیون نکرین چاک گریبان آباد
سرفرازی ہے اگر آپ قدم رنجہ کرین | ابھی ہو جائے میرا خانہ ویران آباد
چہچہے بلبل نالان کی ہون گل خندان ہون | سرو و شمشاد ہون سرسبز گلستان آباد
کوئی قاتل ہین بسیگی نئی دنیا اک اور | روز ہوتا ہے نیا شہر خموشان آباد
ہدف تیر نگہ کیجیے دل کو میرے | اپنا ویرانہ کرین آکے یہہ مہمان آباد
کوئی گیسو مین رہے سلسلہ جنبان ہر دل | قیدیون سے ہو ہمیشہ ہی زندان آباد

میکدہ چھوڑ کے کیون دیر و حرم مین جائین
اسمین ہندو رہین اور اسمین ہون مسلمان آباد

بیکسون کا بھی کوئی عرس کوئی میلا ہو
کیجئے آکے کبھی گور غریبان آباد

روشنی آپکے دم سے ہو صنم خانہ مین
مہر پھر چلکے کرو کوچۂ جانان آباد

ہوئے جاتے ہین الہی میرے سب بال سفید
رہا جاتا ہے بہت نامۂ اعمال سفید

جسنے دیکھا ہے کبھی دست مصفا تیرا
ید بیضا کو سمجھتا ہے وہ اک کمال سفید

قصر مین بھی نہین جاتی منش مرزائی
مرگ چھالے پہ ہی سابر کی بچھی کھال سفید

چاہئے انکو بھی سورج کے مقابل کوئی چاند
آپکی ڈیوڑھی پہ چاندی کا ہو گھڑیال سفید

نقد میخوار ہون ریحانی و گلگون نہ پلا
ساقیا ساغر بلور مین تو ڈہال سفید

ہنس منڈلائین اگر پہنئے بھاری جوڑا
موتیون سے کرے رستے کو ابھی چال سفید

چاندنی رات مین رغبت سے جو پیتا ہون شراب
کیا ہی نوروز کی پوشاک بھی امسال سفید

کیا سیہ بخت ہون بنتا ہے وہ کالا کمل
اوڑھتا ہون کبھی سرما مین اگر شال سفید

اسقدر خون سفید اب تو زمانے کا ہوا
کچھ تعجب نہین پیدا ہون اگر خال سفید

خال مشکین لب لعلین رخ رشک نسرین
ایک گلدستہ مین ہین پھول سیہ لال سفید

پنجۂ مہر مین ہو چادر مہ کا دھوکا
دست رنگین مین اوڑھائے جو وہ رومال سفید

کیا تعجب ہے جو ہین تیرہ درون دولتمند
ہو ہی جاتی ہے سیہ لاکھ ہو ٹکسال سفید

کبھی ہوٹھون کا پڑا عکس کبھی دانتون کا
کبھی سرخ اور کبھی ہو گئی منہ پال سفید

خوبروی پہ ہے کیا ناز بتان لندن
ہین فقط روئی کے گالون کیطرح گال سفید

مہر اپنی بھی دعا ہے یہہ بقول ناسخ

قبل مصحف ہو میرا نامۂ اعمال سفید

شاعر کو ملا کرتا ہے مضمون کمر شاذ
رہ جاتا ہے عنقا کا کوئی دام مین پر شاذ

اس غصہ پہ عشاق کے کیون جانینگی جانین
ایام ہون گرمی کے تو کرتے ہین سفر شاذ

بی شبہ و شک مرغ سے تشبیہ بجا ہی
ملجاتی ہے اوڑنے سے کبھی دل کی خبر شاذ

اک قطرہ بھی بادل سے ہمیشون نہین برسا
ہان خشک نظر آئے مرے دیدۂ تر شاذ

ہر شہر مین ہر ماہ مین تو چاند کو دیکھا
برسون مین نظر آتا ہے وہ رشک قمر شاذ

اپنا تو قیاس اسکو نہین چاہتا ہرگز
ہوتا ہے اجی نالۂ عاشق مین اثر شاذ

پریان تو او نہین حور کہین حور کہین نور
اس شکل و شمائل کے ہین انسان مین بشر شاذ

ہم قاعدۂ کلیہ ہرگز نہ کہینگے
مضمون دہن فکر سے ملتا ہے اگر شاذ

لالہ نے کہا دیکھ کے داغون کو ہمارے
اس داغ اوٹھانے کے لئے بھی جگر شاذ

مجنون کا پتا بھی نہین صحرا سے جنون مین
ہین وادی وحشت مین ہون اک خاک بسر شاذ

کہنے کو سبھی کہتے ہین شعر و غزل اے مہر
شاعر تو ہزارون ہین سخن فہم مگر شاذ

ولہ

آمد ہے کس مسیح کی اے مہر لاش پر
قم کا گمان ہے غلغل دور باش پر

سامان ابتری ہین یہ اوراق گنجفہ
ہرگز نہین ہے رنگ فلک اک قماش پر

چرکے ہین میری جسم پہ اوس گل کے ہاتھ کی
کیونکر نہ رشک ہو رگ گلگو خراش پر

جتنے سعید ہین وہی آوارہ ہین یہان
ٹہری ہما نے پائی ہے کتنی تلاش پر

اپنا تو ہے ازل سے ابد تک یہی کلام
ہم مطمئن نہین کبھی اس بود و باش پر

دیکھا نہ تمنے طایر رنگ اوڑ گیا یہان
تار نظر سے باندہ دئے ہوتی کاش پر

بھولونگا مین نہ یاد چمن بعد مرگ بھی | صیاد ذبح کرنے سے پہلے تراش پر

ہر جگر کباب تو عاشق سے ہے خال کا
چھڑکو نمک مزے سے دلِ پاش پاش پر

نہ ماہتاب ہے مثل اور نہ آفتاب نظر | کوئی نہین رخ پر نور کا جواب نظر
نہ سمجھین اپنے کوئی مثل یوسف کنعان | خدا کے فضل سے ہین آپ انتخاب نظر
جو ہمسے پوچھو تو ایمان کی کہین صنا | ہمہ رخ وہ ہے کہ ہے قرآنہی کتاب نظر
بہار موسم گل کے بہار باغ مین ہو | تمہارے حسن کا عالم ہے شباب نظر
بناے آپ روان کے جو آئنے محرم | تو دیکھی آب روان کی بھی وہ حباب نظر
نکیون ہو ایک نگتہ مین سرور و کیفیت | تمہارے نرگس مےگون کی ہے شراب نظر
خیال ہمکو رہا سنکے خواب یوسف کا | کبھی ہو طالع بیدار کا جو خواب نظر
تمہارے دانتون کے آگے تو پانی پانی ہے | یہ کون کہتا ہے ہے موتیون کی آب نظر
مین اپنے اپکو نسبت دون عشق پیچان سے | حضور کو جو لجا لو کا ہے حجاب نظر
ہر ایک شوخ گل اندام ہمکو کہتا ہے | بجا ہے گر عرق جسم ہو گلاب نظر

وکیل ہون تو وکالت کے شغل مین اے مہر
سیے زبان پہ ہے ہر دم لی شباب نظر

موم کا شک ہو اگر ہوے مقابل پتھر | اللہ اللہ بتون کا بھی ہے کیا دل پتھر
نازنینون کا نہین ظاہر و باطن یکسان | جسم شفاف ہے شیشہ کیطرح دل پتھر
نالہ کوہ بھی تھا نالہ فرہاد کے ساتھ | اے بتو تمسے ہے واللہ کہ قابل پتھر
اسے پری آگ بھی رکھتا ہون مین اسمین نہان | کر لیا ہے جو شرارت سے تیری دل پتھر

مین وہ وحشی ہون اگر دشت سے جاؤن سوے شہر
ایک کے گھر مین بہی ڈھونڈھے نہ ملے سل پتھر

لعل و یاقوت سے لڑکو بہرو دامن اپنے
مرزا وحشی ہون لاوین مرے قابل پتھر

اپنی پتھرائین ہوئی آنکھونسی جاری ہین سرشک
صاف صحت کے ہین یہہ بہی مقابل پتھر

ناصحا کوئی جنون دوست نہوگا مجھ سا
چاہتا ہون کہ مرے جسم پہ ہون تل پتھر

غار کہسار مین رہتا محو خیال لیلی
دیکھتا قیس بہلا جانب محمل پتھر

کعبہ دل بہی اوسی بت کا صنم خانہ ہے
جسکے اعجاز سے اے مہر تہے قایل پتھر

تو بہی جلدی تلخکام ایجان شیرین چھوڑ کر
یار شادی مین گیا ہے مجھکو غمگین چھوڑ کر

نقد مال ایسا مرے قبضے سے یون جاتا رہا
ہاتھ ملتا ہون تمہارے ساق سیمین چھوڑ کر

کیا کرون گلشن مین جا کر کوچہ دلدار سے
گل کو کیا دیکھون خیال روے رنگین چھوڑ کر

دم پھڑک جاتا ہے جب آنکھین چراتا ہے وہ شوخ
دیکھتا ہے سیر مرغ دل یہ شاہین چھوڑ کر

کوئی تو ہو رونیوالا بیکسون کی قبر پر
شمع بالین لحد جاے نہ بالین چھوڑ کر

بلبل نالان کے ہوتے ہاتھ گلبن پر ڈال
ذبح کر پہلے مجھے تو گل کو گلچین چھوڑ کر

مین وہ وحشی ہون کہ ہین سارے درندے میرے دوست
شیر قالین ساتھ ہو لیتا ہے قالین چھوڑ کر

زندگی کبتک تجھے مرنا ہے اس سے ہاتھ اوٹھا
بیٹھ رہ دنیا کو تو اے عاقبت بین چھوڑ کر

یار کے بیساختہ پن نے دکہایا اور روپ
سادگی پر اب طبیعت آئی تزئین چھوڑ کر

منفعل صبح بنارس سے ہے خجل شام اود
آئی گورے گال پر وہ زلف مشکین چھوڑ کر

مہر اوس بت کے نہین دل مین ذرا خوف خدا
نزع مین جاتا ہے مجھکو دشمن دین چھوڑ کر

بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی زلف پریشان تا کمر
اس بلا کا ہی تو پہنچا ہاتھ جانان تا کمر

اب رسا ہے طرۂ طرار جانان تا کمر
بندشین کرتے ہین شاعر کہین پہنان تا کمر

بال سنبل آنکھ نرگس گال گل پستان انار
گوٹ کرتی کی سی ہے دیوار گلستان تا کمر

بنگئی راہ عدم بھی اک روش گلزار کی
قاتل اتنا آگیا خون شہیدان تا کمر

خار زار دشت مین سامان الجھن کے رہے
بنگیا دامن اگر پہاڑا گریبان تا کمر

بندہ پرور جنکی ہمت نے کمر بند ہوا ہے
مطمئین ہوتی نہین کہولے نہ ہمیان تا کمر

مار رہزن بنگئین کافر عدم کی راہ مین
لمبی لمبی آپ کی زلف پریشان تا کمر

داشگون بختون کا دعواے تعلی ہیچ ہے
اتفاقاً گر کبھی پہنچا تو دامان تا کمر

پھولدار اطلس کا پاجامہ جو پہنا آپ نے
سرو سے قامت پہ ہے رنگ گلستان تا کمر

رکھتے ہین تہری کمر تو ہی انکہون مین حسین
یا اوتر آئی ہین ترہینی مین پریان تا کمر

ہوگئی اب غائب کمر اے شاعر بیتاب شہیر
بڑھ کے پہنچا طرۂ طرار جانان تا کمر

کچھ نظر آیا نہ جان اندہی کی لکڑی ہوگئین
آئین تہین بڑھ بڑھ کے شاخ نرگستان تا کمر

اوس گل رعنا نے باندہی ہے کمر اب کفر پر
پہنے لین زنار سب ہندو مسلمان تا کمر

یون کہلین معنے ذکر عیش نصف عیش کی
باندہین مضمون کمر ہوجاؤ عریان تا کمر

بیٹھ کر رونے پر نظر کیا ہو بہت وہ کوہ مین
جنکے ہوتا نوح پیغمبر کا طوفان تا کمر

پھر اوبھرنا غیر ممکن ہے چڑھا آب سرگذشت
سے ہے ابھی تک تو سینے اشکون کا طوفان تا کمر

وصل کی شب روشنی شمع ساق یار ہے
اور ہو جائین عیان سب راز پنہان تا کمر

وان کمر تک زلف پہنچی ہمکو یان سودا یہ ہے
کاش ہوتے اسے جنون دیوار زندان تا کمر

جی اڑا دینگے ہو ہمسے شاعر نازک خیال
ہوگئی پیدا راہ باریک رگ جان تا کمر

روشنی مین کیا عجب ہے شاید آجائے نظر | چاہیے اونچی رہے شمع شبستان تاکمر
ارتکاب معصیت مین بہی ادہورے ہم رہے | گر کبہی اوٹہا تو اوٹہا بار عصیان تاکمر
کہول دو چوٹی کو چہا جائے کہین کالی گہٹا | باندہ لین شعرون مین شاعر برق سوزان تاکمر
جوش وحشت ہو بہار آئی ہم بالیدہ ہون | تا بہ دامن خار گلہاے گلستان تاکمر

مہر پڑہتا ہے درود آتے ہین جب اسکے شہید
عطرآگین تا بہ داماں عنبرافشان تاکمر
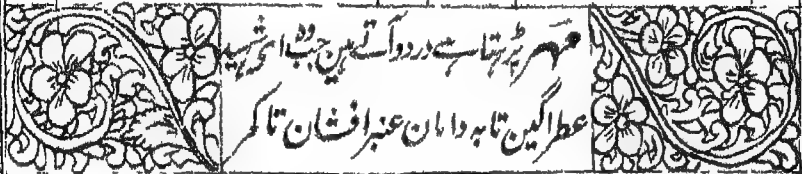
پہلو تہی سے رنج مین راحت ہوا اسقدر | گذرے دل وجگر سے تو فرصت ہی کسقدر
نکلے جو یہ حرم سے تو دل چہننے لگی | اللہ ان بتون مین بہی قدرت ہی کسقدر
صدمہ ہے دلپہ جان ہے اپنی عذاب مین | ناصح کی ناگوار نصیحت ہی کسقدر
ایسی ہنسے گل اس سے کہ بلبل نے رو دیا | ان کی طبیعتون مین ظرافت ہی کسقدر
چہوڑی سگ و ہما نے ہوئی نوش جان کب | ہڈی مین دل جلون کی حرارت ہی کسقدر
اک جام کے لئے ہے یہ کیفیت ابر کی | اوسکی گناہ گارون پہ رحمت ہی کسقدر
قصر و محل مین جنکا گذارا ہوا نہ تہا | اب اونکی گور تنگ مین وسعت ہی کسقدر
جام شراب ناب بہی نظرون سے گر گیا | مستونپہ اونکی چشم عنایت ہی کسقدر
مزدور سے بہی سر پہ نہ اوٹہیگا بار عشق | پوچہو تو کوہکن سے کہ محنت ہی کسقدر
دیتے ہین طول قصۂ گیسوے یار کو | ہمکو شب وصال کی حسرت ہی کسقدر

پہر کر دیا مشاعرہ گرم آکے تونے مہر
تیرے مزاج مین بہی حرارت ہی کسقدر
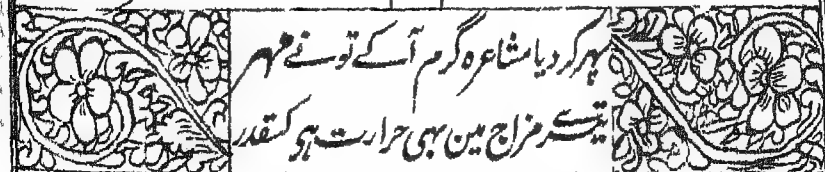
فکر رسا ہو کیون نہ مکین آسمان پر | ہے ملک شاعرونکی زمین آسمان پر

کیونکر ہون مین چین یہ جبین آسمان پر
میرا ہی نجم بخت نہین آسمان پر

جلتے ہین پر خدنگ کے ہمسر ہو تیر کیا
سیدہی گئی ہے آہ حزین آسمان پر

تمسے ہے سیہ اشارہ ابرو ہلال کا
چہتی ہوین کسیکی نہین آسمان پر

دل مین ہے سے جگہہ ہے تمہاری جناب عشق
ٹہرو زمین پر نہ کہین آسمان پر

افشان چہنی تو خرمن مہتاب گرد ہے
پروین ہے خوشہ چین جبین آسمان پر

ٹہری ہے بام یار پہ صحبت شراب کی
پریان اوڑا کے لے ہی چلین آسمان پر

پہونچی ہے بام یار پہ مجھ زار نے کمند
ہے کہکشان کا سبکو یقین آسمان پر

روشن دلونکو رفعت دون سے نفور ہے
اک جا قیام مہر نہین آسمان پر

ذی رفعتونکا بار اوٹہاتے ہین سربلند
قایم ہوا ہے عرش برین آسمان پر

حاضر دل و جگر ہین جو منواؤ نونگے
ہین سات نجم سات نگین آسمان پر

کرسی جو بام پر ہے تو کرسی پہ یار ہے
وہ عرش پر ہے عرش برین آسمان پر
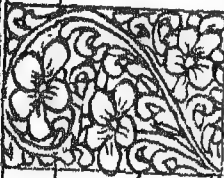
اتو میرا کہین تو کہین ہمکو غم نہین
روشن ہے حال مہر زمین آسمان پر

کاٹے کوئی جو نک تو قاتل کے برابر
اکڑے سے گئے دو دو جگر و دل کے برابر

شیرین لب شیرین کی ہو سایل کے برابر
حسن رخ لیلی ہے ترے تل کے برابر

ساقی تیری انکہو نمین ہی کیا سرمہ کی تحریر
پان ہے خط ساغر خط باطل کے برابر

قاضی کا نہ ڈر ہے نہ غم محتسب شہر
ہوشیار نہوگا کوئی غافل کے برابر

کیونکر نہ کہون خال رخ یار ہے دلچسپ
ہے داغ سویدا بہی اسی تل کے برابر

سر پانون تلے ہاتھ مین ہو گوشہ دامن
گردن ہو میری خنجر قاتل کے برابر

جی جیا ہامرا دیکھ کے خال رخ جانان — رکھ دونین سویدائے دل اس تل کے برابر

کس وہن مین حدی خوان لئے جاتا ہی یہہ ناقہ — آجائے ذرا قیس تو محمل کے برابر

سنکو اٹے رتبہ میسر ہوا دار کے ہمراہ — مجنون کا ہوتا بوست بہی محمل کے برابر

حیران ہو دیکہی جو یہہ زانوی مصفا — آئینہ رکہہ اس آئینہ گل کے برابر

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل — محمل ترا لیلی کے ہو محمل کے برابر

مجنون سگ لیلی سے جو یارانہ نکرتا — طاقت تہی پھٹکتا کبہی محمل کے برابر

مرجاون تو جی جاون اس انداسے ہو آرام — نقصان ہو میرے لئے حاصل کے برابر

پتلی ہے سمندر مین میری آنکھ کی پتلی — دامان مژہ دامن ساحل کے برابر

کشتی می ناب جو وابستہ ہو اس سے — ہے دامن تر دامن ساحل کے برابر

دریا مین جو موتے ہین تو آمین گہر اشک — دامن ہے میرا دامن ساحل کے برابر

بوسہ نکہین لی مجہے یہہ رشک ہے صاحب — تیرا لنگر دم لب ساحل کے برابر

کہتی ہے طبیعت کہ یہہ تشبیہ ہو ناقص — اوس رخ کو جو کہئے مہ کامل کے برابر

آئینہ پہ کرتے ہین گمان تل شکری کا — ہونٹھون کا پڑا عکس ترے تل کے برابر

اوس بزم مین گلدستہ لئے شمع کہڑی ہے — پہرہ فرش ہین پروانہ محفل کے برابر

اک اور غزل کہئے کہ تسنیہ ہوا ہے مہر
معروف کی مجہول کی اب سے لکئے برابر

اک شکل ہو ناطاقتی دل کے برابر — کروٹ بہی اسے ہو گئی منزل کے برابر

میرے سے لئے ہی سینہ زنی نوبت شادی — بانگ کف افسوس جلاجل کے برابر

ہے آرسی اوس چہرۂ تابان کے مقابل — قرآن کو رکہتے ہین حمایل کے برابر

کیا انجمن انجم گردون کو ہو نسبت
محفل نہین کوئی تیری محفل کے برابر

دہلیز پہ بیٹھا ہوا روتا ہون جو مین زار
خاک در دلدار ہے کہگل کے برابر

گل پہولی اگر کوئی چمن مین تو عجب کیا
صیاد گیا بلبل بیدل کے برابر

کہہ مہر ید اللہ سے کر عقدہ کشائی
مشکل نہین کوئی میری مشکل کے برابر

دل مین حیا کی ہے تو محجوب سراپا ہوکر
گہر مین اوتری ہی سواری میری پردا ہوکر

یہ کہلا چشم تصور مین تیری جا ہوکر
گہر مین اوتری ہے سواری میری پردا ہوکر

کیا کہون مین کہ وہ کیا ہو گئے ہین کیا ہوکر
مہر کی جان کے دشمن ہین مسیحا ہوکر

بنگیا ہے یہہ میرا دشت جنون مجلی بن
رنگ لائی ہے سیہ طالعی سودا ہوکر

کیون نہ سایہ سے تیرے مجھکو حذر لازم ہو
عکس گیسو ہے تو موذی ہوا کالا ہوکر

سبز باغ اب نہ دکہاے ہمین یہہ سبزہ خط
حسن تو بول گیا آپ کا طوطا ہوکر

نہ تسلی نہ دلاسا نہ عنایت نہ کرم
کیا کرے کوئی بہلا آپ کا شیدا ہوکر

تیل کی دہار ہے کالا یہہ تیرے گیسو کا
کینچلی بنگیا مو باف بہی چکنا ہوکر

بوریا جائے من و جاے تونگر قالین
شیر ہو نہ مقابل سگ دنیا ہوکر

دست نازک کا تمہاری سبب مجہے ڈر رہتا ہے
گل جو کرتی ہین کلائی کبہی گجرا ہوکر

اک مجمع ہے اک انبوہ ہے اک میلا ہو
بت خدائی کا تماشا ہوئی درگا ہوکر

اونکی انگیا کے پہننے کا ہے جشن اونکی یہان
دل پھٹکتا ہے کہ اوڑ جاے چڑیا ہوکر

صاف تو یہہ ہے قبا گل کی بسائی نہ گئی
جب تک اوترا نہ ڈوپٹہ تیرا میلا ہوکر

طبع نازک سے ہمارے نہ اوٹہی ڈہنگ تری نار
ہمتو مزدور نہین سبنے کے مزا ہوکر

عشق بازی بس اب ہم بھی کرین گے توبہ
ہم بھی اب کعبہ کو جا بیٹھینگے کلیسا ہو کر

کبھی دم بھر کسی عاشق کی بھی کام آتے ہو
کوئی مردہ بھی جلایا ہے مسیحا ہو کر

نازنینون سے رہا رابطہ عاشق زار
پہلوی گل کو دباتا ہون مین کانٹا ہو کر

حال رجعت کا ہی معلوم تمہین دن پھرو
یا علی مہر کہان جاے تمہارا ہو کر

عالم حیرت کا دیکھو یہ تماشا ایک اور
یار نے آئینہ مین اپنا سا دیکھا ایک اور

مرنے والون مین رہا جاتا ہی جیتا ایک اور
نیم بسمل ہون مین قاتل ہاتھ پورا ایک اور

رفتہ رفتہ دل کو دل سے راہ ہو جاتی کہین
اونسے ملنے کا رہے پوشیدہ رستا ایک اور

ایک تو مستی کا نقشہ جم رہا ہی شام سے
پان کی لالی نے رنگ اپنا جمایا ایک اور

دینے نا آپنے بوسے دئے مینے لئے
وہ کہان نکلی جو ہے میری تمنا ایک اور

واعظو سمجھو تو ہرگز تم نہ سمجھاؤ ہمین
دل نہ توڑو دل ہی ہے عرش معلی ایک اور

یاد مین اک شوخ پنجابی کے روتے ہین جو ہم
آجکل پنجاب مین بہتا ہی دریا اک اور

اونکا جومر دیکھکر کہنی لگے اہل زمین
دیکھئے اے آسمان عقد ثریا اک اور

جیتے جی تو دامن صحرا کا خلعت ملگیا
بعد مرنے کے ملے اونکا دوپٹا ایک اور

بزم سے ساقی کے ہمسے رند نکلی پاک صاف
اپنا کعبہ مین بچھیگا اب مصلی اک اور

شاعران عصر کے تجھکو تو ہے پیغمبری
بو سیلم ہی ہوئے اے مہر پیدا ایک اور

اس بے مثال شکل و شمایل کو دیکھکر
احمق بنے کوئی مہ کامل کو دیکھکر

یاد آگیا ہے مچھیان لینا میرا اونہین
کیون منھ نہ پھیر لین لب ساحل کو دیکھکر

ہین وہ نہین جو صدمۂ فرقت اوٹھا سکین
ہان دل ستائی تو ذرا دل کو دیکھکر

گیسوی یار سلسلہ جنبان نہ ہون کہین
سودا مرا بڑہے نہ سلاسل کو دیکھکر

وہ آرسی مین دیکھکے مُنہ محو حسن ہین
قرآن پڑہ رہے ہین حمایل کو دیکھکر

بوسے اگر لین تو دل و جان نہین عزیز
کرتے ہین ہم تو خرچ محاصل کو دیکھکر

مجنون کو زیر خاک تو ہو چین کوئی دم
گنبد بنائین قبر کا محمل کو دیکھکر

کیا خاک اب مسافر ملک عدم چلین
جی چھٹ گیا ہے گور کی منزل کو دیکھکر

بی اعتنائیان اونہین دیتی ہین اصلاح
کیا کیجیے گا عاشق بسمل کو دیکھکر

سنتے تھے ہم مثل کہ نہین ان تلون مین تیل
معلوم ہو گیا یہہ تیرے تل کو دیکھکر

انجم کی انجمن ہمہ تن چشم ہو گئی تھی
جھپکی نہ آنکھ یار کی محفل کو دیکھکر

اونکو اگر ہے حسن کا اپنے بڑا غرور
ہمکو بھی اپنے عشق کا اونسے سوا غرور

دیکھی ہوئی ہے گردش لیل و نہار خوب
روی سفید و زلف سیہ کا ہے کیا غرور

کافر ہے تو کہ صاف ہے یہہ شان کفر کی
دین محمدی مین نہین ہے روا غرور

ہے حق بجانب اوسکے کہ نازک مزاج ہے
کیونکر کرے نہ اپنا دل میرزا غرور

پامال ٹھوکرون سے ہین وہ کاسہائے سر
دیکھا تھا تمنے جنہین سراپا بھرا غرور

شیطان تجھکو لوگ لڑکپن مین کہتے تھے
تھا تجھمین ابتدا ہی سے بی انتہا غرور

بس تم تو تاک جوئی گرفتار ہی رہی
اس جعد مشکبو پہ تمہین ہے بلا غرور

انسان ہو تو کام نہ شیطان کا کرو
اک مشت خاک ہے تو نہ ہو یا خدا غرور

دیوانہ ہو گیا نہ اوٹھائے پری کے ناز
بنکر خلل دماغ مین میرے رہا غرور

یان شغل خاکساری و عجز و نیاز ہی — وان مشق عجب و نخوت و ناز و ادا غرور

اللہ ری ظرف مہر کہ ہر شب ہے فرش خاک
اس رفعت اس فروغ پہ کسدن کیا غرور

مشک نافہ پھر نہ کہین جنکو آہو سونگھ کر
مین ہوا سودائی اون بالون کی خوشبو سونگھ کر

وصل کی شب مین رہا ہی یار کے سر کے تلے
دل کو سمجھاتا ہون اپنے اپنا بازو سونگھ کر

غنچہ گل مین کہان یہہ بات ہو جاتا ہون مست
یار کے منہہ سے شراب تند کی بو سونگھ کر

مین نہ سونگھونگا کبھی گلزار جنت کی بہی پھول
آپکے پہنے ہوئے ہارون کی خوشبو سونگھ کر

عطر عنبر سے دماغ اپنا پریشان کیون نہو
کیا بلا ہے جسکو سونگھون اونکی گیسو سونگھ کر

اے سگ جانان ہمارے لئے منڈلائیگا
چھوڑ جاتا ہی جو میری ہڈیان بو سونگھ کر

مہر کیا اوس بیوفا کو آ گئی بوے وفا
رو دیا پھول اپنی تربت کی وہ گلرو سونگھ کر

نہین جوبن کا کچھ ابھار ہنوز
نہین اے نونہال یار ہنوز

ہے مسیحا اگرچہ یار ہنوز
مہر کو ہے مگر بخار ہنوز

نہین دیوانی ہوشیار ہنوز
جیب و دامان ہین تار تار ہنوز

نہ رہا مجھکو زلف کا سودا
شعر گوئی ہی پر شعار ہنوز

وصف خط ہین قلم کا میدان ہی
کب ہے ہر شکل سبزہ زار ہنوز

برسون سو یا گئے ہمارے ساتھ
ہی مگر اونکو ننگ و عار ہنوز

میری تلوے زبان سے چاٹتے ہین
قیس و دشت جنون مین خار ہنوز

جنکو آنکھین دکھائین ساقی نے
نہین پیتے وہ بادہ خوار ہنوز

نالکی پالکی پہ کہتے ہین — راجہ مہرا کو سب کہا ہنوز

بیستون سر کے لیے ہولے فرہاد — سنگ پر تیغ کو ہے ہا ہنوز

جب سے مژگان سی نوک چپک بہولی — تب سے کوڑی کی ہو گیا بار ہنوز

اونکی پاپوش کی ہی نوک رہی — سر گرتی ہین تا جدا ہنوز

صبح محشر بھی ہو چکی اے مہر
شمع تربت سے اشکبار ہنوز

ترک کرتا ہے اگر اوس ستم ایجاد انس — بہول جا مہر کہ ہوتا ہی بہت یاد سے انس

کسطرح ہو نہ مجھے اوس ستم ایجاد سے انس — ہی ازل سے دل ناشاد کو بیداد سے انس

رگ گردن کو ہی گر خنجر فولاد سے انس — تو رگ جان کو بہی ہو نشتر فصاد سے انس

فصد لیلی کی ہوئی خون بہا مجنون کا — کیا رگ قیس کو تہا نشتر فصاد سے انس

شیخ تکلیف حرم مجہ سے دیتا ہی عبث — نہ مجھے زہد سے ہی ربط نہ زہاد سے انس

پہر بہار آئی در خانہ کو زنجیر کرون — پہر مجھے ہونے لگا خانہ حداد سے انس

نہین اکدم کی جدائی بہی گوارا ہوتی — لازم انسان کو ہے سیکہا کرے ہمزاد سے انس

بیڑیان ڈالدین اوس کوچہ سے جانے نہ دیا — کیون نہ ایجوش جنون ہو مجھے حداد سے انس

کوہکن خوب ہی یا گورکن اچہا شیرین — ربط خسرو سے مناسب ہی کہ فرہاد سے انس

دشمنی کی ہے توقع مجھے احباب سے اب — دلکو بیداد گرونکی ہے یہہ بیداد سے انس

نظر آتا ہی نہین یان گل بیخار کوئی — کسطرح ہو مجھے اس گلشن ایجاد سے انس

ایک دل ہی کہ ترے دام مین خود پہنستا ہی — ورنہ ہوتا ہی نہین صید کو صیاد سے انس

میرا وہ حال جو پوچھے تو یہہ کہیو قاصد — خود فراموش ہے لیکن ہے تری یاد سے انس

حال دل ہی مین انہین شعر نہین کہتا ہون
جو نفر ہو برا کہنے سے اور داد سے انس

ہے پسند اپنی تو بس کوئی بت کافر کیش
جا ہے جنت ہے یہان گلشن شداد سے انس

تو ہی اک سفلہ مزاج اور مین عالی ہمت
غیر ممکن ہی کہ اے یار ہو اضداد سے انس

پردۂ رنگ مین سنتے تھے صدای مجنون
دل لیلی کو یہہ تھا قیس کے فریاد سے انس

گل و نسرین و سمن سے ہمین مطلب کیا ہی
ہے فقط باغ مین بلبل تری فریاد سے انس

بیستون پر تری صورت سے نہین کچھ مطلب
ہمکو شیرین ہی بدل بس تری فریاد سے انس

تو بھی دیوانہ ہے کیا مہر جو مانند زکا
آدمی زاد سے وحشت ہی پریزاد سے انس

پتلی کی عیوض ہون بت رعنای بنارس
اللہ پہران آنکھون کو دکھلائے بنارس

روتا ہون بنارس کے تصور مین شب و روز
اے ہندؤو دیکھو یہہ ہی دریائے بنارس

میری یہہ وصیت ہے کہ مر جاؤن اگر مین
تو باد صبا خاک کو پہنچائے بنارس

ہے کعبہ مقصود فقط کوچۂ دلدار
کافر ہون جو مجھکو ہو تمنائے بنارس

ناظم ہون محمدی کا اگر لکھنؤ جاؤن
اس ملک مین ہون معدلت آرائے بنارس

کعبہ مین دعا مانگون گا مین اپنے خدا سے
یارب بت کافر مجھے بلوائے بنارس

بنگل کو روانہ ہون رقیبان سیہ رو
سیر سے گئے ہو مسکن و ماوائے بنارس

مین خوش ہون تو آباد رہے ورنہ الہی
پہر پیسے سے باروت کے اوڑ جائے بنارس

جب سے مجھے قسمت نے بنارس سے چھڑایا
رہتا ہے زبان پر یہی لبیک ہائے بنارس

اک گیسوون والے کی محبت کا پڑا پیچ
پہلے تو نہ تھا مجھکو یہہ سودائے بنارس

اے مہر تو ارد ہون جو مضمون تو بجا ہے

مین اور حزین دونون ہین شیدائے اینارس

کرین کیا ہوس کرین کیا ہوس کرین کیا ہوس
نہین اپنا بس نہین اپنا بس نہین اپنا بس نہین اپنا بس

شب وصل ہے شب وصل ہے شب وصل ہے
نہ بجے جرس نہ بجے جرس نہ بجے جرس نہ بجے جرس

لگیا جنون لگیا جنون لگیا جنون
ہوئی چہلنی بس ہوئی چہلنی بس ہوئی چہلنی بس ہوئی چہلنی بس

ترے پانوتلک ترے پانوتلک ترے پانوتلک
نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس

وہ گلے ملین وہ گلے ملین وہ گلے ملین
یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس

مین مجہن جا بلب مین مجہن جا بلب مین مجہن جا بلب
کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس

ارے سوز غم ارے سوز غم ارے سوز غم
گیا دل بہلس گیا دل بہلس گیا دل بہلس گیا دل بہلس

یہہ ہے بیکسی یہہ ہے بیکسی یہہ ہے بیکسی
نہین ہمنفس نہین ہمنفس نہین ہمنفس نہین ہمنفس

میری آنکھ سے میری آنکھ سے میری آنکھ سے
گیا مینہ برس گیا مینہ برس گیا مینہ برس گیا مینہ برس

رہے بند ہم رہے بند ہم رہے بند ہم
نکہلا قفس نکہلا قفس نکہلا قفس نکہلا قفس

ترے رخ سے مہ ترے رخ سے مہ ترے رخ سے مہ
ہوا مقتبس ہوا مقتبس ہوا مقتبس ہوا مقتبس

ترے ہجر مین ترے ہجر مین ترے ہجر مین
ہوئی گہڑی برس ہوئی گہڑی برس ہوئی گہڑی برس ہوئی گہڑی برس

جہان ٹھہرے ہے جہان ٹھہرے ہے جہان ٹھہرے ہے جہان ٹھہرے ہے
وہین آ کے بس وہین آ کے بس وہین آ کے بس وہین آ کے بس

ملا کب بوسۂ لب کب کیا خوش
مسیحا سے مزاج اپنا ہے ناخوش

مبارک بادشاہون کو رہے تخت
گدا بھی ہین بچھا کے بوریا خوش

کچھ اپنی ناخوشی کا غم نہین ہے
مزاج یار تو ہمسے رہا خوش

ہمارا خون ہو جائے تو ہو جائے
حنا سے خوش ہو تم تمسے حنا خوش

یہ کیا فرمایا صاحب خوش رہین آپ — ق — بہلا مین آپ سے کسدن تہا خوش

اگر ایمان کی پوچہو تو یہہ ہے — تو مین تمسے خوش پہر خدا خوش

ہمیشہ خوشش جہانون کی رہی دید — ہمارے کان سنتے ہین صدا خوش

پریشانی کی الجہن کا بڑا پیچ — ہوئی دل سے نہ وہ زلف دوتا خوش

دعا کو ہر قدم پر ہاتہ اوٹہاؤن — خوشی سے جا تو قاصد اور آ خوش

سگے جنت سے سیر ہے اوس گلی ہر — کیا تہے اونہین کرکے خفا خوش

تمام اسے مہر ہین مضمون غم کے
تیرے شعرون سے ہوگا کوئی کیا خوش

دابون گا پاؤن مین یہی میرا ہی کام خاص — صاحب کے واسطے ہے یہہ غلام خاص

عالی دماغ رند خرابات کیون نہ ہون — نسبت ہی ظرف خم کو پئے دو جام خاص

خلوت مین وہ طلب نہین کرتے کبہی مجہے — ہوتا ہے بس ہمارے لئے دربار عام خاص

اب اور ایک ہوے کہ ہو گیا وبال — تہا ورنہ شاعرون کو دہن مین کلام خاص

پہونچا دے اوس گلی مین ہمارے غبار کو — بس تجہسے اے صبا یہہ ہمارا ہی کام خاص

ہم رند مشربون مین سے ہے خندہ صفا کا ذکر — ہو زاہدون مین بحث حلال و حرام خاص

خاصہ جو نوش کیجئے غیرونکی ساتہ آپ — غم کیون نہ کہائیے کہ ہے اپنا طعام خاص

موسی کہان ہین اور تجلی طور کیا — اب طور کی عوض تو اونہین کا ہی بام خاص

سب آئے ایک وہی نہ آئے مزار تک — کیا تہا فقط اونہین کے لئے اذن عام خاص

کیا شوخیان ہین یار کی ملنے کو مہر سے
تجویز جو کیا تو کیا وقت شام خاص

دل میں رہتا ہے ہمارے جو خیال عارض
تو سویدا سے دل اسکے ہے خال عارض

آپکے دیکھنے والوں پہ ہے موسیٰ کا گمان
جلوۂ شمع تجلی ہے جمال عارض

مبتذل ہو گئی اب شمس و قمر کی تشبیہ
تمسے نور کے شاید ہوں مثال عارض

وہاں دو ہفتے اگر ہیں تو یہاں ہر ہفتے
وہ کمال مہ کامل یہ کمال عارض

دیجئے عاشق دیدار طلب کو بوسے
پوچھتے ہمسے تو بس ہے یہ مآل عارض

کسقدر لال ہوئے گال جو غصہ آیا
شکل خورشید قیامت ہے جلال عارض

صورت لب جو بنا ہے مہ نو گردوں پر
تمسے ایجان کریگا یہ سوال عارض

شعلۂ شمع ہے عارض تو یہ پروانہ ہے
روح عاشق کو رہی فکر وصال عارض

صاف عارض کا ہوا یار گلوں پر دھوکا
نام گلبن کا میں رکھوں گا نہال عارض

کیوں نہ حیرت ہو کہ یکجا ہیں بہم ماہ و ہلال
گال پر عکس ہے بجلی کا ہلال عارض

شیب میں بھی ترے چہرے پہ رہیگا عالم
جھریاں ہونگی پیری میں ہلال عارض

ماہ تاباں نہ کہوں گا کہ اوسے ہو کاہش
یا الٰہی نہ ہو تا حشر زوال عارض

خون بلبل جو ہوا اسکا تعجب کیا ہے
خون رنگ گل تر بھی ہو حلال عارض

مہر کی آنکھ جو پڑتی ہے تو پاتا ہے فروغ
چمکیا اختر تاباں ترا خال عارض

جیتے نہیں ہیں یار ترے غم میں ہم فقط
اب خضر بھی ہیں پیرو راہ عدم فقط

کرتے ہیں جو سمجھو وہ لطف و کرم فقط
ہیں اسلئے مسیح کہ دیتے ہیں دم فقط

اسٹام کا وثیقہ ہو اور سپر رجسٹری
مانوں گا میں نہ آپکے قول و قسم فقط

کس پر نہیں رہی ہے عنایت حضور کی
صاحب نہیں مجھی پہ تمہارا کرم فقط

ساقی نے بیحساب دئے ہمکو جام ہی — جمشید کو نصیب ہوا جام جم فقط

دو گام ساتھ چلکے جنازے کے دیکھ لو — شاہون کا تا بہ گور ہے جاہ و حشم فقط

شداد کو خبر ہی نتھی اس مآل کی — کھٹکے گا خار بن کے یہہ باغ ارم فقط

پکڑیگا کون دامن دولت کو حشر مین — بندہ رہا ہے مورد جور و ستم فقط

ممکن نہین کہ دیر و حرم مین یہہ سر جھکے — ہے سجدہ گاہ آپ کا نقش قدم فقط

مذکور سوز دل مین ہین آتش زبانیان — روشن ہے اپنی بزم مین شمع حرم فقط

ہم تو سنین پڑھ ہوے غزل کسکی سامنے
اے مہر چپ رہے ہین کر دو رقم فقط

آئی بہار تو ہے شکن ہو چکا لحاظ — واعظ بہت جناب کا ہمنے کیا لحاظ

مد نظر ہے اوسکو ہمیشہ ترا لحاظ — تجھکو نہین ہے مہر کا او مہ لقا لحاظ

ہین دوڑ کر لپٹ ہی گیا وہ کہا کئے — او بد لحاظ تجھکو نہین اک ذرا لحاظ

سوداییون کا پاس نہین بال بھر اونہین — کرتی ہے طول زلف کا اونکی بلا لحاظ

ذرون سے آفتاب نکیون منہ کو پھیرئے — چھوٹون کا چاہئے ہی بڑون کو بڑا لحاظ

کعبہ مین ہمکو دیر کا ہر دم خیال تھا — اللہ جانتا ہے بتون کا رہا لحاظ

مشہور عشق حبت مین ہوئین اونکی خوبیان — غیرت حجاب شرم مروت حیا لحاظ

وہ بیٹھتے تھے اوٹ مین جبتک حجاب تھا — پردہ جواب اوٹھا تو یہہ سمجھو اوٹھا لحاظ

مینے کہا لحاظ سے مین کچھہ نہ کہہ سکا — بولا وہ بت کہ آپکا رکھے خدا لحاظ

تری سنون کہ قاصد جانان کی ناصحا — اوسکا جدا لحاظ ہے تیرا جدا لحاظ

انسان کو پاس چاہئے اوسکا جو پاس ہو

کیون اے مسیح تجھکو نہین مہر کا لحاظ

کردے گی سرگذشت ہماری بیان شمع
اس بزم مین سمجھ گئی اپنی زبان شمع

باد مخالف اسکو تو رہنے دے گی نہ کر
مجھ دل جلی کی قبر پہ ہے اک نشان شمع

رونق فزا دیے سے سیہ خانہ مین ہوئی
مجھ تیرہ بخت کی بھی ہوئی میہمان شمع

جائیگی مجھکو بلبل نالان چمن مین گل
پروانہ کا جو مجھ پہ کریگی گمان شمع

خاکستر اپ پتنگون کی پیدا کرے زمین
دیکھلائیگی دہوین سے ہمین آسمان شمع

یخ پر جلی پتنگ کی مانند شمع طور
بیجا تجھکو ہم نہین کہتے ہین جان شمع

آتش زبانیون کا تو چرچا اوڑائیگی
لیکن کہان سے لائیگی ایسا بیان شمع

داغون سے رشک سرو چراغان بنا ہون مین
سوز درون سے ہے میرا ہر استخوان شمع

ہو میرے گھر مین جان تیرے دم سے روشنی
چھپر کی پتیون کو کرے سائبان شمع

روشن شد از وصال تو شبہا تار ما
کہنے لگی بقول حزین تجھکو جان شمع

کیونکر فروغ بزم نہ ہو یک نشد دو شد
لایا ہے مہر تفتہ درون مہربان شمع

میرا گھر اور جلوہ معشوق شوخ و شنگ و شمع
اوسکی قدرت ہے یہ جا بخشی حسن تازہ و تنگ و شمع

گل تماشا اوسے جب تھا اک تماشا دیدنی
بلبل و پروانہ وآباد کی جنگ و شمع

بزم وصل یار ہے مجھکو مبارکباد دین
ساقی و مینا و مطرب ارغوان و چنگ و شمع

تخت سے کے ہمپایہ بیٹھک تو ہے سر پہ تاج زر
بزم جانان مین ہے سب یکسان حنا اور رنگ و شمع

مرتبہ ہے ان بتان شعلہ رو کے عشق مین
قبر عاشق کے لئے زیبا ہے لوح سنگ و شمع

وہ نکلوا ہین ہمین تو ذلت و خواری کے ساتھ
وائے حسرت اونکی محفل اور عذر لنگ و شمع

دیکھتا ہوں ان میں تو ہیں جلوۂ نور خدا
طور سے موسیٰ پہ روشن ہے فروغ سنگ و شمع

سبزۂ خط کا تصور ہے رخ روشن کا دھیان
روشنی کا لطف دکھلاتی ہے کیفیت رنگ و شمع

دیکھ جہہ آتش قدم کے دم قدم کی روشنی
ایک صورت کے ہیں دونوں جلوۂ رنگ و شمع

بوجہ نا تمام ہونے غزل کے مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

آئی بہار پھر مجھے پہنچا پیام داغ
لالے کے ہے سینے سے پھر تمام داغ

آباد ہو گئے مرے پہلو ادھر ادھر
ہے درد کی جگہ تو جگر دل مقام داغ

رکھوں بدل عزیز کروں حرز جان اسے
ہے یار کی عوض مرے دل میں مقام داغ

ہے مہر و سیاہ تفتہ جگر کی شبیہ ہے
دیکھو بغور رنگ رخ تیرہ فام داغ

منحوس ہے وہ گھر نہ ہو روشن جہاں چراغ
لازم ہے اہل دل کے لئے اہتمام داغ

جیسا کہ سنگ اسود بیت الحرام ہے
ویسا ہی میرے دل میں ہوا ہے قیام داغ

ہم عصر دو نکو بھی ہے سرور اپنی وضع پر
لبریز خون جو شیشۂ دل ہے تو جام داغ

سوزش یہ ہے کہ جل اٹھے مثل زبان شمع
آئے میری زبان پہ ہمدم جو نام داغ

کچھ سینہ پر ہیں دل میں ہیں کچھ کچھ جگر میں ہیں
لائی ہیں اس طرح سے کہاں انتظام داغ

حسن بجا ہے چہرہ تابان یار پر
زیبا ہے مہر مہ کے لئے التزام داغ

اوس رشک قمر کی ہیں آئی جو نظر ناف
ہم سمجھے کہ ہے اک گرہ موئی کمر ناف

کرتی کا گریبان گریبان سحر ہے
گورا شکم اونکا ہے سحر نجم سحر ناف

کس درجہ بدن کی تیری رنگت ہے سنہری
سونیکا ورق پیٹ ہے تو بوتہ زر ناف

پستان ہین حباب اور شکم بحر لطافت — موجین ہین بٹین پیٹ کی دریا کا بہنور ناف

وہ آئینہ وہ بال ہے وہ چہالا ہے اوسکا — حیرت مین ہون مین دیکھکے بس پیٹ کی ناف

ہو گور گڑہا کو جو جاتا ان مین ہمارا — ہم مرگئے ہین دیکھکے بس ایک نظر ناف

ہر عضو مطہر کئے ہین ہے اسکا ہر مستور
جیالی کی وہ کرتی تو ہے جال اور ہے تو ناف

ابہی جو ہو مشک فروش تو ہو سر زلف — شاعت بل کی لی تو برا پیچ اوٹہائی زلف

کالی ہے بوی زلف جسے مین فدائی زلف — سرسام ہوگیا ہو وہ کافر سونگہائی زلف

کالی بلا ہے دیکے لئے یہ بلائے زلف — اندھیر ہو نہ دیکھ کہین کھل نہجائی زلف

بو باس یہ کسی مین نہین ہے سوائی زلف — سکہی تو مشک و عنبر سارا بسائی زلف

گذری شب وصال بہی کون اب گہٹائی زلف — چہاتی پہ سانپ لوٹ رہا ہے بجائی زلف

قلابی آسمان و زمین کی ملائی زلف — الجہون نہ کیسے پاؤن تلک بہی جو آئی زلف

کوچہ مین حسن و عشق کی سب جسکے کام آئی — شانہ کا پنجہ بنگیا عقدہ کشائی زلف

صاحب غلام حیدر کرار ہم بہی ہین — سودا ہی سانپ بنکے نہ ہمکو ڈرائی زلف

کچھ بہی سواد ہو تو سکے مختصر قلم — سودائیون کو شرح مطول پڑہائی زلف

اسمین پہنسا ہوا دل بیتاب ہی میرا — کیونکر نہ ابر برق کا عالم دکہائی زلف

پیوند سنبل اور صنوبر کا دیکھئے — دل طرفہ شاخشانہ ہوا ہے برائی زلف

نازک ہی یار شیشہ دل بال پڑ نہ جائے — صدمہ نہو ہوا سے کہین ہل نہ جائی زلف

کیونکر نہ تمکو بادشہ حسن ہم کہین — ہر وقت سر پہ سایہ فگن ہے ہمائی زلف

باندہیگی کس کو اس رسن تابدار مین — ہمپر کہلا نہین ابہی کچھ مدعائی زلف

زنجیر اونکی تعزیہ خانہ مین پہنہیے
اس پیچ سے چہٹائی ہون مبتلائی زلف

پیرایۂ لباس سیہ کار تا بہ کے
بس ہوچکا شباب بہی اوتری قبائی زلف

راتون کو بہی قرار نہین اسکو میرے پاس
للہ کچہ گرد نہ دل کو بنائی زلف

مو ڈیکی گور تنگ ہے شانہ سے پوچہ لے
ناحق نہ ہم شکستہ دلونکو ستائی زلف

سوداگران عنبر سارا و مشک و چین
لی لین بلائین زلف کی گروہ دکہائی زلف

اللہ رے شوق کچہ بہی نہین دلکو سوجہتا
اک کالی آندہی اسکے لئے ہے ہوائی زلف

رکہین گی پیچ و تاب مین یا قتل ہونگا میں
ابرو کی کیا صلاح ہوئی کیا ہے رائی زلف

لیلی کہے نہ کیون دل دیوانہ زلف کو
مجنون کے سلسلہ مین ہے یہ مبتلائی زلف

مشاطہ کو بلا کے کہلوا ہے کہول
پہیلائے جال طایر دل کو پہنسائی زلف

تا تار و زنگبار و حبش شام و شا ملی
ہندوستان و چین و ختن سب فدائی زلف

طرار بڑہ کے کون ہے اس کالے چور سے
مشکل ہے پہر سراغ اگر دل چرائی زلف

کیون بادشاہ حسن بہی ضحاک بنگیا
شانون سے اپنی کاش وہ کافر ہٹائی زلف

جی چاہتا ہے قطع سرو کار کیجیے
الجہن نہووے اب نہ کبہی یاد آئی زلف

فریاد از تطاول مشکین کمند تو
دل ہو کہین بقول حزین کہینچ لائی زلف

ہر وقت دست بستہ رہے سامنے جنون
زنجیر ہے کڑی ہو اگر ہاتہ آئی زلف

دست دعا بلند ہین راتون کو ہے دعا
پنجہ بہی اپنا شانہ سے ہتہ آئی زلف

سودائی بہی بتون مین پریشانیان بہی ہون
پاؤن مین بیڑیان بہی پڑین ہاتہ آئی زلف

زاہد بہی اسکے پیچ سے ممکن نہین بچے
پہر بال بنکے آنکہ مین اوسکے سمائی زلف

پہانسی ہو بیٹہا اوسے گیسو سے جو پہنسے
وہ کالے پانی جا ہے جو ہو آشنائی زلف

کالے کے سامنے کبھی جلتا نہیں چراغ
روشن چراغ طور بھی ہو تو بجھائے زلف

مرتے ہیں اسپہ عابد شب زندہ دار بھی
راتوں کو ذکر ہے تو یہ ہے ہائے ہائے زلف

روشن شداد و صال تو سب بہا تارہا
عارض سے لگ رہی ہے یہی سر جھکائے زلف

کب تک بیان کیجیے سر پھر گیا میرا
اے مہر کتنے طول ہیں افسانہ ہائے زلف

رنگت میں ہوئی نسترن ایسی نہ سمن صاف
آئینہ سے شفاف ہے چہرہ تو بدن صاف

سودا ہو اگر کہئے کہ ہے راہ ختن صاف
سر پھوڑتے ہوں نہیں زلفوں کی شکن صاف

دھبا نہ لگے روز جزا بار الہا
سادہ ہو میرا نامہ اعمال کفن صاف

اپنی ہی دل صاف پہ آنکھ اونکی پڑیگی
ٹھہریگا جہاں پائیگا میدان ہرن صاف

ظاہر کی صفائی سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا
باطن بھی کیا چاہیے اے مشفق من صاف

ہر شیشہ ساعت کی ہمیشہ لئے گردش
ہوگا نہ کسی سے کبھی یہ چرخ کہن صاف

لاحول ولا آپ یہ کیا کہتے ہیں صاحب
ہے آپکے دانتوں سے سوا در عدن صاف

سفاک ہے وہ بزم میں ہے رزم کا عالم
ہو جائیگی تو صبح تلک بے شمع لگن صاف

اورونکی تو کہتے نہیں دیکھیں کہ نہ دیکھیں
ہمکو تو نظر آتا ہے بے شبہ دہن صاف

اللہ رے اے شوخ تیری دیدہ دلیلی
کیا چوکڑی بھرتا ہوا جاتا ہے ہرن صاف

نظارہ تیرے حسن کا کرتا ہے زمانہ
تار نظر اے یار ہیں سورج کی کرن صاف

کیونکر نہ بھلا کبک دری ٹھوکرین کھائے
اوکھی ہوئی چال اوسکی تمہاری ہے چلن صاف

منہ دھو کے کرو شانہ سے مجھے بوسہ لب دو
ہو جائے حلب صاف ختن صاف یمن صاف

کیوں سب سے مکدر ہے مجھے دُرد کہاں تک
ساقی دے کوئی جام می توبہ شکن صاف

کس منھ سے کرون شکر خدای دو جہان مہر
دہوی ہوئی کوثر کی زبان ہای سخن صاف

بوسۂ لب کے ہین مشتاق تمہارے عاشق
اب تو جیتے ہین مسیحا کے سہارے عاشق

تجھکو دی ڈالتے للہ بہشت اے زاہد
کوئی معشوق کی پاتے جو اجازت عاشق

کیون نہ تلوار سے اپ اپنا گلا کاٹ مرین
دیکتے ہین تیرے ابرو کے اشارے عاشق

تذکرہ حورون کا ممبر پہ سنا کرتے ہین
واعظو تم بہی حسینون کے ہو پیارے عاشق

آپ مشہور مسیحا ہے مین دریا دل ہون
اور ہون آپ کے یون گور کنارے عاشق

آپ بہی آئین کسی سمت تماشا دیکہین
اپنے نالون سے اوڑاتے ہین تمہارے عاشق

شوق ہوگا اگر افشان کے تمہین چننے کا
توڑ لائینگے ابہی عرش سے تارے عاشق

آپ بناتے ہین وہ اے مہر لقول خوشوقت
سب سے کہتے ہین یہ بیٹھے ہین ہمارے عاشق

ہو واعظون کو روضۂ رضوان کا اشتیاق
ہے عاشقون کو کوچۂ جانان کا اشتیاق

کیسا ہو مجھکو کوچۂ جانان کا اشتیاق
بلبل کو یہ ہوگا گلستان کا اشتیاق

شبنم بہی میری طرح سے روتی ہے زار زار
کس کو نہین ہے اوس گل خندان کا اشتیاق

ہے سننی بنجائینگی یہ لن ترانیان
اپنا نہین ہے موسی عمران کا اشتیاق

مشتاق ہونگی رابعہ بصری کی زن ہیہ
یہان ہے زیارت شہ مردان کا اشتیاق

پنجہ کریگا پنجہ خورشید صبح سے
دست جنون کو ہے جو گریبان کا اشتیاق

اوس زلف عنبرین سے سروکار اب نہین
لاتا ہے اگر ہے مین پریشان کا اشتیاق

دنیا کے لوگ ہوتے ہین اے مہر زن مرید

بیان ہے زیارت شہ مردان کا اشتیاق

اقرار پہ ہو قرار کب تک — جبر اب کرین اختیار کب تک

کیون باغ پہ ناز باغبان ہے — آخر ہے خزان بہار کب تک

کرتے ہین ہم اون سے خاکساری — اونکو ہے غبار کب تک

کہتے ہین وہ ذبح کرکے مجھکو — تڑپیگا یہہ بیقرار کب تک

پتھرا گئین ابتو آنکھین واللہ — اے بت تیرا انتظار کب تک

اے شمع تو بیکسی پہ میری — رو دیگی سر مزار کب تک

کب تک تو رہیگا دلبر غیر — کھٹکیگا جگر مین خار کب تک

ہے نزع مین اب خیال تیرا — دل تجھکو کریگا پیار کب تک

لالہ کی بہار بھی تو گذری — دل دیکھئے داغدار کب تک

مجھ عاشق میرزا منش کے — سر تن پہ رہیگا بار کب تک

اب چھوڑی مہر کوچہ گردی
پھریگا ذلیل و خوار کب تک

بلا ہی بہ ہے خال رخسی لیکر زلف پریشان تک — یہہ وہ دو دین کا فرہین پہنچا دینگے نہ ایمان تک

بناین کیون نہ گلشن آستین سے لیکی داماں تک — نہ پہنچے ہاتھ جب اپنا کسی گل کی گریبان تک

سجایا جائیگا ہے تو ہرگز باغ رضوان تک — ہماری روح کا گلگشت ہوگا کوئی جانان تک

مین وہ ہوشیار ہون پر یونکو دیوانہ بناؤن گا — نہ پہنچیگا ترا ہاتھ اے جنون میری گریبان تک

ذرا سنے تو وہ فصل بہاری کی خبر ہمکو — قفس اوڑتا ہوا جائیگا صیاد و گلستان تک

امارت کی نہ ہمسے لیجئے بعد فنا صاحب — قدم رنجہ کبھی فرمائے گور غریبان تک

فلک سا پست ہت اہل فرصت مین نہین دیکہا
گلہ کرتے ہو جاتے ہین ہمیشہ اسکی نہان تک

بجا ہے فکر ہر کس ہی بقدر ہمت لے واعظ
مبارک ہو تجہے حورین ہمین کہدی کہ پریان تک

بجا ہے بی دہن شاعر اگر کہتے ہین صاحب کو
پیام وصل مین منہ سے کبہی نکلی نہین ہان تک

لڑا مضمون شاعر کا تو ارد اسکو کہتے ہین
دعا باب اجابت پر گئی ہین اونکے دربان تک

حنا کا پسینا پامال کرنا رنگ شوخی تہا
حلال ان کافرون نے کر دیا خون مسلمان تک

لئے پہرتا ہے کیون صحرا الصحرا ای جنون مجہکو
مین دیوانہ حسینونکا ہون چل یوسف کے زندان تک

کہین اس حسن کا سایہ بہی پریون مین نہین پایا
جنون مین آپکی دیوانی ہو آئی پرستان تک

جو زخیر خال سے ہے تیرے وہی ایجان سویدا ہی
بدل رغبت اسی ہندو سے رکہتے ہین مسلمان تک

بہت بہاری بہت بہاری ہو پلہ اپنے عصیان کا
یقین ہو نصب ہو روز قیامت جا میزان تک

بیابان مرگ دیوانہ مین ایسا ہون کہ ای مجنون
لڑی ٹہری پہ سے گتے کی طرح شیر نیستان تک

شکایت کیا ہو نافہمون کی وہ داد سخن دیگا
اگر اے مہر پہنچیگا کلام اپنا سخندان تک

کس چمک پر کس دمک پہ ہو رخ روشن کا رنگ
مہر سورج کی کرن سے ملگیا چلمن کا رنگ

کیا بہار حسن ہے اے یار کس جوبن کا رنگ
پہول ہی ملکر لیے پٹکے کا تیری گلشن کا رنگ

تمکو کہتے ہین جوانان چمن رنگین ادا
جسم کی تہ سے گلابی ہو جو پیراہن کا رنگ

منہ لگائی تہی ہے مستی کرنے لگی وہ ہو کا دہری
آپکے عناب لب کا کر دیا جامن کا رنگ

داغ لیجا ئینگے دکہلائینگے لالہ کی بہار
دیکہئیگا قبر پر آ کر کبہی مدفن کا رنگ

ایسی رنگت ہی ہمارے آفتاب حسن کی
روبرو آتی ہی تپیا جائیگا کندن کا رنگ

روبرو اوس آفتاب حسن کے تپیا گیا
ورنہ ہر یک شوخ مستیا کا تہا کندن کا رنگ

کیا مرصع حسن کا نقشہ ہے نقش یار کا
دانت ہین موتی کے لب ہین لعل کو کندن کا رنگ

گل گریبان چاک ہے بیمار نرگس غنچہ تنگ
کسکو دیکھا کیون صبا بیرنگ ہے گلشن کا رنگ

سبزہ ہو کالی گھٹا ہو بادۂ گلرنگ ہو
ہے وہ ملوائین مہدی عجب ساونکا رنگ

رنگ معہ روغن ہو بتون کا قدرت پروردگار
چین کا روغن نہ ایسا ہو نہ ہو لندن کا رنگ

چار دن کی ہے چمن مین لالہ و گل کی بہار
روبرو اوس رخ کے جمتا ہی نہین گلشن کا رنگ

جھلملاتا ہے چراغ جان جو لہراتی ہے بید
بل پیلے کالا ہو بلا کا زلف کی ناگن کا رنگ

جو نمک ہے ہند کے معشوق سبزہ رنگ مین
وہ فرنگن مین کہان پھیکا رہا لندن کا رنگ

ہاتھ ملتے ملتے ہاتھون مین جھلک آیا لہو
ہائے اونکی سرخ انگیا پر ہے کس جی بن کا رنگ

اپنے دامن سے جو منھ پونچھے تو لے رنگین ادا
رنگین پیراہن گلبدن کا کانکہ دامن کا رنگ

یون شفق مین تو نہ دیکھا تھا کبھی تارونکا لطف
کامدانی کے دوپٹہ پر ہے کس جوبن کا رنگ

دانت وہ ہین موتیا کی ہو گئی رنگت سفید
وہ دھڑی ہے جس سے نیلا ہو گیا سوسن کا رنگ

آنکھ سے جاری ہین آنسو سرخ رنگت زرد ہے
آپنے دیکھا ہی صاحب مہر عاشق تن کا رنگ

کیا تفرقہ ہوا جو ہوئی یار سے الگ
دل ہے اور رہے ہم ہین دل زار سے الگ

پھرتا ہے دور دور خریدار سے الگ
یوسف رہا یہ مصر کے بازار سے الگ

یون زخم دل ہین مرہم زنگار سے الگ
جیسے ہون پھول سبزہ گلزار سے الگ

سینہ رہے نہ سینۂ دلدار سے الگ
رخسار ہون نہ یار کے رخسار سے الگ

اوجھل ہون کسطرح مین بھلا اونکی آنکھ سے
ہونا نچاہیے کبھی بیمار سے الگ

دنیا کے لوگ چاہتے ہین دنیا کیواسطے
ہم بیٹھے ہین اس عجوزۂ مکار سے الگ

دیتا نہین ہو ساتھ بری وقت مین کوئی
طاقت بھی ہو گئی ہے تن زار سے الگ

روشن دلو نپہ کفر کا اطلاق کفر ہے
تار شعاع مہر ہے زنار سے الگ

پھندے سے ان بتون کے خدا ہی بچائے دل
ڈورے پڑے ہین او بھی و تار سے الگ

بلبل ہزار جان سے فدا اس بہار پر
پھولونکی سیج ہے تری گلزار سے الگ

صیاد ظلم پیشہ نے قطعاً دیا جو حکم
ہر پر ہو بال مرغ گرفتار سے الگ

بخشش تو ہوگی آپ کی آخر شریک حال
کیونکر رہینگے آپ گنہگار سے الگ

اٹھلا رہی ہے ہوش اوڑا دے بہار کی
کر دے صبا نقاب رخ یار سے الگ

جسطرح بھاگتے ہین شیاطین شہاب سے
بھاگے رقیب آہ شرربار سے الگ

کیفیت شراب طہورا ونکو ہو چکی
رہتے ہین جو کہ خانہ خمار سے الگ

چلمن سے جھانک تانک ہے مد نظر جدا
لڑتی ہے آنکھ روزن دیوار سے الگ

کھانے کو دوڑیان میری کو چہ مین یار کے
پیدا ہوا ہو سایہ دیوار سے الگ

دل کا غبار نکلے رہے دل مین اپنے خاک
رنجش مین بھی ہوئی نہ کبھی یار سے الگ

اے آسمان چھوڑا نہ مسیحا سے مہر کو
دم بھر بھی ہو طبیب نہ بیمار سے الگ

تیز ہے تیغ نگہ کا اونکی خنجر آجکل
ذبح لاکھون ہو گئے اللہ اکبر آجکل

کہیو قاصد تابکی اے بندہ پرور آجکل
آئے صاحب نہین بندہ کو دم بھر آجکل

چشم میگون کا کیے ہے تصور رات دن
کیا سماے ساقیا آنکھون مین ساغر آجکل

سر چڑھایا آپنے مجھکو بلاے جان ہوئی
بل کی لیتی ہے بہت زلف معنبر آجکل

آسمان تہک تہک کے سب ساتھ سر رہ گیا
دشت وحشت مین رہی اسدرجہ چکر آجکل

وصل میں بیچین میں ہوتا تھا جب ہی تھے وہ
یا الٰہی ہجر میں آئینگے کیونکر آجکل

آنکھیں مجھکو ڈھونڈتی ہیں دلکو ہے شوق وصال
سب تیرے مشتاق ہیں ایجان گھر گھر آجکل

تا بہ فردا ہے قیامت اب یہی کل کل ہی
لکھ گیا پھر اون کا قاصد مجھے آکر آجکل

بارہا آگئے ہیں بیچین ہو کے تا بہ لب
بن گئی ہے برق اپنی جان مضطر آجکل

کون پہنچا سے میرا خط اور گئی باد صبا
چلدئیے قاصد ہوئے عنقا کبوتر آجکل

دیکھنے کے قابل اب ہے یہ بہار باغ حسن
کچھ عجب جوبن ہے اس گلشن کا اوپر آجکل

چشم عبرت نے دکھائی دہر کی پست و بلند
ٹھوکریں کھاتے نظر آتے ہیں افسر آجکل

بوئے زلف یار بھی اب تو نہیں لاتی صبا
زندگی ہو گی بسر وہ دن کی کیونکر آجکل

زاہد و کعبہ کدھر ہے سنگ کے سجدے کروں
وہ اشارہ کرتے ہیں ابرو سے اکثر آجکل

مہر کس بے مہر سے تمکو تعلق ہو گیا
خیر تو ہے ہاتھ کیوں رہتا ہے دلپر آجکل

صدقے کیا تھا کیا کوئی تمسے چھپائے دل
حاضر ہے میری جان اگر کام آئے دل

صدمے شب فراق کے کیونکر اوٹھائے دل
او بت کہانسے اب کوئی پتھر کا لائے دل

کیا دل دیا خدا نے بتو مجھکو ہائے دل
میری طرح کا اب نہ کوئی اور پائے دل

عناب لب کی قدر ہے بیمار عشق کو
یہ روح کا علاج ہے یہ ہو دوائے دل

بے شبہ آپ یوسف ہر دل عزیز ہیں
صدقے کرینگے آپ پر اپنے پرائے دل

سنتے ہیں ہم کہ عرش ہلاتی ہے دل کی آہ
اچھا نہیں کوئی جو کسیکا ستائے دل

یہ کونسا مرض ہے مجھے اے میرے مسیح
سارے قوا صحیح ہیں اپنے سوائے دل

گھٹ گھٹ کے رنج ہجر سے پہلو میں خون ہوا
اوس بیوفا نے ہائے نہ دیکھی وفائے دل

آزردہ بات بات پہ ہوتا ہے مجھسے دوست
دشمن ہو جان کا جو کہون مدعاے دل

صحت اگر ہوئی تو وہین ہوگی لے مسیح
دولت سراے یار ہو دار الشفاے دل

سچ یہہ ہے دے چاہتا ہون جان جان تجھے
میرا قصور اسمین سمجھہ یا خطاے دل

لو اونکو پیار کرکے میری جان پر بنی
دنیا سے اب اوٹھائیگا بیٹھے بٹھاے دل

کعبہ مین جا کے ہنسنے تو مانگی یہی مُراد
اوس شوخ کو پسند ہمارا ہی آئے دل

اب جی سے پیار تمکو مین کرتا ہون جان جان
تمپر جو دل فدا ہو تو مین ہون فداے دل

ہے اپنے حسب حال یہہ مصرعہ کیا مہر
آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھاے دل

مہربان کیون ہمپہ ہے نامہربانی آجکل
نے خط آتا ہے نہ پیغام زبانی آجکل

وصف رخ سنتے ہین سب میری زبانی آجکل
شمع سان محفل مین ہے آتش بیانی آجکل

ڈھونڈھتا رہتا ہون مضمون ابروی خمدار کا
مین پڑھا کرتا ہون بس شمشیر خانی آجکل

شوق سفاکی ہوا ہے اوس مسیحا کو میرے
جلا ہے تیغون مین آب زندگانی آجکل

شدت گرما سے ہے اب بات کرنا ناگوار
ترک ہے اے مہر شغل شعر خوانی آجکل

زلفون نے تری روز سیہ دیکھا کرکے بل
کیا پڑا ہے پیچ گرہین کیسے سر کے بل

چلمن سے ہی جو دیکھا تو ٹیڑھی نگاہ سے
نکلے نہ جنتری مین بھی تار نظر کے بل

سفلون ہی سے ہمیشہ ہے سفلون کو رابطہ
بلے پاون کب زمین پہ پھرے مرغ پر کے بل

کیون شاخ گر گدنکو نہ کہی ہرن کی شاخ
اوترک ہین زوال مین تری سپر کے بل

آئینہ مین ہے آپکی تیوری کے بل کا عکس
دل مین نہین ہر عاشق خستہ جگر کے بل

تڑپا جو میں تو تیرے ابرو میں بل پڑے
نکلے نہ تیغ قاتل بیداد گر کے بل

ٹکرایا سر جو ہنسنے تو پڑ پڑ گئے ہیں خم
ممکن نہیں کہ نکلیں یہ دیوار و در کے بل

دیکھا گیا ہے محتسب اینٹھا کیا ہو تاک
میکش نکالتے ہیں مگر اس شجر کے بل
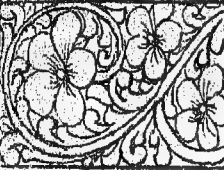
چہرہ جو صاف تھا تو ہوا مہر ہی غلام
زلفوں نے تری روز سیہ دیکھا کر کے بل
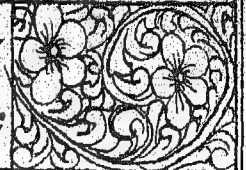
رہتا ہے عبث مضطرب اٹھوں پہر اے دل
اتنا نہ تڑپ بس ٹھہر اے دل ٹھہر اے دل

سمجھا ہے پہلو میں بلا دشمن جان ہے
میں اُف نہیں کرتا یہ ہی میرا جگرا اے دل

ہا نا وہاں اب مصلحتِ وقت نہیں ہے
کیا دھیان ہے کیا دھیان ہے ہاں کدھر اے دل

دیتا ہے جو اینا وہی پہنچائے گا راحت
رحم آئیگا آخر اوسے اس صبر پر اے دل

وہ اور ہی دل ہونگے جنہیں راہ ہو دل سے
تو کیا ہے تری آہ میں کیا ہوا اثر اے دل

پیغام صفائی سے ہے تو بھیجا ہے کدورت
آئینہ کی صورت نظر آئی نکھر اے دل

چھنوا نہ ابھی خاک ہمیں دیر و حرم کی
کاہیکو پھر آتا ہے عبث در بدر اے دل

وہ ہوں کہیں معلوم ہے سب حال بعینہ
اس بیخبری پر تجھے اتنی خبر اے دل

مرجھا یا ہی جاتا ہے عجب حال ہے تیرا
کیا جانے لگی ہے تجھے کسکی نظر اے دل

جھیلی شب فرقت کی بلا اُف نہ کبھی کی
کب تک یہ غضب میں بھی ہوں آخر بشر اے دل

یہ نور یہ جلوہ یہ فروغ اور کہاں ہے
پرتو ہیں رخ یار کے شمس و قمر اے دل

اک دم میں پگھلتا ہے تو اللہ رے نازک
جلتی ہے بھلا شمع تو پھرتا ہے تر اے دل

نسبت ہی نہیں ہے کسی پردار کو تجھسے
اڑتے ہوئے دیکھا تجھے بے بال و پر اے دل

گر ورد طلب ہے تو نکر خواہش درماں
تاریخ سن اب مجھسے دوا ہے ضرر اے دل

۱۲۷۱ ہجری

انسان مین الفت ہی کی باتون کا مزہ ہی
کیا دل وہ جو مہر کا جسمین گذر اے دل

ایک عالم کا ہے مہمان دل
کسقدر رکھتا ہے وسعت خوان دل

داغ سودا مین گل و ریحان دل
دیدنی ہے یہہ سر بستان دل

اوسپہ صدقے ہونیکی ترغیب دی
میری جی کیسے کہی قربان دل

ہے کہین کعبہ سے ارفع منزلت
عرش اعلی سے ہی برتر شان دل

ہے دل افسردہ مین دفن آرزو
طرفہ سردابہ ہے گورستان دل

آپکے کیا کیا لقب ہین واہ واہ
دلربا و جان جان و جان دل

صدق تبسے ایصنم کہتا ہون مین
مصحف رخ ہے ترا ایمان دل

تیرے دلکی ہے خبر دلکو مرے
مین تو ہون بس قایل عرفان دل

دل لگی مین ہو گئے ہمسے گناہ
بنگیا اک دفتر عصیان دل

میرے پہلو مین ذرا آبیٹھئے
کوئی تو نکلے کبھی ارمان دل

الحفیظ اے دیدۂ ترا الحفیظ
الامان آسے تو وہ طوفان دل

مجھسے ہے زندہ دلونکی زندگی
جان جان تو ہے تو مین ہون جان دل

لاعلاجی سے ہے علاج درد دل
بے سر و سامانی ہے سامان دل

کھینچ لایا جذب دل اوس ماہ کو
مہر ہے مجھپر بڑا احسان دل

یاد کرتے ہین ابھی تک تجھے بسمل قاتل
درد کنٹھی پہ گریبان کے ہے قاتل قاتل

خون ناحق کا لگیگا تجھے دھبا ناحق
اور کیا قتل سے ہوگا ترے حاصل قاتل

قید ہستی سے چھٹون ہے یہہ تجھی سے امید — تو ہی آسان کریگا میری مشکل قاتل

شمع سوزان مجھے سمجھا ہے جو روتی پہ میرے — میرا سر کاٹنے آیا سر محفل قاتل

بس کی گانٹھ انکو اگر کہئے تو زیبا ہے — زہر قاتل سے زیادہ ہین ترے تل قاتل

کشتۂ ناز ہون مٹی کا بگولا جو بنے — گرد ہو جاے ابھی صاحب محمل قاتل

عید قربان کی خوشی چاہے قربان ہون مین — پھر گلا کاٹیے پہلے تو گلے مل قاتل

دیکھکر میرے تڑپنے کو تڑپ جائیگا — قتل کرکے مجھے ہو جاے گا بسمل قاتل

عشق تھا مہر کو قاتل سے بقول شخصے
دہن زخم پکارا کئے قاتل قاتل

دل اماج تیر نظر میکنم — بہ تیغ تو سینہ سپر میکنم

بزلف و رخ تو نظر میکنم — شب و روز شام و سحر میکنم

من و حور عین و بہشت برین — بیا ورنہ فکر دگر میکنم

نمازم بجز سجدہ شکر نیست — وضو من بآب جگر میکنم

دلا لرزتے خشک نادم ترم — کہ من نالہ بے اثر میکنم

چو عنقا نشانم بجز نام نیست — تلاشش دہان و کمر میکنم

درازم بخاطر رخ روشنت — شب غم بدنیا سحر میکنم

ببین شمع را آب از سر گذشت — کہ در بزم تو چشم تر میکنم

نہ بیجاست از خویشتن رفتنم — کہ آن بیخبر را خبر میکنم

ز سر مگزرم نیست دیگر علاج — اگر شکوہ درد سر میکنم

سوے ماہ کے مہر نگر لیستی

گمان رخت اسے قمر میکنم

بہ بزم بادہ نوشان ترا بد اخوش آبرو دارم ولہ بلب شکر خدا دارم کہ می دارم سبو دارم

دل بیتاب ما را می دہد تسکین خیال او
در آغوش تصور ہم نظیرے ماہرو دارم

کہ می باشد خریدار چنین کالائے بد اینجا
کہ میکرد دل چاک مرا صد چارفو دارم

رضینا بالقضا دعاشق عیسی دمے قاتل
تعال اللہ معشوق خفا خو نند دارم

کلام درد انگیز است از زخم دہان من
نہ گویند از دہان زخمش آرے گفتگو دارم

و لے ہم جوہر در تحفہ دارم و لے قاتل
نہ تاثیر شش بہ تیغ ابرو دت دارم نہ سودا دارم

بہ اوصاف سیہ چشمان صدا باید جز این حرفی
کہ مثل کلک ترسا مہر سر مہدا گلو دارم

کرتے ہین شوق دید مین باتین ہوا سے ہم
جاتے ہین کوی یار مین پہلے صبا سے ہم

پیچھے کبھی رہتے نہین آہ رسا سے ہم
جاتے ہین کوی یار مین پہلے صبا سے ہم

ایذا کی اپنی فکر کرینگے دوا سے ہم
ڈھونڈینگے کوئی موت کا نسخہ شفا سے ہم

زاہد برا نہ مانیگے اس بد دعا سے ہم
ہون بت پرست چاہتے ہین یہہ خدا سے ہم

اوجھینگے ایکبار تو زلف دوتا سے ہم
سودائی ہون سڑی ہون تمہاری بلا سے ہم

تیغ نگہ نہ تیرہ مژہ نے کیا ہلاک
ہان مر گئے ہین آپ ہی اپنی قضا سے ہم

ناقدر سے ہی قدر کی امید ہی عبث
اوبی وفا خجل ہوئی اپنی وفا سے ہم

گھر جا کے اونکے روگ لگا لائی عشق کا
بیمار ہو کے آئے ہین دار الشفا سے ہم

آب حیات خضر و سکندر کو چاہئے
ساقی فقط شراب کے ہین اک پیاسے ہم

بولے مسیح دیکھ کے بیمار عشق کو
مجبور ہین اسی مرض لا دوا سے ہم

جھیلی ہوئی ہین عشق مین لاکھون مصیبتین — ڈرتے نہین ستم سے آپکے جور و جفا سے ہم

گھر مین حضور کے ہمین سونا نصیب ہو — آئے ہین مال مارنے دولت سرا سے ہم

گلزار ہی شہیدون کا جنت کا ہم سواد — جائینگے تو نہ آئینگے پھر کربلا سے ہم

قسمت کا اپنی پیچ ہوا گیسوان کا پیچ — بدلین سیاہ طالعے ظل ہما سے ہم

دل مین تیرے اثر نہ ہوا عرش ہل گیا — نادم ہین نارسائی آہ رسا سے ہم

اچھا ہوا نہ دفن ہوئی نعش بعد مرگ — کیا مشت استخوان کو چھپاتے ہما سے ہم

سوتے نہین ہین راتکو بھی ہم تو چین سے
کرتے ہین مہر انس جو اک مہ لقا سے ہم

دیکھا نہ کبھی عاشق رنجور کا عالم — اللہ رے غرور بت مغرور کا عالم

رہتا ہے تصور مین لب اک نور کا عالم — اب آنکھ کے ڈھیلے پہ ہوا طور کا عالم

پریون کی شرارت ہی تو ہے حور کا عالم — اللہ یہ تو نار مین سے ہے نور کا عالم

اے عیسیٔ دوران کوئی کھینچی کی ہی صورت — تو دیکھ ذرا اس دل رنجور کا عالم

شفاف ہے کس درجہ ترا کاسۂ زانو — دیکھا نہین یہ ساغر بلور کا عالم

ہوتا ہے گذر یوسف ثانی کا ہمارے — جو مصر کا تھا ہی وہ بھرت پور کا عالم

تدبیر مین تقدیر کی صورت نظر آئی — مختار کو آئینہ ہے مجبور کا عالم

ہے عاشق و معشوق کی صحبت کی یہی شکل — مختار کی ہو ساتھ جو مجبور کا عالم

بل کرتے ہو گیا گیسوی شبرنگ تک اپنے — اس مشک مین ہو جائیگا کافور کا عالم

دشمن بھی کوئی دوست سے اپنے نہ جدا ہو
بے طور سے ہے مہر اس دل مہجور کا عالم

کعبہ و بتخانہ و الوان سی جدا بیٹھے ہین ہم / اک بتِ نا آشنا سے دل لگا بیٹھے ہین ہم

آپسے اپنے کو دیوانہ بنا بیٹھے ہین ہم / کوئی جانان چھوڑ کے جنگل مین آ بیٹھے ہین ہم

کیون مکدر کر دیا نازک مزاجون کا مزاج / کوچۂ جانان سے چل جا ای صبا بیٹھے ہین ہم

یہہ دعا کعبہ مین کرتے ہین کہ اوس بت سے ملا / تیرے دروازہ پہ آکر اے خدا بیٹھے ہین ہم

وہ تو کہتے ہین کہ اوٹھ جائین میری کوچہ سے آپ / ہائے کتنی ہو گئی ہین بیحیا بیٹھے ہین ہم

سر گرانی ہے عبث ہم خاکسارونسے تمہین / یان تو مٹی کو بسانِ نقش پا بیٹھے ہین ہم

اپنا باطن خوب ہے ظاہر سے بہی ای جان جان / آنکھ کے لڑنے سے پہلی جی لڑا بیٹھے ہین ہم

مین تو کہتا ہون کہ بزم غیر ہے یانسے اوٹھو / اور وہ کہتے ہین مجہسے تجھکو کیا بیٹھے ہین ہم

یا ہمین اوٹھوا دیا یا اوٹھ گئے ہین آپ وہ / گر کبہی مجلس مین بہی پاس اونکی جا بیٹھے ہین ہم

بزم تصویر اپنی صحبت ہو گئی ہے ان دنون / آشناؤن مین بہی اب نا آشنا بیٹھے ہین ہم

پڑ گیا ہی ہاتھ جب انگیا پہ اوس خوش گات کی / صورت شہباز چڑیا کو دبا بیٹھے ہین ہم

گہر سے اوٹھنے کی نہین باہر نہین رکھنے کے پاون / یار کے سر کی قسم اے مہر کیا بیٹھے ہین ہم

اوس کا حال کمر کہلا ہمدم / ہمکو ملک عدم ملا ہمدم

حال دل مہر کا کہلا ہمدم / درد ہمدرد دل ہوا ہمدم

نالہ کا کس رسا ہمدم / سر سودا کا ہو رہا ہمدم

درد ہمکو ہوا دوا ہمدم / اور للہ دل دکھا ہمدم

دل کا حاصل ہو مدعا ہمدم / رحم کر آ ادھر کو آ ہمدم

اللہ اللہ لالہ کہسار — گل لوح لحد ہوا ہمدم

موسم گل ہو کوہ صحرا ہو — سر ہو سودا ہو ولولا ہمدم

ہمکو دور سے ہو وعدہ وصل — دور ہوگا مدام کا ہمدم

حکم ہمکو ہوا کہ گل کہاؤ — واہ واہ اور گل کہلا ہمدم

ہوگا معلوم حال روح اللہ — لعل دلدار گر ہلا ہمدم

اللہ اللہ آہ سرو سہی — گرم کس کس طرح ہوا ہمدم

کس طرح کا معاملہ ہوگا — وصل اوسکا اگر ہوا ہمدم

کس طرح طالع عدو ہو سعد — کس طرح آتو ہو ہما ہمدم

ہمکو اس لعل کا دکھا عالم — مسکرا کر لہو رولا ہمدم

دام کا کل ہو سلسلہ ہمدم — گر سر موگرہ ہوا ہمدم

دل کا وہ حال اوسکا وہ عالم — کس کا ہو ہمکو آسرا ہمدم

رکہو ہمسر اسکو لکہو اور طرح

دور کلک مدام لا ہمدم

کبھی مین نہین کرینگا ترک جفا مجھے اونکے ہی جور و جفا کی قسم

کبھی نالہ کرونگا نہ مین کہ مجھے اپنے ہی جور و جفا کی قسم

رہین کعبہ و دیر مین جائین جہان مجھے ایسی غرض سے ہے یہان نہ وہان
مری جان کا بھی ہو اگرچہ زیان نہ لو نگا بتون سے خدا کی قسم

میرے عشق کی آج یہ داد ملی کہ وہ کہنے لگے مجھے دیکھتے ہی
ہمین رحم نہ آئیگا اسپہ کبھی اسے کشتہ ناز و ادا کی قسم

وہان غیر نے مہندی لگائی اگر یہان حال ہوا میرا تو جگر
میری آنکھون سے ٹپکا ہے خون جگر تری شوخی رنگ حنا کی قسم

سبھے راس نہ آئی کسیکی دوا میرے رشک مسیح ادھر کبھی آ
میری نبض تو دیکھ تو آکے ذرا تجھے اپنے ہی دست شفا قسم

کبھی گیسوون والون سے الجھے کہین کبھی بخت سیہ کی شکایتین کین
کوئی ہوگا جہان مین نہ مجھسا غمین غم و فرقت و رنج و بلا کی قسم

میرے پاس نہین ہے وہ غنچہ دہن مجھے چاہئے سیر کو نجد کا بن
نہین جانیکا مہر مین سوئے چمن گل و بلبل و باد صبا کی قسم

کیون نہ ہو دل کا غم بہلا ہمدم
میرا ہمدرد تھا میرا ہمدم

دم لبون پر ہے اب میرا ہمدم
اوس مسیحا کو جلد لا ہمدم

بوسۂ لب سے مجھے دلا ہمدم
مہر کو کر مسیح کا ہمدم

عاشق بت ہون کر دعا ہمدم
رحم مجھ پر کرے خدا ہمدم

چال اوس شوخ کی قیامت ہے
حشر کیونکر نہ ہو بپا ہمدم

نام اوس بت کے ہین بہت نام خدا
شوخ عیار دلربا ہمدم

پیچ سے زلف کے نہ نکلا دل | کس بلا کی ہے یہ بلا ہمدم

کوچ کر اس سرائے فانی سے | ہے درا کی یہی صدا ہمدم

آمد آمد ہے موسم گل کی | ہوگا وحشت کا ولولا ہمدم

نہ ملا نامہ بر کو خط کا جواب | یہہ بہی قسمت کا ہو لکھا ہمدم

شعر کیا وصف لب مین کہتے ہین | ہمکو باتون کا ہے مزا ہمدم

نقش ہے خاتم سلیمان کا | ہمکو یہہ نقش بوریا ہمدم

خیر شر ہی سہی مضایقہ کیا | توبہی سے کہلے برا بہلا ہمدم

اب خدا رکہے آبروی شراب | دور ہی چشم مست کا ہمدم

مہر کا کیون ہو فلک پہ دماغ | تجھ سا زہرہ جبین ملا ہمدم

چہوڑین گے گریبان کا نہ اک تار کبہی ہم | بیٹہین گے جنون مین تو نہ بیکار کبہی ہم

رہتے نہ اجازت کے طلبگار کبہی ہم | ہوتے جو ترے طالب دیدار کبہی ہم

پہنائیگا ہمکو وہ گل زخم کی بدہی | پہنائینگے قاتل کو جو اک ہار کبہی ہم

دیوانہ نوازی ہے کہ سر کو دیے پتہر | چہوڑینگے نہ اب دامن کہسار کبہی ہم

واللہ بتون سے نہین کرینگے محبت | رکہین گے نہ اب رشتۂ زنار کبہی ہم

عنقا ہو جہان سے میرجان نام ہما بہی | پائین جو ترا سایہ دیوار کبہی ہم

بہا ہے تو ہے داغ جنون پہ ہے جنت
کیا ڈر ہے جو رکتے نہین وستار کبھی ہم

تجویز کیا کیجیے گا یوہین سزا مین
یا رحم کے بھی ہونگے سزاوار کبھی ہم

فرصت نہین ملتی ہے غزل کہنے کی امیر
پڑھتے ہین تب اس ڈھنگ کے اشعار کبھی ہم

ہمین روتے ہین عاشق رنج و غم جبدم اوٹھاتے ہین
ہمارا نام لیتے ہین ستم جبدم اوٹھاتے ہین

تصور مین بتو عارض کے پہلے چوم لیتے ہین
کلام اللہ ہنگام قسم جبدم اوٹھاتے ہین

مجھے پامال کرنیکے قیامت ہے خوشی اونکو
وہ ٹھکراتے ہین میرا سر قدم جبدم اوٹھاتے ہین

نظر آتا ہے نقشہ کربلا کا اونکے کوچہ مین
وہ اپنے کھولکر گیسو علم جبدم اوٹھاتے ہین

جما لیتے ہین اپنا رنگ مہندی کی لگانیمین
کسی کے پاون کو ہاتھونسے ہم جبدم اوٹھاتے ہین

خدا ہی یاد آتا ہے خدا ہی یاد آتا ہے
تمہارے ناز بیجا اے صنم جبدم اوٹھاتے ہین

اشارہ ابروونکا اونسے ہوتا ہے کہ بسم اللہ
ہمارے قتل کو تیغ دو دم جبدم اوٹھاتے ہین

دعا شداد کو دیتے ہین جنت ہو نصیب اوسکو
گلی مین اونکی ہم لطف ارم جبدم اوٹھاتے ہین

سمجھ لیتے ہین ہم جمشید کو ساقی وزیر اپنا
پیالہ اک نظیر جام جم جبدم اوٹھاتے ہین

خرام ناز کا ہوتا ہے دہوکا چونک پڑتا ہون
قیامت کا مسیحا اونکے دم جبدم اوٹھاتے ہین

بدلکر قافیہ ایسی غزل اک اور کہتے ہین
دوغزلہ امیر کہتے ہین قلم جبدم اوٹھاتے ہین

ہمیشہ سودائی گیسو مین جو کڑیان ہم اوٹھاتے ہین
تو گھر بیٹھے ہوے ایذای زندان ہم اوٹھاتے ہین

خدا نے اپنے ہاتھون سے یہ صورت خود بنائی ہے
نظر اس رخ کا قرآن ہو تو قرآن ہم اوٹھاتے ہین

ہم اپنے ہاتھ سے سر کاٹ کر رکھدینگے قدمونپر
معاذ اللہ کب قاتل کا احسان ہم اوٹھاتے ہین

نہوگا قیس بھی یون الفت لیلی مین سرگردان — پریشانی جو ہے زلف پریشان ہم اوٹھاتے ہین
جگہہ ہے کاوش تیر نگاہ یار کے دل مین — خوشی ہو ہو کے کیا کیا ناز مہمان ہم اوٹھاتے ہین
اوسے کوچہ مین جا بیٹھینگے کیسا دیر کعبہ کیا — دل اب دونون سے اے سید و مسلمان ہم اوٹھاتے ہین
جسے کہتے ہین بھار سے پتھر ای بت ناز ہی تیرا — اوٹھا سکتے نہ جو سام و نریمان ہم اوٹھاتے ہین
رفو کیواسطے کب تک قدم رنجہ کرین ناصح — تجھ سے ہاتھ اخر اے گریبان ہم اوٹھاتے ہین
وہ لاغر ہین جنون مین پہاڑ کر جب پھینک دیتے ہین — نہین اوٹھتا جو اک تار گریبان ہم اوٹھاتے ہین
فلک پر دست سائل پنجہ خورشید بنتا ہے — جو اوس تنگ در سے خاک پا سے دربان ہم اوٹھاتے ہین

ضعیف و ناتوان اے مہر پیری نے کیا ہمکو
معاذاللہ اب تک بار عصیان ہم اوٹھاتے ہین

موبمو ضیق مین دل کو ہمہ تن رکھتے ہین — وہ جو باریک کمر تنگ دہن رکھتے ہین
دل چھپاوین نہ جان تن نہ یہ تن رکھتے ہین — ہم غم و حسرت وا ندوہ و محن رکھتے ہین
سب نج عارض مستی مالیدہ دہن رکھتے ہین — آپ پھولا ہوا لالہ کا چمن رکھتے ہین
آتش رشک و حسد گل ہمہ تن رکھتے ہین — ہم بھی وا تشین کا وہ دلچسپ چمن رکھتے ہین
سبھی بھنی وہ بھی خوشبوی بدن رکھتے ہین — یہ لطافت گل و نسرین و سمن رکھتے ہین
مردہ دل بھی کہین اسایش تن رکھتے ہین — پیرہن وہ نہین رکھتے جو کفن رکھتے ہین
اپنا کعبہ ہے یہان اپنی بغل مین واعظ — ہم بھی پہلو مین دل اے قبلہ من رکھتے ہین
جسمین ہے نغمہ سرا بلبل خامہ اپنا — فکر رنگین کا وہ شاداب چمن رکھتے ہین
عاشقون کے دل زخمی کو ہین بیامو باف — شیر بھی ناقہ آہوی ختن رکھتے ہین
قد کشیدہ رخ رنگین بدن صاف و لطیف — آب سرو و گل و نسرین و سمن رکھتے ہین

کیا تعون مین ہے خدا جانے بقول اوستاد
نہ کمر رکہتے ہین کا فرنہ دہن رکہتے ہین

کوچہ یار کو اللہ سلامت رکہے
جنت زندہ دلان ہم بہی چمن رکہتے ہین

چاک پیراہن دیوانہ سے پرلوہو کہلا
پیرہن وہ نہین رکہتے جو کفن رکہتے ہین

زہر کہا بیٹہگے خضر بہی وہ بہار شہدا
سبزہ شمشیر کا مقتل کے چمن رکہتے ہین

نوجوان ساقی مہوش ہے شراب کہنہ
روز نوروز ہم لیے چرخ کہن رکہتے ہین

باولی ہو گی زلیخا بہی جناب یوسف
چاہ کنعان نہ ہو وہ چاہ ذقن رکہتے ہین

آپ بہی دیکہیے کیا سیر ہے کیسی ہے بہار
داغ دل ہم نہین رکہتے ہین چمن رکہتے ہین

نہ ہی دیوانون کو پوشاک کی حاجت باقی
نہ شہید آپکی پروا ہے کفن رکہتے ہین

آنکہین کا فر ہین بلا زلف ہے شوخی آفت
دیکہ لین آنکہ تو آہوے ختن رکہتے ہین

آبرو رکہ لین میری وہ مجہے بوسہ دیدین
کیون پیاسے سے الگ چاہ ذقن رکہتے ہین

دل کا نیرنگ ہے اک قطرہ خون کا پہیلاؤ
اسی ویرانہ مین ہم لطف چمن رکہتے ہین

تس سے مس وہ نہون یہ بولی تو پہوٹے منہ سے
شاعر وبات تو غنچون کی دہن رکہتے ہین

پوٹلی سی جو مرا درد جگر چنتی ہے
پیار سے وہ مرے سینہ پہ ذقن رکہتے ہین

موت کو پاس سمجہتے ہین تمہارے عاشق
دور اندیش ہین تکیہ مین کفن رکہتے ہین

آمد فصل بہاری ہو مبارک اے مہر
آشیان باغ مین مرغان چمن رکہتے ہین

رنگین چمن بہی سب ہے دل افگار ہی نہین
سبزہ بہی سب ہے ہمدم زنگار ہی نہین

بے قید کفر عشق کی اسرار ہی نہین
پہندا نہ ہو جو دل کا وہ زنار ہی نہین

ایما سے ابرو و نگہہ یار ہی نہین
کیونکر گلے کو کاٹئے تلوار ہی نہین

پھر دگ ہی نہین ہے یہ آزار ہی نہین
ڈھونڈھا ہون مسیح کو مین وہ بیمار ہی نہین

دیکھے ہوئے حسین ہین وہ یار ہی نہین
چاہون کسی مین کوئی طرحدار ہی نہین

لب چوسے یہ شوق دل زار ہی نہین
دم دین جسے مسیح وہ بیمار ہی نہین

دلدار در کنار دل زار ہی نہین
کیا فایدہ مسیح سے بیمار ہی نہین

ملے کوہ کن سے تجھے کو مبارک ہو بیستون
سر پھوڑین خاک ہم کہ وہ دیوار ہی نہین

نزدیک و دور دونون کا عالم ہی اک سا
قاتل نگہ ہے تیر بھی تلوار ہی نہین

پتلی بھی چشم مین ہے فلاطون خم نشین
اس مَی سے جو نہ مست ہو ہوشیار ہی نہین

گل تکیہ مین حضور کے محمل کا خواب ہو
ایسا ہمارا طالع بیدار ہی نہین

نالے کریگا کون اب آہین بھریگا کون
خالی قفس ہے مرغ گرفتار ہی نہین

صدقے کیا حضور کے قدمون پہ اے حضور
ہمکو تو اپنے سر سے سروکار ہی نہین

موزون ہوا اختلاط پہ معنی غزل کے ہین
بی حس کو حسن خوبی اشعار ہی نہین

کھی پری کی سجدا گر ابرون کو یا
تو بہتر ان نگاہون سے تلوار ہی نہین

وہ ولولہ وہ شوق وہ عشق اب کہان رہا
وہ ہم نہین ہے وہ دل زار ہی نہین

کس طرح چھوڑی زلف کو شانہ کہ سانپ ہے
احسان موذی پہ سزاوار ہی نہین

واعظ کے کہنے سننے سے جنت بھی دیکھ لی
اونکی گلی سے بڑھ کے وہ گلزار ہی نہین

برگشتہ ترک چشم سے دیکھی مژہ کی صف
بے سر کی فوج ہے کوئی سردار ہی نہین

تمنے جو محو گوشہ خاطر سے کر دیا
اب اپنے دل کا کوئی طرفدار ہی نہین

بنتا ہے دل کا آئینہ سدِ سکندری
بڑھکر غبار سے کوئی دیوار ہی نہین

سچ بات مین بھی لوث لعل نجات ہے
حق گوئی کا مدار سر دار ہی نہین

رخصت کرو مسیح علیہ السلام کو
جز عشق مہر کو کوئی آزار ہی نہین

خیریت سے خط مرا پہنچائے دست یار مین
دون کبوتر کو ضمان جعفر طیار مین

جان دے دیکر بلا سے یار اوس دربار مین
عاشقون کو یار نے چنوا دیا دیوار مین

چین آیا بعد مردن بہی نہ گور تار مین
روح کو الجہن رہے سودائی زلف یار مین

جی لگا کر بہت سین تاثیر ہوا شعار مین
بات رکہنا اسے خدا دربار مین سرکار مین

جی نہین لگنے کا اپنا خلد کے گلزار مین
نعش مدفن مین رہیگی روح کوئی یار مین

اپنے رونے کی ہمیشہ اونکو ہوتی ہی خبر
تار برقی کا ہے عالم انسون کے تار مین

آرزو ہے بادہ اطہر اگر ہے زاہدو
چلئے میرے ساتھ چندی خانۂ خمار مین

خاک و زر دونون کا رتبہ ایکسا سمجہا کیا
خاکسی پینے ملائی شربت دینار مین

میرے پہلو مین دل بیتاب کو ہے اضطراب
چین آجائے جو بیٹہون پہلوئی دلدار مین

ڈہنگ نالون کے اوپچتے ہین دل صد رخنہ سے
ایسی آوازین کہان منقار موسیقار مین

ابر ہو ساقی ہو بادہ ہو کباب کبک ہو
دو دو پالی ہون بطی مرغ آتش خوار مین

اپنے زخمی دلکو ایذا ہے جو راحت کی عوض
حل ہوا کیا چرخ اخضر مرہم زنگار مین

خلعت آب روان کشتون کو ہے لبس آب تیغ
پہول کی چادر ہین جوہر یار کی تلوار مین

شکل لیلے وحشت مین مجنونکو تہی چشم غزال
نقش شیرین پر مٹا تہا کوہ کن کہسار مین

تیغ قاتل کو نچوڑیگا ہمارا جذب شوق
گوٹ سچلے کی لگے گی زخم دامن دار مین

حسن آفت خیز کی فرہاد کے ماتھے گئی
خون کا دہبا لگا یا دامن کہسار مین

عالم حیرت ہے کچھ اعجاز کام آیا نہ مہر

ابن مریم ڈھونڈتی ہین دم بھر سے بیمار ہین

سامنے سے رخ پرنور کے ٹل جائے کہین
دور ہو چاند کی صورت نہ بدل جائے کہین

دہن یار کا مذکور نہ چل جائے کہین
راز کی بات زبان سے نہ نکل جائے کہین

کیا کوئی کوچہ جانان سے نکل جائے کہین
وہ طبیعت نہین اپنی جو پھسل جائے کہین

نکر دن پیار طبیعت یہ بدل جائے کہین
یا الٰہی میری آئی ہوئی ٹل جائے کہین

ناصحو کوچہ گیسو ہے دلاویز بہت
ہم نہین جانتے کوئی جو نکل جائے کہین

محفل یار مین یون ہو تیری گرما گرمی
آگ لگ جائے تجھے شمع تو جل جائے کہین

نہ دیا بوسہ لب آنکھ ملا او کافر
گذرے اعجاز سے ہم تیری ہی چل جائے کہین

طرفہ دیوانہ ہون کہتا ہون یہ ہوشیاری کی
دست وحشت سے گریبان نہ نکل جائے کہین

قامت دلزیب لحد وہ یہ بنی میوہ خلد
ڈال کا پھول کہین تیغ کا پھل جائے کہین

وہین لے آتی ہے ہوتی ہے جہان کی مٹی
ساتھ ہی راہ نما ہی کو اجل جائے کہین

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہلنی پتھر
دیکھکر انکو طبیعت نہ پھسل جائے کہین

کونسی ایسی ضرورت ہی کہان جاتا ہے
آج تو آئے مرے پاس وہ کل جائے کہین

چاہیئے فکر لحد یہہ کہ علی کی ہو مدد
بی مقرب کوئی پہلے پھل جائے کہین

مین جو بلواتا ہون اونکو تو وہ فرماتے ہین
کوئی کس طرح بہلا پہلے پھل جائے کہین

رائیگان وقت جوانی مین نکھو اے غافل
دو پہر دن جو یہہ باقی ہی نہ ڈھل جائے کہین

سکہ داغ دل زار چہپاؤن کیونکر
یہہ تو وہ مال نہین ہے کہ جو چل جائے کہین

نالہ کرتا ہون سنو ورنہ خطا میری کیا
تیر اپنا جو محل غیر محل جائے کہین

آپ سر کاٹ کے قاتل کے قدم پر رکھدون
پاون گر معرکہ عشق سے ٹل جائے کہین

مہوشو اپنی طرف دیکھو قیامت کیا ہے
اتنی گرمی نکرو مہر نہ جل جاے کہین

چاند کیا ہے وہ بہی چندولے ہین
گو ادہر کی اودہر خدائی ہو
کیا بہو کا ہے رنگ مہدی کا
اپنا دیوان اونہین سناتے ہین
کیا شب وصل مین رہی ہل دل
سرو مہری تری رولاتی ہے
ایک بہی بات کو ثبات نہین
زلف و کاکل ہین بل مین چہوٹی کے
آو ہم بہی ٹٹول لین کچہہ کچہہ
شب وصل اونکو جب لگایا ہاتہہ
حظ وہان پہنچا اپنا توبہ دغی
دل کا لینا تو جانتے ہین خوب
چہوڑ دینا نہ تہا اونہین شب وصل
باغ مین عیش باغ یاد آیا
ہاتہہ مہدی سے لال لال نہین
کیا بہار آ گئی جو اے صیاد
بیتہ خدا کی قسم ہین بہاری ہل

پیاری پیاری تمہی بہولی بہولی ہین
بت نہ بولین کبہی نہ بولے ہین
پاون انگارہ بوٹ ہورہے ہین
ہمنے دفتر گلون کے کہولے ہین
شب فرقت ہی اب ملولے ہین
اپنے آنسو نہین مین ادولے ہین
اونکی باتین ہین یا بتولے ہین
سب اسی سانپ کے سنپولے ہین
تمنے بہتون کے دل ٹٹولے ہین
ہاتہہ ہمراہ جہٹک کے بولے ہین
کیا کبوتر تمام گولے ہین
او ۔ باتون مین آپ بہولے ہین
دل کو رہ رہ کے یہ ملولے ہین
لاے افیونیون کے گہولے ہین
خون ناحق مین یہہ گہنگولے ہین
پر و بازو میرے ٹٹولے ہین
ہمنے نظر و تمہین خوب تولے ہین

پاون پوجن مین انہی ہاتھون سے کے — اونکی انگیا کے بند کہولے ہین

ابر نیسان ہے اپنی فکر اے مہر
ہنسے موتی یہہ اس سے روے ہین

ہم پیار کی نظرون سے اودہر دیکھ رہے ہین — وہ قہر کی آنکھون سے اودہر دیکھ رہے ہین
یون پہاڑ کے آنکھین جو اودہر دیکھ رہے ہین — تارے تمہین اے رشک قمر دیکھ رہے ہین
کیون تجکو وہ بہر بہر کے نظر دیکھ رہے ہین — دل تاک رہے ہین کہ جگر دیکھ رہے ہین
بیفائدہ نالے ہین ضرر دیکھ رہے ہین — ہم بے اثری کا بہی اثر دیکھ رہے ہین
جہک جہک کے مرا زخم جگر دیکھ رہے ہین — بیباک ہین بے خوف و خطر دیکھ رہے ہین
سکتے کا جو عالم ہے تیری منتظری مین — دیوار بنے جانب در دیکھ رہے ہین
کس ظالم بے مہر سے یہہ جا کے پہڑا ہے — ہمتو دل خستہ کا جگر دیکھ رہے ہین
گہبرائی ہو کیون مرتی ہین اب آنکہون مین دم ہے — دم بہر تمہین اور ایک نظر دیکھ رہے ہین
وہ اور ہوا مین ہین بہی ٹہری نہ آخر — اول سے ہم آہون کا اثر دیکھ رہے ہین
اب تیغ نگہ کے بہی دکہاوینگے وہ جوہر — دل خوش ہے مرا زخم جگر دیکھ رہے ہین
وہ جہانکتے ہین چاک در بام سے اپنے — دیوانے گریبان سحر دیکھ رہے ہین
اوس بت کی ہمین دید کا کیا لپکا ہے اللہ — پتہرائی ہوئی آنکہین ہین پر دیکھ رہے ہین
زلفین رخ پر نور کی سے لیتے ہین بوسے — منہ تیرا ہم اے رشک قمر دیکھ رہے ہین
اترا گئی جب عطر دیا یار نے ہمکو — نفرت سے قبا ے گل تر دیکھ رہے ہین
پہر فصل بہار آئی کہ مرغان چمن بہی — پر خون مین ڈوبی ہوے پر دیکھ رہے ہین
شاعر ہی تو ہین کہدیا کچہ دیکہین تو یاند ہین — اس وہم کے ہین ہم اونکی کمر دیکھ رہے ہین

وہ بام پہ سوے ہین یہی وجہ ہے بیشک — بے نور جو ہم روے سحر دیکھ رہے ہین

ہوشیار بہت ڈرتے ہین سایہ سے بھی اونکی — دیوانے تو پریون کو نڈر دیکھ رہے ہین

اس چاند سے سینہ پہ نہ کیون ہوون قربان
جوبن ترا اے رشک قمر دیکھ رہے ہین

کرون مین کس کی خوشامد کہ یار ساتھ نہین — قدم پہ سر نہین ٹھوڑی پہ اوسکے ہاتھ نہین

جناب خضر کو بھی ہمنے نا بلد پایا — عدم کی راہ مین کوئی کسیکے ساتھ نہین

کیا ہے چاک گریبان کبھی کبھی دامن — جنون مین اور کسی کام کی یہہ ہاتھ نہین

رہا یہہ حشر تک افسوس روح کو صدمہ — مرے ہم اونپہ جنازے بھی جو ساتھ نہین

ملا کرون کف افسوس اور سر پیٹون — جو پاون تک ترے پہنچے وہ اپنا ہاتھ نہین

بہت سے ہوے ہین ہوا مین عیش کبوتر باز — جو نامہ بر ہون کبوتر او نہین کا ساتھ نہین

غزل ایک اور بھی کہتے نہین ہو کیون اکبر
قلم نہین ہے [illegible] نہین کہ ہاتھ نہین

ذرا تمہین مرے رونے پر التفات نہین — ہنسو خدا سے ڈرو یہہ ہنسی کی بات نہین

ہوائیان ہین کہ ہین نالہ شرر افشان — شب فراق ہے یارب شب برات نہین

شہید تیغ نگہ کے ہین زندہ جاوید — جو آپ پر نہین مرتے وہ ذی حیات نہین

ذلیل کیا سبھی ہوتے ہین عاشقی پیشہ — وہ اور لوگ ہین پیشہ کسی کی ذات نہین

کیا ہے بخت سیہ نے ہماری اوراندھیر — بلا ہی ہجر مین کالی [illegible] رات نہین

خدا نے دولت حسن شباب [illegible] — گدای حسن کو کچھ خمس کچھ زکات نہین

خدا کریم ہے اوس سے تو ہے امید نجات — زبان واعظ مغرور سے نجات نہین

بری ہے ذکر دہان و کمر سے اپنی فکر
یہہ شعر ہین یہہ معما نہین نکات نہین

ہمین تو منتظری چاہیئے وہ آئین نہ آئین
وہ سنت عہد سہی ہم تو واہیات نہین

نہین ہے حور و پری کی پیاری پیاری شکل
نکیلا پن نہین یہہ ابھری ابھری گات نہین

ہمین جنون سے ہے تو خبط ہے حسینون کو
غرور حسن پہ ہے حسن کو ثبات نہین

شب وصال جو مشہور ہے زمانہ مین
نصیب مہر سیہ روز کو وہ رات نہین

حرف مطلب سے نہون محرم زمین و آسمان
شکل وصلی ہی ہون گر توام زمین و آسمان

کیون نہ چہائین عیسیٰ و مریم زمین و آسمان
مری جان بہرتی ہین تیرا دم زمین و آسمان

وہ کبھی تو صحن مین ہین بالا خانہ پر کبھی
لو جھنکاتے ہین ہمین پے ہم زمین و آسمان

ہمنے دیکھی ہین زمانہ کی بہت پست و بلند
ایک سی ہین ہر جگہ ہمدم زمین و آسمان

جس دہل کی دور سے آواز خوش مشہور ہے
اوس دہل کی ہین یہ زیر و بم زمین و آسمان

کیا زمین و آسمان کے ہمنے قلابے ملاے
کب ملا سکتا تھا یون رستم زمین و آسمان

خوب اشک و آہ نے اپنی تہ و بالا کیا
راز دل سے ہو گئی محرم زمین و آسمان

بی بہادر گانیوالون مین ہے وہ زہرہ جبا
سچی سر ہین یا کھرج پنچم زمین و آسمان

مورد آفات ارضی و سماوی کشت ہون
میری سرسبزی سے ہین برہم زمین و آسمان

خاک بر سر اسکو دیکھا تو وہ نیلی پوش ہے
مہر کرتے ہین مرا ماتم زمین و آسمان

زیست جبتک ہے تڑپنے ہی کا خوگر مین ہون
نبض محرور ہون بیتاب ہون مضطر مین ہون

اور مصروف تماشا کوئی دم بھر مین ہون
محو نظارہ قاتل تہ خنجر مین ہون

غیر ممکن ہے کہ اس پیچ سے جان بر مین ہون
اب تیرے جال مین امی زلف معنبر مین ہون

رونق بزم جفا کار و ستمگر مین ہون
سر بکف شمع کی مانند سراسر مین ہون

تجھکو اے سیم بدن دیکھکے ہون مالامال
لوٹ کر دولت دیدار تونگر مین ہون

مری چاہت سے ہو تم نامور اوس سے بدنام
غیر بدتر ہے ابھی غیر سے بہتر مین ہون

ہفت اقلیم مین سکہ ہے صفائی کا مری
دل ہی آئینہ ہو جسکا وہ سکندر مین ہون

ایک بوسہ ہی تو ملتا نہین گا ہے ماہے
کیون مین حاضر رہون کیا آپکا نوکر مین ہون

ہین بیان جامہ احرام مین مے کی قلمین
رند وارفتہ مشق خط ساغر مین ہون

ہی یہی بس ہے اوسنے لپٹ جاے گل گیر شمع
وہ کہین کون ہے تو مین کہون دلبر مین ہون

دل پر خو نسے ہو کیفیت چشم پر خون
ہر گھڑی پاس لئے شیشہ و ساغر مین ہون

مین نے جب چوم لئے ہونٹھ وہ پیاری پیارے
ای بوسے کی صدا قند مکرر مین ہون

سب چلے گلگشت کو گلزار مین کہتی ہی بہار
کب سے موجود لئے پھولونکے زیور مین ہون

لب جان بخش کے بوسے پہ نہ انکھین دکھلا
قایل معجزہ اے چشم فسونگر مین ہون

مینے کس بادشہ حسن کو لکھا خط شوق
کیون ہما کو ہے تمنا کہ کبوتر مین ہون

بات کی بات مین کہتا ہون غزل مین اکبر
کیا سخن دان و سخن سنج و سخنور مین ہون
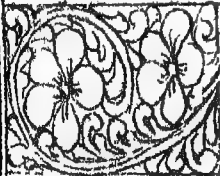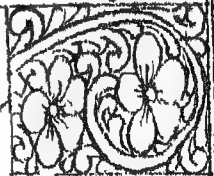
سرافیل کو بھی حسرا رے ہوئے ہین
قیامت کے نالے ہمارے ہوئے ہین

جو انگیا پہ اونکی ستارے ہوئے ہین
وہ عرش معلی کے تارے ہوئے ہین

ہین صاف اونکے نظارے ہوئے ہین
وہ تارا سی انکھون کے تارے ہوئے ہین

ابھی ہاتھ ملتے ہین پامال حسرت
ابھی جوبن اونکو ابھارے ہوئے ہین

مسیحا سنا ہے تو سکتے ہین صاحب | مرے آپ پر دل کو مارے ہوئے ہین

قبا ہے گل تر کلاہ شگوفہ | یہہ کپڑے اونہین کے اوتارے ہوئے ہین

بس اب طاق نسیان پہ رکھدون شکایت | مجھے ابر جن سے اشارے ہوئے ہین

کھلین دل پہ طراریان زلف کی اب | بڑے چور ہین بال مارے ہوئے ہین

مجھے پیار آتا ہے مجبور مین ہون | وہ کیون اسقدر پیارے پیارے ہوئے ہین

تپ عشق ہے لب خشک منھ زرد ہے
پھر اب مہر رنگت نکھارے ہوئے ہین

صنم کدہ مین ہین فرش رہ بتان انکھین | خدا کے فضل سے کام آئین ہین کہان انکھین

خدا بچائے یہہ مجھکو ڈوبوئے دیتے ہین | ہوئی ہین ہجر مین دریا ہے بیکران آنکھین

کبھی نہ آنکھ اوٹھی اونکی میری جانب کو | علیل ہوکے ہوئین روز ناتوان آنکھین

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہین | کبھی ملاؤ تو ہے ہمی مہربان آنکھین

وہی ہے لاگ طبیعت کی جہانتک تاک وہی | جوان دل ہے ہمارا ابھی جوان آنکھین

شب وصال ہو عریان کسیکو پھر دیکھون | ہنوز ڈھونڈھ رہی ہین وہی سمان آنکھین

کہانتک آپ لگائینگے پانو مین مہندی | کبھی تو رنگ جمائیگی خون چکان آنکھین

گمان کیون نہ ہو جادوگرون کا آنکھون پہ | کرین کلام جب ایجان بے زبان آنکھین

کسی کے دیکھنے والی کہان کہان یعقوب | وہان تو مانگتی پھرتی ہین نوجوان آنکھین

وہ قدر مہر کی سمجھین جو آنکھ رکھتے ہین
نصیب بوم خصائل ہوئین کہان آنکھین

اثر آہ رسا دیکھتے ہین | سب ہوا خواہ ہوا دیکھتے ہین

سیر جنت ہی ہمین بہتے جی — تجھکو اے حور لقا دیکھتے ہین

اک خدا ہی سے تمہاری جانب — اے بتو نام خدا دیکھتے ہین

بیسے زخمون پہ چھڑکتے ہین نمک — مجھکو ہڑپا کے مزہ دیکھتے ہین

دیکھ لین نبض جناب عیسیٰ — ہم کہان روئی شفا دیکھتے ہین

تجھکو ہے یاد ہوائی چمکر — ہم تری راہ صبا دیکھتے ہین

ہمنے دیکھا رخ جانان اے مہر
چاند عید دیکھ کے کیا دیکھتے ہین

بتون کا سامنا ہے اور مین ہون — خدا کا آسرا ہے اور مین ہون

یہان آکر مین کیا یاس و امید — دل بے مدعا ہے اور مین ہون

ملا جو خاک مین قدمون سے چہٹکے — وہ تیرا نقش پا ہے اور مین ہون

خدا جانے بتو ہوتا ہے کیا حال — یہی گر دل مرا ہے اور مین ہون

ذرا آنے تو دے روز قیامت — صنم تو ہے خدا ہے اور مین ہون

ستم سے ظلم ہے اونکی طرف سے — محبت ہے وفا ہے اور مین ہون

پسند اے مہر ہے یہ قول استاد
صنم کوچہ ترا ہے اور مین ہون

لازم تھا عشق ہمکو تھا گو سرشت مین — عنوان رہگیا تھا خط سرنوشت مین

زلفون کا یار دھیان جو آیا بہشت مین — سودائی آ کے کوچہ عنبر سرشت مین

یہ رخ سے صاف چاند مین اک داغ لگ گیا — تمیز کیجیے تو ذرا خوب و زشت مین

آنسوون کی چرخ سے کس کس کو ہو امید — پروین کا ایک خوشہ ہو اس سبز کشت مین

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

دل مین جگر مین ہوگی اذیت کہان کہان — تیر نگہ کریگا سرایت کہان کہان
رہتے ہین لوگ حور کی صورت کہان کہان — کیون شیخ لکھنو مین ہے جنت کہان کہان
رسوا ہو مہر دل کی بدولت کہان کہان — پہنیکو ئی پھروگی یہہ علت کہان کہان
اونکی گلی سے اوٹھا تو جا ونگا دیر کو — ناصح کریگا مجھکو نصیحت کہان کہان
دنیا مین رم ڈہلا کے ارم مین می طہور — ساقی نے مجھپہ کی ہے عنایت کہان کہان
کعبہ سے ابر جھوم کے میخانہ پر چلا — کیفیتون پہ ہے تیری رحمت کہان کہان
مسجد سے اوٹھ کے میکدہ کی ہمنے راہ لی — زاہد پکارتا رہا حضرت کہان کہان
حورون کو چاہین یا اونہین جو رشک حور ہین — اے واعظ آئے ایک طبیعت کہان کہان
ہونٹونکی چھیان لین زبان چوسی آپ کی — بھٹکی شب وصال مین نیت کہان کہان
کیون تنکے چٹنے کا ہمیکو کاٹنے نکالئے — دیکھین پھر آئیگی ابھی وحشت کہان کہان
میدان ہے قلم کا مجھے وادی جنون — پکڑیگی اب زمین میری وحشت کہان کہان
دیر و حرم مین میکدہ مین کوئی یار ہین — سمجھے ہین رند فرض عبادت کہان کہان
بہالے سنبھالے پلکون نے ابرو نے پیچھے — ہوتی ہے اپنی فکر شہادت کہان کہان

جو ہین شریر یون ہین اگا مین بجھا ئینگے
آئیگی تمکو مہر حرارت کہان کہان

یار سے ہم جو بگڑتے ہین تو بن جاتی ہین — آپ ہی روٹھتے ہین آپ ہی من جاتی ہین
دیکھین کب ہویگی گنجایش داغ تازہ — تا بہ کے دلسے سیہ داغ کہن جاتے ہین

یاد آتی ہے ہمین کوچہ جانان کی صبا
طرف باغ جو مرغان چمن جاتے ہین

لخت دل بہی ہین دنا پتچہ مژگان ہوشیار
صفت مین ہاتھ سے یہہ لعل کہین جاتے ہین

ہمتو مہمان کوئی دم کے ہین دم ٹوٹ چکا
آ کے تجھے دیکھ لین لے وعدہ شکن جاتے ہین

شیخ اب جی نہین لگتا ہے بر رب کعبہ
ہم تو بتخانہ کو اے قبلہ من جاتے ہین

وہ غنین ہون کہ مجھے راہ مین سب کہتے ہین
ہادی مسلک اندوہ و محن جاتے ہین

ہم بہی دیوانے ہین دامان بیابان مدد دے
تیرے ہوتے ہوئے محتاج کفن جاتے ہین

کسقدر اونکو بہی ہے اپنی جوانی کا غرور
باغ مین دیکھتے ہی سرو کو تن جاتے ہین

صف کی صف پلمین او لٹتے ہین یہ مژگان سیاہ
دل جگر دونون الہمین تیرون سے چہن جاتے ہین

مہر اس وادی غربت کا عجب عالم ہے
منہہ چھپائے ہوئے یاران وطن جاتے ہین

دیکھ نرگس نکلا تو آنکھین
اوس پہ پیرو کی ہین جادو آنکھین

تو وہ خوش چشم ہے چشم بد دور
جسکی دیکھا کرین آہو آنکھین

کون ہرجائی ہے منظور نظر
ڈہونڈہتی ہین کسے ہر سو آنکھین

زلف ہے مار سیاہ ضحاک
قتل کرنے کو ہلا کو آنکھین

لیس ہین مست سے لئے تیر و کمان
یا نکیلی مژہ ابرو آنکھین

سرو و سنبل مین عبث ڈہونڈتے ہین
وہ بہار قد و گیسو آنکھین

خون رونے سے نہ ٹہرین دم بہر
ابتو رکہتی ہین یہ قابو آنکھین

زلف کالی ہے ذقن دل گُنڈ
رخ جو سورج ہے تو ہندو آنکھین

عین کعبہ مین ہے مستون کی جگہہ
کہہ رہی ہین تہہ ابرو آنکھین

دانت ہنسی مین کسی کے دیکھوں
رو کے دیکھلائین نہ آنسو آنکھین

جسکا گہر دل مین ہے وہ آتا ہے
فرش کر دیتے بچھے ہر سو آنکھین

لخت دل خون جگر رونے کو
ڈہونڈہتی ہین کوئی پہلو آنکھین

ہند مین چاہیئے سورج پوجا
مہر مین بہی ہون ملا تو آنکھین

راتونکو بت بغل مین ہین قرآن تمام دن
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

دنکو ہے یاد مصحف رخ شب کو یاد زلف
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

بتخانہ مین دوالیان کعبہ مین عید کی
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

مہر اب غزل بہی کہو یہ مصرعہ ہے طرح کا
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

اونکی گلی مین ہم رہین گریان تمام دن
شبنم کو ہو نصیب گلستان تمام دن

پہرتا ہے ڈہونڈہتا رخ تابان تمام دن
جلتا ہے مہر دہوپ مین جانان تمام دن

آٹھون پہر یہی ہے تمنا یہی دعا
وہ ساری رات ہون مرے مہمان تمام دن

اک دن حساب کا ہے گنہ بیحساب ہین
کافی ہے اپنا دفتر عصیان تمام دن

ساغر مین ہاتھ رک گئے ائی جنون مین عید
اتہو گلے پڑا ہیہ گریبان تمام دن

کیا خبط ہے کہ صورت تار شعاع مہر
کرتا ہون تار تار گریبان تمام دن

بکھری ہوئی ہے زلف جو چہرے پہ یار کے
الجھن مین رات پہر ہون پریشان تمام دن

ہر روز اسمین بند رہی تیرگی شب
کیونکر کہلے بہلا مرا زندان تمام دن

اے مہر توبہی کوچہ جانان کو دیکھ بہال
کرتے ہین اپنا کام سب انسان تمام دن

بجا ہین تیری ہندو بت میخوار آنکھین
نشہ کی ڈوری نہین پہنین ہین زنار آنکھین

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین
عین مستی مین رہا کرتی ہین ہوشیار آنکھین

مجکو نظارہ ہے اوس پردہ نشین کا منظور
کاش بنجائین مری روزن دیوار آنکھین

چشم اہو سے غرض تھی نہ مجھی نرگس سے
تری آنکھون سے جو ملتین نہ یہہ دو چار آنکھین

چار چشم اس لیے کہتا ہے مجھے اک عالم
کہ مری آنکھو نمین پھرتی ہین تری یار آنکھین

دیکھتی رہتی ہین ہم راہ تمہاری صاحب
آپ آتی نہین آجاتی ہین ہر بار آنکھین

شوخ چشمی سے چکارو نکو وہ دہمکاتی ہین
دیکھنا ہمسے ملانا نہ خبردار آنکھین

تاک لیتے ہین نظر باز ہین ہم بہی صاحب
دل چرایا ہے چراتے ہو جو ہر بار آنکھین

پیار سے مینے جو دیکھا تو وہ فرماتے ہین
دیکھئے دیکھئے ہوتی ہین گنہگار آنکھین

چوم لیتے ہین وہ آئینہ مین آنکھین اپنی
لب مسیحائی کرینگی کہ ہین بیمار آنکھین

چشم بد دور ہے کاجل بہی تو منظور نظر
کیون نظر ہو گئی کیون ہو گئین بیمار آنکھین

رخ صیاد جو دیکھا ہے تو اب دیکھ کے گل
بند کر لیتے ہین مرغان گرفتار آنکھین

بنگئی پنجہ مژگان بہی میری دست دعا
دیکھ رکھتی ہین یہ کچھ حسرت دیدار آنکھین

دست وحشت مین غزالون کو تکا کرتا ہون
رات دن پیش نظر ہین تیری اے یار آنکھین

یہہ مرا دامن تر دامن گل چین ہوگا
رنگ لائنگی ابہی تو مری خونبار آنکھین

مرغ دل اس سے کسیطرح نہین بچ سکتا
کہین شاہین شکاری سے ہین طیار آنکھین

چشم مخمور مین ساقی کی یہہ کیفیت ہے
نشہ مستونکی دوبالا ہون جو ہون چار آنکھین

چاہیے حضرت موسی کے لئے جلوہ طور
تیسے دیدار کی ہین اپنی سزاوار آنکھین

اگرہ چھوٹ گیا مہر تو چنار مین سہی

ڈہونڈہا کرتی ہین دہی کوچہ وبازار آنکہین

جوان رکہتی ہے می دیکہی عجب تاثیر پانی مین
پلاتا ہے میرا ساقی مجھے اکسیر پانی مین

بجہانیکا ارادہ تھا جو اوسکو خون عاشق سے
نہ بجہوائی میری سفاک نے شمشیر پانی مین

سیانا کیا کریگا جس پری کا ہون مین دیوانہ
پلا دو دہوکے اوسکے در کی زنجیر پانی مین

نہانے تمتو بالونکا تمہاری ہے عجب عالم
نہوگی عنبر سارا کی یہہ توقیر پانی مین

لب جو دیکہتا ہے چاندنی کی سیر وہ مہوش
ہوی ہے پانی پانی مہر کی تنویر پانی مین

ملایا خاک مین عالم کو تونے تیچہی نگاہون سے
کرین اب رخنہ اندازی تمہارے تیر پانی مین

نصیبونکو عبث روتے ہین کیا حاصل ہی رونیسے
نہین مٹنے کی دہونے سے بہی یہہ تحریر پانی مین

حیا ہے جنکو چلو بہر بہی پانی اونکو کافی ہی
حباب آسا ترا کرتے ہین بی توقیر پانی مین

سکندر طالعی دکہلا ہی چاہت بحر خوبی کی
ڈبو ہی دے اگر مجہکو میری تقدیر پانی مین

ستمگر آب خنجر سے یہ حلق خشک تر کردے
پیاسا ہون پیاسا ہون نکر تاخیر پانی مین

رولاتا ہے کسی کا رنج فرقت مجکو مرقد مین
گمان ہوتا ہے سبکو قبر ہے تعمیر پانی مین

غضب شوخی ہے جب مہدی چہڑا کر ہاتہ دہوتے ہین
تو ملواتی ہین خون عاشق دلگیر پانی مین

ٹہرتی ہی نہین گر آنکہہ اوسکی روی تابان پر
تو شکل آفتاب اب دیکہئے تصویر پانی مین

قناعت کا مزا ہے جنکو اونکو لیں یہ نعمت ہے
سہگو کر کہاتی ہی ٹکڑی بجاے شیر پانی مین

تیرے کوچہ مین گرم و سرد عالم کا رہا عاشق
جلی ہین دہوپ مین بہیگی ہین وہ توقیر پانی مین

غریق بحر غم ہون شعر تراے مہر کیا کہنا
کرے کیا خاک کوئی ڈوب کر تقریر پانی مین

رنگ صحبت بدلتے جاتے ہین
ساتھ کی یار چلتے جاتے ہین

جنکی کرتے ہو تم مسیحائی — وہ مریض اب سنبھلتے جاتے ہین

دل مین ہو ہی لگا حضور کا گہر — آپ سانچے مین ڈہلتے جاتی ہین

زلف او لجہتی ہے اونکے بالون سے — سانپ کا سر کچلتے جاتے ہین

شایق قتل کوئی قاتل مین — کودتے اور اوچہلتے جاتے ہین

دیکھتے ہین وہ اپنا جوبن آپ — اب تو کچھ کچھ سنبہلتے جاتے ہین

ہتہوڑتے اودہر سے آتے ہین — آپ اودہر سے مچلتے جاتے ہین

مہر سوئے تہے کس کے ساتھ کہ صبح
ٹہنڈی ٹہنڈی ہی چلتی جاتی ہین

آپ اپنے واسطے کیون رنج و غم چاہا کرین — آپ چاہین غیر کو صاحب کو ہم چاہا کرین

کون ہے جسکو نہین دنیا مین آسایش پسند — وہ ہمین ہین جو تیرے جور و ستم چاہا کرین

کوچہ جانان پسند آیا ہے رہنے کو ہمین — زاہد ونکو چاہیے باغ ارم چاہا کرین

او مسیحا دم قیامت ہے یہہ دمبازکی چال — خیر اپنے دم کی اب ہم دمبدم چاہا کرین

یون اگر جہگڑا محبت کا چکے تو خوب ہو
ہم زیادہ چاہین وہ اے مہر کم چاہا کرین

عاشق شوخ نظارا مین بہی ہون — مہر بیمار مسیحا مین بہی ہون

اے بتو محو تجلے مین بہی ہون — ہو خدا شاہد کہ موسی مین بہی ہون

عاشق روے مصفا مین بہی ہون — حیرتی اس آئینہ کا مین بہی ہون

ضعف سے بستر پہ ہل سکتا نہین — صورت تصویر دیبا مین بہی ہون

کب کہلا عقدہ دہان یار کا — گفتگو کچھ ہے یہ سنتا مین بہی ہون

مجھسے کیونکر ہو سکے ترک وفا — بیوفا و کیا تمہین سا مین بہی ہون

مجھکو اوسکو ایکسی گردش رہی — دشت وحشت مین بگولا مین بہی ہون

ناز بیجا بہی مجھسے اوٹھ سکتا نہین — نازنین تم ہو تو مرزا مین بہی ہون

نشان عالی ظرف ہے افتادگی — آبرو مین شکل دریا مین بہی ہون

ہے یہی مصرعہ زبان خامہ پر — وصف قد لکھتا ہون طوبیٰ مین بہی ہون

میخوری مین کیون ہے یہ تنہا خوری — اے حریف بادہ پیما مین بہی ہون

نام کو باقی ہے بس میرا نشان — ہم صفیر دتم مین عنقا مین بہی ہون

اب کہان جاؤن یہہ دامن چھوڑکر — ضعف سے اک خار صحرا مین بہی ہون

کیون نہین تشریف لاتے میرے گھر
مہر دل تفتہ مسیحا مین بہی ہون

مہر تعظیم بگولون سے جو ہم لیتے ہین — دشت مین خار مغیلان بہی قدم لیتے ہین

دیکھئے برق پہ ہنستے ہین جو اونکے دندان — آبرو ابر کی یہہ دیدۂ نم لیتے ہین

ہم تو پانی کے بہی شرمندہ نہین مینہ کیسے — کیون عبث ابر کرم نام کرم لیتے ہین

دم نکلتا ہو جہان قہر ہے اوٹھنا وان سے — ہم گلی مین تیری ہر گام پہ دم لیتے ہین

عیش و آرام کو دنیا کی غنیمت ہی سمجھ — دیکھ ہر سال کنھیا جی جنم لیتے ہین

آنکھ اوٹھا کر بہی جو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین — تہمتین ہم پہ غزالان حرم لیتے ہین

اک نشان رنج کا کچھ چاہی ہر حال مین مہر
ہم فقط ماہ محرم مین علم لیتے ہین

سیل اشک چشم تر کی آوہ طغیانی نہین — خاک و آتش باد ہین مجھ مین مگر پانی نہین

سر پھراتا ہے سیاہ بک بک کے کیون اے قصہ خوان — تو ہی اب للہ سو مجھکو تو نیند آتی نہین

غنچون کو تاکتے پھرتے ہے بزم عیش مین — پھر پچھاڑ کیے دختر رز کیونکہ مستانی نہین

ہجر مین اب آپکو رو رو کے کرتا ہون ہلاک — کشتی عمر روان کس طرح طوفانی نہین

آتشی شیشہ ہی بیشک ہے دل سوزان مرا — داغ دل کیا ہے اگر مہر سلیمانی نہین

نیک و بد جو کچھ کہے ہان ہان کیے جاؤنگا مین — تو ہی کہہ ناصح مین کس منہ سے کہون جانی نہین

آج کل سے کچھ وبال دوش پیراہن نہ تھا — ناصحا ہمکو ازل سے فکر عریانی نہین

لے پہنے پھرتا ہے انگوٹھی اوس پری کی رقیب — اہرمن کو کیونکہ دعوی سلیمانی نہین

مین لبودا ماتم و ماندین سودا سے مین — مشکل عرفی مجھکو ہی فکر تن آسانی نہین

کیون پری و جمع ہین ماتم مین مجھ دیوانے کے — حلقہ غم حلقہ مہر سلیمانی نہین

نجد مین لی دوڑتا ہے جذب مجنون کا اثر — ورنہ لیلی قیس کی مانند دیوانی نہین

مین بھی ہون خاقان اقلیم معانی بیگمان — اسکا کیا غم ہے جو اب دنیا مین خاقانی نہین

خوان نعمت پر ترے لاکھون مین ایک آسودہ ہے — جیسے چرخ دون ہمت یہ طرز شان مہمانی نہین

ہم اگر چاہین تو پریون کو بھی دیوانہ کرین — لیکن اسے جذب جنون خود ہمنے ٹھانی نہین

دعوی ہستی نشان نیستی رتبہ تھا — جیتے جی میری کسی نے قدر پہچانی نہین

صبر تو کر دیکھ او دل بیقراری مین ولا — کونسی مشکل ہے آخر جسمین آسانی نہین

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری — غم نہین گر جاہلون مین مرتبہ دانی نہین

جان مانگی جان دی دل مانگا دل حاضر کیا — آپہی کہیے کونسی بات آپکی مانی نہین

لکھنؤ مین روضہ عباس ہو مدفن مرا — آگرہ مین کوئی جا جز پیر گیلانی نہین

دوست دشمن کی برابر ہے ترے دل مین جگہ — کب خوشی کے ساتھ غم کی فکر مہمانی نہین

کیوں نہ پہر کہا انسے کہ ہوں بیمار عشق
مجھکو اب غم کی سوا کوئی غذا کہانی نہیں

جسم ایسا ہوگا یقیناً مو قسلم کا کوئی بال
یار کی تصویر ہین نقش کمر مانی نہیں

گرچہ مہر آسمان رفعت ہون لیکن فخر کیا
کوچہ مہوش کی بینے خاک کیا چہانی نہیں

تنقیہ کسکے لیے درکار ہین وان کیا جونکین
کیا سہتے ہین جو میرے اشک کی دریا جونکین

یہہ بہی قسمت ہے کہ انسان پہ ہون فایق حشرات
ہمتو محروم رہین اور لین بوسا جونکین

او مری گیسوؤن والے صنم او ابرو چشم
خون سے تیری ہوئین مشک کا نافا جونکین

جونکین ہون کبہی اکبار بدن مین اوسکے
نسخہ عیش مین لکہین وہ اطبا جونکین

فصد لیلی کی ہوئی خون بہا مجنون کا
لہو پیتی ہین ہمارا کہ تمہارا جونکین

پاس عارض کے لگائین جو یہہ جونکین تمنے
صاف آتی ہین نظر چاند کا دہبا جونکین

شجر توت کی پہبتی کہون قد پر تیرے
تو نے جونکین جو لگائین ہوئین میوا جونکین

کیہنوان رنگ سبنت چمکی ہوا جونکون سے
مہر سبحان تجہکو مبارک ہو لگانا جونکین

جونکین اوس نور کی گردن مین لگائین گیئن آج
رشک ثعبان ہوئین یا حضرت موسا جونکین

یون ہی منظور صفا رخ کی نیا نسخہ ہے
مہر کرتے ہین اب آئینہ مصفا جونکین

ربط ہے بازار یوسف عیب نکلا یار مین
حسن یوسف کو بہی بٹا لگ گیا بازار مین

کفر کبتک اب تو کچہ ایمان لایا چاہیے
سبحہ کے دانے پروان رشتہ زنار مین

تیرے گہر مین اپنا سر پہوڑین ہم اے رنگین ادا
سرخی خون ہو سفیدی کی عوض دیوار مین

دل جگر دونون ہون ٹکڑے دونون پہلو ہون تنگ
کاٹ یہہ پہر رنگ قاتل ایک ہی تلوار مین

مرتے مرتے زندگی کی اپنے صورت ہو گئی — عزم جنت کا کیا پہنچا مین کوی یار مین

بیچتا ہون ایک بوسہ پر ضرورت ہے مجھے — کاش لگجاے میرا دل آپکی سرکار مین

دل نہ دون معشوق بازاری کو گر یوسف ہو مہر
یہ نہین وہ جنس جسکو بیچئے بازار مین

صبر ہم بیقرار کرتے ہین — جبر یہہ اختیار کرتے ہین

ابرون سے اشارے ہوتے ہین — ہمپہ تیغون کے وار کرتے ہین

دل پر داغ دیکھتے ہین حضور — سیر فصل بہار کرتے ہین

برق دندان دیکھا دکھا کے مجھے — دم بدم بیقرار کرتے ہین

بوسے لیتے ہین چشم جانان کے — ہم ہرن کا شکار کرتے ہین

اوس شہ حسن کے ہنس کے کہار — راجہ میرا سے عار کرتے ہین

دیکھکر مجکو تانتے ہین بہوین — وہ علم ذوالفقار کرتے ہین

گل نہین سنتے کان دہر کے کبھی — نالے بلبل ہزار کرتے ہین

زلف و رخ کی صفت نہین ہوتی — فکر لیل و نہار کرتے ہین

جسکو تمرن ہو ترے نام کی جان — اوسکو دانا شمار کرتے ہین

جہک گیا آسمان زمین کے حضور — عجز عالی وقار کرتے ہین

زلف ہندو کریگی کافر مہر
یہی پنڈت بچار کرتے ہین

کسکو خوش آتی ہے کویل کی صدا برسات مین — ہم بطمی کا سنین کے قہقہہ برسات مین

چشم پر ور اپنی آنکھون مین سمندر بند تہا — دیدۂ تر کا مرے پردہ کہلا برسات مین

خضر کے صحرا نوردون کو تری پروا نہین
سبزہ بیگانہ ہوگا آشنا برسات مین

ابر کو پانی سے پتلا کر دیا ہے بارہا
دیدہ تر سے ہوا ہے سامنا برسات مین

خون دل سے ہم بہی کر لین پنجہ مژگانکو سرخ
لوچنا ملتا ہے شوخ مہ لقا برسات مین

ہمسے کیے ہم لگا دین اپنے اشکونکی جہڑی
لطف کیا ہے دیدہ تر سے سوا برسات مین

تیرے جلوے سے ہوا اس دیدہ گریان مین نور
چاندنی کا لطف ہے اے مہ لقا برسات مین

مہر ہو تم ہو شب مہ ہو شراب ناب ہو
پہر تو کیفیت ہو آئے اک مزا برسات مین
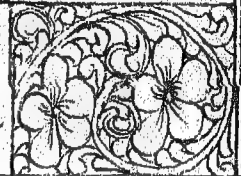
داغ اے مہر ہین سارے دل مین
درد رہتا ہے ہمارے دل مین

دہیان ہمکو نہین پریزادون کا
نہین ایسون کی گذارے دل مین

ہے اس آیینہ مین اوسکی تصویر
یار کے ہونگے نظارے دل مین

اک پری شیشہ مین اوتری تو کیا
جہنڈ پریون کے اوتارے دل مین

اوسکو چاہینگے جو چاہے گا ہمین
جم گئی ہے یہہ ہمارے دل مین

اوسکی افشان جبین کا ہے خیال
عرش کی دیکھے ہین تارے دل مین

ظلم کرتے تو گئے ہین ہم پر
اب تو نادم بہی ہین بارے دل مین

بدگمان ہمسے عبث رہتے ہو
ڈالین دل کیونکہ تمہارے دل مین

ضبط لازم ہے جوان مردون کو
غم بہرے جائے سارے دل مین

مرغ بسمل کو دکہاتا ہے وہ شوخ
سمجہے اوسکے اشارے دل مین

مجہکو ڈر ہے کہ یہ سوز فرقت
آبلون کو نہ اوبہارے دل مین

مہر جسمین نہین تپہر ہے وہ دل

ہو چین دخل تمہارے دل مین

غنچہ کہان حضور سا غنچہ دہان کہان
یہہ بات یہہ زبان یہہ طرز بیان کہان

کرتی رہی تلاش تمہاری کہان کہان
دیکھین یہان سے جاتی یہہ روح رواں کہان

قاتل خدا کیواسطے اک ہاتھ اور بہی
جاتا ہے مجھکو چھوڑکے تو نیم جان کہان

اک جانور کو تمسی بہلا کیا مناسبت
کبک دری کی چال مین اٹکھیلیان کہان

جنت کا ذکر جاے جہنم مین واعظو
یہہ تو بتاؤ پاؤنگا اونکا سکان کہان

ذکر دہن مین اہل سخن منھ کی کہائینگے
سمجھین جو اس معمے کو وہ نکتہ دان کہان

ان ہڈیون پہ تو سگ جانان کا دانت ہے
قسمت مین اے ہما تیری یہہ استخوان کہان

جلتے ہین پر ہما کے جلے تن ہون اسقدر
انگارے ہین بدن مین میری استخوان کہان

وہ حسن وہ شباب وہ شرم اب کہان گئی
گلشن کہان بہار کہان باغبان کہان

یہہ پتلے پتلے ہونٹھ ہین بوسون کیواسطے
لاکہ نے اپنا رنگ جمایا یہان کہان

پایا نہ ہمنے چین کسی سرزمین پہ
اے مہر اپنے ساتھ تہا آسمان کہان

غیر ہنستے ہین فقط اسلئے ٹل جاتا ہون
مین بیابانون مین رونے کو نکل جاتا ہون

جوش وحشت کا ہوا موسم گل آپہونچا
کچھ دنون ہوش مین رہتا ہون سنبھل جاتا ہون

اپنی رخصت ہے بتون سے بھی اب انشاءاللہ
دیر سے سوے حرم آج ہی کل جاتا ہون

کوچہ قاتل بیرحم ہے جسے کہتے ہین
مین وہان دوڑکے مشتاق اجل جاتا ہون

جب نکلنے نہین دیتے ہین مجھے زندان سے
اپنے آپی سے مین ناچار نکل جاتا ہون

غیر البتہ پکڑ پانون مین ملتے ہین حنا
مین تو آکر کف افسوس ہی مل جاتا ہون

مین جو روتا ہون تو کہتا ہے نکر بدشگونی — بات کہتا ہے وہ ایسی کہ دہل جاتا ہون
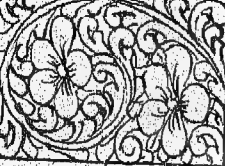
دوست ہوتا ہے تو ہوتا ہی وہ دشمن اکثر
وہ بدل جاتا ہے یا کچھ مین بدل جاتا ہون

ایذائین اوٹھاے ہوئے دکھ پاے ہوئ ہین — ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اُکتاے ہوے ہین

بیتاب ہین بیچین ہین گھبراے ہوے ہین — ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اُکتاے ہوے ہین

ان ہونٹھون کے بوسے کا مزا پاے ہوے ہین — پیار آیا ہے منھہ تکتے ہین للچاے ہوے ہین

زلفین وہ بلا ہین کہ جو اُلجھاے ہوے ہین — جوڑے کی اُلٹ پیچ مین دل آے ہوے ہین

غصے مین بھرے بیٹھے ہین جھلاے ہوے ہین — افروختہ ہین غیر کے بھڑکاے ہوے ہین

دروازہ پہ بیٹھے ہین نکلواے ہوے ہین — ہمنے تو ڈہی دی وہ غضب ڈہاے ہوے ہین

اٹھلاے ہوے بیٹھے ہین اتراے ہوے ہین — اب روپ ہے جوبن پہ ہین گدراے ہوے ہین

کیا بات ہے کیا بات ہے تیری لب جان بخش — عیسیٰ بھی ترے عہد مین دم کھاے ہوے ہین

مجھپر اونہین رحم آے یہ ممکن ہی نہین ہے — ایسی وہ سمجھتے نہین سمجھاے ہوے ہین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب — رو کے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکاے ہوے ہین

ہنسنگا مدد رہیگا یون ہی کوچہ مین تمہارے — عاشق کہان جا سکتے ہین دل آے ہوے ہین

آئین تو عنایت ہے نہین آتے نہ آئین — ہم دلکو تصور ہی سے بہلاے ہوے ہین

دل ٹھہر گیا زخم جگر بھر گئے اپنے — آرام ہی ہم تمکو جو لپٹاے ہوے ہین

مرنے پہ بھی افسردہ دلی اپنی عیان ہے — تربت پہ مری پھول بھی مرجھاے ہوے ہین

اغیار سیہ رو سے بہت ربط ہے اونکو
وہ چاند ہین اے مہر لو گہناے ہوے ہین

کچھ مسیحا کی احتیاج نہین | درد دل قابل علاج نہین
دن بدن ہے کمی محبت مین | جو طبیعت تھی کل وہ آج نہین
لا دیا کر جو با خبر اونکی | اور تو کو کام کاج نہین
درد سر جتنا کم ہو بہتر ہے | مجھے پروا نہین جو تاج نہین
لب جان بخش کا ملے بوسہ | اس سے بہتر مرا علاج نہین
روز پیدا کرین وہ رنگ نیا | متلون مرا مزاج نہین
اونسے کہتے اگر کہ رحم کرو | تو وہ کہتے ہین یان رواج نہین
تا نسین عاشق کو اسقدر معشوق | کہین یہ رسم یہ رواج نہین

ہین ہون عالی دماغ مرزا مہر
سفلہ پن کا میرا مزاج نہین

باتین جب غنچہ دہن کرتے ہین | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
تیرے مقدم سے ہے گلشن سرسبز | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
کیا کوئی قید قفس سے چھوٹا | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
ہمصفیران قفس نالے کرو | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
دیکھکر میرے گل زخم بدن | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
ساقیا قلقل مینا بھی سنا | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
مرحبا مرحبا اے فصل بہار | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
دیکھکر پہول کے شیشے ساقی | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین
کہین صیاد نہ سن پائے یہ غل | چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

کیون نہون کان لگاے ہوے گل — چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

مہراب تو ہی غزل خوانی کر
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

گلوری پہ گلوری کہاکے وہ لالا کداجاتے ہین — مبارک ہو ہمارے قتل کا بیڑا اوٹہاتے ہین

روپے کو اشرفی کو صدقے کرتے ہین لٹاتے ہین — ہم ان پہ کہاتے ہین تو وہ اپنا یون سکہ بٹہاتے ہین

وہ ہم سے بانکپن کی لینگے ہم جان نثاری کی — جو وہ آنکہین لڑاتے ہین تو ہم بہی جی لڑاتے ہین

مزا ہے آجکل گلگشت کا صحن گلستان مین — بہار آئی ہے گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین

جدائی مین کسے کہتے ایکہ یون برسات کٹتی ہے — اودہر بجلی تڑپتی ہے ادہر ہم تلملاتے ہین

خدا جانے ہین انکو مجہسے ناحق کی یہ کیا ضد ہے — رولاجاتے ہین مجہکو آکے غیرونکو ہنساتے ہین

بلا کا ذہن ہے سر ہو گیا مین اونکے پیچ پر — گرہ مین اپنے چوٹی کی مرے دلکو چہپاتے ہین

دل آفت زدہ کہتا ہے مجہسے اونکی فرقت مین — بہت ایذا اوٹہائی ہے بس اب ہم بہی جاتے ہین

تری دیوار سے سر پہوڑتے ہین اے ستم پیشہ — کبہی تو رحم آجائیگا قسمت آزماتے ہین

کبہی اے مہر ہم نالے کیا کرتے تہے فرقت مین
عوض اوسکا ہے وصلت مین جو وہ اب گالی سناتے ہین

چپ ہین یار وصف دہن کرتے ہین — سنتے بات اہل سخن کرتے ہین

عزم گلگشت چمن کرتے ہین — تازہ پہر داغ کہن کرتے ہین

غنچہ تعریف دہن کرتے ہین — وصف تن گل ہمہ تن کرتے ہین

وصف تنگی دہن کرتے ہین — چپ رہو فکر سخن کرتے ہین

دست موزون کے مضمون کا شعر — شک تسخیر ختن کرتے ہین

کبک پامال ہو تو جوتی سے / کب وہ ترک اپنا چلن کرتے ہین

آپ ہنستے ہین ہنساتے ہین تجھے / گل ترا مسخراپن کرتے ہین

لکھکے وصف دہن و موے کمر / دعوی شعر و سخن کرتے ہین

چشم جانان بہی ہے گریان مجھپر / قیس کا غم یہہ ہرن کرتے ہین

اوس مرے سرو روانکی تعظیم / سرو قد سرو چمن کرتے ہین

صاف عارض پہ ہین زلف مشکین / حلبی سیر ختن کرتے ہین

ہم کنوان کودتے ہین اسکے لئے / صفت چاہ ذقن کرتے ہین

مارڈالا تیری آنکھون نے ہمین / شیر کا کام ہرن کرتے ہین

تم ذرا چشم نمائی کردو / شوخیان ہمسے ہرن کرتے ہین

ضعف زور و نپہ ہے اپنالے ہم
کثرت رنج و محن کرتے ہین

ڈبوئینگے بتو یہ جسم دریا بار پانی مین / بنیگی موج بہی میرے لئے زنار پانی مین

غبار دیدہ تر سے تکدر دل کا ظاہر ہے / تماشہ ہے اوٹھی مٹی کی اک دیوار پانی مین

تن بیجان مین جان آگئی ابرو کے اشارہ سے / بجھی تھی چشمۂ حیوان کی یہ تلوار پانی مین

یہی رونا ہے فرقت مین تو جان انکھون سے نکلیگی / یہ مرغ آبی ہے اوڑنے کے لئے تیار پانی مین

ہمین کیا غیر کے کہیتو نپہ جو ابر کرم برسا / نہ آئی اپنی جانب تو کبھی بوچھار پانی مین

تڑپتا ہون مین رو رو کے خیال مصحف رخ مین / کہ غسل ارتماسے کرتے ہین بیدار پانی مین

مرے رونے پہ ہنستے ہین تو اغیار جلتے ہین / طلسم تازہ ہے بدگل ہوے فی النار پانی مین

ہوے غرق عرق جو شرم عصیان سے وہ پاک اوٹھے / ہوا کرتے ہین پیدا گوہر شہوار پانی مین

بہو گی آبروی عارضی تو جو ہمرنگ ناق
پئین سو ٹیکا پالی بہی اگر زردار پانی ہین

جو تو آئینہ رکھکر سامنے زیور پہنتا ہے
تیرے بالی کے تلے تیرتی ہی یار پانی ہین

شراب ناب ہے اک قسم کا پانی پہر اسے آگ
عبث کیون ہے تجھے اے ناسمجھ انکار پانی ہین

لطیف الطبع جز راحت نہین دیتے کبھی ایذا
نہین ممکن کہ پیدا ہو چھری کی دہار پانی ہین

بنا دیتے ہین دم مین سیکڑون گنبد حبابونکے
خدا کی شان رہتے ہین عجب معمار پانی ہین

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہی

غضب کا سامنا ہے آج ہمکو وہ نکھرتے ہین
ڈھری جمتی ہے مسی ملتے ہین گیسو سنورتے ہین

اسیران قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہین
کسیکو ذبح کرتے ہین کسیکے پر کترتے ہین

انہین کیونکر یقین آئے میرے دلکی دھڑکنے کا
ٹھہر جاتا ہے دل جب ہاتھ وہ سینہ پہ دھرتے ہین

بہوین تانا کرو ہمتو یہانتک مر کے اوٹھین گے
سپاہی ہین کوئی تلوار کے کھنچنے سے ڈرتے ہین

بتو وہ تمکو چاہے جسکا پتھر کا کلیجہ ہو
خدا ہی جانتا ہے دلپہ جو صدمے گذرتے ہین

مسیحا ہو مسیحا ہو مسیحا ہو مسیحا ہو
مریض عشق صاحب آپ ہی کا دم تو بھرتے ہین

بس اک دم کے لئے ساری نمایش ہے حبابونکی
ہوا مین بھر کے یہ کمظرف بہی کتنا ابھرتے ہین

تمہارا دم سلامت [illegible] تو کچھ پروا نہین ہمکو
مسیحا کیا ہین تم جیتے رہو ہم تمپہ مرتے ہین

نہین ہے جو کچھ اسمین تو سچ سچ اگر پوچھو
خدا سے بہی نہین ڈرتے ہین جتنا تم سے ڈرتے ہین

یہ کس سے کہئے صاحب مین بہی ہون اک گرسنہ دلی
وہ کہتے ہین الگ بیٹھو کہ ہم منہ دہین بھرتے ہین

تیرے سینہ سے تو نسبت برابر کی ہے سینہ کو
وہان جوبن ابھرتا ہے یہان چھالا ابھرتے ہین

تمہارے ہین ہمارے ہین اونسے جیتے گا کوئی کیونکر
وہ اک اک بات پر انکار کرتے ہین مکرتے ہین

رہی چشم عنایت صاحبان چشم و ابرو کی
غزالان حرم سبزہ مری تربت کا چرتے ہین

انھین باتون سے لبراونکے مزاج اپنا بگڑ جاتا ہے
جو آتا ہے یہی کہتا ہے بنتے ہین سنورتے ہین

کبھی نالہ موزون کبھی ہے گفتگو اوسسے
غزل اے مہر ہم کہتے ہین تو باتین بھی گہرتے ہین

بلبل تو ایک ہی نہ بچیگی ہزار مین
دیکھو گے گل کہلینگے جو فصل بہار مین

رنگ اب جمائینگے چمن کوئی یار مین
اے عندلیب ایک سے مین ہم ہزار مین

نسبت غزال دشت کو کیا آنکہ سے تری
تمیز اہل شہر کہان ہے گنوار مین

وہ بول مین نکالتے ہین بولی ٹھولیان
اب ہنس کی جو گت ہے ہے ستار مین

جنت کی نعمتون کا مزا واعظو نکو ہو
ہم تو ہین محو لذت بوس و کنار مین

قزاق ہین حسین ذرا ان سے ہوشیار
رہتے ہین فکر قتل غریب الدیار مین

قرآن کی جلد ہے پڑھا دس سے بنی
صورت ہو اونکے رخ کی دل داغدار مین

سودای عشق زلف ہمین ہے بلای جان
الجھن مین پھنسا سب مین ہین انتشار مین

دنیا کی کشمکش سے ہے آفت کا سامنا
ایذا نہو گی یہہ تو عذاب فشار مین

ہوگا صدای قلقل مینا سے شور و غل
ہوتی رہیگی انجمن بادہ خوار مین

دربار روز کرتے ہین دربان یار کا
ہم بھی ہین آجکل تو بڑی کاروبار مین

مجھ ناتوان کے واسطے غصہ بھی ہوتا ہے
مین دب کے مر گیا ترے دل کے غبار مین

جنکو نہین تمیز سفید و سیاہ کی
پھنستی نہین دو رنگی لیل و نہار مین

عاشق کے جان و مال کے خواہان ہین ہین
کوڑی ہے اپنے سینہ کی اونکی کٹار مین

کسطرح مہر شعر چمکتے ہوئے کہین

اپنی طبیعت اپنی نہین اختیار مین

کب نصیحت کوئی دم سنتا ہون
مہر ایسی تو مین کم سنتا ہون

مجھسا غمدوست ہوگا کوئی
قصۂ درد و الم سنتا ہون

وہ کبھی آئینگے بھی کیون قاصد
روز کے قول و قسم سنتا ہون

جسطرح جھکے ہین تمہارے ابرو
طاق کعبہ کا یہ خم سنتا ہون

کوچہ یار کو دیکھا مینے
شہرہ باغ ارم سنتا ہون

پاپ ہوتا ہے نکیجے مجھے قتل
آپکو ہندو دہرم سنتا ہون

اب تعلّی کی وہ لیتے ہین بہت
اپنے عیسی کے مین دم سنتا ہون

تری آواز سنا کرتا ہون
تال سنتا ہون نہ سم سنتا ہون

میکدہ مین تری کیفیت کو
مین لب جام سے جم سنتا ہون

ہے یہ پورب کی زباندانی مہر
کہتے ہین بات کو ہم سنتا ہون

چڑھا کشتی پہ جب وہ غیرت مہتاب دریا مین
تو ہالے بنگئے اکہر سب گرداب دریا مین

تری چین جبین سے موج ہو بیتاب دریا مین
تیرے چاہ ذقن پر صدقے ہو گرداب دریا مین

پڑا اسکو جو عکس روے عالمتاب دریا مین
بنے گرداب چرخی چھٹگئی مہتاب دریا مین

یہہ عالم لخت دل کا ہے ہمارے دیدۂ تر مین
برابر تیرتے ہین جسطرح سرخاب دریا مین

نہانے مین نہ دیکھین مردم آبی او نہین عریان
بناؤن آنکھ کے پردے کو اب جلباب دریا مین

لپٹ جاتا ہون کیونکر دوڑ کر اوس بحر خوبی سے
کہان پیاسے کو ضبط تشنگی کی تاب ہے دریا مین

ہوا جاتا ہون پانی پانی احسان احباب سے
عبث مجھکو ڈبوتے ہین میرے احباب دریا مین

تہرے بازو کی مچھلی دیکھلی شاید نہانے مین
ہوئین ہین مچھلیان جو پارۂ سیماب دریا مین

قلم کاغذ دوات اوٹھوا کہ شعر اب مجھی نہین لکھتا
نہ نکلے شعر تر پہکوا دی یہ اسباب دریا مین

وجہ غربت ہی کہ بد گو نے ناچار ہون مین
گئے بھولنگا کرین اک شہر گرفتار ہون مین

وائے قسمت کہ مصیبت مین گرفتار ہون مین
ہم قفس او ہین تو بلبل گلزار ہون مین

لاکھ مین ایک ہون ہر چند بہت زار ہون مین
دل اعدا مین کھٹکتا رہا وہ خار ہون مین

لب جانان سے نہ بوسے کا طلبگار ہون مین
منہ لگاؤن نہ مسیحا کو وہ بیمار ہون مین

یار نے قبر مین دوز پہ سے پاون رکھا
کیون نہ قربان ترے ہاتھون پہ معمار ہون مین

لن ترانی کے تو سننے کا نہین مجھکو دماغ
منہہ دکھاتا ہے تو ہان طالب دیدار ہون مین

ہیو قابت ہین سہی مین او نہین وفا ڈہونڈھتا ہون
سجدہ ایچ تو یہہ ہے سخت غلط کار ہون مین

کیون نہ خورشید فلک سے ہو دوبالا میری قدر
ذرہ خاک در حیدر کرار ہون مین

آبرو رکہلی میری ابر کے آگے تو نے
تیرا ممنون بہت دیدہ خونبار ہون مین

نہ تو جان تن سے نکلتی ہے نہ ہوتی ہے شفا
ناک مین دم ہے مسیحا کا وہ بیمار ہون مین

دل صیاد مین ہے میرے سے جگہ جائے قفس
نالہ پر اثر مرغ گرفتار ہون مین

مجھکو فصاد کے احسان سے بچایا تو نے
تیرا ممنون بہت دیدہ خونبار ہون مین

عمر بھر خال رخ یار پہ صدقے ہی رہا
نقطہ دائرہ وہ گردش پرکار ہون مین

خود تو ہنستا نہین رو تو نکو ہنسا دیتا ہون
شکل دیوار ہون پر قہقہا دیوار ہون مین

دیکھنے کو تیرے صحرا سے ضرور آجاتا
کیا کرون نرگس بیمار کہ بیمار ہون مین

دل نے قاتل سے کہا زخم کا طالب مین ہون
چیخ سے آتی صدا مرہم زنگار ہون مین

خیرہ چشمو نپہ نروشن ہوا رتبہ میرا — نشیرہ مدعی ہین مطلع الانوار ہون مین

مشتری مہ کنعان بہی نہون دو کان پر
مہر کیا ہم سخن مردم بازار ہون مین

چین ہجا ومین اسے صبح نہین شام نہین — ایک دم بہی دل بیمار کو آرام نہین

رخ پر نور نہین زلف سیہ فام نہین — وہ زمانہ نہین وہ صبح نہین شام نہین

شہرون شہرون میری رسوائیکا شہرہ ہو سچا — سمجھا دنیا مین کوئی عاشق بدنام نہین

چاند ہی تارون کی جہرمٹ مین ذرا دیکھا ایک — گون مین شوخ لضارا کی یہہ بو تام نہین

واعظو جائے جنہم مین فضائے جنت — خار ہین گل میری نظرون مین جو گلفام نہین

نالے کرتا ہون کبہی یا کبہی تدبیر وصال — اور تو ہجر کی شب مین مجھے کچھ کام نہین

فصل گل آئی تو کیا بے سر و سامان ہم ہین — شیشہ و جام نہین ساقی گلفام نہین

دل گیا دین گیا جان گئی الفت مین — اور آغاز ہی دیکھا ابہی انجام نہین

بوسے دو تین تو لے لینے دی مجکو للّٰہ — کام کے وقت نکرا وبت خود کام نہین

نکہت کی عوض اوس زلف کی بو سونگہونگا — ہو تپ عشق مین سودا مجھے سرسام نہین

نزع مین دیکھکے جیتا ہون ترے کوٹھے کو — لب عیسی ہی یہہ ایجان لب بام نہین

مہر بی لطف ہے بزم شعرا بے معشوق
بلبلین چہچے مین ہین کوئی گلفام نہین

بات بگڑی ہوئی بناتے ہین — اونکو رو رو کے ہم ہنساتے ہین

دل ہمیشہ اسیلیے ذلتین دے ہین — بیٹھتی ہی سبھے اوٹھاتے ہین

ٹیڑھے ہوتے ہین سیدہی باتون مین — اونسے دل بجھگیا جلاتے ہین

وہ اوتر چڑھ کے بام پر اپنے
آسمان و زمین جھکاتے ہین

جوڑ توڑ اونکے ہمسے غیر سے ہین
اوس سے روٹھے ہمین مناتے ہین

خار وہ گل ہمین سمجھتا ہے
دشت کو اب چمن سے جاتے ہین

وان شب وصل یان شب فرقت
آپ سوئے ہمین جگاتے ہین

ٹھہر او بت تجھے خدا کی قسم
کہان جاتا ہے ہم بھی آتے ہین

وہان شادی ہے تو یہان ماتم
آپ خوش ہمین کڑھاتے ہین

گالیان کہا ہین اونکو دے کے دعا
سخت سن آئے سُست جلتے ہین

شام غربت ہوئی ہے صبح وطن
مُنھ چھپا کر یہ دن دکھاتے ہین
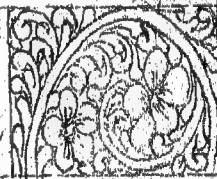
پھر اوس مہ کی یاد زلف مین ہم
رات دن پیچ و تاب کھاتے ہین

ستم ہر دم نئے ہمپر ستم ایجاد کرتے ہین
بہت بیداد کرتے ہین بہت بیداد کرتے ہین

فغان ہر دم جو مرغان قفس صیاد کرتے ہین
چمن کو یاد کرتے ہین چمن کو یاد کرتے ہین

تمہاری گالیون سے ہم برا مانینگے کیون صاحب
ابھی کچھ خیر ہے یہ آپ کیا ارشاد کرتے ہین

جو لیجاتی ہے وحشت سوئی صحرا شہر سے ہمکو
تو خار دشت کار نشتر فصاد کرتے ہین

ہمارے پاون تو مدت سے پابند سلاسل ہین
مگر اب سر بھی نذر خنجر فولاد کرتے ہین

نہ لیجا دیر سے کعبہ ہمین زاہد کہ ہم وان بھی
خدا کو بھول جاتی ہین بتون کو یاد کرتے ہین

ہوا جو شعر موزون پھر وصف چشم جانان مین
اوسے پر عین فکر شعر مین ہم صاد کرتے ہین

ساتھ ہین اغیار کے مین بھی صف مقتل مین ہون
صورت ترکیب موزون مصرع مہمل مین ہون

مجھ سا رنگین طبع ہے تیرہ درون تو نہین شراب
مین شراب ارغوانی ہون مگر بوتل مین ہون

گند ہلے نا تراشیدہ ہین ہم صحبت میری
اندرون تو مین ہی خوشبو کیطرح صندل مین ہون

آدمی کا بی حس وبس مین صورت مردم گیا
شہر مین ہون مین آلہی یا کسی جنگل مین ہون

پردہ دار گریۂ بے اختیاری فقط ہے
برق ہو ابر سیہ مین اور مین کمبل مین ہون

حاصل نیکی ہون نیکون کو بد و نکو بد ہون مہر
مرا ہی پر تو عنت مین ہی مین ہو حنظل مین ہون

کیون نہ ہون اندوہگین برسات مین
مین کہین ہون وہ کہین برسات مین

سرخ کر ہاتھون کو میرے خون سے
مل تو مہندی اے حسین برسات مین

ٹپکتا ہو جس جگہ جو سے پہ وہ
لے پہلو ہمکو وہین برسات مین

کیونکہ یہ حال چشم تر موزون کرون
طرح کی ہے یہ زمین برسات مین

ساقیا پی شیشہ و ساغر ہمین
چین آئینہ کا نہین برسات مین

ہم کو اب زندگی سے کم نہین
جام آب آتشین برسات مین

دیکھ ابر تنک سے یاد آگئی
اوسکے چشم سرمگین برسات مین

کردیا روئیدگی نے دشت کو
اک زمرد کا نگین برسات مین

پانی پانی ابر ہوا سے چشم تر
گر نچوڑون آستین برسات مین

ہو گیا ہم کو خیال زلف یار
صاف مار آستین برسات مین

ابر آیا ہے تو سے روتا ہون مین
سیر دریا کر ہمین برسات مین

میکشی کا ہے مزا گر وصل ہو
شوخ ترسا سے کہین برسات مین

یا خدا امسال پانی کی ہوس
برسی آب آتشین برسات مین

یاد آئی واعظو تو بہ کبھی
یہہ تمہین ہمکو یقین برسات مین

مہر ہم بھی خم کے خم خالی کرین
پاس ہو گر مہ جبین برسات مین

رات دن سینہ زنی خاک بسر کرتے ہین
عیش و آرام سے ہم خاک بسر کرتے ہین

کوچ کی موہی سفیدا پنے خبر کرتے ہین
سفر صبح کی ہوتی ہی سفر کرتے ہین

موم روغن بھی تو دل جل کے جلاتے ہین مجھے
شمع روشن مری تربت پہ اگر کرتے ہین

روزہ کیا رکھین وہ میخوار جو میخانہ مین
پانی پی پی کے شب و روز گذر کرتے ہین

اپنی آنکھون مین جو پھرتی ہین نشیلی آنکھین
جام کو دیکھ کے ہم چشم کو تر کرتے ہین

مین سمجھتا ہون کہ پڑھتے ہین دعای تلقین
جب مجھے چھیڑ کے وہ ذکر سفر کرتے ہین

صورت گرد رہ قافلہ مین بیکس ہون
ہم سفر بھی مرے سب مجھ سے حذر کرتے ہین

چاہئے جامہ احرام کو مہ کی چادر
شیخ ہم طوف در رشک قمر کرتے ہین

خشک سالی سے بہت تنگ تھے خلقت لیکن
دیکھئے کیا غضب اب دیدہ تر کرتے ہین

تیرے ہی حسن جہاناتاب سے ای بت بخدا
رات دن کسب ضیا شمس و قمر کرتے ہین

پوچھتا کون ہی اب علم و ہنر کو اے مہر
سخت نادان ہین جو کسب ہنر کرتے ہین

کرتے ہین جان خون معاف اپنا ہم تمہین
مہدی ملو ہمارے لہو کی قسم تمہین

کثرت جفا کی ہی تمہین مشق ستم تمہین
کیونکر ہو جان عادت لطف و کرم تمہین

ہمسا مزاج دان تمہین ملنے کا آپ کو
دلوا ہی ... رغبت جور و ستم تمہین

... عاشقو نادار ہی سمجھا تمہین ہین وہ
وہم باز ہین فریبی ہین دیتے ہین قسم تمہین

اون انکھڑیون کا ہم سے اشارہ نشے مین ہے
کیفیتین دکھا ہی تو یہہ جام جم تمہین

اللہ سے یہی ہے دعا اپنی ای بتو
لپٹائین ساتھ سوئین کرین پیار ہم تمہین

مٹی مری ٹھکانے لگے کوی یار مین
ای زاہدو نصیب ہو باغ ارم تمہین

عاشق کے آہ و نالہ سے کیونکر پسیجتا
پتھر کا دل دیا ہی خدا نے صنم تمہین

وہ مہربان ہون مہر تمہارے بہی دن پہرین
گذرے ہنسے خوشی سے نہو کوئی غم تمہین

افسوس ہی کہ نالہ دل مین اثر نہین
ہم یان تڑپتے ہین اونہین کچھ خبر نہین

ای عشق ہونٹہ کب تپ غم سے ہی خشک
کس روز جوش اشک سے یان چشم تر نہین

گذری شب وصال ہوئی صبح روز ہجر
دیو سفید کہانے کو آیا سحر نہین

پانون نہین آبلے نہون تو کاٹ ڈالون پانون
داغ جنون نہو تو یہہ سمجھو کہ سر نہین

دست جنون ہی پنجہ مژگان بہی اندنون
کیا ذکر تار جیب کا تار نظر نہین

زاہد حرم مین بیٹھ کے خالی مین کیا کرون
کوسون یہان شراب کہین بوند بہی نہین

منظور ہی کہ کوچ کرون مین جہان سے
پوچھے مرے سامنے ذکر سفر نہین

رونے کو ضبط کرکے مین بیکس جو مر گیا
تو کوی مری نعش پہ بہی نوحہ گر نہین

وقت مین مہر بس یہی مصرع پڑھا کیا
ہم یان تڑپتے ہین اونہین کچھ خبر نہین

تجھ مین وہ حسن وہ صفا بہی نہین
ماہ اوسکا سا منہ ترا بہی نہین

قاصد آکے دے گئے یہہ جواب
سیپارہ الا حفظ اور پڑھا بہی نہین

کون ہے جو نہین بتون کی طرف
اب ہماری طرف خدا بہی نہین

جب سے مسی کو منھہ لگایا ہے
اپنا نقشہ کبھی جما ہی نہین

دوست دشمن بجا ہے اے مہر
دشمنون کا مجھے گلا ہی نہین

دیکھی آشفتہ زلف معبر کا کفن
کیجے مو باف مرے جسم لاغر کا کفن

تیرگی کا غم نہین جاتی رہیگی آپ ہی
سینہ پر داغ سے تربت مین جب اختر کا کفن

مرگیا ہون روتے روتے ہجر مین اے سیم حسن
چاہیے مرے لئے پانی کی چادر کا کفن

کچھ تو تسکین دل بیتاب ہو بعد از فنا
باغبان بلبل کو دے برگ گل تر کا کفن

کشتہ قامت ہون یہہ ہی چہال کی کپڑمین شرط
مجھکو دینا پوست نخل صنوبر کا کفن

دوستو کافی ہے مجھسے راز کو اکتار ہی
ڈہونڈ ہتے پھرتے ہو کا ہیکو بڑی بر کا کفن

یا الہی خانہ جانان مرا مدفن بنے
جہت عمامہ فرستبس تہمد پردہ در کا کفن

چھوڑ دے دامان صحرا اے جنون لغش کو
بس یہی ہے اے جنون مرے مقدر کا کفن

آپ اپنی آنکھ مین مردا نظر آتا ہون مین
ہوگیا ہے اب تو پردا دیدہ تر کا کفن

غسل پاونگا کسی قاتل کی آب تیغ سے
زخم دامن دار ہوگا جسم لاغر کا کفن

اک بڑا احسان ہو لاؤ دو لائی یار کی
چادر تربت کرو ابری کے استر کا کفن

اوس قیامت قد کے غم مین مرگیا کل رات کو
مہر کو دینا حریر صبح محشر کا کفن

کیا بتا نے کہ اوسکا دہن کیا ہے کیا نہین
اے بت خدا ہی جانے اسی یا ہی یا نہین

ہاتھ اوسکا حشر تک بھی نہ دست نگار سے
یہہ مرا خون برنگ حنا ہے حنا نہین

دیر و حرم کی سنگ مین ہے جلوہ شمرا
کیونکر کہون وہ بت ہے خدا ہے خدا نہین

ہر چند عبیر بہی ہین نمک پاش زخم دل — صاحب مگر یہہ طرفہ مزا ہی مزا نہین

ہین ظاہرا تو سوز نہان کی شرارتین
گر یہہ کہو کہ مہر جلا ہی جلا نہین

گردش دور ہے شان فلک شیشی مین — آفتاب اپنا دکہاتا ہی چمک شیشی مین
یاد گردون کی دلاتا ہے صراحی کا گلا — دہن یار کی آتی ہے مہک شیشی مین
بزم کی بزم کو دیوانہ بنایا اسنے — اک پری بند ہوئی شب و شفک شیشی مین
ڈہونڈتا ہے یہہ مگر پردہ خلوت مین مزا — محتسب نے جو ملایا ہی نمک شیشی مین

پانون پہیلا دی مستی مین جو اوسنے اے مہر
رنگ می صاف ہوا عکس کفک شیشی مین

مہر منظور ہی وصف رخ جانان ہمکو — اپنے دیوان مین لکہنا ہی یہہ قرآن ہمکو
مہر کہتے ہین سب اے گنبد گردان ہمکو — کیون نہ ہو مد نظر وہ مہ تابان ہمکو
نالہ بلبل نالات پہ ذرا کان لگا — یہہ ہنسی خوش نہین آتی گل خندان ہمکو
سر مین سودا نہ رہا پانون مین بیڑی نہ رہی — کیا زمانے نے کیا بے سر و سامان ہمکو
یاد آتی ہے ہمین آبلہ پائی اپنی — نہ دکہا خشک زبان خار مغیلان ہمکو
دیکھ لیتے ہین تیری یاد مین گاہی ماہی — رابطہ ایجاب نہین ماہ سے چندان ہمکو
عاقبت بین کی نگاہون مین یہ سب خاک ہی جان — شکل تابوت ہی اورنگ سلیمان ہمکو
مونہ لیون سے ہمین مستی مین ہی امید سرور — پہول کہہ چین جو ملے خار مغیلان ہمکو
آئینہ رخ مین تو آئینہ مین رخ کو دیکہا — کر دیا عالم تمثال نے حیران ہمکو
بت کو بہی دیکھ کے کہتے ہین ہم اللہ اللہ — صلح کل کیون نکہین گبر و مسلمان ہمکو

شعر سنتا نہین یون کان لگا کر وہ گل | رشک ہے تجھپہ تو اے مرغ خوش الحان ہمکو
اوس پریزاد کے خط چہرے پر آغاز ہوا | مور کہتے ہین کہ اب کہیے سلیمان ہمکو
پنجۂ مہر سے ہو دست جنون کا پنجہ | نذر دے صبح اگر اپنا گریبان ہمکو

آگیا ماہ محرم تو کہین مرثیہ مہر
اب تو کرنی ہی پڑی خاطر مہمان ہمکو
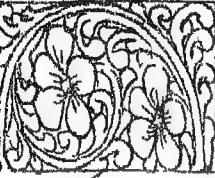
یہہ صحبت گل و بلبل یہان مبارک ہو | بہار باغ تجھے باغبان مبارک ہو
کہان یہ لایا الی الابل کیف خلقت پڑہ | ہواے نجد بہی اوساربان مبارک ہو
نقیب سایہ دیوار یار مین خوش ہے | تمہین کو ظل ہماے شہان مبارک ہو
کہینگے دیکھ کے سب اپنا اوج فکر سخن | زمین شعر پہ یہ آسمان مبارک ہو
بجاے دیر و حرم مین یہ بندہ درگاہ | مجھے حضور کا بس آستان مبارک ہو
اوڑاے باغ مین گلچھرے بلبل گلزار | جو گلشنون پہ بنے آشیان مبارک ہو
ہمیشہ اونکی زبان سے زبان لڑی شب وصل | الہی مجھکو یہ میری زبان مبارک ہو
تجھے نصیب ہو فرہاد وصل شیرین کا | مجھے وہی مرا شیرین دہان مبارک ہو
الہی حال پہ عاشق کے اوسکو رحم آے | بکا و نالہ و آہ و فغان مبارک ہو
ہمین تو چاہ ذقن سے ہی یار کے مطلب | تمہین کو حضرت یوسف کنوان مبارک ہو
جسے ہوا ایک نظر دیکھنے سے شادی مرگ | وہ مرگ نوپے اہل جہان مبارک ہو
مجھے ہلال گریبان ہو اوسکا عید کا چاند | تیرا ہلال تجھے آسمان مبارک ہو
ہوا جو وصل ہمین اونسے بالاخانہ پر | پکاری عرش پہ کروبیان مبارک ہو
نصیب شیخ ہو ماہ مبارک رمضان | ہمین عنایت پیر مغان مبارک ہو

خط آیا یار کا قاصد پہرا بجرا ہی مہر
عنایت و کرم مہربان مبارک ہو

اے صبا بوے روانی کوئی دم دیکھو تو
آنکھین کہلجاین میرے دیدۂ نم دیکھو تو

عشق مین پہنچے ہین کس حال کو ہم دیکھو تو
رنج کس درجہ ہی کس مرتبہ غم دیکھو تو

وان مسلمان ہین نہ یان ہندو ذہرقم دیکھو تو
دو ہی کوچہ ہی بس اب دیر و حرم دیکھو تو

دیکھو دیکھو نہ ابہی آنکھ چہپا کر جاو
مجھکو منظور ہے ہو مجھ پہ ستم دیکھو تو

آئینہ کی نہو ٹے مین چہپا اسکندر
طاف کسرا پہ نہو ساغر جم دیکھو تو

صفت ابرو کی نہین جھوٹہ ہے رب کعبہ
ہے بعینہ وو ہی محراب کا خم دیکھو تو

دیدنی ہے میرے رنگینیٔ مضمون کی بہار
گل کہلاتا ہے نئے اپنا قلم دیکھو تو

کون کون اکے بجاتا نہین کوس رحلت
رہے کس کس کے یہان طبل و علم دیکھو تو

آک ظلمات ہی یا کوئی بت کافر کیش
گرد شداد کا ہے باغ ارم دیکھو تو

سینے ڈہونڈہا ہی جو گر کو تو کہا بل کہا کر
جا و جاو ابہی تم راہ عدم دیکھو تو

شیخ کی عقل پہ کعبہ مین پڑے کیا پتھر
تم بہی للہ ذرا چلکے صنم دیکھو تو

تم وہ ضدی ہو کہ اعضا مین ہی باہم ضدین
چہاتی کیا سخت ہین کیا نرم شکم دیکھو تو

کام انکی مسیحا کی مسیحائی کیا
کہین بیمار مین باقی بہی ہے دم دیکھو تو

مہر وردن کے پیرایہ مین ہوگا بیشک
جہا نکر خاک رہ کوئی صنم دیکھو تو

عشق مین ہوگی آخر یہ ہماری صورت
مہر کہتے تہے جیسے ہین وہ ہی ہم دیکھو تو

اے جان مہر رشک قمر سیر باغ ہو
کیا چاندنی ہی تو بہی نکہر سیر باغ ہو

جاتے ہو میری جان کدہر سیر باغ ہو — دیکھو ہمارے زخم جگر سیر باغ ہو

پریان ہون عیش باغ مین ارام باغ مین — حورین کہان ہین خلد کدہر سیر باغ ہو

اوس مین ہی پہل تو اوہمین بہی ہین پہول قاتلو — تم باندہ لو جو تیغ و سپر سیر باغ ہو

سنبل ہی زلف آنکہ ہی نرگس تو گل ہین گال — دیکہین تمہین جو اہل نظر سیر باغ ہو

غنچون کی یہہ صدا ہی چٹکنی مین سن ذرا — کیونکر بغیر گانٹھہ مین زر سیر باغ ہو

دیکہا کرو بہار شہیدون کی قاتلو — تمکو نصیب اٹھہ پہر سیر باغ ہو

پہری مین گلعذارونکو کیون کر نہ دیکہئے — تفریح ہی جو وقت سحر سیر باغ ہو

اوسنے کیا خلیل پہ گلزار آگ کو — ہے کیا عجب میان سقر سیر باغ ہو

باغ جہان مین چاہیے گلگشت ہی ضرور — او بیخبر یہہ سن لے خبر سیر باغ ہو

افسوس ہی کہ دیکہین ادہر ہمتو داغ دل — غیرونکے ساتھہ اونکو ادہر سیر باغ ہو

معشوق ہو شراب ہو ابر بہار ہو — اغیار کا نہ ہووے گذر سیر باغ ہو

مدفن بنے جوار شہیدان کربلا — اپنا سفر ہی وقت سفر سیر باغ ہو

اے مہر بلبلین تری رنگین غزل پڑہین
تاریخ فکر کہئے اگر سیر باغ ہو

تم تو سوتے ہو تمہین کیا ہو خبر راتون کو — نالے کرتا ہی کوئی خستہ جگر راتون کو

زلف کے آئینگے مضمون نظر راتون کو — ہم اندہیری ہی مین کر دینگے بسر راتون کو

یار ملتا کبہی مہدی تو اگر راتون کو — دیکہتے پنجۂ خورشید سحر راتون کو

تیرہ بختی نے دکہایا نہ قمر راتون کو — چاندنی چہٹکی نہ اکدن مری گہر راتون کو

متصل صبح بنا گوش کی دیکہین زلفین — اپنے پہلو مین دبائے ہی سحر راتون کو

زلف طرار کی لٹون مین گہسا ہو شانہ
چوریان سیکھ رہا ہے یہہ مگر راتون کو

چاند کو دیکھئے ہر گہر مین نظر آتا ہے
آپ ہی تو کبہی آئین مرے گہر راتون کو

پاسبان کی ترے کوچہ مین نہین کچہہ حاجت
نالے کرتا ہون مین ہی چار پہر راتون کو

دم بہر اگیسوؤن والونکے رخ و گیسو کا
شام سے نالہ کئے تا بہ سحر راتون کو

رہی اوس لعل سے تزئین مضمون کی فکر
ہمنے کہایا ہی بہت خون جگر راتون کو

وصل کی شب جو پڑہا زلف کے مضمونکا شعر
بولے وہ سانپ کا مذکور مگر راتون کو

زلف و رخ پر ترے کیونکر نہ مرا دم نکلے
چاندنی رات مین کرتے ہین سفر راتون کو

مینے دہوکے مین ترے چاند سے اکثر یہہ کہا
روز جاتا ہی تو اے ماہ کدہر راتون کو

دن تو سورج کے سہارے سے ہو کٹجاتا ہے
شعلہ رو چاہئے جاڑون مین مگر راتون کو

پہول کے سیج کا اوس مہ سے گمان ہوتا ہے
ہمکو تارے نظر آتے ہین اگر راتون کو

ان حسینون ہی مین ای مہر گیا عہد شباب
میرا مہمان رہا وہ رشک قمر راتون کو

ترش روئی سے نفرت ہے نہایت اہل جوہر کو
اسکہ ترشی کند کر دیتی ہی اکثر تیغ و خنجر کو

جو ذی رفعت ہین کب وہ پست ہمت ہوتے ہین ممنون
ندیکہا فیل کے اوپر کبہی ہمنے جل خر کو

زبان کلک کے بدگوی ہی منتج ہی نیکی کے
بہلا کیا نیش عقرب سے ہی نسبت نوک نشتر کو

وہ احمق ہین جو ہون افروختہ آتش مزاجونکی
مضرت آگ سے ہوتی نہین بال سمندر کو

ہوا کب نفع اونسے جو یہان رونق ہی رہتے ہین
فقط تشبیہہ ہی گوہر سے اشک دیدۂ تر کو

تلون رتبہ عالی مین بد نامی کا باعث ہے
ہمیشہ مورد لعنت ہے پایا چرخ اخضر کو

جو قمری اوس پہ عاشق ہو تو اوسپر دل ٹہرکر یار
بجا ہے قامت معشوق سے نسبت صنوبر کو

غزل تونے کہی ہو یا کسی مجذوب کی بڑہی
کیا آزردہ کس ناداں سے طبع نکتہ پرور کو

بس اب جانے دے اتنا گرم کیوں ہی مہر ٹھنڈا ہو
سنا کچھ عاشقانہ شعر شوخ ماہ پیکر کو

خدا کیواسطے صاحب نہ پہلو سے پٹک سر کو
مرا دل بیٹھ جاتا ہی جو تم اوٹھتے ہو دم بھر کو

سمندر کوئی کہتا ہی کیسکو ابر کا شک ہے
سجا ہے تو وہ طوفاں کہیں گر دیدۂ تر کو

سبب تجھے کو زلف جاناں اوسکے سر چڑہنا مبارک ہو
غنیمت جانتا ہوں پاؤں پر رکھنا ہی اپنے سر کو

ہوا جو نسخہ درد دل بیتاب حفظ اوسکا
کیا ہی یار نے کیا نامہ بر عیسی پیمبر کو

تری تصویر کا دہوکا ہوا ایجان جان ہمکو
جو دیکھا دیکھکر منہ کو تیرے ماہ منور کو

زبان شاعروں نے کسقدر رتبہ بڑہایا ہی
بھلا کیا قامت معشوق سے نسبت صنوبر کو

بھویں کیوں تانتے ہو پہیر دو تلوار گردن پر
میں حاضر ہوں گلا کاٹو مرا منگوا دو خنجر کو

بھلا کس منہ سے کچھ پیغام بھیجوں اوسکو جو ظالم
مری نامہ کو پھاڑے ذبح کر ڈالے کبوتر کو

دل روشن ہمارا اک نہ اک دن کام آئیگا
یہہ من ہی نذر دینگے ہم کسی چوٹیکے اژدر کو

کرم فرما تو ہو ظل ہما دیوار کا سایہ
کہیں بال ہما سب اس محل پر اپنے چہپر کو

تری صورت کا دیوانہ ہی بیشک اے پری پیکر
پڑا پھرتا ہی مہر تفتہ دل کہولے ہوی سر کو

سیج پر سوئی جو تم پہولوں کی پیاری رات کو
آسماں سے سیکڑوں ٹوٹے ستارے رات کو

بام پر بیٹھو جو افشاں چھڑکے پیاری رات کو
یوں چمک کر چرخ پر نکلیں نہ تارے رات کو

چشم میگوں نے کئے کیسے اشارے رات کو
ہو گئے نشہ ہرن مستوں کے سارے رات کو

چاند کو ہالے میں دیکھا ہے پیاری رات کو
دو اجازت ہمکو ہوں صدقے تمہاری رات کو

دیکھیے کب ساتھ سوئینگے تمہاری رات کو
دیکھیے کب بخت جاگینگے ہماری رات کو

کیا علاقہ مہر تاباں سے ہی پیاری رات کو
زلف میں عارض چمکتی ہیں تمہاری رات کو

اے ہتو اللہ سے لی ہی اجازت وصل کی
کل ہزاروں دیکھ ڈالی استخاری رات کو

مہر ہم مہمان ہونگے ایک رشک ماہ کے
دل کے سب ارمان نکلینگے ہمارے رات کو

چال دیکھلا کے یہہ کیا حال کیے جاتے ہو
چلتے چلتے مجھے پامال کیے جاتے ہو

کوئی ہوگا نہ خریدار ہمارے دل کا
تم تو بازار میں ہڑتال کیے جاتے ہو

کر تو دے گور غریباں میں قیامت برپا
کیوں اب آوازہ خلخال کیے جاتے ہو

جلنے اے حضرت دل رنج و الم ہوتا ہے
کیا غضب ہے وہی افعال کیے جاتے ہو

رات بھر شام سے اب زلف بنا کرتی ہے
روز تیار یہی جال کیے جاتے ہو

مجھکو پیغام بھی بھیجا نہ کبھی وائے نصیب
خط پہ خط غیر و نکو ارسال کیے جاتے ہو

رکھوں کیا آنکھوں کے ناسور پہ پھاہے اسکے
کیوں عنایت مجھے رومال کیے جاتے ہو

چھوڑ دو اس وضع کو لے مہر سفیدی آئی
کیوں سیہ نامہ اعمال کیے جاتے ہو

درد تپ غم ابتو جو کچھ ہو سو ہو
خیر ہمدم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ضبط رونے کا کروں ہنستے ہیں غیر
چشم پر نم ابتو جو کچھ ہو سو ہو

آگیا دیو سفید صبح سحر
ٹھو گئے خم ابتو جو کچھ ہو سو ہو

آزما دیکھا بہت اوسکو دلا
ربط کر کم ابتو جو کچھ ہو سو ہو

کیجیے کب تک علاج درد دل
ابن مریم ابتو جو کچھ ہو سو ہو

بہنگ پلوائی ہے اوسکو غیر نے ۔ کہائے سم ابتو جو کچہہ ہو سو ہو

عشق مہری تک تخلص مہر تہا
مہر حاتم ابتو جو کچہہ ہو سو ہو
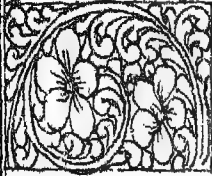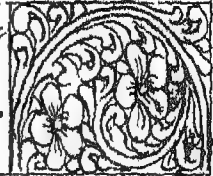
مرہی جاؤنگا نہین جینیکا قرینا ابتو ۔ موت ہی موت ہے دم بہر کہین جینا ابتو
درہم داغ ہی آتے ہین نظر تربت مین ۔ اپنا مدفن بہی ہے قارون کا خزینا ابتو
یا تو ایکدم کی جدائی نہ کبہی ہوتے تہی ۔ یا گذرنے لگا اک ایک مہینا ابتو
کیا تصور ہے ترے دست حنائی کا عزیز ۔ بنگیا عطر حنا اپنا پسینا ابتو
شربت وصل دم نزع ملایا قسمت ۔ دوستو خوب ہے بس زہر ہی پینا ابتو
دل مین رہتا ہے تصور تری انکہونکا مدام ۔ رشک میخانہ ہوا ہے یہہ مدینا ابتو
ہاے وہ دن کہ مین چہاتی سے لگاتا تہا اونہین ۔ صرف ماتم ہی غم ہجر مین سینا اب تو
برسون گذری ہین کہ فرصت ہی نہین رونے سے ۔ ہر مہینا ہے محرم کا مہینا ابتو
بس اوسیکو ہی فضیلت جسے اسیر ہی عبور ۔ شرح سلم ہے ترے بام کا زینا ابتو
تنگ ہے ہاتہہ تو کہتے ہین وہ دل تنگ ہے مجہے ۔ مل ہی جائے کہین قارون کا خزینا ابتو
مہر کا دخل ہی دلمین تو ندی بغض کو دخل ۔ لے مریجان نہین چاہیئے کینا ابتو
روی تابان کو ترے دیکہکے یہہ دن دیکہا ۔ پہوٹ ہی جائے کہین دیدہ بینا ابتو
کیا ترے دور مین پایا ہی عداوت نے رواج ۔ کہ مسیحا کو ہوا مہر سے کینا ابتو

قابل رحم ہے ایماہ بنی ہاشم مہر
اسکی امداد کرو مہر سکینہ ابتو
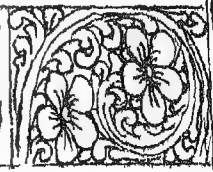
دل دادہ ہی جان جسے دل پسند ہو ۔ لیلے وہی ہے جسکو یہہ محمل پسند ہو

چن لے جگر پسند ہو یا دل پسند ہو
حاضر ہین دونون جو تجھے قاتل پسند ہو

مجھ سخت جان کا قتل جو قاتل پسند ہو
مشہور تو ہی سہل ہین مشکل پسند ہو

شیعہ ہون کس طرح نکرون قصد کربلا
عاشق ہون کیون نہ کوچہ قاتل پسند ہو

پروانہ وار شمع حرم کے رہون نثار
صدقے ہو جان حسن اگر دل پسند ہو

کعبہ مین اے بتو ہو خدا سے یہی دعا
تمکو پسند ہو تو میرا دل پسند ہو

پڑہتا ہے واعظو خط جام شراب کو
کیا رند کو کتاب مسایل پسند ہو

چلا رہا ہون مین یہی ہون ابرو کمان کا صید
تیر نگاہ یار اگر دل پسند ہو

جنگلے کی دہن ہے آپکی دیوانی راگ لاے
سنی اگر صداے سلاسل پسند ہو

مرہی کنارے سے نہ کنارہ کرے کبھی
اوس بحر حسن کو یہی ساحل پسند ہو

مین دل مین دون جگہ تمھین غیر و نین تم رہو
خلوت تو ناپسند ہو محفل پسند ہو

آسان نہین ہے مہر محبت کا شغل
ہان تم کرو پسند کہ مشکل پسند ہو

مدفن نہ اپنا کوچہ جانان سے دور ہو
بلبل کی روح بھی نہ گلستان سے دور ہو

کہتا ہو مجھسے قیس بیابان سے دور ہو
دہبا جنون کا دشت کے دامان سے دور ہو

دل مجھکو دے کے حکم دیا بے نیاز نے
اس دل مین دو وہ درد جو درمان سے دور ہو

مردود دو جہان ہو جو عاشق تو غم نہین
اک یہہ نہ ہو کہ صحبت جانان سے دور ہو

کلمہ پڑہ ہین حضور کا چاہین اگر حضور
رنگ نفاق گبر و مسلمان سے دور ہو

وہ رو خلق ہون کہ لب گور دے صدا
اسکا مزار گور غریبان سے دور ہو

وہ خاک ڈالین اتو ہمارے قصور پر
گرد ملال خاطر جانان سے دور ہو

بگڑا جو مین رقیب سے جہلا کے بولے وہ
یہہ شہد ہین حضور ذرا یان سے دور ہو

ایجان دلکو عشق مین صبر ہے کسطرح
کیونکر ہو وہ جو طاقت انسان سے دور ہو

دیوانہ کافران پریوش کا مین بہی ہون
زنار ہو جو تار گریبان سے دور ہو

اے مہ زوال حسن کے دن بہی قریب ہین
ابتو کہو نہ مہر سے چل یان سے دور ہو

اوتار و جان کپڑے عاشق محرم سے کہل کہیلو
ادہر ہم تمسے کہل کہلین ادہر تم ہمسے کہل کہیلو

برابر کا نہ جبتک جوڑ بہڑ کے کیا تکلف ہے
تمہاری فیض بخشی تب ہے جب حاتم سے کہل کہیلو

کہلاڑے کیسے ایسی ہین نقد دل جو تا کا ہی
تو کہتے ہین وہ کس فقرے سے کس کس دم سے کہل کہیلو

کہان کی پردہ داری ایجنون ترغیب دیتا ہی
گریبان پہاڑ لو عریان رہو عالم سے کہل کہیلو

رہو گے بند بیدل اے ہمصفیر واسطرح کبتک
قفس کو پہونکدو آہ دل پرغم سے کہل کہیلو

نشیلی انکہڑیان کیون بند کرلین دیکہکر مجہکو
یہہ کیفیت دکہاو مجکو جام جم سے کہل کہیلو

بس اب شرم و حیا کو تہ کرو تم وصل کی شب ہے
مجہے کہنے دو صاحب ابتدا محرم سے کہل کہیلو

ہتو جادو سے جادو گیسیت کالی کہلاتی ہین
ذرا تم بہی تو کہدو گیسوی پرخم سے کہل کہیلو

دل و جان دون رکہ کے کیا کروگے دلا نہین دیدہ
یہہ جگ پہر ملرہیگا مہر ابتو ہمسے کہل کہیلو

صدقے کیا تہا خلد برین کی بہار کو
آباد رکہے مہر خدا کوی یار کو

دل مین اگر جگہ نملے جان نثار کو
کوچہ مین ہو زمین عنایت مزار کو

اک عندلیب کیا ہے مٹا و ہزار کو
رکہدو مرے مزار پہ پہولون کے ہار کو

چہپتی سے کہی یہہ دیکہکے پستان یار کو
شمشاد مین خدا نے لگا لا انار کو

لپٹائے فراق مین کس طرح یار کو
کیونکر قرار آئے دل بیقرار کو

انکار میکشی سے عبث ہے یار کو
پردے مین کیا چھپا ئینگے آنکھیں خمار کو

وہ گورے گورے ہاتھ وہ مہندیکا اوسمین رنگ
قدرت خدا کی نور مین دیکھا ہے نار کو

تاروں نے اپنی آنکھ نہ جھپکی گی حشر تک
آنکھوں مین کاٹ دونگا شب انتظار کو

اک پل بھی اپنی آنکھ سے اوجھل نہین ہوا
آنکھیں دکھائین ہمنے بہت انتظار کو

ہی فاتحہ کو ہاتھ اوٹھانا جو ناگوار
ٹھوکر اے حضور ہمارے مزار کو

مارا ہمین تو آنکھ سے کیون شوخ چشمیان
ڈانٹو تم اپنے آہوے مردم شکار کو

لپٹائے گلے سے نہین پیار کیجیے
امید کیا نہین دل امیدوار کو

فرقت کسی سے ہو تو صنم کی قبول مہر
کیونکر قرار آئے دل بیقرار کو

مری جان کیا کہون کہ تم کیا ہو
مہر کے واسطے مسیحا ہو

جشن جمشید کا مہیا ہو
یار ہو مین ہون جام صہبا ہو

اونکے رخ سے مناسبت کیا ہو
چاند مین جب بڑا سا دھبا ہو

کیا تماشا ہے تم تماشا ہو
تم جہان ہو وہین پہ میلا ہو

کوئی بد نام کوئی رسوا ہو
نام اونکا ہو اون کا شہرا ہو

دل مین تو ہو صنم تری جا ہو
کچھ ہو کعبہ ہو یا کلیسا ہو

ہے مسیحا کا ناز بھی اک روگ
مر ہی جائینگے کون اچھا ہو

اونکی زلفون نے ہمکو کیا سودا
پیچ اوٹھائے وہ جسکو سودا ہو

وحدہٗ لاشریک کی ہے قسم
اے صنم تم بتون مین یکتا ہو

یا گلا کاٹو یا گلے لپٹو
ہو بھی جائے جو کچھ کہ ہوتا ہو

نازنینوں کے ناز اوٹھائے کون
دل ہو نازک مزاج مرزا ہو

ہمکو لکھنا ہے زلف کے اشعار
کیون نہ مشق خط چلیپا ہو

منہ کی کہائین کرین جو ذکر دہن
کمر یار مین بہی دہوکا ہو

دل پہ قابو جو ہو تو سب کچھ ہو
دل ہی بس مین نہ ہو تو پھر کیا ہو

اوسکا گھر ہو مرے لیے جنت
سایۂ قد یار طوبےٰ ہو

ہر گھڑی ہے زبان پر درگور
خاک عاشق کوئی تمہارا ہو

آبرو عشق مین جو ہو منظور
ایک اک آنسو ایک دریا ہو

چشم من روشن و دل من شاد
مری آنکھین ہون اونکا تلوا ہو

مجھکو مرے صنم سے ملوادے
کوئی ایسا خدا کا بندا ہو

جذبۂ عشق چاہیے کامل
کہین یوسف کہین زلیخا ہو

اپنی چوٹی دبا کے ہونٹہ نہین
جان شیرین ہو روح لیلا ہو

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
عقد پروین ہوا اونکا گجرا ہو

مرے مرنے کی مانگتے ہو دعا
تم جیو تم ہوا ور دنیا ہو

صبح اوٹھکر اونہین کا منہ دیکھون
شب فرقت کا جلد تڑکا ہو

قد جانان سے تجھکو دون تشبیہ
جا بھی او سرو باغ لنبا ہو

ہون وہ دست حنائی دستاویز
خون دل کا جو اپنے دعوا ہو

شیخ کعبہ مین یہ دعا مانگو
مہر ہو بتکدہ ہو دنیا ہو

وہ گھر سے چلے تو ہین ادھر دیکھیے کیا ہو
سنتے ہین قیامت کے خبر دیکھیے کیا ہو

چاہت سے یہان دل کا ضرر دیکھیے کیا ہو
نالون کا وہان اونکو اثر دیکھیے کیا ہو

ہوتی ہی شب وصل سحر دیکھیے کیا ہو
بجتا ہے قیامت کا گجر دیکھیے کیا ہو

اب دلمین بتون کا ہے گذر دیکھیے کیا ہو
اللہ کے گھر مین ہوا گھر دیکھیے کیا ہو

لکھا جو منجم نے ترا زائچہ بولا
یہہ طفل پری حور بشر دیکھیے کیا ہو

تشبیہ تمہارے رخ پر نور سے دی ہے
اب منزلت شمس و قمر دیکھیے کیا ہو

باعث خفگی کا تو فقط بخل ہوا تہا
قارون کا ہمین دیجی زر دیکھیے کیا ہو

کچہہ اپنے ہی ہاتھ آگئے کہ ملتی ہی رہین ہاتھ
نخل قد موزون کا ثمر دیکھیے کیا ہو

موسی کا تو احوال زمانہ کو ہے معلوم
دیدار کا وعدہ ہے اگر دیکھیے کیا ہو

آرام کا پہلو نظر آتا نہین کوئی
دل لیگئے وہ حال جگر دیکھیے کیا ہو

طوفان کا کہلا حال سنا نوح کا قصہ
اب جوش پہ ہین دیدہ تر دیکھیے کیا ہو

پریونکے تو پر جلتے ہین حورین بہی ہین ٹہنڈی
آئینہ ہے اب پیش نظر دیکھیے کیا ہو

شاعر ہین اسی فکر مین باندہین کہ نہ باندہین
نازک ہے بہت اونکی کمر دیکھیے کیا ہو

[illegible]

بیمار مسیحا ہون مرون یا کہ جیون مین
اے مہر نہین ہمکو خبر دیکھیے کیا ہو

لطف کرتے ہو کرم کرتے ہو کیا کرتے ہو
ناز و انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو

اور کچہہ کام بہی تم اسکے سوا کرتے ہو
ناز و انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو

بجگانہ یہہ نماز اب تو ادا کرتے ہو
ناز و انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو

مہر ہمہر کو دل دیتے ہو کیا کرتے ہو
ہم یہہ کہتے ہین بہلے کی کہ برا کرتے ہو

مستعد دل کے ستانے پر رہا کرتے ہو
اے بتو تم بھی کبھی خوف خدا کرتے ہو

ہوشیاری کا حق ایسے ادا کرتے ہو
اچھے دیوانہ ہو پر یون مین رہا کرتے ہو

تم تو مہندی سے حنای کف پا کرتے ہو
رائیگان خاک مین خون شہدا کرتے ہو

ایک دل کے لئے وا زلف دوتا کرتے ہو
اور سودائے پہ نازل یہہ بلا کرتے ہو

ہم جو کہتے ہین کہ مرتے ہین تو کہتا ہے وہ بت
تم تو اللہ کی قدرت سے جیا کرتے ہو

مجھسے کیون ہو گیا اس مرتبہ برعکس مزاج
مجھسے کیا ضد ہے کہ روؤن تو ہنسا کرتے ہو

ہون وہ بیمار کہ برسون مین مسیحا مرا
پوچھہ لیتا ہے کبھی کسکی دوا کرتے ہو

کیا تعجب ہے اگر لینے کے دینے پڑ جائین
دل لیا کرتے ہو تم رنج دیا کرتے ہو

چشم بد دور اب انکھون مین شفق پھولی ہے
تم جو نظارہ خون شہدا کرتے ہو

روشنی غیر کو دیکھلا کے نئے داغ دئی
کیا چراغان سر گور شہدا کرتے ہو

ق
نیک و بد پر ہے ید اللہ تمہارا قبضہ
چلتے ہو جو تم اے دست خدا کرتے ہو

تم جو چاہو تو سعادت ہو نحوست کا اثر
سایۂ بوم کو تم ظل ہما کرتے ہو

کچے سونے جو رنگت ہے تمہاری رنگت
اثر قوت معجون طلا کرتے ہو

کوئی دیوانہ رخ ہو کوئی سودائے زلف
تم بھی فکر غرض صبح و مسا کرتے ہو

گلشن دہر مین اک سبزہ بیگانہ ہو تم
سبزہ رنگو یہان کیا نشو و نما کرتے ہو

واعظو پینے دو ہمکو یہہ شراب انگور
وہ پیو تم جو تصور مین پیا کرتے ہو

فرق اک بال برابر نہین گیسو مین کہین
شانہ کرتے ہو کہ فکر شعرا کرتے ہو

ابھی باقی ہین ہمارے ستم و جور بہت
کیون یہہ کہہ کہہ کے مری روح فنا کرتے ہو

کسکو جینے کی تمنا ہے تپ فرقت مین
اے مسیحائے زمان کسکی دوا کرتے ہو

مجکو اک بات بتادو یہہ ستم ایجاد ہو
خون عاشق کا روا ہے کہ روا کرتے ہو

پہول جہڑتے ہین دم فاتحہ خوانی منہہ سے
باغ پہولون سے مزار شہدا کرتے ہو

سنکے اشعار مرے داد سخن دی تو یہہ دی
یہہ کوئی بات ہے کیون پوچ بکا کرتے ہو

حال کہا حضرت عیسی سے کہون پوچہو تو تون
کسی بیمار محبت کی دوا کرتے ہو

جب پہ لپٹے بال اوپر وجان بلب زار و نزار
مجہہ مین کیا خاک رہا ہے جو رہا کرتے ہو

ناہ وہ ہوش مین رہ سکے نہ اوٹہا و تکلیف
کیون نہین شغل مئی ہوش ربا کرتے ہو

شور کے شور سے ملتی ہے جہڑونکی آواز
چال کیا چلتے ہو تم حشر بپا کرتے ہو

زاہد و نور کا جلوہ ہے صنم خانہ مین
کبہی اس حسن سے تم یاد خدا کرتے ہو

پوچہتے کیا فقیرون کا مزاج لے شہ حسن
ہمسے پوچہو تو یہہ پوچہو کہ دعا کرتے ہو

رند کہتے ہین جو سنتے ہین دعا باران کی
بازوی دست وسبو دست دعا کرتے ہو

یہہ نہین خوب تم اس کان کہ اوس کان سنو
کیون گلو نالہ بلبل پہ ہنسا کرتے ہو

عید قربان کو ہی عاشق کو ہی قربان کرو
ذبح ہر روز تو یون نام خدا کرتے ہو

آنکہین دیکہلا کے کیا مایل ابرو کو رجوع
جانب دیر رخ قبلہ نما کرتے ہو

رات دن اس لیے کرتا ہون مین فریاد و فغان
یہہ سنا ہے کہ غریبون کی سنا کرتے ہو

جان دی ڈالیو شہد کو نہ تم چہوڑ لیا ہی ہم
خوب سودا ہے جو راضی برضا کرتے ہو

مجہسے پہری ہے اس لیے اوس بر فتن کی آنکہ
کیون پیار کی نگاہ سے دیکہے ہرن کی آنکہ

رہتی ہے محو زلف شکن در شکن کی آنکہ
اپنی بہی آنکہ اب ہے غزال ختن کی آنکہ

دیدار آپکا کسے مد نظر نہین
نرگس کو جانتا ہون چمن مین چمن کی آنکہ

چشم سیہ سے آپکی نسبت نہین اوسے
نظرون سے گرگئی ہے ہمارے ہرن کی آنکھ

تیر نگہ سے دلکو الٰہی بچائیو
پڑتی ہے بیطرح مرے ناوک فگن کی آنکھ

یون ہی رہیگا جوش اگر سیل اشک کا
سب ابیرو ڈبوئیگی گنگ و جمن کی آنکھ

جسکا وجود ہی نہو کیونکر نظر پڑے
دیکھے کہان سے شکل تمہارے دہن کی آنکھ

ترچھی نظر پہ یار کے صدقے ہزار جان
گزری نہین نگاہ سے اس بانکپن کی آنکھ

بانی ہے اس کوین کا جو تارا ہے آنکھ کا
مشتاق کیون نہو تیرے چاہ ذقن کی آنکھ

کیونکر جلی نہ شمع پھوٹین کیون نہ مشعلین
پڑتی ہے اک اونھین پہ فقط انجمن کی آنکھ

ہم تیورونسے جان گئے تم ہو چالئے
ممکن نہین کہ یار چھپے بدچلن کی آنکھ

یہہ دیکھتے ہین بحر سخن مین در سخن
ہان جوہری سے بڑھ کے ہے اہل سخن کی آنکھ

وہ دیکھتے ہین دل اونہین اے مہر دلمین ہم
اک آئینہ پہ پڑتی ہے دولہ دولہن کی آنکھ

سر جھکاتا نہین کبھی شیشہ
ہمسے کرتا ہے سرکشی شیشہ

کرہ نار ہے مرا سینہ
شیشہ دل ہے آتشی شیشہ

دل مین رکھا تھا اوسکو دل بھی گیا
اوڑ گئی لیکے اک پری شیشہ

دختر رز پہ زور عالم ہے
اس پری سے ہوا پری شیشہ

خون روتا ہے قہقہے کے ساتھ
خوب ہنستا ہے یہہ ہنسی شیشہ

زخم دل کا جو پھٹ گیا انگور
ہوئیگا مے کا مسالچی شیشہ

یاد آتا ہے مجکو دل اے مہر
دیکھتا ہون مین جب کبھی شیشہ

طوق گلو پہ اونکے جو گل کہائے فاختہ
گلشن مین عندلیب ہو شیدائے فاختہ

عاشق سہی قدون کی ہوئی آہی فاختہ
منت کا طوق ہمکو پنہا جائے فاختہ

کیون یاد اوس گلی کی نہ دلوائے فاختہ
کوکو ہو کرکے باغ مین چلائے فاختہ

سنئے جو آئے وہ کبہی غوغائے فاختہ
کٹ جائے سرو اور پہڑک جائے فاختہ

عاشق کو اپنے سر پہ بیٹہاتا ہی فخر سے
کیا قدر دان ہی شاہد رعنائے فاختہ

سنکر صدائے فاختہ بولا وہ بد دماغ
کیون سر پہرا رہی ہے یہ اوڑجائی فاختہ

بے اونکے سرو باغ اگر نخل غم ہے تو
کیا مرثیہ سے کم ہی یہہ غوغائے فاختہ

ٹکڑے جگر ہے سرو سے شیشہ کی یاد مین
زہر آب سی بہرا ہے یہہ مینائے فاختہ

گلشن سے تو بتر یہہ بہت ہے میکدہ
بلبل کے بان عدو ہین نہ اعدائے فاختہ

اوس گلعذار کے قد موزون کو دیکہکر
بلبل ہو گل تو سرو ہی بنجائے فاختہ

اُلجہے اگر کبہی مرے سرو روانکی زلف
شمشاد شانہ لائے تو سلجہائے فاختہ

یہہ چہچہا یہہ زمزمہ پرواذیان کہان
بلبل ہزار باغ مین چلائے فاختہ

نظارہ خوش قد و نگاکیے کون کا ہو لو
تری طرح گلا کوہی بند ہوائے فاختہ

بلبل گمان ہے نالۂ زنجیر تو سنی
گردن کا طوق دیکہنے کو آئے فاختہ

آزاد سے ہے سرو تو مین بے برگ و بے نوا
کیونکر نہ مجکو دیکہکے پتّائے فاختہ

یونہا سا قد وہ سرو سہی بنگیا نسیم
بلبل کی کیا صلاح ہے کیا پائے فاختہ

ہمراہ ان سہی قدون نے برومند کب ہوئے
کیا عشق کرکے سرو سے پہل پائے فاختہ

محرم بنگائے فاختئی انتو آپنے
چڑیا بہی کیا عجب ہے جو کہلائے فاختہ

خاکستری لباس ہے سیلی گلے مین ہے
آزاد پر فقیر ہوئی ہائے فاختہ

تب لطف و بد گلشن ہستی ہی جب یہان | بلبل کا دل ہو دیدہ بینا سے فاختہ

دونون کے دل مین ایکسی اپنی جگہ ہی مہر
بلبل کی آرزو ہون تمنا سے فاختہ

حیران ہو کیون نہ اوس مہ کامل سے آئینہ | نکلا ہے آئینہ کے مقابل سے آئینہ
دیکھو کہ دیکھنے کو تمہین چھوڑ کر حلب | آیا ہے یار سیکڑون منزل سے آئینہ
مصحف سے جانتا ہی یہہ مصورت آپکو | واقف نہین ہو رخ کے فضایل سے آئینہ
زندان تک اپنے آئے وہ خودبین کیطرح | فولاد کا بنا ون سلاسل سے آئینہ
دیکھو بنا ہے آئینہ زانوے صبیح | اوٹھتا نہین ہے زانوی قاتل سے آئینہ
پہلو کو اپنے دیکھکے حیران رہ گیا | مانگا کیسے اپنے جو مایل سے آئینہ
پہلے دکھاے شوخ خود آرا کو لپنے ہی | کرنے لگا برابری اب دل سے آئینہ
دیکھو تو صاف شکل ہویدا ہی عکس خال | دہوکا دے کیون نہ دل کا تجھ تل سے آئینہ
اوسنگدل نہ توڑ دل صاف کو مرے | پیدا کیا ہے یار یہہ مشکل سے آئینہ
مین دیکھتی یہی عکس خط سبز مر گیا | رکھتا ہے آب زہر ہلاہل سے آئینہ
دیوانہ ترے رخ کا ہے جو نہین ہے یہہ | جکڑا ہوا ہے جان سلاسل سے آئینہ
حیرت فزا ہین صانع قدرت کی صنعتین | زانوی یار کا تو بنا گل سے آئینہ
قلعی تو تب کہلے گی جب اے آئینہ رخو | لاوے گے تم مقابلہ کو دل سے آئینہ
لیلے ذرا تو دیدہ حیران قیس دیکھ | تصویر سے ہے تصور محمل سے آئینہ
پاتا ہے لعل و در لب و دندان کی فیض سے | اشبہ ہو کیون نہ دامن سایل سے آئینہ
ہے آبجو مین عکس فگن پنجہ چنار | یا متصل ہے ترے انامل سے آئینہ

گر تو برہنہ پا ہو سر فرش سنگ سرخ
پیدا ہو لعل آئینہ سے سل سے آئینہ

منہ دیکھے اب جو گل کی کبھی رخ کے ذکر مین
طوطی ہو بہر بحث عنادل سے آئینہ

تیغ نگاہ چشم فسون ساز کے لئے
لایا تھا آب کیا چہ بابل سے آئینہ

ہوگی سیاہ مرچ مہاسے کو کیا مفید
ہوتا ہے صاف بھی کہین فلفل سے آئینہ

اس گورے گورے پیٹ کا جب عکس پڑ گیا
پیدا ہوا نگین حمایل سے آئینہ

باندھا شاعرون نے گنہگار کی طرح
پیش آیا کس سے دعوی باطل سے آئینہ

باقی نہین ہے قطرہ خون سارے جسم مین
ہوگا سفید کیا تن بسمل سے آئینہ

مطرب کے ہاتھہ مین ید بیضا سے کم نہین
حیران ہے آب و تاب جلاجل سے آئینہ

پڑتا ہے آئینہ مین ترے خال لب کا عکس
بنتا ہے جان تلمشکری تل سے آئینہ

کس مرتبہ ہے صاف بدن مد ظلہم
کیون قد آدم اب نہ بنے ظل سے آئینہ

اوس بت کو گھورتا ہے یہ اندھا ہو یا خدا
کیا بیٹھے اوٹھے بزم محفل سے آئینہ

مجنون کو اپنی شکل پہ سکتہ نہ ہو کہین
لیلے اوٹھائے قبۂ محمل سے آئینہ

پتھر پہ ملکے صاف کرے تو جو پاؤن کو
پیدا ہو آئینہ سے سل اور سل سے آئینہ

سبکو گمان پنجۂ اسکندری ہوا
پنجون بنا ہے تیرے انامل سے آئینہ

اسنے تڑپ تڑپ کے اوڑا دی تمام خاک
ہے سطح زمین ترے بسمل سے آئینہ

دی جوہرونکو لاف زنی سے سکوت ہے
کیا ہم سخن ہو طوطی جاہل سے آئینہ

سینہ ورجسکو جانتے ہین سب وہ خون ہے
زخمی ہے تیغ ابروی قاتل سے آئینہ

مینے اوٹھا لیا تھا اسے دل سمجھ کے جان
تھا چاک چاک عکس انامل سے آئینہ

یکتائی پر خدائی کا دعوی کرین یہ بت
پیش آئے گر نہ دعوی باطل سے آئینہ

حیران ہو آپ دیدہ ہی سکتے کا ڈہنگ ہے | عاشق ہوا اوسکا لاکھہ دلایل سے آئینہ

چار آئینہ نہین ہے جسے باندہ لیجئے
باندہا ہے مہر شعر مین مشکل سے آئینہ

سرو پر چلوا سیکے شاید کہ آرا فاختہ | کیون کیا کرتی ہے ناحق ذکر آرا فاختہ
سرو پر تو بیٹہہ کے استانہ ترا فاختہ | تجکو سولی پر لگا ہے کیون یہ گہرا فاختہ
موسم عشرت ہی بلبل پہول سے بدمست ہے | سرو کی شیشی مین بہرلی تو بہی ٹہرا فاختہ
تجکو اے خوش قد جو دیکہا سرو کی دشمن ہوئی | باغ مین کرتی ہے اکثر ذکر آرا فاختہ
بلبلون کی اور تری چیٹہری اوڑجاینگے | جب سے چلے گا قہقہہ مینا کا چہرا فاختہ
بند ہی گلشن کا دروازہ تو اوڑجاینگے ہم | آج دیوار چمن تو بہی تو ٹہرا فاختہ

اوس میرے سرو روان کو بہی تو دیکہے آگے مہر
سرو پر کرتی ہے کیا بیہودہ غرا فاختہ

وہ حسین کیون ہو نہ مانوس خیال آئینہ | بہر شمع رخ ہے فانوس خیال آئینہ
جوہر آئینہ سے ہے زنجیر مجہہ دیوانہ کو | ہون خیال رخ مین محبوس خیال آئینہ
اوس بت آئینہ رو کی یاد مین نالان ہون کچہہ | جانتا ہون دل کو ناقوس خیال آئینہ
وصف روے یار ہم لکہتے ہین وقت فکر شعر | ہے ہماری طبع جاسوس خیال آئینہ
آئینہ تو کیا ہے اوس آئینہ رو کے روبرو | مین نہ دیکہون روے منحوس خیال آئینہ
دہیان مین اک آئینہ رو کے ہون آئینہ کا محو | آئینہ ہے شکل محسوس خیال آئینہ

مہر دل لینے کا آیا اوس خود آرا کو خیال
صاف ظاہر ہے یہہ سالوس خیال آئینہ

۱ کون کہتا ہے آسمان ہے یہہ
اپنے آہون کا اک دہوان ہے یہہ

جسمین یوسف سے سیکڑون ڈوبے
یہہ غبغب کا وہ کنوان ہے یہہ

کعبہ چہوڑا بتون نے دل کے لیے
بخدا سچ ہے کیا مکان ہے یہہ

یہہ نخشب ذقن ہے ماہ ہے رخ
ذقن ورخ پہ اب گمان ہے یہہ

گالیان اوسنے دین تو دینے دو
چپ رہو لغزش زبان ہے یہہ

عکس گل نہر مین ہے یا صیاد
کسی بلبل کا خون روان ہے یہہ

تن خاکی کو عمر رفتہ کے بعد
سمجہے گرد کاروان ہے یہہ

مہ کنعان گرا تہا جس مین مہر
کیا ذقن کا وہی کنوان ہے یہہ

مسی سے بڑہ گیا کسقدر جہ اس شکر کا بوجہہ
ہوا اک دہڑی لب نازک پہ رتی بہر کا بوجہہ

مین ایسے جنون کہین مزدور سے بہی بتر ہون
کہ بار دوش ہے سر اور دماغ سر کا بوجہہ

نہ ہچکیون کے سوا چل سکا مراخط شوق
ہزار چاہا کہ ہلکا ہو نامہ بر کا بوجہہ

بہت ہی زور ونپہ ہے ضعف اندنون میرا
ہوا ہے داغ بہی اب تو مرے جگر کا بوجہہ

وہ کیا جہکے جو رہے سرو کی طرح آزاد
کہ باغ دہر مین ہے بار ہی شجر کا بوجہہ

سوا نہ مین شب فرقت بہی سخت جانی سے
پی حنوط سے کافور کیون سحر کا بوجہہ

کیا زمین نے آخر کو پاس جنیت
سمہل سکا نہ فلک سے ابو البشر کا بوجہہ

کہین ٹلے مرے سینہ سے جلد یا اللہ
پہاڑ سے نہین کم آہ بے اثر کا بوجہہ

پہاڑ کاٹ کے پتہر تو ڈہوے الغا تل
مگر اوٹہا نہ سکا کوہکن بہی سر کا بوجہہ

پڑی جو آنکہہ تو غصے سے چہرا لال ہوا
ہوا یہہ عارض نازک پہ اک نظر کا بوجہہ

بجا ہے اس دل سوزاں کی بائین سمت جگہہ | کہ بار دوش بھی ہو اس طرف سقر کا بوجھہ

سبک ہون شیخ کی نظرون مین کیون نہ ہم ایسے
وہان ہی جبّہہ و دستار ایک خر کا بوجھہ

سدِ سکندری کے ہین آثار اور کچھ | انگیا کے آپکی ہے یہہ دیوار اور کچھ
اندر سبھا کی سب ہے کہانی سنی ہوئی | دیکھا حضور آپکا دربار اور کچھ
بوسہ طلب کیا تو کہا منہہ کو پھیر کے | جی چاہتا ہے سننے کو دو چار اور کچھ
صیاد اور تو ہے چھری اور ہے گلا | کہنا ہو کہلے مرغ گرفتار اور کچھ
مٹکے کے مٹکے کردئے خالی شراب کی | ساقی سے پہر بھی کہتے ہین میخوار اور کچھ
موقع ہے تخلیہ مین یہہ کہنے کی بات ہی | ہے تمسے آرزو ہمین اے یار اور کچھ
رات آئی ہے زیادہ یہین آج سو رہین | دل مین کرین خیال نہ سرکار اور کچھ
پیغام موت آپکے تیر نگہہ تو لائے | کہنے کو وا ہین بر لب سوفار اور کچھ
ظلم و جفا و جور و ستم سب تو ہو چکے | باقی رہا ہے شوخ دل آزار اور کچھ
ہے دخل علم غیب میان و دہن مین کیا | سمجھے ہین غیب دان انہین اسرار اور کچھ
میرے دل و جگر کو تو چھو رنگ کر چکے | کاٹیگی قاتل اب تری تلوار اور کچھ
یہہ کیا کہ آئے اور چلے اس سے فایدہ | تہا میرے اور آپکے اقرار اور کچھ
تیرے مریض عشق سے عیسی نے کہدیا | اپنا کرے علاج یہہ بیمار اور کچھ

مشرق کو رشک سینۂ پرداغ سے ہوا
لے مہر ہے یہہ مطلع الانوار اور کچھ

بہانا آئی پہ چلے رندون مین ساقی دور پیمانہ | چھنے ہون پھول کے شیشے پہ گلزار میخانہ

حسینون سے محبت ہی پریزادون ہی یارانہ
نہوگا ہوشیار اے مہر مجھ سا کوئی دیوانہ

طریق جان نثاری یان ہی وان ناز جانانہ
فقیر بے نوا مین ہون مزاج یار شاہانہ

جنون یون سلسلہ جنبان ہی مجھ سے بعد مجنونکی
چلو صحرای وحشت کو کرو آباد ویرانہ

دماغ اپنا معطر کرے خوشبو زلف جانان کی
جو ہاتھ آجاے تو تعویذ بازو کیجے شانہ

تمہارے چشم میگون نے یہ کیفیت دکھائی ہے
نہ دیکھا تھا کبھی ہمنے کوئی بیمار مستانہ
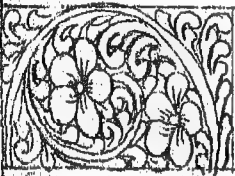
چراغ طور کا قصہ سنا شمع حرم دیکھی
وہ کیسا شمع رو ہے مہر جسپہ تو ہی پروانہ
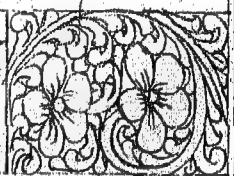
ہل اتی ہے سند بخشش و احسان علیؑ
لافتا سے ہے عیان مرتبہ شان علیؑ

کیقباد و جم و کسرا پہ ہے احسان علیؑ
افسر شاہ ہے پاپوش گدایان علیؑ

کیون نہو روح امین طفل دبستان علیؑ
ہے در علم خدا واہ ہے کیا شان علیؑ

جن و انسان ہی نہین زلہ خور خوان علیؑ
قاسم رزق ہے سب خلق ہی مہمان علیؑ

یہہ مزا اور ہی قاتل ہوا مہمان علیؑ
ہوگئی شورش دشمن نمک خوان علیؑ

اس خوشی سے مین سماتا نہین پیراہن مین
حشر مین ہوگا مری ہاتھ مین دامان علیؑ

بندہ شاہ نجف ہون بخداوند قدیر
خط تقدیر ہے مجکو خط فرمان علیؑ

صبح امید ہے یا چہرہ نورانی ہے
اختر صبح ہے یا گوئی گریبان علیؑ

طایر سدرہ کا دم بند کیا کرتے ہین
بلبل گلشن جنت ہین ثنا خوان علیؑ

رو کے کرتے تھے دعا بخشش امت کے لئے
ابر رحمت تھی مگر دیدۂ گریان علیؑ

جو فدای ہے وہ رتبہ مین ذبیح اللہ ہی
ایک نامہ خدا کا ہے مین فرمان علیؑ

کیون نہو ناز مجھے اپنے دل روشن پر
ہے اسی آئینہ مین عکس رخ تابان علیؑ

مقتدا اشارہ بدا نقدہ کشا شیر خدا
یہہ سب القاب ہین واللہ کہ شایان علیؑ

میرے مولا کے فضایل مین ہین آیات وحدیث
ظاہر اللہ و نبی پہ ہی جو ہے شان علیؑ

کون ہی جامع قرآن نبی یداللہ کے سوا
مصحف کامل الایمان سے ہے تو قرآن علیؑ

اللہ اللہ کہ قرآن کی تلاوت مین رہا
نوک نیزہ پہ سر حافظ قرآن علیؑ

سر پہ سایہ علم حمد کا ہوگا صد شکر
حشر مین آئیگا جب خیل غلامان علیؑ

قبل مولود امامت کا مقرر ہی راہب
زاہد و عابد و دیندار تہار ہبان علیؑ

صحن ہے سطح زمین اور فلک گنبد ہی
بالیقین شمش ہی اک شمسہ ایوان علیؑ

پہلے قاتل کو کھلایا گئے کہانا مولا
دوست دشمن پہ برابر رہا احسان علیؑ

طایرون نے کیا لاشے پہ پرونکا سایہ
جب کہ برباد ہوا تخت سلیمان علیؑ

دام ودد کیون کہ نہو تابع حکم عمار
پاے جب مہر یداللہ سلیمان علیؑ

شمر باللہ کہ اللہ کے گہر سے ہی فروغ
کیون نہو شمع حرم شمع شبستان علیؑ

لائینگے ساتھ ہدایت کو امام آخر کار
درد عیسیٰ کو ہوئی حاجت دربان علیؑ

کتنے چسپان ہین یہہ دعوے ... ون باہم
ذات سبطین ہے بس مطلع دیوان علیؑ

جہل مین اوٹھتے تھے تعلیم ...
رتبہ دانی یہہ ہے اسے رتبہ شناسان علیؑ

بوترابی ہین یہہ کیون خاک پہ لوٹا کرین
مست ہین ورد کش بادہ عرفان علیؑ

دم مین کر دینگے انہیں ساقی کوثر سیراب
آبرو پائینگے محشر مین محبان علیؑ

واہ کیا حیدر کرار کا ہے چار چمن
ہوگئی ہشت بہشت ایک گلستان علیؑ

مدد نوح و خلیل آب مین آتش مین کی
انبیا پر بھی ہے واللہ کہ احسان علیؑ

قبر تا رب مین اک نور کا عالم ہوگا

مہر آئینگا نظر چہرۂ تابان علی

جان دی آخر دل بیمار نے — مار ڈالا اشتیاق یار نے

صلح کر لی کافر دیندار نے — رشتہ جوڑا سبحہ سے زنار نے

کیا لبہاتا دل کو چشم یار نے — دم دیا بیمار کو بیمار نے

کر دیا بسمل نگاہ یار نے — کیا لگاے جوہر جو اس تلوار نے

دخل پایا رخ پہ زلف یار نے — گلشن جنت نہ چہوڑا مار نے

کس بلا کے فتنہ زا ہی چشم مست — کی ہے تعلیم اسکو کس ہوشیار نے

ہم نہین سمجہے دیا جب دل تمہین — جان لی اس عشق کے آزار نے

کیا بنو تلوار کا ڈورا ہے یہ — قتل پر باندہی کمر زنار نے

رتبہ دان میری تیری تلوار تہی — منہہ نموڑا تیغ جوہردار نے

سبزہ خط نے دکہایا سبز باغ — رنگ بدلا آپکے گلعذار نے

مین بہی اک کافر کے پہندے مین پہنا — ڈورے ڈالے رشتہ زنار نے

بنگیا خلعت شہادت کا لباس — عیب ڈہانکے زخم دامن دار نے

واعظو کیفیت جام طہور — یاد کر لی سنکے مجہہ میخوار نے

کی زمین اوسکی میری مٹی کا عطر — عطر گل کہینچا اگر عطار نے

خاک مین دولت ملای کر کے دم — خاک چہانی کیون عبث زردار نے

طایر جان اڑ کے پہنچا خلد مین — کی عنایت جعفر طیار نے

دود و پانی جب لطامی سے ہوئی — بازی ہاری مرغ آتش خوار نے

اوس مسیحا سے چلو پوچہوا دین ہم — کسکو چہوڑا عشق کے آزار نے

جاے بلبل آشیان طوطی کا ہر
کیا کیا او گل حنظار رخسار نے

وصل کی شب مین جو گھونگٹ کھلگیا
صبح کر دی جلوہ رخسار نے

حضرت منصور سے کاوش نہ تھی
حق یہ ہے رتبہ بڑہایا دار نے
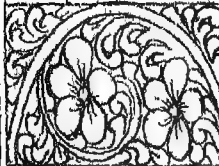
مہر کا بھی ہو گیا رتبہ دو چند
جب مدد کی حیدر کرار نے
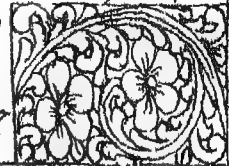
دم مین آتا نہ کوئی گر نہ سہارے ہوتے
زندہ عیسی سے بھلا آپ کے مارے ہوتے

پھول نرگس کے کبھی آپ نے وارے ہوتے
چشم بیمار پہ صدقے تو اوتارے ہوتے

ترچھی نظرون کی اگر دیکھتے ناوک فگنی
قدر انداز بھی قربان تمہارے ہوتے

سنتے پڑتے در جانان مین جو رہتے روزن
آنکھ لڑتی کبھی اپنے بھی نظارے ہوتے

لن ترانی تو سنی ہوتی سنین ہم صاحب
حضرت موسی عمران کو پکارے ہوتے

گر طلسمات دکھاتی نہ مے آتش رنگ
عوض سنگ نہ شیشی مین شرارے ہوتے

ہمکنار اوس سے ہون ممکن جو نہا ہیہ چرخ
اوسکی محفل مین کہین ایک کنارے ہوتے

تلوے کھجلائے تو صحرا کی طرف جاتا تھا
سیر مین سودا تھا پہاڑونکو سدھارے ہوتے

اس قدر مغز پہ چڑھتے نہ کبھی مستون کے
آنکھین دیکھلا کے ذرا نشہ اوتارے ہوتے

سخت جانی پہ مرے دانت تھا قاتل تیرا
دانت پڑ پڑکے نہ کیون نیمچے آرے ہوتے

کف افسوس ملا کرتا ہون اس حسرت مین
ہاتھ ہوتا مرا اور پاون تمہارے ہوتے

لب جان بخش کا شہرہ جو نہ ہوتا اتنا
چرخ چارم پہ مسیحا نہ سدھارے ہوتے

تیر چلتے تمہین نظارے جو ہوتے منظور
تیغین کھنچ جاتین جو ابرو کی اشارے ہوتے

پتھر بھی دیوانونکے ٹھیکے سے جو حاصل ہوتا
اے جنون کوہ و بیابان کا اجارے ہوتے

کیا کہین صاف تو یہہ ہی کہ ہمین حیرت ہے — دیکھے آئینہ تری شکل ہماری ہوتے

کچھ علاقہ نہین اب حضرت دل سے ہمکو — تمسے کیا کام تہا انکو جو ہماری ہوتے

مینے دیکھی ہی تری آنکھہ مین کچھہ قیس نہین — مرے تابوت پہ کیون جمع جگکار ہوتے

ہاتھہ پاؤن کے ہلانے کی جو مہلت ملتی — دست گستاخ سے قاتل کو اشارے ہوتے

دیکھتے ہم بہی کبھی تیری جنت کی سحر ہم — کاش ان پر جو کئین قسمت کے ستارے ہوتے

شب وصل آپ ذرا مجھکو دکھاتے جوبن — جی الجھتا ہے میرا بال سنوارے ہوتے

شعرگوئی پہ کوئی دعوی باطل کیسے — یہہ زمین وہ نہین جسپر کہ اجارے ہوتے

ہو چکی شرم و حیا آج تو تہ کیجے شرم — وصل کی شب ہے ذرا کپڑے اتارے ہوتے

کبھی ہوتے نہ بیاض سحر اے مہر سفید
گر پریشان نہ اشعار ہمارے ہوتے

مضمون گر یہ مہر سے مد نظر مجھے — ڈھونڈینگے سفینہ مری شعر تر سے مجھے

رلوا رہے ہو خون مرے چشم تر مجھے — بارش مین آئی بیر بہوٹی نظر مجھے

ہے اپنی ابرو بھی تو مد نظر مجھے — کیون سب تمہے چشمداشت نہو چشم تر سے مجھے

آنکھین ہوئی ہین کاسہ دریوزہ گر مجھے — پھرتا ہے شوق دید لئے دربدر مجھے

رہتا ہے طفل اشک سے مد نظر مجھے — یعقوب ہون عزیز ہے اپنا پسر مجھے

برگشتہ بخت ہون نملین خضر گر مجھے — اے غول دشت تو ہی لگا راہ پر مجھے

عشاق مین فروغ نہ تہا اسقدر سے مجھے — چمکا رہا ہے مہر یہ داغ جگر مجھے

آئیگا اب نظر مرا تارہ نظر سے مجھے — باریک ہین کریگی تمہاری کمر مجھے

موج سراب صاف ہے تار نظر مجھے — دیتی ہے کسطرح جھکے یہہ دھوکے کمر مجھے

نے محتسب بہی پارہ جام بلور نذر
عینک کی احتیاج ہو ساقی اگر مجھے

کیسا جواب نامہ کہان کا پیام وصل
دیتا ہے گالیان تو مرا نامہ بر مجھے

فراش ہے ہر ایکدرخت اپنی دشت مین
دیتا ہے سایہ جائے نہالی شجر مجھے

اک سرو قد کی مدح مین مصرع اگر کہون
دین خلعتون مین چہال کے کپڑے شجر مجھے

پستان دایہ خوشہ انگور بنگئی
مانند طفل پال رہا ہے شجر مجھے
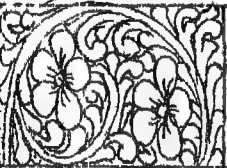
ہو صندلی زمین مری مٹی کے عطر مین
عطار بعد مرگ بہی ہے دردسر مجھے

سبحہ کے دانے دانہ انگور کیا ہون مہر
ہبت ہے زہد خشک سے دامان تر مجھے

ایسی کسیکی قہر و غضب کی نظر بہی ہے
مجروح اس خدنگ سے دل بہی جگر بہی ہے

غافل نہ سو سرا یہہ محل خطر بہی ہے
شب کاٹنی ہے صبح کو عزم سفر بہی ہے

کیا ڈر ہے ہو مہر تمہین کچھ خبر بہی ہے
دل کے بہی ٹکڑے آتے ہین لخت جگر بہی ہے

ایک ایک پانی ابر سے ہونے دے ناصحا
ایسی مین ڈبڈبائی ہوئی چشم تر بہی ہے

ایک رنگ سے ہے جو اپنے سیہ خانہ کا دہر
سنتے ہین شام بہی ہو جہان مین سحر بہی ہے

دیکھا نہین ہے ہمنے خدا عالم اسکا ہے
کہتے ہین سب ہے تو تنگ دہن ہی کمر بہی ہے

کرتے ہین بیوفاونکی بہی ساتھ ہم وفا
گو ہم مین سارے عیب ہین پر یہہ ہنر بہی ہے

اللہ کیا بتون نے محبت سے ہے مجکو بہی
متہرا کی سمت کہتا ہون کعبہ ادہر بہی ہے

برسون کا ضبط کہو دیا اک دم کے ربط مین
اے مہر تو متین بہی ہے اور پہر بہی ہے

کعبہ دل ہین بت دہر لبہانے والے
گہر مین گہر اور یہ کافر ہین بنانے والے

مرتے دم منھہ نہ چھپا منھہ کے چھپانیوالے
اک نظر دیکھ لین آخر تو ہین جانیوالے

غنچہ و گل کو نہین منھہ وہ لگانیوالے
کلی جبھی پہ ہین نازان چٹک و چٹانیوالے

ہم تو خود رفتہ ہین آئین جو ہین آنیوالے
روکنے سے کہین روکتے بھی ہین جانیوالے

جان ہو نٹھون پہ ہے دنیا سے ہین جانیوالے
نہ سنا ہمکو تو اپ دل کے دکھانے والے

ہوئے بوسے پہ خفا ہونٹھہ چبانیوالے
طرفہ معجون ہین یہہ دل کے دکھانیوالے

ہم تو دکھہ درد کو ہین جھیل ہی جانیوالے
خوش رہین شاد رہین دل کے دکھانیوالے

آہ مظلوم کی ایجان بری ہوتی ہے
نہ دکھا دلکو اب اے دلکے دکھانیوالے

پاون ہین مہدی لگاتے ہین تو لالی لب پر
ہر طرح رنگ جماتے ہین جمانے والے

دوڑتے آئینگے سنتے ہی سگان کوئی یار
جئین یارب میری میت کے اوٹھانیوالے

رحم ہو رحم شب وصل کی ہنسی ٹھہرے
رت جگا بھی تو کرین رات جگانے والے

مشکنافہ سے کہین بڑھ کے ہے جوڑا اونکا
عطر عنبر ہین وہ بالون سے بسانیوالے

قبر تک داغ محبت کے رہینگے ہمراہ
لسے او ترینگے نہ یہہ پھول چڑہانیوالے

رکھے رکھے ہوئی مٹی بھی ہماری برباد
دور بیٹھے رہے لاشے کے اوٹھانیوالے

مجھیان بھی دی اگر گالیان دینا ہی ہین
کبھی دلگی بھی سن او بھوک سنانیوالے

شمع روشن ہے چھوٹی رہین پر شب وصل
چوٹ چلتی رہین گھڑیال بجانیوالے

وہ نہ آئے تو مین دیوانہ بنا بیٹھا ہون
تنکے چنوائینگے کیا چھاونی چھانے والے

از کفن دست برون آرم و فریاد کنم
او مسیحا مرے ٹھوکر سے جلانے والے

سب یہ روشن ہے جلی تن بھی قیامت کے ہین مہر
نہ جلا انکو یہہ اک دن ہین جلانے والے

صورت ہو دل لگی کی وہ تدبیر چاہیے
آنکھون کے سامنے تری تصویر چاہیے

ہنگام فکر کاغذ تصویر چاہیے
تعریف رخ مین شعر بھی تصویر چاہیے

بیچین یار بھی ہو وہ تدبیر چاہیے
تھوڑی سی اپنی آہ مین تاثیر چاہیے

ہاتھون مین ہتکڑی ہون تو پاؤن مین بیڑیان
گردن مین طوق طوق مین زنجیر چاہیے

کچھ غم نہین ہے مجکو پلٹ جائین پتلیان
آنکھون کے سامنے تری تصویر چاہیے

کیون مجکو چار سمت سے گھیرے ہوئے ہین لوگ
سودائیون کو حلقۂ زنجیر چاہیے

ظلمات مین ضرور بھٹکتے پھرینگے خضر
البتہ رہنما مری تقدیر چاہیے

مینے کہا کہ دل کوئی مطلوب ہو تو لو
بولے کسے یہان دل دلگیر چاہیے

عیسی اسے ہمی ہوا ہے امید فرنگ
کچھ خضر کی بھی عزت و توقیر چاہیے

کوچہ مین جو اس شوخ حسین کے ترسینگے
تو دیر و حرم کیا ہی کہین کے ترسینگے

نزدیک کبھی خلد برین کے ترسینگے
ہمسایہ بھی اب ہم تو حسین کے ترسینگے

مین صید ہون وحشی مجھے فتراک سے کہلوا
دو تار بھی اب دامن زین کے ترسینگے

پروا ہے وسیلہ ہو سلیمان کو مبارک
ہم نام کو محتاج نگین کے ترسینگے

مر جائینگے اظہار تمنا ہی سے پہلے
سننے کو ترے منہ سے نہین کے ترسینگے

مرزا منشی اپنی گورا نہ کرینگے
سننے کو قصص چین جبین کے ترسینگے

سن لینگے جو مجھ غمزدہ کے نالۂ موزون
مشتاق وہ دیوان حزین کے ترسینگے

دروازہ کا پردہ تو ہے کان کا پردا
ہم روبرو اس پردہ نشین کے ترسینگے

اللہ نے چاہا تو ہم اسے [illegible]
مشتاق کسی لعبت چین کے ترسینگے

رخسار سے تشبیہ تیری دینگے ہم ایمان
جب داغ رخ ماہ جبین کے نظر آینگے

اوڑتے ہوئے یہ طایر رنگ اپنا جو دیکھا
تو ہوش بجا روح امین کے نظر آینگے

کس درد کی آواز سے چلائی ہے بلبل
ہم پاس تو اس مرغ حزین کے نظر آینگے

دیکھین گے جو اوس بت کو تو واللہ یقین ہے
ایمان بجا اہل یقین کے نظر آینگے

پابند رہے کون یہان نام کی خاطر
حلقہ مین کبھی مثل نگین کے نظر آینگے

ہم ڈھونڈتے پھرتے ہین تجھے دیر و حرم مین
گر ہے یہ تمنا تو کہین کے نظر آینگے

پابند ہوئے شکل اسیرا تو یہان مہر
ایسا ہی جو دل ہے تو کہین کے نظر آینگے

باغ مین تو جو لگاتا کبھی او گل مہدی
گو نہ تھی اپنے لہو مین تری بلبل مہدی

تو نے پوروں مین لگائی ہے جو او گل مہدی
قبر پر کشتہ فندق کے اوگے گل مہدی

رنگ ساون کے مہینے کا جمے گا ہر سال
ہمکو دیکھلاینگے اب دور و تسلسل مہدی

دست رنگین سے بناتے ہین وہ گیسو اپنے
لوٹے رنگ سے ہے زینت کاکل مہدی

کیا ہو کاہین ترے مہدی لگے ہاتھ اگل
نا ریو لگا بھی مٹاتی ہے تجمل مہدی

طایر رنگ حنا پر تو گمان لال کا تھا
ہو گئی ہاتھ مین کالی تو ہے بلبل مہدی

آمد فصل بہاری ہے جو رنگ جما
نہر پر باغ کے ٹٹی کا بنے پل مہدی

خون مشتاق شہادت کو بھی جوش آتا ہے
کیا جماتی ہے فقط رنگ تجمل مہدی

اپنے ہی خون سے رنگے گا ترے ہاتھ وہ نکو
کیا کرے عاشق بے صبر و تحمل مہدی

دست رنگین دہن شیشہ پہ رکھا اوسنے
ہو گئی سر مہر گلو کا دم قلقل مہدی

سرخرو بھی ہوئی سبز بھی ہے عالم مین
اونکے قدمون سے جو رکھتی ہے توسل مہدی

تا مڑی کا ہے گمان مہدی لگے ہاتہون مین
آگئی ہے جو تہہ سایۂ کاکل مہدی

دست میں پاون تک اونکو ہو یہ ممکن ہی نہ تہا
کچھ بہی پس جانے مین کرتے جو تامل مہدی

مہدی ملنے کا ہوا شوق جو اوس شوخ کو پھر
خون عشاق سے سینچی گئی بالکل مہدی

بہتیری آئے در پہ ترے سر پٹک گئے
بہتو نکے دوڑ دوڑ کے یان پاون تہک گئے

سنے وہ اودہر سے ہٹے نہ ادہر ہم سرک گئے
انکہین ہماری اونکی لڑین دل اٹک گئے

ٹکر سے مری کوہ کے پتہر سرک گئے
رکہتی ہی پاون دشمنین کانٹے کہٹک گئے

آئی بہار پہاڑ گریبان کو اے جنون
گلزار مین تو جامہ گل بہی مسک گئے

خوشبو بہی کس بلا کی ہے گیسوی یار مین
جوڑا کہلا تو مشک کے نافہ مہک گئے

مسرف ہون اسقدر کہ مرا صرف دیکہکر
قارون کہسک گیا تو خزانے سرک گئے

کیا لطف اوٹہائے بیٹہ کے محفل مین اونکی پاس
ہم آگے بڑہ گئے تو وہ پیچہے سرک گئے

کٹتے ہی سر کے شکر کا سجدہ ادا کیا
ثابت قدم تہا پاون نہ میری سرک گئے

ابر سیہ مین برق نے جلوہ دکہا دیا
یاسے مگر دوپٹہ مین جوشن جہلک گئے

لب پر دہڑی کیسی شام بدخشان کا رنگ ہے
مسی جو ملکے ہنس دیے تارے چمک گئے

زہر آب لائی ہجر مین جاری شراب ناب
وہ زہر پیکے آئے جو لینے گزک گئے

کیسی بلا یہہ آئے یہہ کیا پیچ پڑ گیا
گیسوی عنبرین ترے بڑہ کے لٹک گئے

ریگ رواں کا قافلہ برباد ہی بیان
صحرا مین اپنے غول بیابان بہٹک گئے

اب انکہین ڈالنے لگی اوس چشم مست پر
دیکہو تو میکشون کو یہہ کیسی بہک گئے

جمشید کا بہی جام ہی کسرا کے طاق پر
کس کس کے دور چرخ مین ساغر جہلک گئے

کیا قہر ہے یہہ سوزش داغ دل و جگر — پہلو مین بیٹھکر وہ ہمارے سرک گئے

نے دل کا کچھ پتا نہ جگر کا نشان ہے — پہلو سے اپنے ہمدم و ہمجسم سرک گئے

اب قافیہ بدل کے کہین غیر طرح اور — اسمین تو مہر شعر ہمارے چمک گئے

تیرے ہمسایے ہم اگر ٹھہرے — اپنے تو نظارے کی دلبر ٹھہرے

کب نظر یار کی رخ پر ٹھہرے — آنکھ خورشید پہ کیونکر ٹھہرے

ہوگیا سوکھ کے کانٹا تن زار — پیرہن جسم پہ کیونکر ٹھہرے

تم چلے اور پکاری گیتی — کاش یہہ فتنہ محشر ٹھہرے

ٹھہری کیا پاے گدا مین پاپوش — جب سر شہ پہ نہ افسر ٹھہرے

خط پہ خط یار کو لکھنا ہے مجھے — نامہ بر جاے کبوتر ٹھہرے

کعبہ دل جو خدا کا گھر تھا — بت صنم خانہ بنا کر ٹھہرے

اے بتو ہم جو گئے کعبہ کو — راہ مین ڈھونڈ کے مندر ٹھہرے

لفظ زر مین نکلا حرف سے حرف — کس طرح پاس مرے زر ٹھہرے

چاند کے چاند ملا بوسہ رخ — ہم بھی اے مہہ ترے نوکر ٹھہرے

مینے دیکھی ہے وہ چشم میگون — کیا مری آنکھ مین ساغر ٹھہرے

کیون نہووے وہ حسین ہرجائی — کسطرح ماہ منور ٹھہرے

خار دامن کو پکڑ لیتے ہین — کیا قبا گل کی بدن پر ٹھہرے

بلبلون کی ہے چمن مین فریاد — یان نہ صیاد ستمگر ٹھہرے

ترچھی نظرین ہی دکھاتے جاؤ — غیر منظور ہے گر شر ٹھہرے

خوب مستی نے جمایا نقشہ — ابر گویا لب کوثر ٹھہرے

مٹ گئے نقش کف پا کی طرح — جو یہ سمجھے تھے کہ ہمکو ٹھہرے

دشت وحشت مین یہہ وسعت ہے کہ ناں — چاندنی لاے تو چادر ٹھہرے

اپنے اس آئینۂ دل کا غبار — چاہے سد سکندری ٹھہرے

جستجو اوسکی چلی جاے یون ہی
عمر ہان روز کا چکر ٹھہرے

زرد ہو عشق سے رنجور نظر آتا ہے — تو بھی اے مہر بہت دور نظر آتا ہے

یاد آتا ہے مجھے دشت میں عریان پھرنا — اے جنون اب جو کوئی غور نظر آتا ہے

جب لکھے وصف رخ یار بنی طور دوات — خامہ رشک شجر طور نظر آتا ہے

عین مستی مین دم گریہ مستانہ مجھے — اشک بھی دانہ انگور نظر آتا ہے

قیس و فرہاد سے تو ننگ ہے نسبت مجکو — اک سڑی دوسرا مزدور نظر آتا ہے

طور موسی ہے یہ کچھ خضر نہین ہی جلوا — بام پر ہمکو وہی نور نظر آتا ہے

ہتھیلیان دست حنائی کی تمہاری ہین — رنگ ماہی سقنقور نظر آتا ہے

باغبان باغ مین جس نخل کو سمجھا ہی چنار — وہ ہمارا تن محرور نظر آتا ہے

بلبلین بادۂ انگور کی ہین مینا مین — شیشہ اب خوشۂ انگور نظر آتا ہے

یان سے ڈھوئی لئے جاتا ہی ہر اک بادہ کش — جو نظر آتا ہے مزدور نظر آتا ہے

عمر بھر پاس نہ پھٹکا کبھی مہ رویون کے
تو بھی اے مہر بہت دور نظر آتا ہے

کیا ہی زلفون کو سر چڑہایا ہے — گستا مستی کو منہ لگایا ہے

سے کیئے وزد حنا کو دکھلا کر
چور اک اپنے ہاتھ آیا ہے

بزم مین پہکتے ہین پروانہ
خوب ہی شمع کو جلایا ہے

مین وہ ہون جس نے تیغ قاتل کو
معرکہ مین گلے لگایا ہے

ہم سیہ بخت تو نظر سے گرے
سرمہ آنکھون مین اب سمایا ہے

اوف رے غصہ ترا کہ مرنے پر
فاتحہ سے بھی ہاتھ اوٹھایا ہے

تو سجا بیٹھیگے لے نسیم وہان
دم دیا ہے ہمین اوڑایا ہے

کیون مکدر ہی آج تو دم صبح
آئینہ ہی نے منھ دکھایا ہے

اپنے نزدیک کوئی کچھ سمجھے
مہر کو ہم نے دور پایا ہے

ہم دکھاوینگے لالہ زار ابھی
دل تو ہونے دو داغدار ابھی

ہم سے انکار میکشی ہے عبث
تیری آنکھون مین ہے خمار ابھی

نرگس اوگتی ہے اپنی تربت سے
کس کا باقی ہے انتظار ابھی

باغ مین آگئی خزان کب کی
اونکے چہرے پہ ہے بہار ابھی

ذکر گل ہم سے کر نہ اے بلبل
ہوگا برہم مزاج یار ابھی

مین لب گور ہون جیا نہ جیا
مجھکو کرلینے دے تو پیار ابھی

تیغ کو میان کر نہ اے قاتل
قتل ہوگا یہ جان نثار ابھی

تری آنکھین جو دیکھی اے صیاد
آہوا نکھون سے ہو شکار ابھی

سیکڑون ہو چکے ہین وعدۂ وصل
نہ کہون کیون مین بار بار ابھی

کیون نہ دشمن جلا کرین اے مہر

مہربان ہم پہ ہو وہ پیارا ہے

تائید ایزدی مری حاجت کے ساتھ ہے ۔ مشکل میں دستگیر ید اللہ کا ہاتھ ہے

طوف حرم ہی ہاتھ میں اوس بت کا ہاتھ ہے ۔ راہ خدا میں واہ عجب سنگ ساتھ ہے

ہم کیا کریں کہ پاؤں ہی پڑنا نہیں نصیب ۔ تیرا گذر تو واں پہ حنا ہاتھوں ہاتھ ہے

سبزہ نہیں ہے پشت لب سرخ فام پہ ۔ ای میرجان خضر مسیحا کے ساتھ ہے

ہر صبح رسم آرسی مصحف کی ہو وہاں ۔ قرآن روی یار ہے آئینہ ہاتھ ہے

کرنے نہ پائے تا کوئی یکتائی کا غرور ۔ اتنی لی ہر ایک کے ہمزاد ساتھ ہے

ہی یہ اشارہ پنجۂ مرجان کا بس یہاں ۔ دریا میں ہاتھ دھو لی ارے خالی ہاتھ ہے

کانوں میں آرہی ہے لب گور سے صدا ۔ بس چھوڑ سبکو کون یہاں کسکے ساتھ ہے

بل بے نظر پکڑ لیا کانوں کو بے دھڑک ۔ شانہ ہی زلف میں کہ سنپیرے کا ہاتھ ہے

وحشت میں رو رہا ہوں تفنن کے طور پر ۔ دشت جنون کی سیر ہے دریا بھی ساتھ ہے

دشت سبو کو تھام کے کہتے ہیں بادہ نوش ۔ بس اپنی آبرو فقط اب تیرے ہاتھ ہے

کیا قہر ہے کہ غیر کے ہمراہ جاؤں میں ۔ تو پوچھتے ہیں اوس سے کہ یہ کون ساتھ ہے

صدقے سے پنجتن کے ہے اللہ دستگیر ۔ گر پانچ اونگلیاں نہوں بدزیب ہاتھ ہے

لونگا پیالہ دست ید اللہ سے حشر میں ۔ یاں پیر میفروش کا بیعت کو ہاتھ ہے

دست دعا سے چھو نگیا دامن مراد
اب جیب صبح ہے گر اور میرا ہاتھ ہے

بتوں کا ذکر کرو واعظ خدا کو کسنے دیکھا ہے ۔ شرار سنگ موسی کے لئے برق تجلی ہے

یہہ ہندستان ہے یاں پہ تو ہر روز میلا ہے ۔ خدا جانے وہ بت پھر دیبی ہو کہ درگا ہے

یہہ ہندستان ہی یان پر بتون کا روز میلا ہی
کوئی کالی بھوانی کوئی دیبی کوئی درگا ہے

بتان ہند مین نام خدا کب کوئی سمجھا ہے
تری زلفین ہین کالی اے صنم تو آپ درگا ہے

دل نالان تمھارے حلقہ گیسو مین کہتا ہی
مین ہندستانمین ہون کافر دین مجھکو گھیرا ہے

یہ کس کافر کی خاطر سے چکمہ مین تو رہتا ہے
یہ کسکے واسطے گردش فلک کے چرخ پوجا ہی

سیہ رومال گوری گوری گردنمین لپیٹا ہے
گلے ملوا دیا شام و سحر کو کیا تماشا ہے

گلا وہ گورا گورا او سیہ اک رومال کالا ہی
وہی عالم مری آنکھونمین اب دن رات پھرتا ہے

تصور اوس صنم کا ہی ہمین کعبے سے کیا مطلب
چراغ اپنا ہی داغ دل ہی جو مندر مین جلتا ہے

کیا ہی خون مرے دلکا بلدان اسکو کہتے ہین
غم فرقت وہ کافر ہے کہ درگا پاٹ کرتا ہے

جدا ہی نعمت دنیا سے لذت بوسہ لب کی
وہ جوگی ہو گیا جسنے یہ موہن بھوگ چکھا ہے

شرارت سے شرارت ہے بتو للّٰہ باز آو
جلاتے ہو جو مورت دلکو تم کیا یہہ بھی لنکا ہے

حلال اسنے کیا خون مسلمان سے خدا بیدردی
تیرا دست حنائی کافر اب یہ رنگ لایا ہے

ہمیشہ ہی یہ نالان اوس صنم کی یاد مین یار
جسے ہم دل سمجھتے تھے وہ ناقوس کلیسا ہے

پڑھا کرتے ہین تسبیح سلیمانی یہ یہہ پہ یان
وہ دانا ہے بتو تم پہ جنیو جسنے پہنا ہے

جسے معشوق عاشق ہی نہ سمجھے مین وہ عاشق ہون
مین وہ بیمار ہون جس سے کہ بی پردا مسیحا ہے

بڑا اندھیر ہے کیونکر نہ ہو دل کو پریشانی
ستم پیچ کرتی ہے بلا زلف چلیپا ہے

عجب عالم نظر آیا ترے کوچہ مین او قاتل
کہین کوئی سسکتا ہی کہین کوئی تڑپتا ہے

کمان وہ قد کمان پہ کند ہاے ناتراشیدہ
نہ سرو ایسا ہے نے شمشاد ایسا ہی نہ طوبیٰ ہے

بتا جائز ہے کس مذہب مین خون بیگنہ ظالم
تو ہندو ہی مسلمان ہی یہودی ہی کہ ترسا ہے

سنے مردہ تو جی اوٹھے بدنمین روح پھر آئی
گلے مین لے صنم نام خدا کیا تان پلٹا ہے

خدا عالم ہے مضمون خیالی ہین تصویرین — نہ مجھکو کچھ تعلق ہے نہ میری اوسکو پروا ہے

خدا جانے کیا کس بت نے کافر اک مسلمان کو — جنیو تنگ گلے مین مہر کے ماتھے پہ ٹیکا ہے

کیا کافر نے کافر سے مرد مسلمان کو

جنیو رشتہ تسبیح داغ سجدہ ٹیکا ہے

سرورمی ہمین آیا خمار کے بدلے — خزان چمن سے گئے دن بہار کے بدلے

گلے مین طوق پڑا اپنے ہار کے بدلے — خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

بس اب مزاج گل و گلعذار کے بدلے — خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کبھی نہ رنگ دل داغدار کے بدلے — خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے — تو باغبان کا کھٹکا ہی خار کے بدلے

نلونگا خلد بھی مین کوی یار کے بدلے — یہین پہ لاش کو رکھدو مزار کے بدلے

گل چمن سے وہ بلبل جسے خوش آی نسیم — ہزار رنگ گل روے یار کے بدلے

بہل کرونگا مین قاتل کو خونبہا اپنا — مزہ سے لونگا نہ کوڑی کٹار کے بدلے

ترے نصیب ہے گل اب آئیگی بلبل — خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کمان قوس قزح کی ہے ابروباران پر — خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کفن پہن کے کہا ہنسے روح سے اپنی — یہ کپڑے آپ لئے جامہ اوتار کے بدلے

کرے نہ آدمی ترکیب عنصرے پہ غرور — سنا ہے اٹھ جہنم ہین چار کے بدلے

ریاض حسن کا اک تونہال ہے قد یار — تو تیے بالیان ہین برگ وبار کے بدلے

سنوینگے تو یہ اسے بدگمان کبھی گل و شمع — بس اب یہ شرط ہے پھول اپنے ہار کے بدلے

جھکے مزہ کے خریدار بھی جوا برو پر — چڑھینگے تیغ پہ کوڑی کٹار کے بدلے

ہوا جہان مین بدنام کہکے حق منصور — چڑہا دیا اوسے جہنڈے پہ دار کے بدلے

نظر ہے ساقی کوثر پہ بے بضاعت ہون — مین نقد یان پیون کا ادہار کے بدلے

زبان سے چاٹتے رہتے ہین پاؤنکے تلوے — مین کسطرح کرون احسان خار کے بدلے

وہ گل کو ڈیکینگے پہانسینگے عندلیبونکو — چمن کا قصد ہے سیر و شکار کے بدلے

تکلف اس مین ہے کیا اور ہم کہجاوین بیٹھے — رہے یہ ہاتھ میرا پشت خار کے بدلے

ترے فراق مین گھڑیان گنا کئے ہمتو — ہر ایک روز ہے روز شمار کے بدلے

یہہ ضعف ہے کہ ہوادار پہ جو چڑہتا ہون — صبا بدلتی ہے کندہا کہار کے بدلے

خدا بلند کرے جسکا مرتبہ اے مہر
تو انکسار کرے افتخار کے بدلے

کیون ابرو ہوا مین بدن اے یار نٹوٹے — کیون توبہ رندان قدح خوار نٹوٹے

شانہ نکرو گیسون کا تار نہ ٹوٹے — دیوانون کی زنجیر ہے ہوشیار نٹوٹے

مرا دل شفاف کہین یار نٹوٹے — دیکھ آئینہ اے شوخ طرحدار نٹوٹے

بت خانہ سے رشتہ کبہی زنہار نٹوٹے — اے شمع حرم دوش کا زنار نٹوٹے

تیرے سے حسینون کی نہین گرمی بازار — یون مصر مین یوسف پہ خریدار نٹوٹے

جیسے یہ ترے گفش سے جہڑتے ہین ستارے — یون چرخ سے تارے کبہی دو چار نٹوٹے

اچار سرخ ہے پر یہہ قوام لب شیرین — لو سونکا جو دو چار گھڑے تار نٹوٹے

توڑو نہ دل بادہ کش اے بادہ فروشو — یہہ شیشہ می ہے سر بازار نٹوٹے

اندہیر ہے دل پر تو پڑے پیچ بلا کا — پر کفر ترا زلف سیہ کار نٹوٹے

قربان مین کس ناز سے کہتے ہین وہ مجہسے — سر پہوڑئے لیکن مری دیوار نٹوٹے

کس روز تو پہلو مین نہ تڑپا دل زخمی / کب زخم کے ٹانکے ترے دو چار نہ ٹوٹے

کہتے ہین گرہ ڈال کے بیٹھے شب وصل / انگیا کا کوئی بند خبردار نہ ٹوٹے

مین ایڑیان رگڑ دن تو وہ دروازہ نکھولین / سر پھوڑ کے مر جاؤن تو دیوار نہ ٹوٹے

دل لگیا بوسے کا دیا دم جو دہنون نے / اس جوڑ مین کیونکر مرا غمخوار نہ ٹوٹے

کس روز نہ پھوٹا کئے صحرا مین پھپولے / ہر گام پہ کب پاؤن مین سو خار نہ ٹوٹے

کاہیکو تڑپتا ہے قفس ٹوٹنا معلوم / بازو کہین اے مرغ گرفتار نہ ٹوٹے

وعدہ تو کرے مجھسے مرا رشک مسیحا / اللہ امید دل بیمار نہ ٹوٹے

دشمن سے بھی کر دوستی اے مہر مجسم / خاطر تو کسیکی بہی خبردار نہ ٹوٹے

سیفی پڑھون کا بوسہ ابرو کیواسطے / عامل ہونگا نرگس جادو کیواسطے

صد چاک دل نہ چاہے پہلو کیواسطے / شانہ بنائیے ترے گیسو کیواسطے

کرتا ہے ذبح ہجر مین ہر ماہ نو مجھے / تلوار ہے یہ عاشق ابرو کیواسطے

دن رات ہم پڑھا کئے بادام کا عمل / بس اک نگاہ نرگس جادو کیواسطے

کافور صبح شیشۂ گردن مین بھر دیا / نجم سحر بنا ترے جگنون کیواسطے

تو قتل عام نیک سمجھتا ہی آج تک / بدنامیان ہین مفت بلا کو کیواسطے

زنار اب پہنتے ہین تسبیح توڑ کر / بنتے ہین برہمن کسی ہندو کیواسطے

شانہ بلا ہین جمیل کے زلفون کے سر چڑھا / صاف آئینہ ہوا ترے زانو کیواسطے

دیکھے نہین ہین صف مژگان نے نیزہ باز / دو پلٹنین بہت ہین یہہ گیسو کیواسطے

ہم توڑتے ہین آبلہ کانٹے مین ای جنون / موزون نہین یہ دالی ترازو کیواسطے

دست سبو کا فیض تو جاری مدام ہی | ترسا کئے ہم ایک ہی چلو کیواسطے
موتی سے ترے دانتونکو کیونکر مثال دون | یہہ گوہر عدن نہین لو لو کے واسطے
وہ بادشاہ حسن ہے جوہر نمای فکر | اسکندر آینہ ہے ارسطو کیواسطے
عطر شمیم گیسوی عنبر فشان نسیم | گل کی قبا مین ملگئی خوشبو کیواسطے
غنچے کا رنگ اوس گل تر نے دکھا دیا | کھایا الاچیون کو جو خوشبو کیواسطے

حق بین نہین ہر دیدۂ دشمن تو غم نہین
کیا مہر کا فروغ ہے الو کیواسطے

مر جاونگا مین کافر ترسا کے سامنے | بیمار جان دیگا مسیحا کے سامنے
چہرہ تو شمع طور ہے موسا کے سامنے | [illegible] نثار وہ لب ہین مسیحا کے سامنے
در کیا ہو اشک چشم تمنا کے سامنے | قطرے کی کیا انبساط ہو دریا کے سامنے
کہتا ہے سرو ہی قد بالا کے سامنے | آزاد بندہ آیا ہے آقا کے سامنے
مین مر گیا ہون اک سہی بالا کے سامنے | ہوگا مکان خلد مین طوبا کے سامنے
ہونے دو لن ترانیان موسی کے سامنے | تم آو اپنے نجو تجلا کے سامنے
طور اونکا سنگ پا ہوا موسی کے سامنے | تلوا چمک گیا ید بیضا کے سامنے
پھیلا دو پانو تکو ید بیضا کے سامنے | موسی کا سر جھکا دو کف پا کے سامنے
رہتا ہی ہاتھ یار کی انگیا کے سامنے | پنجگل ہے شاہباز کا چڑیا کے سامنے
موسی سے کب ہوئی اونھین بے تکلفی | جلوہ دکھا گئے مجھے آ آ کے سامنے
موسی خجل ہین پنجہ خورشید تاب سے | وہ شانے ہین لو ید بیضا کے سامنے
مہندی کا چاند ہاتھ مین اپنی لگا کے چل | موسی کے سامنے ید بیضا کے سامنے

جمشید کا ہو کاسہ سر یا کہ جام ہو — دونون ہین ایک دیدہ بینا کے سامنے

ساقی ترا اشارہ ابرو ہے کار تیغ — جام اک سر بریدہ ہے مینا کے سامنے

آئینہ کے کہلے قلعی آپ کے حضور — رکہے ہمارے دلکو بہی منگوا کے سامنے

اب معجزہ تو دیکھ لیا اب مزہ یہ ہے — تم آو مرے پاس مسیحا کے سامنے

ہمکو جلائے ہمین اک بوسہ دیجئے — کیون ہونٹھہ چاٹتے ہو مسیحا کے سامنے

خال سیہ کے سامنے منحوس ہے زحل — داغی ہے ماہ روی مصفا کے سامنے

دہویا گیا ہے دفتر اعمال میکشان — ساغر کا حظ نہین خم صہبا کے سامنے

ساحل پہ ہے جو گریہ مستانہ کی ترنگ — کف لا رہی ہین مست بہی دریا کے سامنے

مین یاد چشم یار مین روتا ہون زار زار — دو مست محو سیر ہین دریا کے سامنے

اشعار آبدار مین ہے چشم تر کا حال — چشمے بہا رہا ہون مین دریا کے سامنے

بل ناز کیسے اونکی کمر مین نہین پڑا — پہندا لگا ہے بال کا عنقا کے سامنے

روتے پر آپ خوش ہین تو منظور ہے مجہے — ہون ابر کے مقابلے دریا کے سامنے

باغ جہان مین سب سے مجہے نہ پہونچے کسیکو رنج — توڑون نہ پہول بلبل شیدا کے سامنے

رکتے ہین آنکہ مردم خانہ نشین چشم — کیا کرتے آکے مردم دنیا کے سامنے

اپنا بہی گہر بناتے ہین قریب مکان یار — اک جہوپڑا ہے عرش معلی کے سامنے

پہیر فلک کو چہیڑ کے کہتے ہین طفل اشک — منظور ہو تو آئے دریا کے سامنے

اک گوشہ قناعت دل بہی ہے کیا مکان — ہین سات پردے چشم تمنا کے سامنے

پاجی پرست سارے خوشامد پرست ہین — انصاف ہے ذلیل تمنا کے سامنے

مستغنی المزاج فقیر ایک مین بہی ہون — بے اعتنائیان ہین تمنا کے سامنے

دل چاہتا ہی تمکو قسم کہا کے کہدو نہین
خواہش کے آرزو کی تمنا کے سامنے

رہتی ہین ایکدل کو ہزارون شب وصال
سو حسرتون ہزار تمنا کے سامنے

دنیا کی آرزو ہے برابر ہر ایک کو
دل سب کے ایک ہین تمنا کے سامنے

بزم جہان مین کاش ہو یہہ حسن انتظام
معشوق بیٹھین عاشق شیدا کے سامنے

کسی حسین کی اگر اونگلی بہی دیکھ لے
ٹکڑے ہون چاند کے ید بیضا کے سامنے

یہہ معجزہ ہی بحر سے خالی بناہی بیت
موزون بناہی شعر کے دریا کے سامنے

شہرت ہی جنکے فیض کی بد فیض ہین وہ مہر
مرجا انکا ہاتھ دیکھ لو دریا کے سامنے

دیدہ و دل پہ اک نظر کیجے
آپ بہی سیر بحر و بر کیجے

آپ بہی اپنے چشم تر کیجے
اک ذرا اسپر نظر کیجے

دل بہلتا ہے عشق مین اپنا
اب یہی شغل پیشتر کیجے

زلف اک سطر ہی مطول کے
جی اولجہتا ہے مختصر کیجے

اک ہوا ہے بندہی رہی ہمدم
کیون عبث آہ بے اثر کیجے

وصف گیسو مین ہی یہی سودا
شعر کی فکر رات بہر کیجے

دل سنبہالون مین یا جگر تہامون
اہتمام اب کدہر کدہر کیجے

شور و شین زبان نے صورت شمع
سوزش دل کو ضبط اگر کیجے

خندہ گل دیکہا کے گلشن مین
آج بلبل کو نوحہ گر کیجے

چاند کیسا چمک کے نکلا ہے
آپ بہی رخ ذرا ادہر کیجے

حال قارون تو سبکو ہی معلوم
خاک منعم تلاش زر کیجے

مسلمان جو مشکل حمد با ہو | لعنت ایسے لعین پر کیجے

مہر پہر دیکھ لیجیگا کبہی
فکر شعر اب اسیقدر کیجے

سرابت چمکی جو یہ صورت ہوئی اکسیر مٹی کی | دکھائی خاکساری نے عجب توقیر مٹی کی
غبار خاطر جانان نے ہمکو خاک چہنوائی | مکدر ہو گیا اوسنے غیرت و توقیر مٹی کی
نہین ہوتی ہین تدبیر وسنے ذی جوہر فرومایہ | چمکتی ہی بہلا صیقل سے کب شمشیر مٹی کی
بنا اوناوک افگن خاک تو دی خاک عاشق سے | لگین ہین ڈھیریان کوچہ مین [illegible] مٹی کی
غبار اوسکے دل نازک مین اب رہنے لگا اکثر | کہان پہنچی ہی جا اوڑ رشک سے تقدیر مٹی کی
نہین ہین نقش پا سے مور مجہ وحشی کی تربت پر | یہ مری خاک سے پیدا ہوئی زنجیر مٹی کی
نشان خاکساری بہی رہے پہلے بنا خاکا | کہ ہی محتاج اے مانی مری تصویر مٹی کی
بہرصورت دل دیوانہ بہلے گا نہ بولو تم | پری اک مول لیدینگے اسے تصویر مٹی کی
سخن سنجی کی عادت ہی یقین یہ ہی کہ بول اوٹھے | بنائین خاک سے مری اگر تصویر مٹی کی
ٹھہرنا قافلہ ریگ روان کا کس توقع پر | ملی مجہ خاک افتادہ کو اب جاگیر مٹی کی
نگہ ریکسے لئے اللہ نے پیدا کیا ہم کو | ہمین طفلی پن بہی عادت تھی بجای شیر مٹی کی
ہنہوان اوس آئینہ رو کے گلے ہین سد سکندر | مری مٹی سے گر دیوار ہو تعمیر مٹی کی
جبھی صحرا نوردی سے رہا تنگ گردبادون پر | کہ اب معلوم ہوتی ہی مری زنجیر مٹی کی
ہوئی اے شمع کتنی جمع پروانون کی خاکستر | گمان ہوتا ہی تھالی ہی تہ گل گیر مٹی کی

اوڑے ہی خاک دلمین دشمن مردود کی کیا کیا
غزل ای مہر ہمنے کی جو یہ تحریر مٹی کی

وہ دل میرا لیتے نہیں دلدار ہیں کیسے
معلوم نہیں دل او نہیں درکار ہیں کیسے

ابرو پہ پڑے گیسوے خمدار ہیں کیسے
نرغے کئے کعبہ پہ یہہ کفار ہیں کیسے

کہتے ہیں مریضونکو ترے دیکھکے عیسیٰ
مرتے ہیں نہ جیتے ہیں یہہ بیمار ہیں کیسے

اکدن بھی گلون سے نہ سنی کان لگا کر
نالے ترے اے مرغ گرفتار ہیں کیسے

موسیٰ تو ہوے سیر پر انکو نہیں سیری
ایجان ترے طالب دیدار ہیں کیسے

سمجھاو کوئی حضرت ناصح کو تو آکر
دیوانوں سے لڑتے ہیں یہہ ہوشیار ہیں کیسے

سر پھوڑ لیا سنگ در یار سے فرہاد
جانے مری پاپوش کہ کہسار ہیں کیسے

صیاد ستمگر نے کبھی موسم گل میں
اتنا نہ کہا مرغ گرفتار ہیں کیسے

ہوتی ہیں وفا غیر سے ہوتی ہیں جو ہم سے
کس طرح کے وعدے ہیں یہہ اقرار ہیں کیسے

اے مہر ہماری غزل تازہ سنا کر
پوچھے کوئی اوس سے کہ یہہ اشعار ہیں کیسے

نہ دیا بوسہ لب کہا کے قسم بھول گئے
دیکھ عیسیٰ جسے اعجاز کا دم بھول گئے

چشم و ابرو کو ترے دیکھ کے اتنا ہے خیال
طاق کسریٰ پہ یہاں ساغر جم بھول گئے

اے شہ حسن یہہ تل میں نہیں عارض پہ ترے
کاتبان خط رخسار قلم بھول گئے

وہ بھی کیا دن تھے کہ عاشق تھے تمہارے ہم بھی
اب تو فریاد و فغان درد و الم بھول گئے

ہائے قسمت کا لکھا آئے تو قاصد یہہ کہے
خط تمہارے لئے وہ کرکے رقم بھول گئے

تیرا گلزار ہے کس باغ کی مولی بلبل
کوی جانان میں تو ہم باغ ارم بھول گئے

چشم بد دور وہ آنکھیں ہیں تمہاری صاحب
دیکھکر چوکڑی آہوی حرم بھول گئے

آپ کا دوست ہے یہہ اپنی بغل کا دشمن
یاد دلوائی وہیں دل نے جو ہم بھول گئے

ذائقہ موت کا بس یاد دلا دیتا ہے
کیا قیامت ہے یہ کہنا ترا ہم بھول گئے

مرزا اسد صحبت تمہیں پھر یاد آئی
دلپہ گذری تھی جو کچھ رنج والم بھول گئے

رہ گیا یاد تمہیں جور وجفا ظلم وستم
لطف والطاف وعنایات وکرم بھول گئے

کعبۂ دل میں بس اب رہتی ہے اللہ کی یاد
راستہ دیر کا ہم شکل صنم بھول گئے

یاد رہتی ہے فقط ہمکو ترے کوچہ کی
واعظوں سے جو سنا حال ارم بھول گئے

یاد رکھنے کی یہ باتیں ہیں بجا ہے سچ ہے
آپ بھولے نہیں آپکو ہم بھول گئے

دلسے دلکو ہے اگر راہ تو ہے یاد سے یاد
ہم نہیں بھول گئے تمکو کبھی ہم بھول گئے

بس ہمارے ہی لیئے آپکو نسیان بھی ہے
کبھی غیروں کو نہ صاحب کوئی دم بھول گئے

کوچۂ زلف میں یا حلقۂ گیسو میں ترے
یاد آتا ہی نہیں دل کہیں ہم بھول گئے

شعر ہندی جو سنے مہر جگر تفتہ کے
اپنا انداز فصیحان عجم بھول گئے

نالۂ گرم جو اے مہر جگر سے نکلے
الاماں کی ابھی آواز سقر سے نکلے

لخت دل اشک لیئے دیدۂ تر سے نکلے
تو امان پارۂ یاقوت گہر سے نکلے

نہ ذقن ہے وہ نہ لب ہیں نہ وہ پستان نہ وہ قد
سیب وعناب وانار ایک شجر سے نکلے

راہ ملتی نہیں اب زیر فلک جائیں کہاں
ہم وطن چھوڑ کے تھے شوق سفر سے نکلے

بوے خوش ہے ترے تن سے اگر کپڑوں میں
یہہ تو خوشبو نہیں ممکن کہ اگر سے نکلے

ہے شب وصل دعا مرغ اڑیں دنیا سے
یا نہ آواز کبھی مرغ سحر سے نکلے

اوسکا میں دیکھنے والا ہوں نہیں جس سے امید
یاس کیونکر نہ بھلا میری نظر سے نکلے

مار ضحاک مرے دل کو ہوئی تیری زلف
سانپ واں شانے سے نکلے یہاں سر سے نکلے

زاہد اپنا بھی وہ رتبہ ہو اگر جا نکلیں — بانگ اوٹھے وہین میخانہ کے در سے نکلے

مرغ کم ہون تو یقین ہے کہ یہی شب ہو وصال — عوض مرغ صدا بالش پر سے نکلے

روئے ہم دیکھ کے اونکو تو وہ ہنسکر بولے — اک نئے چاہنے والے یہ کدہر سے نکلے

چشم مینا ہو تو جو جام سے نکلا اتنا کام — وہ ہی جمشید کی اب کاسۂ سر سے نکلے

ہمنشین حال دل اوسکو مین سناؤن کیونکر — روبرو بات نہ جسکے کبھی ڈر سے نکلے

تو بھی چل بام پہ ہو وقت طلوع خورشید — نکلے اک مہر ادہر ایک ادہر سے نکلے

غفلت اہل دول نشہ زر سے ہی بجا — کیجئے قلب تو زر جز خون مین زر سے نکلے

اونکی پستان پہ قطرات سے گل داودی — ثمرے وہ نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

ہم موسیٰ یہان تو وہان حکم ہوا دربان کو — آج تابوت کبھی کا نہ ادہر سے نکلے

سب کے ہر شعر ہین معیوب ہین جو یا عیوب — چاہتے ہین کہ کہین عیب ہنر سے نکلے

تو جو بیٹھا ہوا کل ہم سے تو ہم وحشت مین — سیاہ سے صحرا کو گئے جیب تیری گہر سے نکلے

مینے جیسے نئے مضمون نکالا ہمین — شعر ایسے نہ کسی پوچ و لچر سے نکلے

روؤن تو برسے ابھی آنکھون سے سیماب کا مینہ — آہ سوزان کی ہو سن برق جگر سے نکلے

مہر بیتابی دل سے جو خدا ہی آگاہ
ہائے کیونکر کوئی جب رشک قمر سے نکلے

مینے جو کہا کان مین بالا نہین رکھتے — فرمایا وہ مہ ہم ہین کہ ہالا نہین رکھتے

گو اور بھی ہونگے مگر انصاف تو یہ ہے — ہمسا کوئی ہم چاہنے والا نہین رکھتے

کمل ہین قناعت کے جو محظوظ ہین منعم — وہ لب شم سمجھتے ہین دوشالا نہین رکھتے

ٹکڑے جگر گل ہو تیری آہ سے بلبل — ایذا ہو اوسے جو وہ نالا نہین رکھتے

صحرا مین ہمین سیر رہے وحش ہوا پر | مجنون کی طرح پانو نہین چہالا نہین رکہتے
آئی ہو صبا کان مین یہ تربیت جم سے | جز کاسۂ سر کوئی پیالا نہین رکہتے

ہو فخر ہمین مہر غلامی علی کا
رتبہ کوئی اور اس سے تو اعلی نہین رکہتے

لے جان جو یان پہ تو نہین ہو | جنگل ہے یہ لکھنؤ نہین ہے
منہہ پیٹ رہا ہون اپنا اے جان | جلبے کہ آبرو نہین ہے
معشوق تو اور بہی ہین طرار | پر تیری سی گفتگو نہین ہے
اللہ دکہلا دے تیری صورت | اب اور کچہ آرزو نہین ہے
تہا شور و فساد سب تجہے تک | ق | سو یہ تو سیاہ رو نہین ہے
کوچہ مین تمہاری کہئی اب تو | وہ شور وہ ہا ہی ہو نہین ہے
اغیار سے ہو تمہین محبت | الفت کی ہمین سے خو نہین ہے
سب کچہ تو ہے باغبان چمن مین | اوس گل کی ہماری بو نہین ہے

لاکہون ہی حسین نظر سے گذرے
اے مہر وہ ماہرو نہین ہے

لطف عشرت بہلا دیا تو نے | درد دل وہ مزا دیا تو نے
ہمکو اوس سے چہڑا دیا تو نے | اے فلک بس مٹا دیا تو نے
تہا گلہ جاگنے کا ہجر کی شب | قبر مین پر سلا دیا تو نے
تیرے صدقے مین اے نسیم سحر | مژدۂ وصل لا دیا تو نے
تہا خیال اوسکا خواب مرگ مین ہائے | شور محشر جگا دیا تو نے

کیون دلا اوسکے زلف سے اُلجھا — کس بلا مین پھنسا دیا تونے
عشق کا اے فلک ہمارے ساتھ — روگ کیسا لگا دیا تونے
شعلہ خو بس جلا جلا کے ہمین — دل ہمارا بجھا دیا تونے
اوسکو ہمسے چھڑا کے ہنس کہن — داغ دل پر بٹھا دیا تونے
اور نہ آتا تو جان ہی جاتی — مرچکا تھا جلا دیا تونے
رشک سے ہم ہوگیا مین اے ساقی — جام کیسا پلا دیا تونے
صید تو اپنے دام مین لایا — اور ہمکو اڑا دیا تونے
چرخ کیا رکھین تجھسے چشم وفا — یار بہی بے وفا دیا تونے
لب کوثر تھی اے مسیح وہ ہونٹھ — دان بہی نقشہ جما دیا تونے
زلف پر یار بل کی لیتی ہے — اتنا کیون سر چڑھا دیا تونے
لالہ رویون کو ہمسے دل دیکر — داغ دل کو لگا دیا تونے
پھر افسوس ماہر یون پر — آپکو یون مٹا دیا تونے

یہہ قوافی مین شائیگان اے مہر
شعر گزری جتا دیا تونے

اے جنون دست جنون کو اب گریبان چاہیے — اے بیابان چشم تر کو مری دامان چاہیے
کیا کمی ہولی اگر وہ کانات کی دوکان چاہیے — نقد آمرزش برائے جنس عصیان چاہیے
مجھے وحشی کیلئے کاہیکو زندان چاہیے — ایجنون پھر تفنن اک بیابان چاہیے
خط کے بدلے یار کو مہر پر دیوان چاہیے — جائی مرغ نامہ بر مرغ غزلخوان چاہیے
چاہیے دیوانگی مین ہوشیاری بہی ذرا — داغ پنہان چاہیے تو جسم عریان چاہیے

خشمگین آنکھین غضب مین تہر مژگان در آن
اب ہرن کو باندہنا شیر نیستان چاہیے

ابتو اک بوسہ لب شیرین کا دی او نوجوان
عہد پیری بہی ہمارا آب دندان چاہیے

غیر کی خواہش ہی اوس کا ذکر کو ہمسے کیا غرض
غیرت فرعون ہے وہ اوسکو ہامان چاہیے

کیون جلاتا ہی ہمین ذکر جہنم کر کے شیخ
کام کیا جنت سے ہمکو کوی جانان چاہیے

شعلہ رو اپنے دل بیتاب کو رغبت ہی کیون
پارہ سیماب آتش سے گریزان چاہیے

کسطرح نرگس کو چشم یار سے تشبیہہ دون
ہو بعینہ آنکھ کی صورت تو مژگان چاہیے

ضعف مین اوس مہ کو آگے کب گریبان پہٹ سکا
پیرہن کیواسطے اب مجھکو کتان چاہیے

الفلک کیون تو نے چہنوا ای مجھو دور کی خاک
کب سبک مضمون کا مجھکو بار احسان چاہیے

نالۂ زنجیر مجنون مین ملا آواز کو
ہان کوی جنگلی کی چیز اب سیحد یخوان چاہیے

کیونکہ عالی مرتبہ سفلون سے رکہے ربط
کب زمین پر بود و باش ماہ تابان چاہیے

طوق بیڑی ہتکڑی دی الفلک آئے بہار
بی سر و سامان ہون مین کچھ تو سامان چاہیے

سیب کی بازار مین کیون خاک چہانا کیجیے
مجکو بس اک بوسہ سیب زنخدان چاہیے

غم ہی ہمکو عین شادی اور شادی عین غم
چشم گریان چاہیے تو زخم خندان چاہیے

پہر مسی ملکے دکہا دو مجھکو دانتونکی بہار
مری کشت آرزو کو ابر نیسان چاہیے

چاندنی کی سیر کا کچھ لطف دریا پر نہین
روی جانان چاہیے تو چشم گریان چاہیے

لکھنؤ مین چلکے پڑہنا مہر ابتو یہہ غزل
تیرے باتونکے سمجھنے کو سخندان چاہیے

خم صہبا مین اگر دور فلاطون ہو جاے
مردم چشم سیہ مست کا مضمون ہو جاے

عیش آئے تو یہان رنگ دگرگون ہو جاے
می گلرنگ سیہ بخت کو افسون ہو جاے

ہمسے پیدا جو ترے دانتونکا مضمون ہوجائے
بحر اشعار مین پیدا دُر مکنون ہوجائے

بار ہا وصف مین فندقکی جو دل خون ہوجائے
کیون نہ مضمون حنا بستہ یہ مضمون ہوجائے

نشہ مین چشم سیہ مست جو میگون ہوجائے
صف مژگان پہ ابھی تہمت شبخون ہوجائے

یار خورشید قیامت مین نہ لگجائے کہین
رخ یہ پر ہم نہ کہین گیسوی شبگون ہوجائے

دولت حسن سے ہین خاک کی پتلی بی فیض
کہین یہ گنج نہ گنجینہ قارون ہوجائے

رزق کی فکر مین آوارہ وطن ہوتے ہین
کیون نہ آدم کا عدو خلد مین گیہون ہوجائے

نی کی آوازئی کلک سخن مین ہو صریر
شعر کا کل جو پڑہون سانپ کا افسون ہوجائے

دل جو محمل ہو تو ہو داغ سویدا لیلی
گتی ویرانہ اگر وادی مجنون ہوجائے

دلکے لینے مین ہو وہ زلف بلاسے اوسکی
کوی ہوجائے پریشان کوی محزون ہوجائے

بید مجنون ہو جو وحشت مین اوٹھاؤنمین قلم
خط کبوتر کو جو دون طایر مجنون ہوجائے

عشق مین نالہ عاشق نہون یارب برباد
زنگ حمارۂ لیلے دل مجنون ہوجائے

شیر بہی دشت جنونمین سگ لیلی ہو مجھے
قیس شوریدہ مری شکل سی مجنون ہوجائے

جام جم جائے کہ ظرف کو اے بادہ فروش
مین تو خم سے بہی ہون سیر فلاطون ہوجائے

غنچے کے دلکو جگہ زلف مین کیون دیتے ہو
عیب معشوق ہو زلفونمین اگر خون ہوجائے

ایک صاحب سی ہوئی ہند مین اب بیکڑون لاٹ
زلفین لٹک کے پڑتی ہے نگیون جون ہوجائے

کیا تہا آسانون کو اس درد محبت کا مزا
طعن ایوب یہ ہو سر مین اگر جون ہوجائے

فکر کیفیت ہستی ہو تو خمخانہ مین
جام جم کاسۂ زانوئے فلاطون ہوجائے

کوہکن مین ہون وہ دیوانہ ہموار مزاج
ٹھوکرین کہا کے مری کوہ تو ہامون ہوجائے

طبع روشن نے کیا مرتبۂ فکر بلند

کیون نہ اے مہر زمین شعر گردون ہو جاے

جلا یا بلبلون کو پونچھکر رخسار دامن سے — مطلع — بہت ٹھہر کا ہی تمنے آتش گلزار دامن سے

اڑا دیتا ہی جب دست جنون ٹکڑے گریبانکے — تو بیٹھے مشغلہ کرتے ہین ہم ناچار دامن سے

کہانتک ضبط ایجوش جنون اک وار اسپر بھی — چھڑاون تا کجا کانٹونکو سو سو بار دامن سے

جنون نہین زخم دامن دار کی بخیہ کی سوجھی ہی — بناؤن خار کو سوزن نکالون تار دامن سے

یہہ پہچک دور دامن کی تمہاری قتل کرتی ہی — نظر آتی ہی اک تلوار کیسی دھار دامن سے

کسیکے دور دامن کا تصور نقش ہی دل پر — کہنچا گرد سویدا یان خط پرکار دامن سے

جنون جامہ نہ دارم دامن آخر از کجا آرم — عبث تو کہہ رہا ہی مجھسے ہان ہشیار دامن سے

برابر جانتا ہون اسفل و اعلی کو وحشت مین — گریبان کو ملا دیتا ہون مین ہر بار دامن سے

کہین دو اک گریبان چاک اوس کوچہ مین بیٹھے ہین — پڑے روتے ہین منہہ ڈہانپے کہین دو چار دامن سے

چھپے کسطرح ان اطفال دامن گیر سے دامن — کہانتک اشک پوچھون دیدۂ خونبار دامن سے

بھلا ہوگا نہ مجھہ وحشی کا ان دو چار ٹانکو نہین — بدل لو جاکے لڑکو دامن کہسار دامن سے

وہ گریبان ہون کہ وحشت مین اگر دامن کو پھاڑو — تو جاے تار نکلے آنسوونکا تار دامن سے

جو موج بوریا جت ہی زہد خشک زاہد پر — تو ہین تردامنی کی یان عیان آثار دامن سے

نہ ایسی لاغری دیکھی نہ ایسی بیخودی دیکھی — مین اپنے آپکو سمجھا کہ الجھا خار دامن سے

مجھے اے مہر اب کپڑے چھڑانے ہو گئے مشکل
جو ناخن جیب سے الجھی تو لپٹے خار دامن سے

حرم سے دیر مین جانا ہے ناگوار مجھے — بتون کا اب نہین واللہ اعتبار مجھے

بلا سے جنت مین اے مہر گلعذار ہے مجھے — دکھا ہی رنگ خزان نے عجب بہار مجھے

سمجھے لیے ہین سب احباب خاکسار مجھے
دل عدو مین ہی جا صورت غبار مجھے

جو دیکھلے کبھی گلشن مین اشکبار مجھے
تو پھر خزان بھی کہے ابر نوبہار مجھے

مین یہہ تو کہہ نہین سکتا کرو پیار مجھے
سمجھلو چاہنے والا تو اپنا یار مجھے

حجاب سے خوب ہے تصویر روی یار مجھے
نہ لون جو زلف کے بدلے ملے تتار مجھے

کرون جو عزم گلا کاٹنے کا وحشت مین
دکھائی مدر جنون تیغ کوہسار مجھے

ابھی سے ہاتھ اوٹھا تو نہ اے جنون مجھسے
کفن بھی قبر مین کرنا ہے تار تار مجھے

بھلا مین جبر کرون کسطرح سے اے ناصح
کہ اپنے دل پہ نہین کچھ بھی اختیار مجھے

بغیر یار ہی دوران سر یہہ گردش جام
نشا شراب سے ہوگا نہ جز خمار مجھے

نہ اپنے حال پہ رو مجھکو دیکھہ ای بلبل
کہ ایک گل نے دیے ہین ہزار خار مجھے

قلم سے چاہیے کار تفنگ ہو دم فکر
پسند طایر مضمون کا ہے شکار مجھے

شب فراق مین زلف سیہ کا دھیان رہا
خیال رخ مین کٹا روز انتظار مجھے

نگاہ دیتے ہی بتکدہ کی جانب کو
خدا کو علم ہے کسکا ہے انتظار مجھے

شب فراق ہی آرام مین موذن سے
مین بیقرار ہون دم بھر نہین قرار مجھے

عجب طرحکی تری شکل پیاری پیاری ہے
کہ آگیا خفگی پر تری پیار مجھے

دلا غضب ہے یہہ غفلت بقول عاقل کی
قرار کرکے وہ کرتا ہے بیقرار مجھے
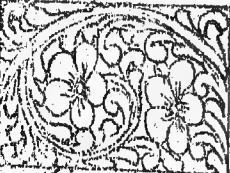
غزل مین کیا کہون کیا مہر جمع ہو دیوان
کہ آجکل ہے نہایت ہی انتشار مجھے
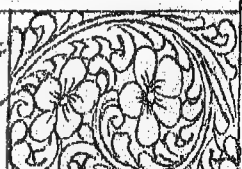
مشق نظارہ ہماری آج کامل ہو گئی
آنکھہ کی پتلی تری رخسار کا تل ہو گئی

اندنون کچھہ تاب و طاقت صاف زایل ہو گئی
بستر غم پہ مجھے کروٹ بھی مشکل ہو گئی

آرسی کیا اونکے چہرہ کے مقابل ہو گئی
مشتری اے مہر گویا ماہ کامل ہو گئی

خاک کوئی یار مین اب خاک شامل ہو گئی
خاک مین ملکے ہمین معراج حاصل ہو گئی

اوسپہ بلبل نے جو نقد جان و دل صدقے کیا
شاخ ہر گل کی چمن مین دست سایل ہو گئی

ناصحا سچ ہے کہ بد ہے عشق کا انجام پر
کیا کرین اتنو طبیعت اوسپہ مایل ہو گئی

شہرہ آفاق ہے اوسکی فصاحت ہمنشین
وہ پری اس عہد کی سحبان وایل ہو گئی

سینے سامان خوشی سے بھی کیا کسب الم
چین پہنچی مجھ کشتۂ غم کو جبلا جل ہو گئی

مری میت کو نہین کچھ حاجت کافور اب
مجھکو بس کافور خاک کوے قاتل ہو گئی

سیر گلشن کو خرامان جب ہوا وہ رشک گل
دیکھتے ہی اوسکو بلبل مرغ بسمل ہو گئی

منہ چھپایا مجھسے تمنے آینہ کی اوٹ مین
بیچ مین سد سکندر کیون یہ حایل ہو گئی

قید ہین اوسمین فرشتے اور ہمین قید دل
اے پری تری ذقن بھی چاہ بابل ہو گئی

اوس مسیحا نے دیا بوسہ لب جان بخش کا
شکر صد شکر آج صحبت ہمکو حاصل ہو گئی

عشق مین اوس زلف کی تری بدولت ایجنون
میری گردن قابل طوق و سلاسل ہو گئی

سہل تہین جسکی ملاقاتین ہمین پہلے دلا
اوسکے کوچہ تک رسائی اتنو مشکل ہو گئی

طبع نازک پر میری فکر سخن بھی بار ہے
مہران روز روز طبیعت اور کاہل ہو گئی

توکہا نہ ہما عاشق مغموم کی ہڈی
یہہ ہے سگ جانا ہی کے مقسوم کی ہڈی

سونگھے نہ سگِ یار جو لیجاے ہما بھی
دعوت کے لیے عاشق محروم کی ہڈی

قط گیر بنی ہے جو قلمدان مین تیری
بیشک ہے یہ ظالم کسی مظلوم کی ہڈی

منظور نہ تھا سختی و نرمی مین بہم ربط
تو گوشت سے کیون لازم و ملزوم کی ہڈی

مشتاق ہما ہے سگِ جانان ہی طلبگار
الفت ہی ہمہ زار کی کس دہوم کی ٹہری

پوشیدہ رہا تا کہ نہو فیض کسی کو
کیا کہا ہی ہی تو نے بہی ہما شوم کی ٹہری

کیا اسپہ غزل اب کوئی بے مغز کہیگا
ٹہری ہی یہی مولویِ روم کی ٹہری

رہتی ہی تپ ہجر مری ہڈیون مین مہر
ہو جلے ہما کباب کے مقسوم کی ٹہری

ساقی وہ آج ہے نہ وہ پیمانہ آج ہے
جو کل کا ماجرا تھا سو افسانہ آج ہے

کل تک جہان پہ بادہ کشونکا ہجوم تھا
سن سان سا پڑا وہی میخانہ آج ہے

دشمن وہ ہو گیا مین سمجھتا تھا جسکو دوست
جو کل تک آشنا تھا سو بیگانہ آج ہے

دیکھا تھا جسکو بزم مین کل ہمنے ہمنشین
وہ شمع آج ہے نہ وہ پروانہ آج ہے

سایہ کسی پری کا مرے دل پہ ہو گیا
فرزانہ تھا جو کل وہ ہے دیوانہ آج ہے

کل کسکے چشم مست نظر آئے تہے مجہے
پائی نگہ کو لغزشِ مستانہ آج ہے

شانہ تھا جسکی زلفمین کل شام تک یہہ ہاتھ
افسوس ہی وہان گذر شانہ آج ہے

اسوقت ایک غیرت بلقیس کا ہی دہیان
ویرانۂ دل اپنا پری خانہ آج ہے

کل پہنی ہونگی وہ کفنی صورت گدا
جنکے گلون مین خلعتِ شاہانہ آج ہے

ہمکو تو مہر کے نہین مذہب کا اعتبار
کعبہ مین کل تہا راہب بتخانہ آج ہے

کعبۂ دل بنگیا مندر خدا کی شان ہے
بت بہی لو ہنستے ہین اب ہمپر خدا کی شان ہے

دیدہ و دل ہون یہان پر خون وہان ہی بزم عیش
غیر در دور شیشہ و ساغر خدا کی شان ہے

میرزائی کیا ہوئی نازک مزاجی اب کہان
مجہپہ وحشت مین پڑے پتہر خدا کی شان ہے

کیا لطیفہ ہی کہ میٹھے کی جو ہین تعریف رخ
آپ فرمانے لگے ہنسکر خدا کی شان ہی

کرکے اظہار محبت رہ گئے منہہ دیکھکر
جب کہا اوسنے خفا ہوکر خدا کی شان ہی

یار ہمسے تو لگا غمزے کی لیتے واہ واہ
کیا ہی بگڑے تیرے تیور خدا کی شان ہی

پہر اوسے انداز سے صاحب چہڑک دو تم مجہے
پہر ذرا کہئے وہی کیونکر خدا کی شان ہی

کیا قیامت ہی کہ ہمسا شخص ہی تمپر مرے
ہو گلا اپنا تہہ خنجر خدا کی شان ہی

اپنی ٹوپی تیری جوتی کے برابر ہو گئی
پاون پر تیرے ہمارا سر خدا کی شان ہی

کیون نہ موسی کیطرح ہم طالب دیدار ہون
اے صنم یہہ چہرہ انور خدا کی شان ہی
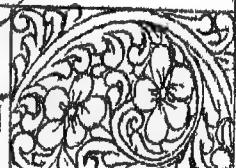
کوی اوس مہ سے ذرا کہہ دے یہہ پیغام مہر
آپ ہمسے بہی ہوئی بہتر خدا کی شان ہی

ذکر جانان کر جو تجہسے ہو سکے
واعظا احسان کر جو تجہسے ہو سکے

راز دل ظاہر نہواے دود واہ
داغ پنہان کر جو تجہسے ہو سکے

پہونکتا ہو مجہکو یہہ سوز درون
چشم گریان کر جو تجہسے ہو سکے

اے مسیحا مجہکو ہے آزار عشق
مرا درمان کر جو تجہسے ہو سکے

قیس کو روتا ہون اندیشہ جنون
فکر دامان کر جو تجہسے ہو سکے

چپ ہی کیون اوبت خدا کیواسطے
کچہہ تو ہون ہان کر جو تجہسے ہو سکے

دل تو اوسپہ آج صدقے ہو گیا
تو بہی ایمان کر جو تجہسے ہو سکے

لا مغل کی تیغ ابرو کا جواب
عزم صفہان کر جو تجہسے ہو سکے

رازپوشی میری دود آہ کی
دود قلیان کر جو تجہسے ہو سکے

کشت خشک چرخ اخضر سینچ اشک
کار دہقان کر جو تجہسے ہو سکے

کہیت دیکھلا مجھکو اے شمشیر یار / کار دہقان کر جو تجھسے ہوسکے
خرمن ماہ درخشان کو اوڑا / کار دہقان کر جو تجھسے ہوسکے
تابہ کی یاد رخ جانان دلا / حفظ قرآن کر جو تجھسے ہوسکے
دہ پری میسری مسخر ہو یہ کام / اے سلیمان کر جو تجھسے ہوسکے
ایکدن دیوار ہی پہاندونگا یہ / خیبر دربان کر جو تجھسے ہوسکے
یون ہی ظاہر ہو شب فرقت کی صبح / داغ پنہان کر جو تجھسے ہوسکے
اے فرنگن خانہ ویران میرا / انگلستان کر جو تجھسے ہوسکے
کر میرا گھر فیض مقدم سے بہشت / مجکو رضوان کر جو تجھسے ہوسکے
جہڑکیان دی گالیان دی دل دکہا / اے میری جان کر جو تجھسے ہوسکے
نزع مین تو جاے شربت می پلا / ساقی احسان کر جو تجھسے ہوسکے
تو ہی تربت پر مری چادر چڑہا / ماہ تابان کر جو تجھسے ہوسکے
ایدل نالان کہانتک شور و غل / ضبط افغان کر جو تجھسے ہوسکے

مہر یون فکر پریشان تابکی
جمع دیوان کر جو تجھسے ہوسکے

سر عریان سے امی ناصح بہلا کیا اپنا نقصان ہے / ارے الّو فروغ مہر کب محتاج سامان ہے
مجھے اے شیخ بتخانہ مین شغل کسب ایمان ہے / بہوین محراب کعبہ ہین تو مصحف روی جانان ہے
بجاے حرز جان زلفونکو زاہد روی جانان ہے / جسے کافر بہی ایمان جانتے ہین وہ یہ قرآن ہے
مطلا لوح مصحف ہے نہ پیشانی نہ افشان ہے / لب لعلین جسے کہتے ہین وہ سرخی قرآن ہے
غضب یہ ابروی پرخم بلا یہ چشم فتان ہے / بیاض چشم آہو اب کتاب طاق نسیان ہے

ہر اک ذرہ مین یان عالم سویدا کا نمایان ہی
غرض اے مہر کیا دیکھپ اپنا ہی بیابان ہی

سجا ہی اسپ گر طاوس آتشباز ہو قمری
ہماری آہ سوزان صورت سرو چراغان ہی

ملی یہہ وجہ کامل ماہ مصحف روکی باتون سے
کہ زاہد مصحف ناطق یقیناً روی جانان ہی

جو ہین اہل بصارت دیکھتے ہین اپنے جوہر کو
تن عریان ہمارا ناصحا شمشیر عریان ہی

سبق کو دیکھتا ہون رات بہر پہر بہی اولجھتا ہون
مطول مختصر اک شرح شعر زلف پیچان ہی

یہ تنگ اگر خدا سے کی تیری نالش بت ترسا
مسیحا چرخ پر مختار شاہ انگلستان ہی

جو ہے پیر کی کلاہی ہو تو فیض رنگ فندق سے
بنی یاقوت ناخن اور پنجہ رشک مرجان ہی

جلاتی ہی یہ پروانونکو وصف شعلہ رویان سے
زبان کلک بہی انکی زبان شمع سوزان ہی

لباس ماتمی کالی ہرن جنگل مین پہنی ہین
عزای کشتہ تیغ نگہ کا تیرے سامان ہی

ہوا ہی دشت وحشت ہمکو لی اوڑتی ہی بستی سے
ہمارا عنصر خاکی مگر ریگ بیابان ہی

جسے ارباب ہیئت برج آبی فرض کرتے ہین
وہ سانچہ تیرے آنسو ڈہالنے کا چشم گریان ہی

یہہ فیض پرتو ہی مہر اپنے طبع عالی کا
بسان انوری جو ذرہ ذرہ اب سخندان ہی

نکمیون ہجر زمین پڑہتا غزل اوس ماہ کی آگے
مرا استاد کامل مہر ناسخ سا ہمہ دان ہی

عکس رخسار گل تر سمجھے
سایۂ قد کو صنوبر سمجھے

طوق و زنجیر کو زیور سمجھے
طایر جان کو کبوتر سمجھے

خط کے لکھنے کی جو سوجھی دم نزع
طایر جانکو کبوتر سمجھے

بس یہہ سمجھے کہ نہ سمجھا کچھ تو
تجھسے ناصح ہمین بہتر سمجھے

اس تڑپنے سے ہوا کیا حاصل
کاش اب بہی دل مضطر سمجھے

قدردان ہو کوئی ہمسا صاحب
غیر کو مجھکو برابر سمجھے

ہو رگ ابر بہاری ناصح
لوگ جسکو مژہ تر سمجھے

زلف کی وصف مین جو شعر کہا
سب اوسے سانپ کا منتر سمجھے

وہ ہی سودائی ہو زلف و شب مین
فرق اک بال برابر سمجھے

نہ اوٹھا راہ کوئی جانان سے
نقش پا تھا جسے ہم سر سمجھے

ہون وہ مظلوم کہ جسکی فریاد
نہ مجسٹر نہ کمشنر سمجھے

قابل قتل ہی سمجھی وہ مجھے
یہہ بہی سمجھے تو وہ بہتر سمجھے

صف کی صف صاف کی لیکر تلوار
اس صفائی کو بہی جوہر سمجھے

شکل آئینہ رہا چاہیے صاف
خوب ہم معنے جوہر سمجھے
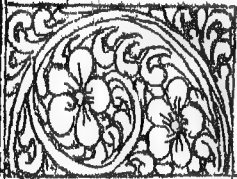
مہر راجہ سے کرے کیا فریاد
بس خدا اب تجھسے ستمگر سمجھے
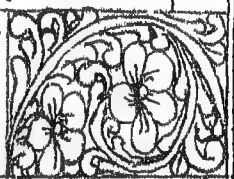
روتے روتے آہی ہوجائیگا پھر سر بہاری
دلکو للہ نکرا یدل مضطر بہاری

خط کے لکھنے مین ہوئی اونکو نزاکت مانع
کہ قلم کو بہی سمجھتے ہین وہ مگدر بہاری

ہمکو دیکھو کہ باین ضعف اوٹھاتی ہین یہ بوجھ
نہین زنجیر سے تو زلف معنبر بہاری

بس ہی بوسہ ہین اوس بت کا بقول راجہ
چھوڑ دیتی ہین دلا چوم کے پتھر بہاری

دیکھنے مین تو یہ نازک ہی مگر قتل کے وقت
کیا ہی پڑتا ہے ترا ہاتھ ستمگر بہاری

دست نازک ہون حمایل نہین ایسی قسمت
طوق گردن مین پنہائیگا مقدر بہاری

اے بتو غیر کے لگے مجھے کرتے ہو سبک
اسقدر ہو گیا اللہ مین تمپہ بہاری

کوہکن ہلکی لہو سے تو عبث چل نکلا
یہ نہ سمجھا کہ محبت بہی ہی پتھر بہاری

کبک چل جا یار کی رفتار تجھسے ہو سکے / چپ اری طوطی وہ کب گفتار تجھسے ہو سکے

حضرت عیسی ابن مریم نے بہت کھولی زبان / بند کر اے بت طرار تجھسے ہو سکے

یون تو ممکن ہی کہ دربار ہوا اے جان زار / اوسکے دربان کا اگر دیدار تجھسے ہو سکے

ایک مشتاق شہادت بچ رہا ہی قتل سے / میان مین کیونکر بھلا تلوار تجھسے ہو سکے

زندگی چاہے ہے تو چندی عشق سے پرہیز کر / مان کہنا گر دل بیمار تجھسے ہو سکے

کس کو پوچھون حال قیس زار کی دشت مین / تو ہی کہہ گر اے زبان خار تجھسے ہو سکے

طایر جان ہو بسان مرغ نامہ بر درست / اے وفور شوق گر طیار تجھسے ہو سکے

مہر سچ تو یہ ہی اپنی وقت کا حاتم ہے تو / جمع کیونکر درہم و دینار تجھسے ہو سکے

چھپیان سینکے ترا چاہ ذقن دکھلاتے / یوسف مصر کو یہ بھی نہ بھون دکھلاتے

تم جو بلبل کو رخ ای رشک چمن دکھلاتے / گل کبھی منہ نہ پھر ای غنچہ دہن دکھلاتے

تم جو گر لیتے نہ تو ہم خوب بناتے گل کو / منہ پہ منہ آتے جو غنچہ کو دہن دکھلاتے

دیکھنے والا ان انکھو کا ہون کیا چمکے انکھ / ذبح کرڈالتا انکھین جو ہرن دکھلاتے

زخمی تیغ نگہ کے لئے بنتا مرہم / مشک نافہ وہ نہین لا لاکے ہرن دکھلاتے

لطف تب تھا کہ دکھاتے ہمین تم برگ سمن / اور ہم تمکو تمہارا سے بدن دکھلاتے

ہم جو ہوتے ترے معشوق تو حالت دل کی / دل ترا توڑ کی اے عہد شکن دکھلاتے

ہوتی وہ گریان کو رگ ابر کی پہنچی سے کہتے / شعرا کو جو مرا تار کفن دکھلاتے

اے پری روز نسیم سحر آجاتی ہے
اوڑتی اوڑتی تری مجھ تک خبر آجاتی ہے

مجھکو طوفان کی صورت نظر آجاتی ہے
کیا تجھے لہر لیے چشم تر آجاتی ہے

لذت بوسہ کبھی یاد اگر آجاتی ہے
لے مسیحا مری جان ہونٹھون پر آجاتی ہے

کوئی دلسوز سوا اسکے نہ دیکھا اپنا
شمع رونے کو مری قبر پر آجاتی ہے

دل بلبل جو کبھی باغ سے گھبراتا ہے
دیکھنے کو مرا داغ جگر آجاتی ہے

ہو شب وصل غریبان مددائے زلف سیاہ
کیا بلا آج کی جلدی سحر آجاتی ہے

تمتما یا خفگی سے جو اوٹھا رخ سے نقاب
صبح ہوتی ہے کہ بس دوپہر آجاتی ہے

اس سے روشن ہے کہ ہون اوس رخ پر نور پہ غش
نیند اکثر مجھے وقت سحر آجاتی ہے

کیون نہ مشہور ہو پیغام اجل موئے سفید
سچ تو ہے نیند بھی وقت سحر آجاتی ہے

مجھپہ ہوتی ہے عجب بیخبری سی طاری
کبھی کچھ ہے جو اونکی خبر آجاتی ہے

مین وہ مسرف ہون کہ مضمون بھی اوڑا دیتا ہون
کہین شعرون مین جو تشبیہ زر آجاتی ہے

مہر کہو یا ہوا رہتا ہون خدا عالم ہے
جب کبھی صاحب وصف کمر آجاتی ہے

واماندگان قافلہ سے جرس ہے مجھے
فریاد سے ہو رشتۂ فریادرس مجھے
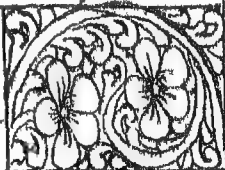
فریاد و آہ کی نہین باقی ہوس مجھے
امید کیون ہو نالۂ عشق فریادرس سے مجھے

نکہت کی طرح فصل بہاری مین کوچ ہے
گلبانگ ہے چمن مین صدائے جرس مجھے

ہون رہ روِ فنا مرا خیمہ حباب ہے
وقفہ قیام کا ہے یہان اک نفس مجھے

کیونکر اوٹھاؤن سر تری توسن کے پاؤن سے
طوق گلو ہوا ہے یہ نعل فرس مجھے

خو کردۂ چمن ہون بس اب جی رہے کہ جائے
گلزار اپنے خون سے کرنا قفس مجھے

جاتا ہون دوڑ دوڑ کے یار ڈولی کو — وہ صید ہون کہ ہو گئی ہوای قفس مجھے

دونون طرف نشان ہین تماچونکے دستخط — لینا ہو اس سنہ سے ترے بوسے دس مجھے

پابند سے تعلق خاطر صنم و سہے — گلشن سے لے اڑیگی ہوای قفس مجھے

خاک سخن مین جی نہین لگتا تو خیر مہر

اب شعر و شاعری کی نہین ہے ہوس مجھے

دشت کو ہم پھاڑ کر اپنا گریبان پھر چلے — اور لڑکے تیہرون سے بہرلی داماں پھر چلے

نعش اپنی چھوڑ کر گور غریبان پھر چلے — گر رہی گردن پہ قاتل تیغ بران پھر چلے

اللہ اللہ ان تبو نکا دور بہی کیا دور ہے — دیکھتی ہی دیکھتی بہتون کے ایمان پھر چلے

گر یہی برگشتگی بخت سے ہے تو چھٹ سے چلے — دیکھنے کو آئے وہ دیکھا نہ زندان پھر چلے

کل نکلوایا تہا دستے کس خرابی سے تمہین — آج ہی اے حضرت دل تم غزلخوان پھر چلے

کیا کسی سے ہو دہ ہر سمجھ بے نصیبون کو امید — اپنی کشت آرزو سے ابر باران پھر چلے

سینہ بانی چرخ دون ہمت کی ہمنے دیکھ لی — جس طرح آئے اوسی صورت سے مہمان پھر چلے

مسکرا ہی وہ تو آنکھین ڈبڈبا ہی رہ گئین — ایک ہی چھینٹے مین سوکھی ابر باران پھر چلے

دفعتا گیارہ نفس جانان پر طبیعت آگئی — گھر کیجانب چلتے چلتے سوئے زندان پھر چلے

ہوسہ پوسے تو ہوا پھر بوسہ عارض کا شوق — ہم طلب مین سیجھتو لعل بدخشان پھر چلے

اے صبا للہ لیچلنا ہماری خاک کو — اب کے باری تو جو سوی کوی جانان پھر چلے

چاشنی مرگ کی لذت نہ پائی ہو تو آئے — سیب کے بازار مین اب ماہ کنعان پھر چلے

بی ترے ممکن نہین ہے کچھ بہی لطف بزم شعر

مہر تجھکو ڈھونڈھکر سارے سخندان پھر چلے

ہونگی شراب سے نہ میرے ہوش گم کبھی
پہنچا نہ ایگا ضرر بہ فلاطون کو خُم کبھی

پیر مغان سخی ہے تو میرا وہ ظرف ہے
پی جاؤن ایک سانس ہو جاہی خم کبھی

کم ظرف مین نہین جو بہک جاؤن جام سے
ساقی لگا تو دیکھ مرے منہ سے خم کبھی

افسوس اب کہان وہ جوانی کہان وہ دور
پیتے تھے ہم بھی پیر مغان خم کے خم کبھی

اے شہسوار عرش پہ پہنچا مرا غبار
پڑنے دے میری خاک پہ گھوڑے کا سُم کبھی

گھبرا کے چونک اوٹھین ابھی خفتگان گور
آجاے تیرے لب پہ اگر لفظ قُم کبھی

تابان شفق مین ہو ذنب اسطرح چرخ پر
مہندی سی رنگین اگر تری گھوڑے کی دُم کبھی

پیدا ہو شکل نعل سی ایک شکل منحنی
چوموں زمین جھک کے گر یہی گھوڑے کا سُم کبھی

ہو جاے مسئلہ اعادۂ معدوم کا غلط
آؤ ہماری قبر پر اے جان تم کبھی

بہتون نے جان کہوئی ہے اسکی تلاش مین
اے مہر ڈہونڈیو نہ جو دل ہو ہی گم کبھی

بعد مردن بھی نشان عشق بلبل قبر ہے
گل جو زیب قبر ہو تو زینت گل قبر ہے

دیکھ دیوانی نہ ہو پاؤن نرکھ او بی ادب
اوس پہ کیا ہاتھ کی کشتی کی بلبل قبر ہے

بلبلے کتنا ناتوان ہے کشتۂ موے میان
نقش پای مور کی وسعت مین بالکل قبر ہے

تو نہ رویا مجھکو تو مین اسقدر رویا کہ جان
فیض اشک چشم دریا بار سے پل قبر ہے

لوگ جسکو لامکان کہتے ہین وہ گھر ہے مرا
جس جگہ ہنگامۂ محشر کا ہے غل قبر ہے

نرگس شہلا نگہبان شہید چشم ہے
کشتہ کاکل کی زیر شاخ سنبل قبر ہے

کیون نہ ہو شور و فغان اپنی دل پر داغ مین
بلبل نالان کی اس گلشن مین اے گل قبر ہے

بلبل آگل کہان آگل ہو یہ تو قبر ہے

مہر طالب مرگیا اب رشک آئی قہر ہو

گرم آتی ہے نسیم صبح کیون گلزار سے / جل اوٹھا کیا باغ اوسکے شعلہ رخسار سے

جب کہا مینے کہ جی لیتا ہے اس رفتار سے / کیا ستم ہے ہنس کے فرمایا مری پیزار سے

مہر فیض وصف چشم ساقی میخوار سے / ہے فزون ہر بیت اپنی خانہ خمار سے

کب اوٹھا سکتی ہے نرگس آنکھ چشم یار سے / سامنا بدمست کا کیونکر ہو اک بیمار سے

سحر ہی رنگ حنا ہے یا خدائی اے صنم / نور سے پیدا بنایا ہاتھ پاون نار سے

ضعف مین وان تک خبر ہی تو پہنچ سکتی نہین / کس طرح آگاہ ہو وہ میرے حال زار سے

بدگمان تھو وہ نہو وحشت کا حیلہ خوب ہے / فصل گل مین بھاگ جاون بلبلو گلزار سے

کشتہ رشک چمن ہون شمع تربت کا مری / گل عوض گلگیر کی لین بلبلین منقار سے

ناتوانی سے مجھے اپنے یقین ہوتا ہے اب / دب کے مرجاون گا اکدن سایہ دیوار سے

وہ فرنگن جائیگی گرجا تو دیکھین گے اوسے / سچ تو یہہ ہے کوئی دن بہتر نہین اتوار سے

جنگ کا بیلہ ہے تیرے ہاتھ مین چنگیز خان / نادری شمشیر کی بھی کم نہین تلوار سے

مرے قاتل پر بس اب جوہر شناسی ختم ہے / قتل کرتا ہے مجھے شمشیر جوہر دار سے

مجھکو تیری زیرپائی کا اگر گل ہاتھ آئے / عطر کھچواون مین اے رشک چمن عطار سے

دیدہ گریان مین ٹکڑے ہین دل بیتاب کے / مچھلیان پکڑو ہمارے چشم دریابار سے

ایک طفل برہمن کا اتنو دم بھرتا ہون / ربط ہے تار نفس کو رشتہ زنار سے

رات بھر پیچا کیا ہے یہہ خیال زلف مین / کیا دل نالان مرا کچھ کم ہے چوکیدار سے

ہڈیان تک مہر کی سوز جگر نے پھونکدین
اسے ہما کہدیجیو تو مرغ آتش خوار سے

یار رہبر ایک ہرن اپنا ہے ۔ دشت غربت بھی وطن اپنا ہے
کیا ہی پر درد سخن اپنا ہے ۔ دہن زخم دہن اپنا ہے
دل پر داغ سے ہی جوش سرشک ۔ خوب سیراب چمن اپنا ہے
گفتگو ہے مری خاموشی مین ۔ دہن یار دہن اپنا ہے
بید مجنون بھی نہین کوسون تک ۔ اپنا خلوت کدہ بن اپنا ہے
خوش نما جسم پہ ہین نقش حصیر ۔ خوب ملبوس چکن اپنا ہے
داغ اپنے دل پرخون مین نہین ۔ یہ سہیل اور یمن اپنا ہے
مجھے آباد ہے صحراے عدم ۔ دیکھ اے قیس یہ بن اپنا ہے
تیری آنکھون نے دکھایا صحرا ۔ خضر راہ ہرن اپنا ہے
سرخ ہی خون جگر سے اب تک ۔ گل تو داغ کہن اپنا ہے
روتے روتے ہی موا جاتا ہون ۔ چادر آب کفن اپنا ہے
کشتہ موے میان ہون ہمدم ۔ تار مو باف کفن اپنا ہے

کوہی سمجھے کہ نہ سمجھے اے مہر
یہی انداز سخن اپنا ہے

کس مین یہ عالم مسیحا ہے ۔ آپ کا دم دم مسیحا ہے
اونکے آگے یہ چشمہ خورشید ۔ دیدۂ پر نم مسیحا ہے
تو وہ سفاک ہے کہ اے قاتل ۔ اک جہان کو غم مسیحا ہے
سر برہنہ ہے تیرے دور مین مہر ۔ چرخ پر ماتم مسیحا ہے
سبزہ پشت لب نمایان ہے ۔ خضر اب ہمدم مسیحا ہے

تن بیجان مین جان آتی ہے خبر مقدم مسیحا ہے

کیون جدا ہون مین اوس فرنگن سے
مہر تو ہم جسم مسیحا ہے

تیر چٹکی سے کہین چھوڑ و جگر مین درد ہے تیغ کہیچو بندہ پرور مری سر مین درد ہے

ہاتھ سینہ پر ذرا رکہو جگر مین درد ہے پاون پڑ لینے دو صاحب مرے سر مین درد ہے

کیا نزاکت ہے کہ مضمون کمر باندہا یہان تو نصیب دشمنان اونکی کمر مین درد ہے

ہے شب فرقت تو آثار سحر ہوتی نہین کیا گلو سے زاہد و مرغ سحر مین درد ہے

لیگیا ہے جب نامہ درد کے مضمون کا تب سے مرغ نامہ بر کے بال و پر مین درد ہے

مرے خط مین بہی تو اے ہمدم بلا کا بوجہ تہا کیا تعجب ہے جو دست نامہ بر مین درد ہے

کسقدر سرگشتگی سے اپنی ہوتا ہون خجل جب یہ سنتا ہون کہ پاے ہمسفر مین درد ہے

ایک اگر دکہہ ہو تو ناصح کیجے اوسکا علاج سر مین سودا دلمین سوزش ہے جگر مین درد ہے

پھر کسی نے دل دکہایا پھر ہمین ایذا ہوئی اسقدر روئی کہ پہر اب چشم تر مین درد ہے

آخرش سن سن کے وہ مہ پارہ بہی رونے لگا
مہر کی بہی کیا کلام پر اثر مین درد ہے

ہے ثبات اوسکو تپ غم جو چہپی رہتی ہے خوب رہتی ہے اگر آگ دبی رہتی ہے

نالہ بلبل شوریدہ پہ گل ہنستے ہین مرے رونے کی حسینون مین ہنسی رہتی ہے

آہ سے ربط کبہی ہے تو کبہی نالہ سے اک نہ اک پہانس مرے دلمین چبہی رہتی ہے

چشم میگون کے نظارے ہی سے ہون مسرور مدام ساغر چشم سے یان بادہ کشی رہتی ہے

گون مین کیون نہ لگا لے وہ فرنگن الپین دامن حضرت عیسی مین سوئی رہتی ہے

چاک اپنا ہی گریبان رہا کرتا ہے — پیٹھ پر سے وہان کرتی جو جیسی رہتی ہے

ہے وہ دن کہ وہ لشباش رہا کرتے تھے — رات دن شام و سحر اب خفگی رہتی ہے

زلف سلجھائے اونکی تو او سجھ پڑتے ہین — اس بگڑنی سے مرے جی پہ بنی رہتی ہے

مہر سب کھیل زمانہ کا بگڑ جاتا ہے
شاعرون کے فقط اک بات بنی رہتی ہے

دل لیگئی وہ زلف رسا کام کر گئی — کعبہ کو ڈہا گئی یہہ بلا کام کر گئی

آیا نہ یار موت مرا کام کر گئی — ناکام ہی رہا مین قضا کام کر گئی

زاہد نے بھی نماز کو اپنی قضا کیا — واللہ ان بتون کی ادا کام کر گئی

اوسکی گلی مین خاک ہماری نہ لیچلے — اپنا کبھی نہ باد صبا کام کر گئی

زاہد کی آنکھ مین تو برہمن کے دل مین ہے — تصویر بت بھی نام خدا کام کر گئی

بیمار عشق کو ہوئی صحت وصال سے — اے جالینوس اک یہہ دوا کام کر گئی

نالے سے اپنے آہ رسا رات بڑہ گئی — نیزہ سے برچھی اور سوا کام کر گئی

وہ اب تو چھیڑ چھیڑ کے دیتے ہین گالیان — شکر خدا کہ اپنی دعا کام کر گئی

شکوہ نہین ہے کچھ ملک الموت سے مجھے — اک رشک حور آکے مرا کام کر گئی

لیلے کو ہو گیا تیری فریاد کا گمان — اے قیس زنگ کی بھی صدا کام کر گئی

پہنچوائی خاک مہر فلک بارگاہ کو
چھوٹی سی ایک چیز بڑا کام کر گئی

وان اونکو زلف و رخ کی سنوارنے سے کام ہے — یان صبح و شام کام ہمارا تمام ہے

دل بک گیا مرا تری باتون سے ناصحا — منصف ہو تو ہی اب کسی سودا خام ہے

کیون مجھکو بات بات پہ دیتے ہو گالیان
بندہ نواز یہہ کونسی طرز کلام ہے

یوسف سے اپنے آپکو صاحب نہ دو مثال
یہہ تو کرو خیال کہ وہ اک غلام ہے

اللہ پانون ہی نہین رکتے ہین پہ کیک
تاثیر پیروی بت خوش خرام ہے

اے شوخ مہ جبین ترے کوچہ مین خاک پر
مردہ پڑا ہی ایک جوان مہر نام ہے

کیون بندہ نواز آپکے اطوار یہی تھے
وعدے تھے یہی مہر تھے اقرار یہی تھے

محشر مین کہونگا مین تو اپنے خدا سے
دنیا مین مرے درپئی آزار یہی تھے

کہتے ہین مجھے دیکھکے اوس کوچہ مین لوگ
اک عہد مین رسوا سر بازار یہی تھے

نادم ہون کہ نادار ہون نادار ہون نادار
اے دست جنون جیب مین بس تار یہی تھے

ہوتی ہی سحر شام کی پوچھینگے ہم اے یار
کرتے تھے جو بل طرۂ طرار یہی تھے

مرغان چمن آج جو قیدی قفس ہین
افسوس کہ کل رونق گلزار یہی تھے

پریون ہی کی صحبت مین رہا عمر بھر افسوس
دیوانگی مہر کے آثار یہی تھے

بوسہ تو نزع مین لب جانان سے لیجیے
جان مستعار عیسی دوران سے لیجیے

چھٹتی نہ پائے حسن پرستی کا مشغلہ
یوسف کا کچھ سراغ تو زندان سے لیجیے

دست جنون جنون نہین گریبان نہین رہا
دامن ہی مستعار بیابان سے لیجیے

وہ پوچھتے ہین بس تو مزا ہی دہان زخم
کہتے ہین چٹکی اور نمکدان سے لیجیے

شجرہ بنینگے دست حنائی مین خود دست
بیعت تو چل کے پنجہ مرجان سے لیجیے

ہر دم یہی خیال کہ نقش الحجر ہے مہر

اب خاتم خطاب سلیمان سے لیجیے

پاون نہ رکھیں ہم کبھی تا نہ بلائی ہاتھ سے
جان اگرچہ جائے پر وضع نجائی ہاتھ سے

سوز جگر کی ہے دوا اوسکو لگاؤ جابجا
یار اگر حنا کی شب صبح چھڑائے ہاتھ سے

حال خطوط دست کا ہو فقط اسلئے دلا
تا کہین طایر حنا اوڑنی نپائے ہاتھ سے

کیون نہ چباون ہونٹھ مین کیون نہ یون لہو کی گھونٹ
غیر کو اسطرح جو تو پان کہلائے ہاتھ سے

دست دعا بلند ہو اور یہی ہے بس دعا
نقش حیات کو مری وہ ہی مٹائی ہاتھ سے

قاتل تند خو کی پاون چہونے پہ مستعد ہی یہ
ہمنے تو ہمنشین لیں اب ہاتھ اوٹھائی ہاتھ سے

پہنچا آفتاب مین چاند کے ٹکڑے آگئے
بوسہ کیوقت اوسنے جب گال چھپایا ہاتھ سے

بنگے فرنگیون کی شکل ملی مہ فرنگ سے
پھر کسی طرح تو وہ ہاتھ ملائے ہاتھ سے

دل بھرا آتا ہے غم کا جوش ہے
آج خالی یار سے اغوش ہے

آج ہے تابوت سونیکا پلنگ
چادر تابوت بالاپوش ہے

آج وہ آتش زبانی کیا ہوئی
آج شمع بزم بھی خاموش ہے

کون روٹھے آج کسکو ہم منائین
کس سے کہئے جان کیون خاموش ہے

جس سے ہم آغوش تھے کل شبکو ہم
آج اوسکا غم ہے ہم آغوش ہے

منہہ چھپاون دامن تربت مین اب
آج مجھسے جان جان روپوش ہے

ہی وظیفہ صبر کا اوس مہ لقا سے
آج خالی یار سے آغوش ہے

بھیجی ہے نشانی کے لیے کان کی بالی
ہاتھ آئی ہمین دل کی عوض جان کی بالی

دانائی پہ قاصد کی مین قربان مین صدقے
لایا ہے نشانی کسی نادان کی بالی

احوال مرا او سنے سنا کان لگا کر
یہہ رمز ہے بھیجی جو مجھے کان کی بالی

ہے صبح بناگوش اگر صبح شب ہجر
تو صبح کا تارا ہے تری کان کی بالی

اس درجہ ہوا زار مین وحشی کہ گلی مین
اب طوق کے بدلے ہے تری کان کی بالی

ہین نے جو بناگوش کو دیکھا تو وہ ہنسکے
کہتے ہین کہ تاکی ہے مرے کان کی بالی

سمجھا ہے مجھے حلقہ بگوش اپنا وہ اے مہر
بھیجی ہے نشانی کے لیے کان کی بالی

ہے بتون کا خیال خواب مین ہاے
یا خدا ہون مین کس عذاب مین ہاے

ہمنشین حال پوچھتے ہین مرا
اور کہتا ہون مین جواب مین ہاے

چشم میگون سے مار ہی ڈالا
زہر تھا ساقیا شراب مین ہاے

اوسکے گھر جاکے کیون ذلیل ہوئے
کیا کیا ہمنے اضطراب مین ہاے

عاشق چہرہ کتابی ہون
جی لگے اور کس کتاب مین ہاے

جب کیا ہے سوال بوسہ کا
گالیان کھائی ہین جواب مین ہاے

مہر مر جاؤن آفتون سے چھٹون
زندگی اور اس عذاب مین ہاے

ہے روز ہجر وصل کی اب امتناع ہے
خورشید صبح قرصہ ذات الرفاع ہے

کسکی چمن مین ہے خبر آمد اے نسیم
جو گل ہی شکل گوش پئے استماع ہے

کیون شام زلف و صبح رخ اک جا ہین مجتمع
ضدین کو محال اگر اجتماع ہے

ساقی کبھی تو بادہ گلگون کا دور ہو
اس خاکسار کو ہوس ارتفاع ہے

اوسکے سنہری رنگ سے مشاطہ ہکو کیا
تیلا تو گل کی زر سے کسے انتفاع ہے

شمشاد و فاختہ مین ہوا باعث نزاع
اوس سرو قد کا قد الف انتزاع ہے

افلاس کا الم ہے نہ جور فلک کا غم
مولا علی جو اوسخی و شجاع ہے

کیون لیچلی اوڑا کے صبا خاک پاے یار
کسکے لیے یہ فکر علاج صداع ہے

کیا مہر صدمہ شب فرقت سے مر گیا
شکل جواب نامہ جو خط شعاع ہے

اگرے مین خوش نہین آتا ہو اب رہنا مجھے
یا الٰہی فتحگڈہ جلدی کہین پہنچا مجھے

یاد آتا ہے دل پر خون بہت اپنا مجھے
ساقیا بس اب نہ دکھلا صورت مینا مجھے

یاد آتی ہو وہ رشک وادی ایمن پریٹ
نذر دیتا تہا جہان موسی ید بیضا مجھے

اے خضر گنگا کا پانی ہے مجھے اب حیات
صاف ہی یہ سبز جمنا زہر کا دریا مجھے

عقل چکر مین ہو مری تا بہ کی جہانونگا خاک
گرد باد آسا کیا گردون نے اوارا مجھے

اوڑ کے جاتا اگرے سے اوس پری کے پاس مہر
شکل مرغ نامہ بر خالق جو پر دیتا مجھے

اے وسں اب نالہ جان کاہ نہ منہہ ہی نکلے
دم نکلجاے مگر آہ نہ منہہ سے نکلے

یاد ہے ہم آغوشی مجھے بت خانہ کی
نام بت اب کبھی اللہ نہ منہہ سے نکلے

دلربایون دا مین لاکہہ ادائین معشوق
سعی ضبط یہہ ہین واہ نہ منہہ سے نکلے

نفرت اظہار محبت سے ہی رہتا ہے خیال
سخن قابل افواہ نہ منہہ سے نکلے

اور چاہو سو کہو حضرت دل بات یہہ ہی
جسمین ثابت ہو اوسی چاہ نہ منہہ ہی نکلے

حال دل تجہسے کہا تو ہی مگر اے ہمدم
دیکھیو اب کہین اللہ نہ منہہ سے نکلے

شمع خاموش ہو گلگیر سے روشن ہے یہ بات
شکوہ دشمن بدخواہ نہ منہہ سے نکلے

مجھکو افشا نہین منظور خبر دار کہین
راز پنہان دل آگاہ نہ منہہ سے نکلے

دیر کا ذکر ہے اے شیخ جی صاحب عمداً
ہم اگر چاہین تو واللہ نہ منہہ سے نکلے

تو تو کیا مال ہے منعم کہ خدا کے بہی حضور
یان دعا سے طلب جاہ نہ منہہ سے نکلے

استقدر رنج حسینون سے ہوا مہر مجہے
کہ جہینے کے سوا ماہ نہ منہہ سے نکلے

لے مہر ہاتھہ ہاتھہ مین اک مہ لقا کا ہے
نقش مراد خط کف دست دعا کا ہے

صدقے گیا تہا لاکھہ وفاون کو مری جان
کیا خوب رنگ ڈہنگ یہ جور و جفا کا ہے

تربت مین خاک ہو گئین منعم کی ہڈیان
اب کیون ہجوم مزار پہ بال ہما کا ہے

کعبہ کا ہو گمان وضیع و شریف کو
دل مین مرے خیال کسی پارسا کا ہے
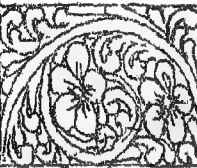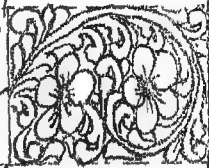
کیونکر نہ شکر نعمت رزاق کیجیے
کہانیکو غم نہ ہو تو مرے کڑا کا ہے

ہوتا ہون ذبح خنجر چین جبین سے مین
عشاق مین دماغ یہہ کس میرزا کا ہے

کہتے ہین مجہے ہاتھہ مین دستانے پہنکے
دیکھو یہہ دام طایر رنگ حنا کا ہے

ہو جائے سب پہ حال جفا و وفا عیان
مطلب یہہ مرے قتل سے اوس بیوفا کا ہے

سر جہک گیا ہر ایک کا سجدے کو اے صنم
تاعم خدا یہہ شوق ترے نقش پا کا ہے

بیٹھے ہین رکہے ہاتھہ پہ ہاتھہ اپنے ہی جنون
کوئی کہین پہ تار بہی باقی قبا کا فلع ہے

اے اشک اب ٹہر کہین لے آہ دم لے اب
چرچا بہت شکایت آب و ہوا کا ہے

مضمون قصر کلک سے اپنے ٹپک پڑے
کیا ہاتھہ مین قلم بہی سے بوریا کا ہے

بیشک چورا لیا ید بیضا کو ورنہ جان
کیا وجہہ منہہ سفید جو دزد حنا کا ہے

اے دلربا تو چور کا ساتھی ہے گٹھ کٹا | اب ہاتھ تیرے ہاتھ مین دزد حنا کا ہے

کرتا ہے وصف زلف مین کیا موشگافیان
مہر سیاہ کار بھی شاعر بلا کا ہے

بوسے لبوں کے پائین کہ ہم کام کام سے | مطلب نہین مسیح علیہ السلام سے
ابرو پلے حضور کی تیغ نگہ چلی | دیکھو او گل پڑی ہے سروہی نیام سے
خاکا ہے نقش پا ترا تصویر کبک کا | پیدا قلم کی چال ہے طرز خرام سے
گیسو پڑے ہوئے ہین کمر پر اوٹھا ہے | صاحب ذرا لگا لیے عنقا کو دام سے
تڑپا کیوں کی ہے جو تصور مین آنکھ بند | کیا عشق بھی انہین بھی رخ لالہ فام سے
مستانہ کیوں نہ دست دگریبان سحر سے ہو | بھکا ہی آفتاب صبوحی کے جام سے
موج صبا کی ساتھ ہو زنجیر اے جنون | فصل بہار آئی ہے کس اہتمام سے

کہتا ہے مہر وہ مہ بے مہر برملا
نفرت ہے ہمکو مہر و محبت کے نام سے

زلف چہرہ پہ یون رہا نہ کرے | روز اندھیر تو ہوا نہ کرے
سب سے کہدینگے ہم کہ عشق صنم | اب کوئی بندۂ خدا نہ کرے
تا بہ کی اشک سرخ و چہرہ زرد | عشق نیرنگیان کیا نہ کرے
کہین اوسکو نہ بدگمانی ہو | بلبلو ہم سے گل ہنسا نہ کرے
دشت مین کیوں ہرن کے ساتھ پہرون | تو جو آنکھون تلے پہرا نہ کرے
سیر دیوان کرکے او مہوش | کیون تو کاغذ کو جگ جگا نہ کرے
تیر ابرو ہے ہنجۂ مژگان | کیون حرم مین کوئی دعا نہ کرے

کتنا رنگین ہے طایر مضمون
رشک کیون طایر حنا نہ کرے

وہ مرے خون سے نہ ہاتھ اوٹھاے
خون حسرت کہین حنا نہ کرے

ہو ہی تہذیب ابتدا تو کیا
آدمی فکر انتہا نہ کرے

خط نہین رخنہ استتار ہے یہ
اب اونہین خط کوئی لکھا نہ کرے

کبھی تیغ نگہ نہ منہہ موڑے
کبھی تیر مژہ خطا نہ کرے

ملتی انگلیان کی تیری پنجہ اپر
اسمین چٹا بہی کیون بلا نہ کرے

کوئی طوفان نہ لاے فقر مرا
کہین کچھ موج بوریا نہ کرے

مہر اب کے گوا لعبیر پیچ چلے
کہین باہی پڑی سڑا نہ کرے

پوجینگے وہ منہہ صورت قرآن کبھی ہم بھی
ہو جاینگے اے شیخ مسلمان کبھی ہم بھی

ہوتا تہا کبھی کوچہ دلدار مین گلگشت
کرتے تہے صبا سیر گلستان کبھی ہم بھی

کیا ننگ ہے ننگا ہی اگر قیس جنون مین
پہرتے تہے یون ہی دشت مین عریان کبھی ہم بھی

پریون ہی سے رہتی تہی کبھی اپنی بھی صحبت
مشہور تہے یان رشک سلیمان کبھی ہم بھی

ناصح جو نہین کہتے ہین وہ اپنی ہین بڑی دوست
تہے دشمن دامان و گریبان کبھی ہم بھی

حیلے سے دلبر اونہین کہتے ہین اب اغیار
کہتے تہے یون ہی ہا مری جان کبھی ہم بھی

ہر ایک سے کرتی ہو تمہین میری شکایت
کہتے ہین بہلا کچھ تمہین جانان کبھی ہم بھی

خاموش ہین خاموش ہین اب کچھ نہین کہتے
مشہور تہے اے یار سخندان کبھی ہم بھی

اک کافر ترسا کی محبت کا مرض تہا
عیسی سے طلب کرتے تہے درمان کبھی ہم بھی

بوسے لب لعلین کے میسر تہے ہمیشہ
تہے مالک اقلیم بدخشان کبھی ہم بھی

اے شمع جہان دیکھ کے جلتی ہے تو ہم کو
ہنستے تھے وہان سرو چراغان کبھی ہم بھی

اک دور مین تھی شوخ شرابی سے محبت
رہتے تھے لگائے دل بریان کبھی ہم بھی

ناصح جو یہ سو مرتبہ کہتا ہے کہ سمجھے
کرتی ہین تب اک مرتبہ ہان ہان کبھی ہم بھی

اے قیس اسے سال نہ زنجیر ہے نے طوق
ایسے تو تھے بے سر و سامان کبھی ہم بھی

تجھکو بھی یہ تھا ناز کہ مین بھی ہون مہ مہر
مشہور تھے عاشق ترے جانان کبھی ہم بھی

سب سے بیان کرے نہ مری دلکی ٹیس کے
بھر دون دہان زخم نمک پیس پیس کے

کہتے ہین جنکو عین وہ لکھے ہین شکل صاد
بہکے ہین ہاتھ نشہ مین کیا خوش نویس کے

مضمون جنمین وصف دہان و کمر کا ہے
پرچے وہ اے حضور ہین خفیہ نویس کے

سرسام تو نہین ہے مجھے سوداے عشق ہے
نسخہ مفید ہونگے نہ شیخ الرئیس کے

دیکھی یہ چشم جوہر تیغ نگاہ یار
سرمہ نے صاف رنگ دکھائے کیس کے

سن سن کے حال دل مرا روتے ہین مری دوست
غزلین ہین مہر مرثیہ گویا انیس کے

زلفین ہٹا کے چٹکیان لین روی یار کی
قیمت حلب مین گھٹ گئی مشک تتار کی

پستان یار پر کبھی پہنچی اتار کی
تشبیہ قد سے ہے شجر میوہ دار کی

کہنی ہے سرگذشت جو پاے نگار کی
تو منہ نے آبلون کی زبان پاے خار کی

گردنین وان بہار ہے پھولونکے ہار کی
زنجیر یان ہے موج نسیم بہار کی

اوس طفل کو ہے شوق جو خط غبار کی
تو لوح چاہیے مری لوح مزار کی

آنکھین کھلین ہین راہ مین تکتا ہون یار کی
صورت ہے پتلیون مین شب انتظار کی

مردون سے بھر گئی ہے زمین رہگذار کی — محشر بپا ہے چال قیامت ہے یار کی

کچھ سوجتا نہین ہے کدورت سے یار کی — وان دلمین آنکھ مین ہے جگہ یان غبار کی

پھنتے نہ سیر کی چمن کوئی یار کی — دل مین ہمارے رہ گئی حسرت بہار کی

کیون چھپ سکے میکشی عبث ہے بادہ خوار کی — چھپتی ہین کب چھپائے سے آنکھین خمار کی

آنکھین لڑینگی جام سے اوس بادہ خوار کی — شیشہ گلا کٹائیگا گردن پہ یار کی

تیشہ لگا کے سر پہ اگر کوہکن موا — میرے لئے بھی تیغ کھنچی کوہسار کی

کیون جام می پلا کے ترش مجھ پہ تم ہوئے — چڑھتی ہی نشہ ہو گئی صورت اوتار کی

رو رو کے اونکی یاد مین انکھین کرون سفید — بس یون ہی صبح ہو گئی شب انتظار کی

غصے سے انکھ لال ہے کیفیت اب کہان — نشہ ہرن کرینگے یہہ شدت خمار کی

گردش مین گردباد جو کھینچی کچھ آپ کو — خاکا اوڑا ہے خاک ہمارے غبار کی

باد صبا بھی آئی ہوا مین بھری ہوئی — اوٹھی زمین سے خاک نہ یہہ خاکسار کی

ساقی خم شراب کو پتھر سے توڑ دے — فرقت ہے مجھکو ایک صنم بادہ خوار کی

کلیان نکل چکین تو ہوی دام مین اسیر — دلمین ہمارے رہ گئی حسرت بہار کی

وہ بادہ خوار ہین کہ لپیٹ کر لبوں سے — چوسی ہے جسکو نہین زبان ہمنی خار کی

دست سبو ہین پنجہ مژگان بعینہ — آنکھین خم شراب ہین اوس بادہ خوار کی

موزیکے مال سے نہین ہوتا کسیکو نفع — آتی نہین ہے صرف مین کوڑی کنار کی

کیا خوش ہون مہر ریخ مال سرور ہے
ہوتی ہے بعد نشہ کے ایذا خمار کی

گپ چپ کا مزا یار ملا کم سخنی سے — بنتی ہے مٹھائی تیری شیرین دہنی سے

گل تجھکو سمجھتے ہین فقط گل بدنی سے / غنچہ کا دہن پر ہی کم سخنی سے

دل ٹھہر گیا سونگھ لیا شانہ گیسو / سیماب کو قایم کیا اس ناگ پھنی سے

دانتون کے تصور مین جگر کی ہوی ٹکڑی / یاقوت تراشا گیا ہیرے کی کنی سے

دانتون کے تلے ہونٹھ نہ غصے مین دباؤ / ہو خون مسیحا تو نہ ہیرے کی کنی سے

بیدرد عبث شیشۂ می سنگ سے توڑا / کیا فایدہ اے محتسب اس دل شکنی سے

سر پھوڑ کے فرہاد نہ ہو جایگا خسرو / اصرار ہی بیفایدہ قسمت کی دھنی سے

رہتا ہے فقیری مین امیرانہ تکلف / مرزائی ہماری نہین چھپتی کفنی سے

می پی کے سمجھنا ہے تجھے محتسب شہر / کر لی ہے درستی تیری توبہ شکنی سے

کانٹون پہ مزا پھول کی سیجون کا ملا ہے / راحت ہے ہمے رنج غریب الوطنی سے

آنکھین ہی دکھا یا کیے شوخی سے وہ اے مہر / چشمک ہی رہی انکو غزال ختنی سے

کوچ وقت سحر ہمارا ہے / کوس رحلت گجر ہمارا ہے

نہین ملتا پتا جو عنقا کا / طایر نامہ بر ہمارا ہے

شور بلبل سے گل کے کان کھلے / نالہ اک بے اثر ہمارا ہے

داغ لیتے ہین دل کو دیتے ہین / دیکھئے کیا جگر ہمارا ہے

تیغ سے ہے اشارہ ابرو کا / زخم بس کارگر ہمارا ہے

غم کے طالب رہی خوشی کی عوض / حوصلہ کس قدر ہمارا ہے

کیا عجب ہے جو سنگ اسود کو / بت کہین سنگ در ہمارا ہے

کیون نہ موی کمر کی وصف لکھین / شاعری تو ہنر ہمارا ہے

نخل غم ہے جو باغ عالم مین
بس وہی اک شجر ہمارا ہے

قیس و فرہاد ہین رفیق اپنے
کیا جنون کرو فر ہمارا ہے

دیکھتے ہین زمین و بحر سخن
خوب ہی بحر و بر ہمارا ہے

حضرت عشق کیا کیا دل کو
قبلہ کعبہ گہر ہمارا ہے

عشق زلف و رخ صنم اے مہر
شغل شام و سحر ہمارا ہے

جو حال ہے اپنا او نہین کیا اوسکی خبر ہے
نالون مین ہی تاثیر نہ آہو نہین اثر ہے

رونیکا ہمین ہجر مین شغل آٹھ پہر ہے
دریای بلا خیز یہان پیش نظر ہے

پہلو مین ہمارے وہ ادہر ہے نہ اودہر ہے
دل ہین ہی ادہر درد اودہر درد جگر ہے

پوچھون جو خبر اوسکی تو کہتے ہین یہ احباب
کیا پوچھتے ہو تمکو کچھہ اپنی بھی خبر ہے

کب تجھکو میسر ہوا ہر روز نیا داغ
اے لالہ نعمان یہہ ہمارا ہی جگر ہے

می خوار تو مجھہ رند کے دامن سی لگے ہین
تھا ابر بہاری کہ میرا دامن تر ہے

بیدرد ہی وہ اور ہنسے گا جو سنے گا
کیا فائدہ رونے سے کہ آنکھونکا ضرر ہے

بیخوف و خطر چھپ کے کیون سو نہین رہتے
مجھسے تو کہو تم تمہین کس بات کا ڈر ہے

یہہ پنجہ خورشید مرا ہاتھہ ہی اے مہر
میرا ہی گریبان گریبان سحر ہے

آئی تزئین کو تری ای مربع گلشن چاندنی
باو دا منڈہ رہی شاخ نشیمن چاندنی

آگ لگ جائی جو ہو جھلس افگن چاندنی
ہجر مین کرتی ہماری گھر کو گلخن چاندنی

ماہ ہی تیرا چراغ زیر دامن چاندنی
چہرہ تابان جانان سی ہی جوبن چاندنی

لاون گل کہانیکو اوس مہ کا جو جہلا ہشت پہل
چاندنی کے پہول سے نکلی ششمن چاندنی

چرخ سے دیوانہ پن مین ہی جو چاہون ہال و جام
صاف چاندی کی کرے زنجیر آہن چاندنی

کونسی رشک قمر کا نام سے ہے وردِ زبان
کہکشان کی نذر لامی سے ہے جو سمرن چاندنی

چاندنی کا پہول سودامی کو ہوتا ہی مفید
دشت وحشت مین ہے مجہ وحشی کی دشمن چاندنی

چار دن کی چاندنی ہی پہر اندہیرا پاکہ ہی
دیکہیے دریا پہ کیا اسے شوخ پرفن چاندنی

مرغ زرین کی اوڑا دن پر عوض مقیش کی
دیکہنا منظور ہو گر مرغ گلشن چاندنی

منزل اول ہی نو محلی کے چرخ اولین
ماہ تابان وہ ہی تو چاندیکی چلمن چاندنی

دست ماتم بن گئی ہی فرش کی ہر اک شکن
ہی صف ماتم مری کرتی ہی شیون چاندنی

صاف دہوکا مہ کا ہوتا تہا وہ رخ جب صاف تہا
یاد دلواتی ہی اب اوسکا لڑکپن چاندنی

چاہیئے اقلاسے تہی دم رفیقون کو فروغ
نقص ہی مہتاب کا گر ہو نہ روشن چاندنی

ہجر جانا نین ہین میری جان کو دو آفتین
رات ہی کالی بلا مبروص ڈاین چاندنی

مرے دامن سے جو منہہ پونچہو وہ رشک ماہتاب
اپنی چادر پہینک کر لے مہرِ اوامن چاندنی

آسمان رفعت تیرا گہوڑا ہی جو ہی بندی ہلال
کیون اندہیری سکے کیسے چاہی توسن چاندنی

مہر کو تو پوجتا ہے مین ہون عاشق ماہ کا
دہوپ تجہکو چاہیئے مجہکو برہمن چاندنی

مین وہ زخمی ہون کہ مجہپر دشمنو تکو رحم آئے
پہاڑ کر چادر کو باندہی زخم گردن چاندنی

بچ گیا بار کفن سے جسم مجہ رنجور کا
کام آئی ہجر کی شب بعد مردن چاندنی

چرخ سے اوترے فقط چادر چڑہانے کے لئے
ڈہونڈتی ہے لیکے مشعل مرا مدفن چاندنی

مین وہ وحشی ہون کہ اب ہر چراغ قبر بہی
چاندنی کے پہول سے کہینچے گی روغن چاندنی

چاندنی کی سیر دریا پر کرینگے دن کو ہم
دہوئیگی اوسکے بچہانیکی جو دہوبن چاندنی

چہرۂ شفاف پر پنہاں ہی اک خال سیاہ
دیکھے گر مرے سیہ خانہ کا روزن چاندنی

فصد لینے مین تامل ہو گیا جراح کو
گر گئی میرے بدن پر کار جوشن چاندنی

ہے یہہ تاریکی کہ باقی ہی نہین آنیکی راہ
ڈہونڈہتی پھرتی ہے کب سے میرا مسکن چاندنی

عقد پروین ہے ترا طرا تو گجرا کہکشان
ٹوکری ہے چاند تارے پہول مالن چاندنی

مہر کو دوران سر ہے گردش افلاک سے
مد کے چھلکے پر گہسا کرتی ہے چندن چاندنی

ضعف مین ہم تاب گردش مہر کیونکر لائینگے
دست وحشت مین بگولے ہم سے چکر لائینگے

آپ بھی تشریف کیا اے بندہ پرور لائینگے
حضرت دل ہمکو اکدن آپکے گھر لائینگے

کاہیکو ہوگی ہمین اونکی قدمبوسی نصیب
ہم کہان سے ایسے جبا آیسا مقدر لائینگے

ہمکو پہنا جائیگی زنجیر گر سچ ہے نسیم
تمکو مرغان چمن پہولون کا زیور لائینگے

پارہ یاقوت لخت دل سے گوہر اشک کے
دیکھئے گا کیسے رنگین دیدۂ تر لائینگے

ہم ترے کوچہ کے دیوانہ ہین کیسے کوہ و دشت
جا مین قیس و کوہکن کیا خاک پتہر لائینگے

چشم بد دور اونسی کب آہو ملا سکتے ہین آنکھ
وہ کمانے مہر یہہ چتون یہہ تیور لائینگے

سخت پستان پہ تری نیٹ کی انگیا دیکھی
جال مین بیضۂ فولاد کی چڑیا دیکھی

ہاتھ پہ پیچ اوٹھائے تو بلائین جہلین
دل پریشان ہوا جب زلف چلیپا دیکھی

شعلہ حسن رخ یار سے نسبت کیا ہے
بس تجلی اثر طور کی موسا دیکھی

مین وہ بیکس ہون کہ خوش ہو گیا ہمدم سمجہا
اپنے بستر پہ اگر صورت دیبا دیکھی

اپنا رہنا ہمین یاد آیا ترے کوچہ مین
جب گلستان مین کوئی بلبل شیدا دیکھی

وہ ہی تدبیر کرینگے مری بیماری کی
تیری اعجاز نمائی تو مسیحا دیکھی

مہر کی آسکے عیادت کو جو اے رشکِ مسیح
آج کیا آپنی جاتی ہوئی دنیا دیکھی

اپنے اعجاز سے ستون کو پلایا پانی
آگ کو پیرِ مغان تو نے بنایا پانی

مسی مل مل کے وہ ہنستے ہین رلا کے ہمکو
ابر سے برق چمکتی ہے وہ آیا پانی

ہو گئی میرے دمِ سرد سے ٹھنڈی تلوار
برف مین تیغ کا قاتل نے لگایا پانی

قطع امید ہوا اب زیست سے اپنی ہمکو
اب شمشیر سے زخمون نے چرایا پانی

اشک گرم اسکے ہے سوز درونی سے بہم
دلکو جب اپنے جلایا تو بجھایا پانی

موسم گل مین تکلف کیا دیوانون نے
اپنی زنجیرون پہ سونے کا چڑھایا پانی

تیرے مونھ دھونے کیلئے چشمۂ خورشید کی وجہ
مہر کے منہ مین مری جان بھر آیا پانی

دیوار تو گرا ہی ہے سر پھوڑ پھوڑ کے
بیٹھے ہین کوئے یار مین اب پاؤن توڑ کے

پہنچی جو فکر وصف سراپا مین تا کمر
فکر رسا کو طبع پکاری یہین چھوڑ کے

دیکھا رہے ہین خار بیابان زبان خشک
نادم ہون آپنے آبلہ پا کو پھوڑ کے

خالی نہو گناہ بھی فکر ثواب سے
پانی پلاؤن دامن تر کو نچوڑ کے

مجنون بنا جو اب سگ لیلی نہین رہا
دیوانہ ہو گیا مری ہڈی چچوڑ کے

منعم بہانے گوشۂ تربت مین زیر خاک
قصر فلک شکوہ گئے چھوڑ چھوڑ کے

مہندی لگا کے اپنے کیون ہمارا خون کیا
کیا ہاتھ آیا مہر کا پنجہ مروڑ کے

دیکھا ہے رخ یار کو اوڈھنگ کئی دن سے
ہر صبح کا تارا میرا اختر کئی دن سے

اک صدمہ جانکاہ ہو مجھپر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

کرتا ہون جو مشق خط ساغر کئی دن سے
بھرتا ہون قلم مین مے احمر کئی دن سے

گلزار مین بنتی ہین وہان پھولونکی سیجین
کانٹون کا بنا ہے یہان بستر کئی دن سے

ہر صبح نیا عہد ہے ہر شام نیا عذر
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

سیلان ہوا خون کا پھر اپنی رگون مین
پھر تیز ہے فساد کا نشتر کئی دن سے

چھپ چھپ کے خود آرائی کیا کرتے ہین اب تو
آئینہ ہوا سد سکندر کئی دن سے

آنکھین ہین گلابی دل بریان پہ نظر ہے
پیتے ہین شراب آپ مقرر کئی دن سے
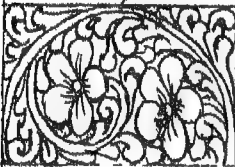
تیر نگہ یار ادھر بھی نظر مہر
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے

خالی تو یہ ہو لے ابھی کاہیکو بھر آئی
کیون ابر کے جھٹنے مین تو اے چشم تر آئی

کچھ دھیان مین اپنے تو نہ تیری کمر آئی
کس نے اسے دیکھا ہے یہ کسکو نظر آئی
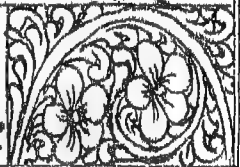
گھر مین ترے ہوتی ہوئی باد سحر آئی
آئی بھی تو ڈرتی ہوئی ہمکو خبر آئی

مر جاؤنگا مین درد سے غافل جو رہونگا
موت آئیگی فرقت مین مجھے نیند اگر آئی

اے سلسلہ جذب محبت ترے صدقے
مجنون کے لئے صاحب محمل کدھر آئی

اب نخل تمنا کے ثمر ہاتھ لگین گے
جوبن ترا ابھرا مری امید بر آئی

انسان سے مطلب ہے ہمین حور سے کیا کام
واعظ یہ طبیعت جدھر آئی ادھر آئی

دل ٹوٹ گیا شیشہ مے کو جو لگی ٹھیس
خالی جو ہوا جام مرے چشم بھر آئی

ساقی مجھے کیسا یہ طلسمات دکھایا
مے ہے کہ پری شیشہ کے اندر اتر آئی

بس تو نے تو ظلم و ستم و جور ہی سیکہا
الفت تجہے آئی تہی نہ بیداد گر آئی

جب جان لبون پر ہے تو آمد ہوئی اونکی
آخر مرا ناکامی دل کام کر آئی

اے چشم یہ خونناب فشانی تیری کب تک
دل ہو چکا اب نوبت خون جگر آئی

کافر تیری زلفو نسے سروکار تہا کسکو
بس دل کی بدولت یہ بلا جان پر آئی

اک شہر خموشان کبہی ویران نہین ہوتا
آباد ہمیشہ یہی بستی نظر آئی

کیونکر نہ جوانی مین ہو ہمکو غم پیری
دن ڈہلنے لگا مہر بس اب دوپہر آئی

تا قیامت یون ہی محروم رہونگا مین بہی
جانتا ہون یہ ترا وعدہ فردا مین بہی

لن ترانی کے سوا کچہہ نہین سنتا مین بہی
طالب جلوۂ دیدار ہون موسا مین بہی

آمد آمد ہے گلستان مین بہار آتی ہے
اے جنون چلنے کو ہون جانب صحرا مین بہی

نکتہ سنج اور سخن فہم تو بیشک ہون مین
یار کہتا ہون دہن مین تری دہوکا مین بہی

بار ہے سر تو سبکدوش بہی ہو جاونگا
ایک سفاک کا رکہتا ہون سہارا مین بہی

موسم کی باد بہاری سے نے پہنای زنجیر
اے پری ہون ترے دیوانون مین مرزا مین بہی

کاش ہم بستر ہے یار ہو مجکو بہی نصیب
کاش ہوجاون دلا صورت دیبا مین بہی

ہاتہہ آئیگا نہین طایر مضمون کمر
دل سے لگے کیلئے پاون کوئی عنقا مین بہی

تو نے دیکہا ہے کوئی اور بہی مجہسا بیمار
کیون مسیحا کبہی ہو جاونگا اچہا مین بہی

دیدہ تر سے ہوا اے سوز دون چشم امید
چہوڑونگا نہین اب دامن دریا مین بہی

مہر کا بہی ہے یہی قول بقول شاعر
تیرا بیمار ہون اے رشک مسیحا مین بہی

صاحب حجاب چہرہ روشن اوٹھائے
سب بے پردہ منہ دکھاے چلمن اوٹھائے

بنت حرم سے دیر سے آسن اٹھائے
کاہیکو ناز شیخ و برہمن اوٹھائے

دور شراب ناچ بس ہو چکا حجاب
شیشہ کا سر جھکا ہی گردن اوٹھائے

ضحاک کا گمان نہ ہونے لگے کہین
شانہ سے اپنے زلف کی ناگن اوٹھائے

دیکھو مرا غبار اوڑا لیچلی صبا
اب آپ باگ لیجے توسن اوٹھائے

سے ہے اگر نہین ہے کدورت حضور کو
اچھا تو خاک پاک کی سمرن اوٹھائے

خاک شہید ناز کے ہین ڈھیر جا بجا
یان پانچے سنبھالئے دامن اوٹھائے

اللہ کیسے ہیئے توانا ہین ناتوان
اب خاک سے تو خاک تہمتن اوٹھائے

پر تو بہی ہو جو نقش کف پاے یار کا
انکھون سے خاک وادی ایمن اوٹھائے

عیسی سے کیا اوٹھون کا کرم کیجئے حضور
تشریف لائے سر مدفن اوٹھائے

اونکو نہ مری خاک مین ملنی کا ہو یقین
ہر چند خاک پاک کی سمرن اوٹھائے

دیکھا بچشم غور تو آخر کو خاک ہے
سونیکا گر محل ہے مسکن اوٹھائے

مشتاق جلوہ رخ پر نور مہر ہے
بی پردہ منہ دکھائے چلمن اوٹھائے

داغ حسرت نے پایا عیش بے بنیاد سے
لیچلے اک پہول ہم بہی گلشن ایجاد سے

سخت جانیکو مری پوچھے کوئی جلاد سے
طایر جان اپنا نکلا بیضہ فولاد سے

ہم دل پر داغ دیار اونکے کوچہ مین گئے
باغ ابراہیم ہیلا گلشن شداد سے

صف ہے مجھہ بیکس سے چرخ تفرقہ پرداز کو
کیا تعجب ہی جو چہڑادے یہہ اگر ہمزاد سے

کفر سے قایم ہے اے زاہد بنا اسلام کی
سب حرم والے ہین واقف دیر کی بنیاد سے

طرہ طرار گیسو نے عبث ڈالا ہے جال
شاد کیا ہوگا کوئی مرنے دل ناشاد سے

وہ سہی بالا ہوا جب عازم گلگشت باغ
جھک گیا فرش شجر سایہ شمشاد سے

مژدہ باد ای عشق دیکھا تو نے حسن اتفاق
طوق میں لایا وہ خنجر لیگیا جلاد سے

تیری قامت نے سنائی سیدھی سیدھی سرو کو
پھیر کر کستی ہے قمری دل لگی شمشاد سے

بارہا پھولکا ہے ہمنے آپ اپنا آشیان
گرمی صحبت رہی ہے مدتوں صیاد سے

بجھ گیا تخت سلیمان کا جو خاکا گرد بار
مٹ گیا نقشہ ہمارے خانۂ برباد سے

جسمین ہے مضمون لب شیرین کا ای شیرین دہن
کم نہیں وہ بیت بھی دکانچۂ قناد سے

مہر آتش کیطرح جھلیں فلک کی سختیان
مورچہ باندھا ہے ہمنے قلعہ فولاد سے

میرے لکھے کی اب نئی تحریر چاہیے
اصلاح اور منشی تقدیر چاہیے

فرہاد مین نہیں ہون جو تدبیر چاہیے
سر پھوڑنے سے فائدہ تقدیر چاہیے

عرش خدا ملے وہ بت سنگدل ہے کیا
البتہ آہ و نالہ مین تاثیر چاہیے

گھٹتا ہے ضبط شوق شہادت سے دم مرا
تلوار کھینچ اب تو نہ تاخیر چاہیے

چمکا نہ داغ دل مرا اے یاد روی یار
تاریک قبر ہے مجھے تنویر چاہیے

دو گز کفن ہے کل تو سوا گز زمین ہے
کس زندگی پہ خلعت و جاگیر چاہیے

کس کام کا ہے آپکے دے ڈالیے ہمین
غمخوار بیکسان دل دلگیر چاہیے

قاصد لکھون مین شرح مصیبت کہان تلک
خط مین حوالہ خط تقدیر چاہیے

وحشت مین ربط دست و گریبان کہان تلک
گردن مین طوق طوق مین زنجیر چاہیے

مین خوف حد شرع سے بدمست ہی رہا
قاضی کو میرے جرم کی تعزیر چاہیے

کل کائنات دہر مین رہتا ہو دم کے دم
گہر کیا بنائین قبر کی تعمیر چاہئے

رونق نہین ہے دل کی اگر داغ دل نہین
اس گہر مین خانہ باغ بہی تعمیر چاہئے

تمثال ہے نہ آئینہ خانہ مین تیرے آگے
سد سکندری یہان تعمیر چاہئے

یہ قصر نیلگون فلک سے محل سجا
شمس و قمر کی جانتری تصویر چاہئے

تجہسے حسین کے روبرو ہو کیسا حیرتی
آئینہ بہی تیرے لئے تصویر چاہئے

آئینہ اپنا دیدہ حیران جو بن گیا
پتلی کی بدلے یار کی تصویر چاہئے

ہو رشتہ قریب کو صورت ثبوت کی
ڈوری مین گردنون کی وہ تصویر چاہئے

زیبا ہو جسکو طوق وہ دیوانہ مین نہین
حرز گلو پری تری تصویر چاہئے

ارزنگ ہو تو صورت ائینہ خانہ ہو
مانی بس ایک بار کی تصویر چاہئے

دیوانگی کی قید ہے پابندی جنون
رہنے کو اپنے خانہ زنجیر چاہئے

اوس رشک مہ کو خواب مین دیکہا تو ہی خیال
یوسف سے مہر خواب کی تعبیر چاہئے
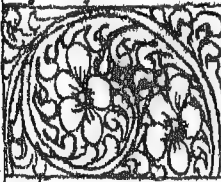
منظور خاکسار کو اپنا فروغ ہے
اے مہر ہمکو خاک سے اکسیر چاہئے

قاتل کے ظلم و جور کا دفتر بنائیے
دیوان کو اپنے خون کا محضر بنائیے

دیوانگی مین سمجہے کچہ ہوشیاریان
انسان اوس پری کو مسخر بنائیے

سرگشتگی مین اور تعلی کی لیجئے
گردون کو اپنے پاؤن کا چکر بنائیے

تعریف رخ سنی تو کہا مجہسے یار نے
باتین نہ جہوٹ سچ مرے منہ پر بنائیے

خود بین ہوا وہ آئینہ کے جوہر اب کہلے
گرد حلب بہی سد سکندر بنائیے

انکہین دکہا کے نزع مین مسرور کیجئے
پیمانۂ حیات کو ساغر بنائیے

شکوہ لکھا جو خط کی نہ لکھیگا تو لکھا
کیا طایر حنا کو کبوتر بنائیے

یوسف کہے کہ آنکھہ کا تارا ہو تیرا خال
ہو خواب کا خیال وہ اختر بنائیے

چمکائیے جو مہر اوسے تو لقول ماہ
خال جبین یار کو اختر بنائیے

اونکی گلی مین گھر پس مردن بنائیے
دو گز زمین لیجیے مدفن بنائیے

نیلم کو پیسیے تری مسی کے واسطے
موتی جلا کے دانتون کا منجن بنائیے

داغون کو کیون چھپائیے پردیسی فایدہ
جیب قبا کو پھاڑ کی اچکن بنائیے

آجائیے کبھی مرے ویرانے کی طرف
دشت جنون کو وادی ایمن بنائیے

ہو میرے قتل کے لئے زنار دار تیغ
پہنائیے جنیئو برہمن بنائیے

ڈورے مین اوسکی تار نظر صرف کیجیے
مژگان یار کے لئے چلمن بنائیے

دل ہو جو داغ داغ تو صاحب بہار ہو
ویرانہ خراب کو گلشن بنائیے
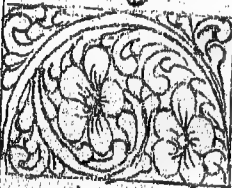
اے مہر کیجیے فلک دون سی کیا گلہ
کیون چھیڑ کر کمینہ کو دشمن بنائیے

ٹھوکر سے مسیحا کے ادا یار نکالی
تمنے تو قیامت کی یہہ رفتار نکالی

چھٹنے کا نہین فصل گل آئی ہو تو آئے
کا ہیکو گلی مرغ گرفتار نکالی

صیاد یہہ کہتا ہے کہ مین ذبح کرونگا
آواز جو اے مرغ گرفتار نکالی

کچھہ کہے تو کیا وصل مین بھی ہم نہ ہون محرم
کیون آپکی انگیا نے یہہ دیوار نکالی

آنکھون کا رہا شغل تصور کا تمہارے
پردے مین فقط حسرت دیدار نکالی

یوسف کی خریداری مین پڑ جاینگے رخنے
اوس شوخ نے گھر کی سر بازار نکالی

ہم گالیان کہانیکو طلب کرتے ہین بوسہ
اے مہر عجب چہیڑ ہے مرے دار نکالی

دوستی سہل نہو مشکل کبہی ایسی تو نہ تہی
دشمن اک دوستے ہیہ محفل کبہی ایسی تو نہ تہی

قیس و فرہاد کبہی سودائی تہی اسے قیدی زلف
اونکو پر قید سلاسل کبہی ایسی تو نہ تہی

کوئی تو بات ہوئی غیر کی تسکین کیجے جان
مجہکو اتنک تپش دل کبہی ایسی تو نہ تہی

شور محشر ترے آنے سے ہوا گلشن مین
یہان فریاد عنادل کبہی ایسی تو نہ تہی

بس فقط نام کو تہا آنکہہ کا پردہ صاحب
چلمن ایک بیچ مین حائل کبہی ایسی تو نہ تہی

انکو ہر بات مین اک بات ہے سبحان اللہ
گفتگو مرے مقابل کبہی ایسی تو نہ تہی

یاد مژگان نے کئے پل مین جگر کے ٹکڑے
برش خنجر قاتل کبہی ایسی تو نہ تہی

مہر بے مہر یار تعجب ہے سبکے
نفرت اوس شوخ کو حاصل کبہی ایسی تو نہ تہی

جب آہ و سرد و نالہ گرم اپنے تہک گئے
بن بن کے مہر و ماہ فلک مین چپک گئے

جوڑا بندہا وہان یہان سودا ہوا رقیب
نازل ہوئی بلا جو وہ گیسو لٹک گئے

پائی مسی سے پڑ گیا بدلی کے پیٹ مین
بجلی تڑپ گئی جو وہ دندان چمک گئے

دانتون کو اونکے دیکہکے کہتے ہین جوہری
موتی نظر سے گر گئے دندان چمک گئے

یاد آگیا جو قصہ ادریس و باغ خلد
اونکی گلی مین ہم بہی پہنچکر ٹہٹک گئے

کس درجہ بدگمان وہ بت بدگمان ہوا
ہمنے خدا کا نام لیا او سکو شک گئے

آخر ہوئے تمام یہین کاٹ کر گلا
او بدگمان انہو تیرے دل سے شک گئے

پہاند گیا نہ بام پہ اوس رشک ماہ کے

ہر چند مہر قصر فلک ہم اوچک گئے

جو دیکھے چہرۂ تابان نہ ہرگز حشر تک نکلے
تمہارے روبرو کیا منہہ ہی خورشید فلک نکلے

اگر کوئی رسائی کی سبیل اوس حور تک نکلے
کبوتر بنکے خط لیجاے جنت سے ملک نکلے

مین اوس رشک مسیحا کو اگر سینہ سے لپٹا دون
یقین ہی مجھکو اس تدبیر سے دل کی کسک نکلے

اوتارو تم کمان قوس قزح کے اک اشارے سے
چپڑ لو ابرو مین دیکھین تو پھر کیونکر دھنک نکلے

بہت مضمون تری موی کمر کے مینے باندھے ہین
عجب کیا ہی مرے اشعار مین گر کوئی لچک نکلے

مجھے مد نظر ہے آدمیت کیا تعجب ہے
بنی مردم گیا جو دیدۂ تر کی پلک نکلے

سخن گو دانت پیسین گر کرین تعریف دندان ہم
ہمارے گوہر معنی مین ہیرے کی جھلک نکلے

مجھے انکھین دکھا کر مجھسے کہتا ہے مرا ساقی
بڑے کمظرف ہو تم دو ہی ساغر مین بہک نکلے

وہ کہتے ہین ترے نالون نے مرا دل دہڑکتا ہی
یہ دھڑکا گر نہو تو نالہ دل بیدھڑک نکلے

دل بریان لگا لون آمد معشوق میکش ہے
بہم سامان عشرت ہو شراب اہی گزک نکلے

کہین فریاد یارب ہم جو اوسکے سرد مہری
ہماری آہ یخ سے بھی زیادہ تر خنک نکلے

اگر ہون نالہ موزون سماں بندہ جائیگا نیکا
صدا سینہ کوبی مین بھی ڈھولک کی گمک نکلے

ملا کب مجھکو رخسار ملیح یار کا بوسہ
وہ کیون کہتا ہی تیرے پھوٹ پھوٹ اپنا نمک نکلے

دل سوزان سلگتا ہے تو ضبط آہ لازم ہی
ہوا اسکو نہ لگنے دو کہ یہ آتش بھڑک نکلے

خدا کیواسطے بیٹھو نہ اوٹھو دفعتاً صاحب
کہین ایسا نہو تن سے مری جان تا بیک نکلے

وہ دل مجکو عنایت ہو کہ یارب جسکے نالے سے
صدا سے رعد پیدا ہو تو بجلی کی کڑک نکلے

یہ جوش چشم دریا بار کب رکتا ہی مژگان سے
تعجب کیا ہی اس گہر کا اگر چھپر ٹپک نکلے

چھڑایا مانگ نے سودا یولسی کوچہ گیسو
چلے تھے ٹیڑھ ہو رستے ہم مگر سیدھی سڑک نکلے

پس دیوار جانان بس گیا اک شہر خاموشان
ہوئی لاکھون ہی گھر ویران جو وہ دروازے تک نکلے

تصور ہے کسی مژگان کا برچھی ہے نہ بھالا ہے
نہین ممکن نہین ممکن ہے مرے دل کی کھٹک نکلے

شعاع ماہ تابان برج سے کچھ کچھ نظر آئی
وہ جب انگیا پہ اپنی ٹانک کر پتلی دھنک نکلے

سمجھے پر صاف کر تو پہلے اپنا ہاتھ او قاتل
مرے دل کی ہوس نکلے ترے دل کی جھجک نکلے

نہ خورشید تابان ماہ اُو کا سکو دھوکا ہے
جو اونکی شملہ زر تار سے تحت الحنک نکلے

ترے بوٹے سے قد پر کیون نہ گلبن کی کھون پھٹتی
مرے جان شاخ گل کی جب سراپا مین لچک نکلے

ارادہ ہے مرا اے ماہ ترے آستانے پر
کرون سجدہ یہانتک جبین سا کر قسمت چمک نکلے

تیری رفتار کی صدقے تیری گفتار کے قربان
جو دیکھے کبک چل نکلے سنے بلبل چہک نکلے

نہین کچھ مال سونا وہ سنہرا رنگ ہے تیرا
کہ رخسے تمازہ گر چھوٹی تو کندن سا دمک نکلے

مین ہون وہ شور بخت اے مہر دریا مین اگر ڈوبون
یہانتک شور دریا ہو کہ ماہی پر نمک سے نکلے

کہتا تھا تصور مین یہی مایل لیلے
لیلی جو سویدا ہے تو دل محمل لیلے

مرتا تھا اوسی یار وفا کیش پہ پہلے
مین کیون ہوا قیس نہ تھا قابل لیلے

پتھر پڑین اس عقل پہ مجنون نے سر کو
ہشیار سمجھتا تھا دل غافل لیلے

ویرانہ مجنون نہین مہتاب کا محتاج
کافی ہے رخ رشک مہ کامل لیلے

بس یہہ ہی نہ تھا ہر نہین سیہ فام تھی لیلی
یا تیری طرح جان سے تھا دل لیلے

تھا وصل مین ہی رنگ سے بلا شب ہجران
کیون قیس سیہ بخت ہوا مایل لیلے

کچھ علم تھا کون ہے حجازی کے پیچھے
شدت سے شتربان تھا خر حایل لیلے

اقلیم دل قیس پہ تھا سکہ لیلی
تھے درہم داغ جگری حاصل لیلے

دونا غم مجنون ہوا آغوش لحد مین
مرنے پہ بہی آسان نہوئی مشکل لیلے

تو او مرا معشوق ہو مین اور تیرا عاشق
مین لایق شیرین تہا مین تہا قابل لیلے

یہ وسعت صحرا ہے جنون تنگ ہے مجھ پر
تڑپون مین یہان خاک اپنا ہی بسمل لیلے

تجھ سے یہ سرمہ کی لعینہ ہے سیہ تاب
قاتل ہو تیری تیغ نگہ قتل لیلے

پا تنگ کشش عشق نے جنگل مین پہر آیا
جو قیس بہی وحشت مین ہوا قابل لیلے

سن رکہین وہ جو لوگ بناتے ہین کہلونے
مجنون جو بنانا ہو تو لا مین گل لیلے

دیوان سیہ کیون نہ کرون جوش جنون مین
ہر بیت مین اے مہر ہے یان منزل لیلے

کیا پیچ و غم و درد و اذیت کا مزا ہے
اے مہر غضب تجھکو محبت کا مزا ہے

حورون کی تجلی سے ہے حسینون کا تصور
سیر دل پر داغ مین جنت کا مزا ہے

ہے تلخی مرگ آب بقا سے کہین شیرین
یان زہر ہلاہل مین بہی شربت کا مزا ہے

افلاس مین ممکن نہین بزم وصل معشوق
یہ زر کا تماشا ہے یہ دولت کا مزا ہے

پیکان مرے سینہ سے نہ جراح نکالین
یان درد سے الفت ہے اذیت کا مزا ہے

کافور کے بدلے ہے نمک سود مری نعش
قاتل ترے کوچہ مین شہادت کا مزا ہے

ممکن ہی نہین ہے کہ طبیعت رہے لاگ
اے مہر غضب تجھکو محبت کا مزا ہے

خالی نہین ہے شوق بہی امید و بیم سے
گر آ کہین گفتگو ہے تو پوچھو کلیم سے

اے چرخ مہر زر سے ہی باد سیم سے
حاتم ہون مین غرض نہین تجھ سے لئیم سے

تیر مژہ ہے سہم سعادت لعینہ
چکر مین کیون نہ چرخ ہو تجھسے سہیم سے

ٹھکڑا اگر کوئی دل پر داغ کا جما
پنجہ کریگا پنجۂ مژگان کلیم سے

ہر تار پر گمان رگ ابر سیہ کا تھا
آنسو جو مجھ فقیر نے پونچھے گلیم سے

مضطر جو ہر شکال مین تجھ بن جو یہ فقیر
پیدا ہوا ابر و برق کا عالم گلیم سے

بیشک بنیگا قطعی عطار شامہ
خوشبو جو ای کاکل عنبر شمیم سے

مین خاص بہر ظلم تو ہون جلسے شکر ہے
شکوہ نہین مجھے تری لطف عمیم سے

مشتاق نقد زر ہین یہانتک یہ سیم تن
پائین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ممکن نہین کہ خوان فلک سے ہو ریزہ چین
کیا سیر ہو ہما مری عظم رمیم سے

دیوانہ ازل ہون جو طفلی مین عشق کے
سب لے کے ملا نشان نہ دامن کا جیم سے
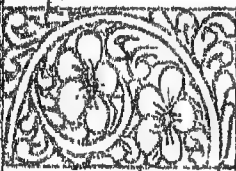
ہر چند مہر قاق سے پر لب ہے حوصلہ
اس جسم پر پڑا ہی فلک سے جسیم سے
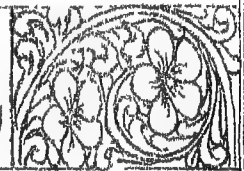
جذب دل یار کو مضطر کر دے
مجھکو اور اوسکو برابر کر دے

سر ٹپکتا ہے عیسی اسے نہ ہو
جو ترے پاؤن کی ٹھوکر کر دے

جبہہ سائی تو ہو اوس در پہ نصیب
کاش ایسا ہی مقدر کر دے

آہ و نالہ مین اثر ہو یا رب
مجھکو اتنا تو مقدر کر دے

دیکھون کیونکر یہان آتا ہے رقیب
مجھکو دربان پہ نوکر کر دے

مری تربت پہ خرامان ہو کر
شور او فتنۂ محشر کر دے

ہو سکے تجھسے تو ابن مریم
کچھ علاج دل مضطر کر دے

ہون وہ بدبخت اگر خط لکھون
نامہ اوسکو بھی کبوتر کر دے

مرے گھر آئی بت آئینہ رو
یا خدا مجھکو سکندر کر دے

دے دیا کر مجھے اک بوسۂ رخ | مرا روزینہ مقرر کر دے

ہون وہ آوارہ فلک کہتا ہے | مجھکو تعلیم تو چپکر کر دے

کس طرح اون کا دل سخت ہو نرم | موم پتھر کو کوئی کیونکر کر دے

سامنا ہے بت سنگین دل کا | یا خدا دل مرا پتھر کر دے

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے

کیون محرم ہے سیہ ماہ صفر کیسا ہی | چشم تر آئینہ ہے یار سفر کیسا ہی

طور ہے سنگ نشان منزل مہری منزل | کسکا پر تو ہے منور ہے گذر کیسا ہی

وہ نہین ہے تو دیار ہی کا م از در | پہاڑ کہائے نہ دین مجہکو یہ گھر کیسا ہی

گہر مین بیٹہا ہون مگر دل ہے کسی کے ہمراہ | کس طرح سکا یہ سفر ہے یہ حضر کیسا ہی

مٹ گیا مین نہوئی اونکو ذرا بہی تاثیر | نالہ و آہ مین یا رب یہ اثر کیسا ہی

پہرون روتا ہون ندامت سے مین از بہر شگ | تو ہی منصف ہے مرا دامن تر کیسا ہی

صورت گرد رہ قافلہ برباد ہے خاک | راہ مین ہے مجھے چلکر یہ سفر کیسا ہی

کیا تجاہل ہے وہ کہتا ہے مجھے کر کے شہید | لاش کیسی یہ تڑپتی ہے یہ سر کیسا ہی

ہون وہ بیکس کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہین | دلکا کیا حال ہے اب زخم جگر کیسا ہی

وان سواری پہ وہ بیٹھے تو اوٹھایا تابوت | ہاے کیسا وہ سفر ہے یہ سفر کیسا ہی

وہ بہی دن آئے کہ سینے سے لپٹا کر وہ شوخ | مجھ سے فرمائے کہ اب درد جگر کیسا ہی

آنکہ اوٹہا کر جسے دیکہا وہ وہین بیٹھ گیا | چشم بد دور یہ انداز نظر کیسا ہی

مہر نالان کو بہی لے ای مہ کنعان ہمراہ

افسردہ کر دیا دل سوزان غبار نے | پانی کے بدلے آگ بجھای ہی خاک سے

خورشید روز حشر جو نقشہ اسی کا ہی
روشن ہوا ہی داغ دل چاک چاک سے

خط میں لکھنا یار کو بیتابی دل چاہیے | جائے مرغ نامہ بر اک مرغ بسمل چاہیے

کوئی دل تفتہ تری صورت کا مائل چاہیے | مہر ایسے جان جہان مہ کے مقابل چاہیے

پہاڑتے ہیں یہہ گریبان وہ بیابان گہر میں | ہتکڑی ہاتہوں میں پاؤن میں سلاسل چاہیے

دست بر ظلم خوبان کا منا ہے حباب | اب مجہے بہی عادت عقد انامل چاہیے

چاہیے واو نکی ، تیسے سے نہیں آگاہ تو | کس توقع پر تجہے اے شوخ جاہل چاہیے

تہا گوارہ وصل میں پینا ہمین میٹہی شراب | اب تو ساقی ہجر ہے زہر ہلاہل چاہیے

باندہ ایصیاد میرے بہی جگر کے بند بند | یہہ مجہے بہی نسخہ وجع مفاصل چاہیے

ایک بوسے کی عوض سمجہیں اگر دو گالیان | تو بہی کچہہ بندہ بہی کا صاحب پہ فاضل چاہیے

یاد ان جس تہر پہ ملکے دہوی ہیں اوس شوخ سے | اب مجہے سر پہوڑنیکو بہی وہی سل چاہیے

جاتے ہیں بیوفا ہی وہ کریں کیا امتحان | فلک کا ہیکو پی تحصیل حاصل چاہیے

دل تو اول ہی گیا کہئے کرے اب کون صبر | اسکی خاطر بہی تو آخر ناصحا دل چاہیے

اعتکاف کعبہ ہو تو جی لگا ہو دیر میں | دل اگر اللہ دے تو بت کا مایل چاہیے

اب تلک اپنا گلا کاٹا نہ ہجر یار میں | عشق کرنیکے لئے او رجمسا کاہل چاہیے

ہی ازل سے رسم رویت ورنہ یہہ انصاف ہی | دہوپ میں مجنون جلے لیلی کو محمل چاہیے

سیب کے بازار ہی میں چل کرے ہے چند روز | کوئی تو صورت پئی تقویت دل چاہیے

مہر اپنے وقت کا حاتم ہوا ہو رشک قمر

اے مہر ہے اپنی بھی ہوا نازک طبیعت
بگڑا ابھی مزاج بہت ہے پھر بگڑ جائے

اب سیہ خاک کو صرے کیا سفیدی چاہیے
پنجۂ خورشید مین بھی یان تو دستی چاہیے

بن گئین کالی گھٹا بڑھ بڑھ کے زلفین یار کی
کانین بالی کے بدلے ایک تجلی چاہیے

کیون نہو مشہور سخندان اگرے مین داغ داغ
سیب کے بازار سے ملتی پھلٹی چاہیے

بار خاطر کیون نہو مجھکو سبک وضعونکی وضع
میرزا ہو تمین مجھے نازک مزاجی چاہیے

چاہیے جلدی منگا لین اب مرا تابوت بھی
یار گھر جانے کو آمادہ ہے ڈولی چاہیے

ہو شفا کی تو کسے امید لیکن اے مسیح
کچھ تو بیمار محبت کی تشفی چاہیے

مری صحبت سے تجھے ایجان جہان ہوگا فروغ
مہر سے مہتاب کو کسب تجلی چاہیے

مہر عالی قدر ہون ایسا کہ میرے واسطے
ماورائے چرخ چارم عرش و کرسی چاہیے

اپنے دل کا ہے مجھے درد جناب ناصح
آپ خاموش رہین آپکا کیا جاتا ہے

جسکو بیٹھے ہوئے دیکھا ترے در پہ اکثر
کچھ خبر بھی ہے وہ دنیا سے اوٹھا جاتا ہے

یاد آتا ہے وہی یا چمن دنیا سے چلے
آج ہی کل مین جو ہونا ہے ہوا جاتا ہے

قہر ہے ظلم ہے واللہ کہ اتنا ہی بناو
بندہ پرور کوئی بیچارہ مٹا جاتا ہے

ہاتھ پاؤن مین وہ ملتا ہی نہین ہو مہندی
یہ دل خون شدہ ناحق کو لپا جاتا ہے

منع کر باد صبا تو یہ ہنسی خوب نہین
بلبلین بیچ مین ہین غنچہ کھلا جاتا ہے

یان تلک او سپہ مٹا ہون کہ جو خط لکھتا ہون
خود بخود نامہ کا ہر حرف مٹا جاتا ہے

بیٹھ جاتا ہے مجاور کو جو آتا ہے کبھی
مری تربت پہ وہ یون ہاتھ اوٹھا جاتا ہے

کوہی کہتا نہیں کے دانت ہین تیرے منہ مین
دیکھیو شانہ کو کیا سر پہ چڑھا جاتا ہے
مہر سے چہرہ سے ہوا تیرا تلون ثابت
ایک رنگ آتا ہے اور ایک اڑا جاتا ہے

عین کرنا ہے تو گر جاسے وہ فرماتے ہین
میرزا حاتم علی مہر ہوا جاتا ہے

سرخ ٹیکا بھی میان ابروی خمدار ہے
مہر مریخ فلک کی ہاتھ مین تلوار ہے
سرمگین آنکھون کا کشتہ طالب دیدار ہے
مہر سنگ طور پر تیغ نگاہ یار ہے
الصنم واللہ بس قدرت خدا کی ہے یہ حسن
تو پری ہی حور ہے انسان ہے کیا اسرار ہے
ان حسینونکی خریدار ونمین ہین سب خاص و عام
انجمن مین شمع ہے یوسف سر بازار ہے
بندہ پرور ہمتو سنتے تھے مسیحا آپ کو
تمنے تو یون بھی نہ پونچھا یان کوئی بیمار ہے
ہم بھی ڈوری ڈالتے ہین شوخ کافر کیش پر
اپنی گردن مین بھی اب تو رشتہ زنار ہے
یون ہی دم دہاگی دی اوس شوخ نے سند ہمین
جھوٹ قسمون کے لئے گردن مین بس زنار ہے
دیکھیے انکے پیچھے کن پیچھے لے جاتا ہے دل
کس بلا کا چور اونکا طرہ طرار ہے
کوہکن کہسار مین پتھر سے پھوڑے اپنا سر
تیرے کوچہ مین مرا سر ہے تری دیوار ہے
ہمسے گر کہئے تو صاحب ہاتھ رکھکر بیٹھ جائین
ایسی اونچی کیا ہی کچھ محرم کی بھی دیوار ہے
جان بلب عاشق کو وہ تو منہ لگاتے ہی نہین
اور لبنے کس منہ سے کہین بوسہ مین درکار ہے
ہمسا بیچارہ بتا تو کیا کرے اپنا علاج
اے مسیحا ہمکو تیرے عشق کا آزار ہے
کون پوچھے کس سے کہئے حال درد عشق کا
مین ہون غم خوار اپنے دلکا دل مرا غمخوار ہے
کیا نگہ ہے کیا مزہ ہے کیا کجی ابرو کی ہے
واہ کیا ناوک ہے کیا برچھی ہے کیا تلوار ہے

مہر کا پنجہ زرافشان ہے بتان سیم تن

مہر حاتم ہے غنی اللہ کی سرکار ہے

ہین سب ہون گا حال دل پایمال کے / پوچہین گے حشر مین جو ستم اونکے چال کے

مشتاق ہین وہ حد سے سوا میری حال کے / کہئے جگر کو تہام کے دل کو سمہال کے

لکہتے ہین تیغ ابروے دلدار کی صفت / مضمون باندہتے ہین دعاے ہلال کے

چلتا ہے دور بزم مین ڈہلتی ہے مے مدام / قربان بادہ نوش تیری چال ڈہال کے

مژگان و چشم یار کا عالم تو دیکہئے / پنجے بہی شیر کے ہین بعینہ غزال کے

بوسے کے مانگنے پہ سنائی ہین گالیان / صاحب بہی جواب ہین اپنے سوال کے

دیوا ئیت ہی جہان سے سفید و سیہ کا ذکر / مضمون سیاہ زلف کے ہین گوری گال کے

نار شعاع یہہ نظر آتے نہین ہیتو / ہندو بنا ہے مہر بہی زنار ڈال کے

دو دن کی ہین بہار گل رخسار نہین ہے / اک بلبل نالان سے دل زار نہین ہے

کس روز وہان مجمع اغیار نہین ہے / کب بادشہ حسن کا دربار نہین ہے

غیر ونسے اونہین کو تنا اقرار نہین ہے / ہان اک میری بات پہ سو بار نہین ہے

یون مصر مین بہی گرمی بازار نہین ہے / وان مہر تو یوسف کا خریدار نہین ہے

وہ آئین تو آئین جو مسیحا ہین تو کہدو / عاشق ہے یہہ بندہ کوئی بیمار نہین ہے

پہلو ہی اب دل بہی کیا کرتا ہے مجہسے / اے جان مرا کوئی طرفدار نہین ہے

سودائی اگر پیچ اوٹہائین تو بلا سے / یان گیسون والون سے سروکار نہین ہے

کافی ہے مرے قتل کو قاتل نگہ تیز / یہ تیر نہین ہے کہ یہ تلوار نہین ہے

پاپوش پہ ہے ظل ہما کسکو ہے پروا / کیا سر پہ ترا سایہ دیوار نہین ہے

بہیر جمی صیاد کا سنتے نہین اب شور
کیا اور کوئی مرغ گرفتار نہین ہی

تشخیص اطبا ہی کہ بیماری دل ہے
ظاہر مین تو مجھکو کوئی آزار نہین ہی

تیر نگہ یار شہادت مری دیتا
پر کیا کہون گویا لب سوفار نہین ہی

مجھسے تو ہو دل شکنی جان ہی جاوے
وہ سہل نہین مجھکو یہ دشوار نہین ہی

پہچان سکے گھر بہت دور ہو گئے ہی
پاس آپکا احباب کو زنہار نہین ہی

کوئی مضمون نہ بندھے زلف اگر وا ہو جاے
شعر سوجھے کسی انکھو نہین اندھیرا ہو جاے

منہ دم نزع لب یار سے میٹھا ہو جاے
خواب مرگ اپنا شکر خواب سے اچھا ہو جاے

دیکھنا اچھا نہین کیا جانئے پھر کیا ہو جاے
تیرا عاشق نہ کسی اور پہ شیدا ہو جاے

وہ جو نا چاہین تو ابھی نور کا جلوہ ہو جاے
محفل عیش مین دستی ید بیضا ہو جاے

بلبلین ذبح ہوا کی ہین تعجب کیا ہے
رنگ دامان گل اس خون کا دھبا ہو جاے

ضبط گریہ ہو منظور تو تیرے جنون
آنکھ کے سامنے پلین ابھی دریا ہو جاے

بار یابی کا ہے مشتاق یہ بیمار فراق
اے مسیحا جو ملے حکم تو اچھا ہو جاے

میرے پہلو مین رہی اک بت کافر اللہ
کعبہ دل جسے کہتے ہین وہ متھرا ہو جاے

ناتوانی سے ہوا ہو نہین نزاکت کا شریک
عاشق اک گل کا ہون کیون جسم نہ کانٹا ہو جاے

کیجئے اب تو مسیحا ہی برائی کیا ہے
آپ کا نام ہے بیمار جو اچھا ہو جاے

قتل پر ہو اگر اوس بت کے طبیعت مائل
خون عشاق ہو پلدان وہ درگا ہو جاے

لیکے بجسے مین پلڑا دون سے تر ہو تھوڑی سی
ہان مزا تو ہی جو لبے دو دیہ حلوا ہو جاے

امتحان مین ترے قاتل مین ہی پورا اوترا
منصفی چاہیے کیون مجھکو نہ دعوا ہو جاے

دونون رخسار عنایت کرین اک بوسہ
عاشقون کے لیے سرکا دسے چندا ہو جاے

مجھکو کہتا ہے وہ چل دور ہو در گور ہو سے
مرہی جاؤنگا کہین یار کا کہنا ہو جاے

ہو ترے ناخن پا پر ید بیضا صدقے
ہو نہ ٹہنڈا ہے تو اعجاز مسیحا ہو ہلے

دل یہی چاہتا ہے جان سے تجھے لپٹا رکن
گرم ہم بوشی ہو کلیجہ مرا ٹھنڈا ہو جاے

جس پر ٹیکا ہو نہین دیوانہ وہ اک کا فر ہے
کہین داغ سر سودا ہی نہ ٹیکا ہو جاے

تیل کی دہار ہی کالا یہ ترے گیسو کا
کینچلی کیون ہو موباف جو چکنا ہو جاے

آرزو ہے کہ گلے تجھکو لگاؤن قاتل
مری گردن کا تری تیغ کا ڈورا ہو جاے

مین تو حیران ہون اسکو ہو تیرا نظارہ
رشک آتا ہے مجھے آئینہ اندہا ہو جاے

شب ہجران نہ ستا او شب ہجران نہ ستا
مہر ہون مہر ہون ایسا نہ ہو ٹکڑا ہو جاے

یہ ہو کونسی چہیڑ کیا دل لگی ہے
کہ صاحب مین روتا ہون تمکو ہنسی ہے

لگاوٹ کی باتین کرون کیون نہ تمسے
خداوند مرے تو جی کو لگی ہے

ترے دشمنون کو ہو دشمن سے رغبت
یہ کیا دوستی ہے یہ کیا دوستی ہے

یہان ہاتھ ملتی ہین جی پس رہا ہے
وہان اوسنے پاؤن مین مہندی ملی ہے

لڑکپن مین سنتے تھے ہم چار بیتین
چنبیلی زرد ہو کے رو لی چپلی ہے

سخنی بھی خدا کے ہو فضل و کرم سے
بتو مہر کا نام حاتم علی ہے

بیٹہو ہو گئے ہین یہ سایہ آن کے
اے تیرہ توڑ دے سنتے کو اڑکے

وابستہ ترے دامن دولت کی اے پری
دیوانے ہو گئے ہین گریبان پھاڑ کے

ہرگز نہ چھوڑ دست جنون اپنا مشغلہ / دامان دشت پہاڑ گریبان پہاڑ کے

جنت سے کیا غرض ہمین حور وشی کا ہم کیا / بیٹھے ہین کوئی یار مین سب چھوڑ چھاڑ کے

یین بس رہا ہون خانہ زنجیر سے یہ غل / صحرا کو جائے نہ مرا گھر اوجاڑ کے

انگیا کے ہمنے ٹکڑے اوڑائے شب وصال / چڑیا کے پیچھے باز پڑا پنجے جھاڑ کے

ہردم یہی دعا ہے خدا سے اے صنم / جھجھا دو نمین رقیب لعین کو اوکھاڑ کے

سر پھوڑ کر مرینگے ترے سنگ پا ہم / فرہاد ڈھوے عشق مین پتھر پہاڑ کے

گردش سے اپنی دشت مین چکرائی گردباد / شل کردیا ہے قیس کو ہمنے لتاڑ کے

باتون مین بھی مزا ہے زبان کی مساس کا / قایل ہین ہم نہ مہر تیری چھیڑ چھاڑ کے

بے مہر ہین کہ ہم سے منہ موڑ کر چلے / ہم اونکے گہر مین آئے وہ گہر چھوڑ کر چلے
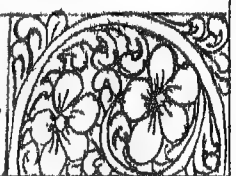
اچھا نہین ہے راہ مین شیشہ کا ٹوٹنا / کیا قہر ہے کہ تم میرا دل توڑ کر چلے

کرتے ہین ایک بوسہ پہ دل کا معاملہ / لینا ہے اتو لیجے ہم توڑ کر چلے

ہم بیٹھ رہتے کاش وہ پاؤن توڑ کر / کیون سنگ در سے یار کے سر پھوڑ کر چلے

دنیا کے چھوڑنیکا ہمین رنج کیا ہو مہر / لائے تھے کچھ نہ ساتھ نہ کچھ چھوڑ کر چلے

کچھ سینہ زوریون کے ارادے ہین یار کے / ہتو نپہ لائیگا وہ نہین جوبن ابھار کے

بوسے ملین گے ابرو رخسار یار کے / دیکھو تو فال طاق سے قرآن اوتار کے

ٹکڑے ہین چشم تر مین دل داغدار کے / کیا گل کہلا رہے ہین شگوفہ بہار کے

گھوڑے سے کچھ بہنگے خاک پا اوس شہسوار کے / خاکے بہت اوڑینگے ہمارے غبار کے

غالب ہے رنج ہون تہ و بالا خمار کے
ساغر چڑہا دن آنکہون پہ اونکے اوتار کے

چکہے ذرا مزے لب و دندان یار کے
عناب مین ملائے دانے انار کے

کیون ہین شب وصال مین چلو خمار کے
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

آنکہون نے ابرونے اشارے ہین یار کے
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

کیفیت انکہڑیونکی دکہا دیجئے ہاو جام
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

پیر مغان نیاز چڑہا دن جو وہ کہین
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

سنتا ہون اہتو بلبل نالان کے پیچہے
کیا غلغے ہین آمد فصل بہار کے

یارا ہے فکر شعر ہے ہر طرز مین سے مجہے
اوستاد ہین مرے شعراے ہر دیار کے

دل اک نگاہ مین ہمسے وہ خوش چشم لیگیا
دیکہو مزے پڑے ہین ہرن کو شکار کے

گل کشتے اب پڑے ہین تو بلا سے نجات ہو
پیچون کے بل پہ گیسوے مشکین یار کے

مذہب یہ کو لنا ہے کہ تیر تہہ کے واسطے
ہندو چلا ہے ایک مسلمان کو مار کے

اوس نونہال کے صف مژگانکی دو رہین
کیا کوٹیون ہے شول بکے پہل کٹار کے

ہوگا ترے بہی ظلم و ستم کا کبہی حساب
تا چند منتظر رہین روز شمار کے

ہون اب شب وصال کی گستاخیان معاف
مجبور ہین کہ ہم ہین ترے اختیار کے

گلزار کی عوض کوئی جانا نہین جان دی
بلبل جو بہول پاسے ہمارے مزار کے

کچہہ بہی اگر ہے آنکہہ تو عینک ہین مہر و ماہ
روشن ہین ڈہنگ گردش لیل و نہار کے

یہ درد یہ چمک یہ تڑپ درد ہین کہان
انداز ہی جدا ہین دل بیقرار کے

ڈوبی تو ڈالتے ہین خدا ہی کرم کرے
عاشق ہوے ہین اک بت زنار دار کے

تاریخ قندیل ہے غم ہجر کہے عمر
۱۲۹۴

مضمون ہین غزل مین غم ہجر یار کے

تو حسینون مین صنم نام خدا کچھ اور ہے
حور کا غمزہ جدا ہی یہ ادا کچھ اور ہے

میکشون کو کام پینے کے سوا کچھ اور ہے
درد ہو یا صاف لا دی ساقیا کچھ اور ہے

شہد شکر قند مصری چارون پہیکی پڑ گئی
تیرے ان ہونٹھونکی بوسیکا مزا کچھ اور ہے

تہک گئے قاصد صبا کی ہی ہوا بگڑی ہوی
کام اب تیرا ہے تو آہ رسا کچھ اور ہے

ہاتھ مین رکھے اگر اسکو تو سے ہے نقصان کیا
بندہ پرور دل ہی تو ہے اور کیا کچھ اور ہے

ایک بوسے سے بہلا کیا منہ چھپا ئینگے حضور
آپکی ہمت سے ہمکو آسرا کچھ اور ہے

قتل کرنے کسکو اوٹھتے ہو مرے بیٹھے ہین ہم
دل لیا ہی جان لو اسکے سوا کچھ اور ہے

کیون فرومایہ کو ہو دعوی ہمچشمی عبث
سایہ بوم اور ہے ظل ہما کچھ اور ہے

اوسمین کیفیت جہانکی اسمین نقشے جہان
جام جم کچھ اور کشکول گدا کچھ اور ہے

حاصل ملک یمن اور آپکے منہ کا اوگال
اسکی کیا قیمت یہ لعل بے بہا کچھ اور ہے

بال باندھا چور سے طرار گیسو بھی مگر
دست قدرت تجھکو اے دزد حنا کچھ اور ہے

ہمکو اوس شیرین دہن دمڑی ال چپکے سے اوگال
ساری شیرینی مین گپ چپ کا مزا کچھ اور ہے

ہمنے اوس شیرین دہن کے منہ کا کہایا ہی اوگال
وجہ یہہ ہی اب جو باتون مین مزا کچھ اور ہے

رہی رہی جان دیکھ ہو چکون فارغ کہین
ٹہرو ٹہرو اب نہ گھبراو ذرا کچھ اور ہے

کیون نہ کملا مارتے دیوار کی اوجہل سے ہم
آپکی انگیا مین چڑیا کے سوا کچھ اور ہے

سانپ کیون کہتے ہین زلفونکو برا اندیسی ہی
کیسے سودائی ہین شاعر یہہ بلا کچھ اور ہے

قلقل مینا مین کب یہ نغمہ مستانہ ہے
گر ذمین سے کٹتے ہین ساقی کا گلا کچھ اور ہے

مہر سے کہتا ہی وہ کیسا پھڑک کر ہاے ہاے

دعوی نازک مزاجی میرزا اچھا اور ہے

ان بتون سے کسے امید ہی ہونا کیا ہے
مرا اللہ تو ہی پھر مجھے پروا کیا ہے

وہ عذار آئینہ پاس ہین کہ عذرا کیا ہے
زلفین کافر وہ بلا کی ہین کہ لیلا کیا ہے

تیرا ثانی بھی خدا کی ہی خدائی مین کوئی
بدگمانی نے تجھے پھر اسے بت یکتا کہا ہے

زلف اے دل جسے کہتے ہین بلا ہے یہ ہی
کسکے پیچ مین تو آیا ہے یہ سودا کیا ہے

کس مزے سے مین چباتا ہون ترے منھہ کا اگال
نہین معلوم کہ اس سوکھے مین میٹھا کیا ہے

زلفین سنبل سے بھی کہین بڑھ کے ہین اے رشک چمن
چنپئی رنگ وہ تیرا ہی کہ چمپا کیا ہے

تیرا رہنا یہان جو دم ہی غنیمت ہے مجھے
زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے

خط بھی اونکا کوئی قاصد نہین لایا ابتک
مری تقدیر مین کیا جانئے لکھا کیا ہے

دل تو مین دی ہی چکا جان بھی لینا ہو تو لو
کیون خفا بیٹھے ہو کچھ کہئے ارادا کیا ہے

اونسے کیا کہئے وہ کب بات مری پوچھتے ہین
شعر سنکر جو یہہ فرماتے ہین بکتا کیا ہے

عشق کہتا ہے کوئی خبط کوئی کوئی جنون
تو بتا مجھکو مرض میرے مسیحا کیا ہے

کہا کے کچھ سو رہون یا اپنا گلا کاٹ مرون
آپ فرماتے ہین میرے حق مین اب اچھا کیا ہے

دشمن جان ہوا یہ دل تو نکر اوسکا خیال
دیکھہ پچھتائیگا نادان یہہ کرتا کیا ہے

دین و ایمان دل و جان ہمہ تن لوٹ لیا
کونسی چیز رہی آپنے چھوڑا کیا ہے

گرم ہوتا ہی عبث یار سے لڑتا ہے عبث
دلکے دینے کے سوا مہر کو دعوا کیا ہے

پہاڑ و نہین بیابان تو نہین دیوانی عدالت ہی
وہ دیوانہ ہون جسکی گود صحرا پر جنکو وسعت ہی

تصور ہی تری چشم و کمر کا دشت وحشت ہی
غزالو نکی یہان افراط ہی چیتونکی کثرت ہی

گمان فرہاد کے تابوت کا ہی مری ہیئت پہ
کہاروں کو پہاڑ و نپر لیے پہرنیکی کثرت ہی

بجز غول بیابانی نظر آتا نہین کوئی
نہ جلوہ مہوشونکا ہی نکوئی مہر طلعت ہی

کہان مطرب شغال اس دشت مین جنگلا الاپینگے
بگولے رقص کرتے ہین عجب سامان عشرت ہی

جو اس جنگل مین ملتے خضر تو یہہ پوچھتا اونسے
یہانسے کسطرف کو آگرے کی راہ حضرت ہی

چھٹا شہر و دیار اپنا نیا عالم نظر آیا
کہان وہ لوگ ہین بن مانسونسے اب صحبت ہی

کوئی مضمون اب سرو و صنوبر کا نسوجہیگا
کہین تو بید مجنون ہی کہین جنگل مین سرپت ہی

اگر کوئی حسین دیکھا تو پاے کرد موزی ہی
جو یوسف ہے تو اوسکو بہیڑیونکی فکر دعوت ہی

بجز بہر کوہ کن تصویر شیرین بیستون پر تہی
تو درگاہ کوہ مین اپنے لئے درگا کی مورت ہی

یہہ ہی جنگل مجال اے مہر تحقیقات کرنا ہی
غزل اک اور ہی کہہ لیجیے ایسے مین فرصت ہی

کرم فرماؤ تو ہم تلخ کامون پر عنایت ہی
لب شیرین کا بوسہ تلخ مین اک گہونٹ شربت ہی

بجا یہہ ہی کہ بیجا ہمکو اے ناصح نصیحت ہی
نکیون دیوانے ہو جائین پری رویونکی صحبت ہی

بجا ہی گر فلک پر ہی دماغ اوس شوخ ترسا کا
کہ یہہ قوم نصارا حضرت عیسی کی امت ہی

میرے گہر مین قدم رنجہ کیا تو سرفرازی کی
نوازش ہی کرم ہی مہربانی ہی عنایت ہی

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے
مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہی

نہین واقف ہے اے ہمدم گلو بستے تو بنارس کے
گلے کا ہار ہوتے ہین مرے گلرو بنارس کے

نہ دیکہا ہمنے کوئی شہر ہمپہلو بنارس کے
ہمین جنت مین یاد آئیگی یہہ گلرو بنارس کے

کہان رونے سے فرصت ہجر مین پاتے کہین بیٹہتا
بہلا کیا لکہنؤ مین پونچہتا آنسو بنارس کے

کہان کا کاؤنرو بنگالہ کیسا خیبر ہے تمکو
ہمارے دل پہ کرتے ہین اثر جادو بنارس کے

ہر اک ادنی بھی اعلی ہی ہر اک بہتر ہی بہتر سے
گمان بلبل کا ہو پا لیین اُلّو بنارس کے

غزالان حرم سے آنکھ کب اونکی جھپکتی ہے
دلا رکہتے ہین چتون شیر کی آہو بنارس کے

خرام نازنین ہی ہر قدم پر دل کو بیچیدے
یہ جھومی کا فرو سنکے ہین کہ ہین بچھو بنارس کے

جدا ہی اوس صنم سے اور جیسے ہو نیا اللہ
رہین معشوق اپنی زینت پہلو بنارس کے

حزین تعریف کرتے اسکی اے شہر ایران سے
فقط سمجھتے ہی لکھے شعر کیا اُردو بنارس کے

تم ہنسو اور اپنا جی نکلے
سخت بیدرد تم اجی نکلے

تن سے جانین نکل گئین لاکھون
گھر سے اپنے وہ جب کبھی نکلے

ہم نکلجائین دشت و صحرا کو
جو ہان کوی دل لگی سے نکلے

زندگی سے ہے محال عاشق کی
لاکھ مین شاید ایک جی نکلے

ہون وہ بلبل تڑپ کے مرجاون
شاخ گل پر اگر کلی نکلے

کیون ہو شانے کی کشمکش اے زلف
راستے مین اگر کبھی نکلے

نہ انگوٹھا دکھاے وہ خود بین
جو انگوٹھی سے آرسی نکلے

کبھی دلسے خیال یار نہ جاے
اب نہ شیشے سے یہ پری نکلے

عشق مین خاتمہ بخیر ہوا
مہر تم تو محمدی نکلے

اس خرابی مین لبا کون گذر کسکا ہے
ہو گئی کسکے جگر دل مین یہ گھر کسکا ہے

ہمسے باتین نہ بناو تمہین ڈر کسکا ہے
یہین آرام کرو آج یہ گھر کسکا ہے

آپ تو دل مین ذرا غور کرین بندہ نواز
عشق مین فائدہ کسکا ہے ضرر کسکا ہے

دولت حسن سے تم کسکے ہوی مالا مال
جلوہ تو یہ اے شمس و قمر کسکا ہے

اسطرح اونکو جتاوے کوی میرا احوال
تمکو معلوم ہے دنیا سے سفر کسکا ہے

چشم نرگس کو ہے منظور نظارہ کسکا
گوش گل باغ مین مشتاق خبر کسکا ہے

اور بھی خلق مین تجھسا کوی دریا دل ہے
ابر کو فیض یہ اے دیدۂ تر کسکا ہے

اونکی کوفت سے کیون کسکو ستایا شب وصل
صبح گھڑیال پہ یہ آٹھ پہر کسکا ہے

عاشق اے مہ ہو ترا مہر سا عالی رتبہ
تو ہی منصف ہو کہ منظور نظر کسکا ہے

عبث کرتے ہین کیون ہر کام مین تشویش پہلے سے
وہ ہوگا لکھ چکا جو کاتب تقدیر پہلے سے

سبب کرنے لگا نالہ اثر تاثیر پہلے سے
معاف ایکبار ہو جاے مری تقصیر پہلے سے

کرون گستاخیونکی وصل مین تدبیر پہلے سے
معاف ایکبار ہو جاے مری تقصیر پہلے سے

تمہارے دیکھنے والے ہین کیا کچھ آجکل سے ہم
عوض پتلی کی آنکھونمین ہے تصویر پہلے سے

وہی اب جانکا دشمن ہے جسکو دوست سمجھا تھا
یہی سمجھاتا تھا کیون اے دل دلگیر پہلے سے

مجھے بھی تمکو ہے ضد تو مین پیمانہ چھوڑونگا
کرونگا مغبچونکی اب سوا توقیر پہلے سے

جو کہتا ہون مجھے قتل آپ فرمائین تو کہتے ہین
ہمارے ذہن مین تھی یہ تیری تدبیر پہلے سے

زبان سے بات نکلی اور پرای ہو گئی سچ ہے
عبث اشعار کو کرتے ہین ہم تشہیر پہلے سے

ہمارا طایر دل طایر قبلہ نما دونون
یہی اوناوک افگن ہین تیری نخچیر پہلے سے

تبھی سے عشق ہے جب لال گوٹونکی تھی وا کرتی
ہمارا خون قاتل کے ہے دامن گیر پہلے سے

ذرا ہوشیار رہنا ہے دیوانے بھی ہم ہونگے
گرہ دار رکھیو ہمارے واسطے زنجیر پہلے سے

نہین ہوتا وفا پر سو لکنا وعدہ اتنے برسون تک
زیادہ آج کل ہونے لگی تاخیر پہلے سے

کسے معلوم تہا ہوگا مسیحا موت کا باعث
اگر یہ جانتے کرتے کوی تدبیر پہلے سے

قلم برداشتہ فکر سخن اسے مہر ہوتی ہے
غزل کیونکر نہین رکہتے ہو تم تحریر پہلے سے

چل لکھنو کو ملکت انگریز سے
کعبہ مین بیٹھ پہر نکل کر گریز سے

دے دیجئے اشارہ ابرو سے حکم قتل
سر مرا کاٹ ڈالے اس تیغ تیز سے

چلئے گا گر یہ چال قیامت کی حشر مین
بہاگین گے لوگ معرکہ رستخیز سے

اللہ رے طمطراق عروس بہار کا
زر ریز ہو رہا ہے گلستان جہیز سے

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے

جب ہوا حسن ترا ہوش ربا تو جانے
پہر ہم گفت مخاطب شدہ با تو جانے

اوس سے کہدی کہ میری خاک بہی لیتی جائیو
آتی جاتی ہے ترے پاس صبا تو جانے

سیکڑون خون مسیحا پہ ابہی ثابت ہون
کہین لاکہا تو حنا پان چبا تو جانے

لاش پر لاش نکلتی ہے یہان عاشق کی
یہین رہتی نہین ہر روز وبا تو جانے

آپ گر یون ہی امارت کی لیا کیجئے گا
گہٹ کے مر جائینگے ہمسے غربا تو جانے

کیا گلہ سنگدلی کا تری کیا کیجئے فکر
خیر پتہر تلے اب ہاتھ دبا تو جانے

اور کیا کہتے ہو دل مین تو جگہ دی ہے تمہین
گہر چکے ہم پہ مکان تمکو ہوا تو جانے

پیار آتا ہے مجھے تیرے خفا ہونے پر
ہو نہ ہو غصے مین اوسیطرح چبا تو جانے

ہو کے دیوانہ ترے چاند سے اس گہر ہی پر

مہر بھی پھاڑ چکا جیب قبا تو جاتے

پھرتے پھرتے جو کبھی طور پہ وہ جا نکلے
ارنی کہتے ہوئے حضرت موسی نکلے

وہ بھی جب گنج شہیدان کیطرف آ نکلے
منہ چھپا کر تری کشتی مین مسیحا نکلے

آئے آگے مرے اے گل مین سینون تو نالے
چھو نچھ سے اپنی ذرا بلبل شیدا نکلے

شام سے ہے یہی سودا ترے سودائی کو
مین بلائین لون مرا گیسون والا نکلے

سب جتنے چاہو مگر یار کے مضمون بند ہین
ہان ذرا غور سے جب دیکھیے دھوکا نکلے

کیا غضب ہے کہ نکلین کبھی دل کے ارمان
تنگ آ کے ہو ہو کے مرے منہ سے کلیجا نکلے

تو وہ گل ہو کہ ملین عطر قبا سے گل مین
سیر گلشن مین بدن سے جو پسینا نکلے

مہر کو بھی تو جگہ دل مین ہے تیری بی مہر
بے محبت کی محبت کا مزا کیا نکلے

غیر کی لاش نکلتی ہوئی دیکھون یارب
پھول تو ہر دن پہ چڑھا دون تو یہ کانٹا نکلے

غصہ آ جائے انہین جامہ سے باہر ہو جائین
اونکی محفل مین اگر ذکر ہمارا نکلے

آرزو ہے یہی بیمار تپ فرقت کی
تیرے قدمون پہ دم اے رشک مسیحا نکلے

مار ڈالا ہمین اس آپ کی دم بازی نے
واہ وا صل علی خوب مسیحا نکلے

مین ہون وہ رو خلایق کہ چمن مین مجھکو
آنکھین دکھلائے اگر نرگس شہلا نکلے

رون تو نوح کا طوفان نظر سے گر جائے
پانی پانی ہو سمندر بھی وہ دریا نکلے

مہر کیون یار کے دربان سے کیسی نپٹی
کیا ہوا شیخ ہے کیا آپ گنہ گر کیا نکلے

پھڑک ہے مرغ بریان کی پھڑک ہے مرغ بسمل کی
جگر کی شکل وہ ہے اور یہ صورت مرے دل کی

تڑپ کیا دیکھتے ہو ذبح کرکے مرغ بسمل کی
ادھر آؤ ذرا ہم سیر دکھلائین تمہین دل کی

علاج دق کرین تشخیص فرمایا کرین سل کی
نہین معلوم عیسی کو دوا بیماری دل کی

تری لیلی کو اے مجنون خوش ائی وضع محمل کی
مری لیلی شمایل کو پسند ائی جگہ دل کی

ہمین پر تیغ ہوتی ہی ہمین سے لاگ ہی اسکو
ہمارے خون کی پیاسی رہی تلوار قاتل کی

کیا کیون سنگسار ایسی خطا تھی کونسی اپنی
خدانے ان بتونپر کیون طبیعت مری مایل کی

نہ گھبرائینگی ہم تنہائی مرقد سے مرقد مین
ہمارے قبر پر ہو شمع روشن اونکی محفل کی

سمجھتا ہی نہین گر شعر مین بھی حال دل کہیے
عذاب جان ہوئی ہو صحبت اک معشوق جاہل کی

بلا کا پیچ ہی پھر غضب کی ہے پریشانی
تری لفونکے سودے مین کڑی جھیلی سلاسل کی

تمہارے پاون مین مہدی لگائی اپنے ہاتھو سے
انہین قدموتسے یہہ سنگین مزاجی ہمنے حاصل کی

جو ظاہر مین خموشی ہو تو دلمین خاک اڑتی ہے
خداوندا وہ بت پتھر کا یا تصویر ہے گل کی

تن کا ہیرہ کی اپنے سرکانے تو لگی ہٹنی
ضرورت یار کی گھر مین بھی ہو کاشن گل کی

بہار آئی وہان بہولونکی زیور کی ہو تیاری
یہان مرے کیے تدبیر سے طوق سلاسل کی

نہ کھلاؤ ہمارا زخم دل اونکو نہ کھلاؤ
وہ ڈر جائیگی صورت دیکھکر اس اپنی بسمل کی

بقول شاعر آخر مہر کس سے اپنا دکھ روئین
ہنسی بہاتی ہے قاتل کو وہان زخم بسمل کی

بھولے کبھی نہ لطف ترا یاد تو رہے
ہر وقت ورد آیئہ لا تقنطوا رہے

او آفتاب جسکو تری جستجو رہے
وہ شکل ذرہ خاک بسر کو بکو رہے

دل مین جگہ صنم خوبرو رہے
کعبہ وہ ہی خدا کی قسم جسمین تو رہے

تمسے حسین کی تو نہ یون روبرو رہے
منہ کی نہ کہائی آئینہ کی ابرو رہے

مہدی کا رنگ جسمنے نپا سے کسطرح
قاتل تجھے پسند ہمارا لہو رہے

بیٹھے ہو کیون خدا کے لئے بنبے ہوئے — تقریر ہو کلام کرو گفتگو رہے

ناصح اونھین کے جور و جفا کا بیان کر — اچھی تو بات ہے جو وہی گفتگو رہے

جلوہ مجھے دکھاؤ سنین لن ترانیان — بس حضرت کلیم سے یہہ گفتگو رہے

مجکو نہ اپنے دل سے غرض ہے نہ جان سے — کوئی رہے رہے نہ رہے ایک تو رہے

زندان مین شور و غل رہے زنجیر و طوق کا — دیوانگی کا اپنی ہمیشہ غلو رہے

دل چاک چاک عشق مین اسد رجہ کیجئے — بخیہ کی احتیاج نہ کار رفو رہے

کیا بوئی عطر عنبر و مشک اوسکو ہو پسند — جسکے دماغ مین ترے زلفونکی بو رہے

دیوانہ ہون جو عطر لگاؤن مہک پڑے — کپڑون مین اپنے تیرے پسینے کی بو رہے

انجمن مین بھی دماغ معطر اسی سے ہو — سودای زلف پر شکن و مشک بو رہے

خلوت شب وصال ہو سبکو نکالئے — حسرت کوی رہے نہ کوی آرزو رہے

ساقی کا دور دور ہو فصل بہار آئے — کیفیت شراب لب آبجو رہے

ہان اے تصور انجمن آرا ہے بیکسان — تصویر یار آٹھ پہر روبرو رہے

موتی لٹائے چشم گہربار رات دن — دریا دلی کے ساتھ مری آبرو رہے
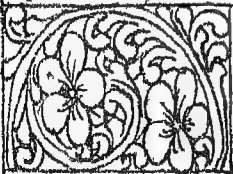
بعد فنا بھی مہر وفا کا رہے خیال — اے مہر خاک مین بھی محبت کی بو رہے
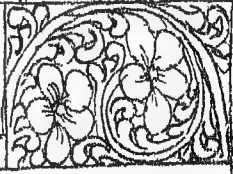
جہان فنا ہو رہے بس می و سبو باقی — اسی سے بادہ کشون کی ہے آبرو باقی

نہ شان مین ہو نہ شوکت مین گفتگو باقی — کسی کے عشق مین رہتی ہے آبرو باقی

رہا ہو آئینہ اک اوسکے روبرو باقی — سو دیکھئے جو رہے اوسکی آبرو باقی

ہمارے قتل سے اک دم کی دم نہ منہہ موڑے — تمہاری تیغ کی رہ جائے آبرو باقی

ڈبو چکے تھے خضر لیکن ان حسینون مین
ہو آئینہ سے سکندر کی آبرو باقی

فروغ چشمہ خورشید سے تعلی ہو
جو اس زمانہ مین رہ جائے آبرو باقی

وہ میرے منھ پہ چھڑکتے ہین غشمین آب گلاب
خدا کے فضل سے اب تک ہے آبرو باقی

جو کچھ کہون تو وہ کہتے ہین مونھ دہو رکھو
یہہ ہی ہے شکر کہ رہتی ہے آبرو باقی

جو صاف دل ہے تو کیسا حسد جلن کیسی
رہیگی جل کے نہ موتی کی آبرو باقی

ہمارے دیدہ گریان نے دل مین خاک اوڑائی
رہے نہ ابر نہ دریا کی آبرو باقی

نشان موج فقط جھریان ہین پیری مین
کہان رہی وہ جوانی کی آبرو باقی
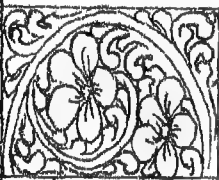
لکھون یہہ مصرع تر آب زر سے مین اکبر
کہ شعر تر سے ہو شاعر کی آبرو باقی
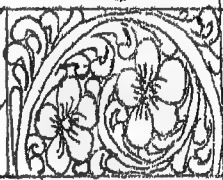
سلسلے حسن سے ملتی ہین ان آزادون کی
پھر دیوانے ہین پابند پری زادون کے

منتظر ہونگے اللہ سے فریادون کے
حشر مین داد طلب جائینگے بیدادون کے

خوبصورت جو کوئی دیکھتا ہون کہتا ہون
صدقے اے صانع قدرت تری ایجادون کے

باغ عالم مین چہکتا ہوا بلبل مین ہون
دور دور اب تو ہین شہرے مری فریادون کے

تیغ ابرو کے کوئی منھ نہین چڑہ سکتا ہے
لوہے ٹھنڈے ہوئی تیور نے جلادون کے

پیچ در پیچ ہے زلفون کا فسانہ ہے دراز
بال بال آگے پہنسے واقعہ صیادون کے

منصفی ہی تو کرا اے بت تو خدا سے ڈر کے
متحمل ہوئے بیداد سے بیدادون کے

کفر و اسلام کی ہے خوب حقیقت معلوم
جڑ جمین ہین حرم و دیر کی بنیادون کے

کیا ہے یا شیر خدا چرخ کی گیدڑ بھبکی
ہم کو رہتے ہین بہروسے تری امدادون کے

تم ہو مرشد کہو قرآن اوٹھا کر کہدین
دست قائل ہوئے ہم آپکے ارشادون کے

یہ بہار چمن حسن جنون خیز رہے — گل کھلاتے رہین نشتر یون ہی فصادون کے

قبر پر پہول کی چادر وہ چڑہا جاتے ہین — بعد مرنیکے بہی ہون دام مین صیادون کے

اونکے کوچے کے فقیرونکا بہی عالی ہے دماغ — بادشاہونکی سلامی ہین نہ شہزادون کی

آگ پانی مین لگا دیتے ہین آتش ناسخ — ہم بہی اے مہر ہین شاگرد انہین استادونکے

کدہر کا چاند ہوا مہر کے جو گہر آئے — تم آج پہول پڑے کس طرف کدہر آئے

گلی مین یار کی دل کہو کے نوحہ گر آئے — گئے تہے جس لئے ہم تو وہ کام کر آئے

ہوئی کچہ آہ کی تاثیر وہ ادہر آئے — اب ائینگے مرے گہر بہی جو راہ پر آئے

ہوا نہ کون خریدار اپنے یوسف کا — عدم سے غنچہ گل بہی تو لیکے زر آئے

ترے مریض محبت کا حال کیا کہئے — گئے جو بہر عیادت وہ نوحہ گر آئے

تم اسد مین کہ جوزا مین ہو ہمین کیا کام — کبہی وہ چاند ہمارے پلنگ پر آئے

چہری پہری جو پہرے کوئی یار سے گہر کو — تڑپ تڑپ گئے دل تہام تہام کر آئے

وہ قتل عام پہ لو آستین چڑہاتے ہین — مسیح چرخ چہارم سے اب اوتر آئے

صدا یہ دی دل نالان کہ خانہ تست — جو دل مین تیر نگہہ توڑ کر جگر آئے

جنہین مری نالونسے ڈر کے کہتے ہین — اس آگ کا نہ الہی کوئی شرر آئے

یہی لکہون مین ہر اک جمعہ کو عریضہ مین — آلہی خوش خبری لیکے نامہ بر آئے

قرار ہی نہین مجکو تو بیقراری سے — وہ کہہ رہے ہین ابہی تک ٹہر ٹہر آئے

ستا نہ بلبل نالان کو باغ مین صیاد — حصول کیا جو ترے ہاتہ مشت پر آئے

اسی امید پہ اخبار دیکھتا ہون مین — کسی طرف سے تو دل کی مرے خبر آئے

شب فراق کا صدمہ بلا کا صدمہ ہے
محال ہے کہ جیتے مہد سحر آئے

حرم سے دور ٹھہرے دیر والونسے جدا ٹھہرے
خدا کرے آگے ہم کافر تو تمہین یا خدا ٹھہرے

دل مجہ جان کو دہان ولب سے کیے بوسے مدعا ٹھہرے
سراب ہے بقا پر تشنہ آب بقا ٹھہرے

اگر چاہے کہ مری ہڈیون کا ناشتا ٹھہرے
تری دیوار کے سایہ تلے آکے ہما ٹھہرے

ذرا مجہ سے نہ بت سے کی یون بہر خدا ٹھہرے
تبا او چاند کے ٹکڑے یہ مہر بے حیا ٹھہرے

یقین ہے طور کا جلوہ تمہارا پرتوا ٹھہرے
ید بیضا کف افسوس ملنے کا پتا ٹھہرے

سراپا داغ ٹھہرے جان جان بیداغ یا ٹھہرے
یہی اک دل ہے جو ٹھہرے بلا ٹھہرے برا ٹھہرے

اگر اے مہر جذب عشق خضر رہ نما ٹھہرے
سواد مصر مین کنعانیون کا قافلا ٹھہرے

جزا اعمال کی اپنے اگر روز جزا ٹھہرے
نہین معلوم کیا گذری جدا جانے کہ کیا ٹھہرے

پرانا گھر حرم ٹھہرے کہ بت خانہ نیا ٹھہرے
مقام فخر تو یہ ہے بتونکی گھر خدا ٹھہرے

اگر تشریف لاے تو الگ بیٹھے جدا ٹھہرے
نہ ٹھہری وصل کی اونسے جو وہ ٹھہری تو کیا ٹھہرے

یہ پارہ اور بجلی یہ کیا ٹھہرے وہ کیا ٹھہرے
نہ دل ٹھہرے نہ پہلو مین ہمارے دلربا ٹھہرے

سنے گل کان دہر کار روان موسم گل مین
جسے گلبانگ کہتے ہین وہی بانگ درا ٹھہرے

جو کچھ اوسکے مقدر کا ہے وہ اوسکو ہی پہنچیگا
نہ گھبرو سگ جانان کی آستے تک ہما ٹھہرے

ہماری ہڈیون نے خوب لاشے پر لگایا ہے
سگ جانان اگر جھپکی تو اوڑ اوڑا کی ہما ٹھہرے

فشر پاتی ہے سنگین استخوانونسے سیہ بختی
جو کوالی اوڑے ٹڑی ہماری تو ہما ٹھہرے

ہمارے دشت وحشت کی اثر سے بید مجنون ہو
نے داغ جنون سرپر اگر ظل ہما ٹھہرے

فقط جوش جنون سے کچھ نہین عریان تن اپنے
ہوا ہون سوکھ کر کانٹا بدن پر کیا قبا ٹھہرے

تری قامت پہ جامہ قطع ہو رنگین ادائی کا
چمن میں پیرہن گل کا تری او تر سے قبا ٹھہرے

دکھاوے رنگ خلعت بعد مردن خلعت میت
کفن ٹھہرے وہی بلبل کا جو گل کی قبا ٹھہرے

تمھارے جامہ زیبی پر ہمیں کیا رشک آتا ہے
ہم آغوشی کے قابل ہم نہ ٹھہرے بس قبا ٹھہرے

ارادہ جب ٹھٹکنے کا کیا ہم نے اوٹھا دربان
سگ جانان بھبک کر ہم پہ پایا جب ذرا ٹھہرے

پیمبر سمجھکر جنکو نکالا تو نے کعبہ سے
وہ بت اب کعبہ دل میں ہمارے ای خدا ٹھہرے

طلسمی کشتی فقر اپنی ہے بحر قناعت میں
یہ بے لنگر کی رکے جا بجا بھی بے ناخدا ٹھہرے

اوڑا دے آہ کا جھونکا بہا دے اشک کا دریا
ہماری خاک گر پڑ کے ترے کوچہ میں جا ٹھہرے

ٹھکانا ہمنے جب دیکھا نہ اپنا دیر و کعبہ میں
بڑھایا میکشوں نے ربط خم خانہ میں جا ٹھہرے

بنے وہ آسمان جس سرزمین پر تم قدم رکھو
عجب کیا ہے اگر سنگ ستارہ سنگ پا ٹھہرے

یہی کوچہ ہے وہ اندھیر نگری نام ہے جسکا
جسے کہتے ہیں کالا چور وہ زلف رسا ٹھہرے

کریں سودا ہی کالی کوس طے ہر روز سودے میں
شب ظلمات سے بڑھ کر ترے زلف سیا ٹھہرے

بتون کے عشق میں شکر خدا ہر وقت لازم ہے
وہ بات آئی نہ لب پر جو شکایت ہو گلا ٹھہرے

مڑورے پنجہ مرجان کا پنجہ رنگین
لڑے تو لعل اونکا طایر رنگ حنا ٹھہرے

بنیں چاندی کی ساری مچھلیاں دست حنائی میں
بنو سونیکی چڑیا طایر رنگ حنا ٹھہرے

یہی رونا رہا ہمکو اگر اپنی فقیری کا
یقین ہے آبروے موج بوریا ٹھہرے

شہادت کی شہادت تو یہی ہے جو دست قاتل دے
ہمارا محضر خون ہاتھ میں رنگ حنا ٹھہرے

مٹادے رنگ نیر طایر اوڑا کر دست رنگین سے
شفق بنکر فلک پر طایر رنگ حنا ٹھہرے

فقیر رند کا جامہ بنے ملبوس شاہانہ
بدن پر شال تا تک انکو نقش بوریا ٹھہرے

ٹھکانا کیا ہے اپنے سیل اشک دیدہ تر کا
سفر دریا کا ہے دیکھیں کہاں یہ قافلہ ٹھہرے

پڑھا جب سلسلہ تقریر کا سودائے گیسو مین
اوٹھے بل کر کے وہ کہتے ہوئی کسکی بلا ٹھہرے

جو پاکان ازل جا ہین تو پائین فخر موذی بھی
مقابل سحر کے اعجاز موسی اژدہا ٹھہرے

ہماری قبر پر کیونکر رکے گی باگ توسن کی
تمہارا باد پا ٹھہرے جو مٹھی مین ہوا ٹھہرے

ہوا و حرص کہتے ہین جسے باد مخالف ہی
ڈبوتا کیون ہی کشتی فقر کی تھم جا ہوا ٹھہرے

لب گور خدا یو ہفت کشور پر یہہ مصرع ہے
جہان ہم گئے تھے پھر وہین ہر پھر کے آکے ٹھہرے

بہار زخم دل دیکھین لگاؤ خونکے چھاپے
یہ ویرانہ بنے گلشن یہ کعبہ کربلا ٹھہرے

شرابین ایکسی سب ہین طہور اکیا برانڈی کیا
ستم ہین آپ تو ٹھہرین رند زاہد پارسا ٹھہرے

ہمین شیخ و برہمن دیر و کعبہ مین نہ بہکائین
بتائین وہ جو سیدھا اونکے گھر کا راستا ٹھہرے

قیامت تک رہا خلعت کفن کا بعد مرنیکے
ہمارے جامہ ہستی سے یہ کپڑے سوا ٹھہرے

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
بھلا کیون ہمکو سمجھائے جو تو ناصح برا ٹھہرے

کبھی ٹھہرے نہ ٹھہرے آفتاب صبح محشر پر
تمہارے چہرہ تابان پہ آنکھ اپنی ذرا ٹھہرے

چمن ہے فکر رنگین مصرع تاریخ بھی پڑھیے
یقین ہے یار اب گلبانگ اپنا زمزما ٹھہرے

جناب میرزا حاتم علی مہر ایک مرشد ہین
جہان پر یہ جمین کیونکر وہان پر دوسرا ٹھہرے

پھر تپ غم ہو کے زائل بڑھ گئی
کھٹکے پھر بیمار کے دل بڑھ گئی

شکر بیتابی دل بڑھ گئی
اور غیرت مرغ بسمل بڑھ گئی

سر کو سودا ہو گیا اوس زلف کا
پاؤن مین شان سلاسل بڑھ گئی

حسن ایسا گھٹ گیا تیرے حضور
جلتے جلتے شمع محفل بڑھ گئی

خون چاٹا کس شہید ناز کا
تیزی شمشیر قاتل بڑھ گئی

شاعرون نے اوس ذقن دی مثال | آبرو ہی چاہ بابل بڑھ گئی

دور ہے شہر خموشان آج تک
مہر کیون ہمکو یہ منزل بڑھ گئی

طاری ہے تیرگی مرے بخت سیاہ کی | حاجت ہی روز شب مجھے اب شمع آہ کی
گنتا ہو مہر منزلین اوس رشک ماہ کی | یوسف کے کاروان سے کہان جا کے راہ کی
ہرگز ستم بجا ہے نیت مین شاہ کی | اے شاہ حسن داد دے مجھ داد خواہ کی
اوس سے سفر کیا مین مکدر ہون ناصحا | گرد ملال یہان وہان گرد راہ کی
بت مانع عزیمت طوف حرم ہوئے | اے شیخ کیا خبر تھے مجھے سنگ راہ کی
بیٹھے بٹھائے عزم سفر کر کے اوٹھ گئے | ایذا دی آپ نے یہ ہمین خوامخواہ کی
ساری بیاض صبح جدائی سیاہ ہو | گر نقل ہو نوشتہ بخت سیاہ کی
موجود دست بستہ ہے ہر دم غم فراق | دیکھو تو شان اسکے مری بارگاہ کی
قاتل ہی کو بتاؤنگا شاہد میرا یہ ہے | ہوگی نہ مجھکو حشر مین حاجت گواہ کی
ذکر حرم سے فائدہ کیا راہ دیر مین | اے شیخ کعبہ بات تو کر راہ کی

نامہ وصال سنکے مین راضی ہون موت سے
کیا مہر ہجر نے مری حالت تباہ کی

نثر مین زلف و گیسوئے جانانہ کیجیے | دل چاک چاک کیجئے تو شانہ کیجیے
گیسو کی بو سونگھا کے نہ دیوانہ کیجیے | تعویذ ہول دل کا مرے شانہ کیجیے
سودائیون کو اور بھی دیوانہ کیجیے | طرہ ہو گیسوان مین اگر شانہ کیجیے
دنیا سے ربط صاحب دنیا نہ کیجیے | اوزان مرید ہمت مردانہ کیجیے

دل مین خیال عارض جانانہ کیجیے
آئینہ خانہ مہر سپہر کا شانہ کیجیے

مرجائیے مسیح کسی چشم مست پر
لبریز مے سے عمر کا پیمانہ کیجیے

پرچاون دل کو یار کی زلفین سنوار کے
لیلی سے ربط قیس سے یارانہ کیجیے

موسی کے ہاتھہ مین یدبیضا ہو داغ رشک
صاحب جُدا جو ہاتھہ سے دستانہ کیجیے

حیران ہو وہ بھی دیکھہ کے اونکو میر لطرح
آئینہ کو بھی اپنا ہی ہم خانہ کیجیے

کشکول مین فقیر کے مے ہو شب وصال
یون اہتمام جشن امیرانہ کیجیے

چشم امید اشک فشانی سے کچھہ نہین
کیا اعتبار بازئے طفلانہ کیجیے

وہ یوسف آپ ہین کہ خریدار آپ کے
کہتے ہین نقد جان کو بھی بیعانہ کیجیے

شیشہ کو صدقے کیجیے نشہ مین جام پر
دل کو فدائے نرگس مستانہ کیجیے

فرہاد کی طرح سے بنا کر شبیہ یار
پریون کو کوہ قاف مین دیوانہ کیجیے

فکر سرور ہے خرابا تیون کی ہے
ہر دم دعائے ساقی و میخانہ کیجیے

ہر صبح کو تلاوت قرآن تو کر چکے
مہراب نظارہ رخ جانانہ کیجیے

کڑیان وہی جھیلین جو دیوانے بنین گے
زنجیر مین لوہی کی چھتے دالنے بنین گے

ہم چھوڑ کے کوچہ ترا کیون جائینگے صحرا
اے رشک پری کاہیکو دیوانے بنین گے

تیغ نگہ مست کا کشتہ ہون کلالو
دیکھو گی جب اس خاک سے پیمانہ بنین گے

دکھلاتا ہے کیون پنجہ خورشید نمونہ
کیا دست حنا بستہ کے دستانے بنین گے

وہ خط نہ جلائین جو کہے شمع زبان سے
کیا کرتے ہو اس خاک سے پروانے بنین گے

سمجھین گے تہے گیسوون کو سنبل جنت
گلدستہ گلزار ارم شانے بنین گے

تربت مین بہت روئیگا قیس اپنے لکھے کو
سنتا ہون مرے حال کا افسانے بنین گے

زنجیرین تو گیسو ہون وہ ہون یوسف زندان
اس قید سے ہم پر تو نکے دیوانے بنین گے

زنجیرین چبا ڈالونگا جوشش جنون مین
بس رزق مرے واسطے یہ دانے بنین گے

وہ خط شعاعی مین لکھے جاینگے اکثر
جو سوزش دل کے مرے افسانے بنین گے

یار کیون تجھکو بھلا سمجھے تھے
اب یہ سمجھے کہ برا سمجھے تھے

کونسا تھا وہ مرض جسمین مسیح
درد دل کو ہی دوا سمجھے تھے

یان جو آسے تھے جناب ناصح
کوئی سمجھا کہ وہ کیا سمجھے تھے

ہم فلک کے ہوا ڈھلاتے تھے ستم
تیرا انداز جفا سمجھے تھے

تو ہی سمجھا تھا نہ اپنا رتبہ
کیا کہین ہم تجھے کیا سمجھے تھے

وہ مکدر تھے صفائی کے لئے
غیر خوش تھے کہ خفا سمجھے تھے

تھا وہ پیغام قضا در پردہ
جسکو ہم ناز و ادا سمجھے تھے

منھ چھپاتے تھے وہ ہمسے عمداً
اور ہم شرم و حیا سمجھے تھے

حضرت مہر نہ سمجھے افسوس
یار کیون تجھکو بھلا سمجھے تھے

زلف در خیر مرے گا ھر کوے
شام کوی موا سحر کوی

ہم لگادین ابھی دھن کا پتا
بات ہم سے کرے اگر کوی

اشک گلرنگ سے تو ہولی کھیل
خشک جاے نہ چشم تر کوی

دل کہین رہ گیا تو جان کہین
یار ہم سا ہے بیخبر کوی

جو کوی ہوا وگال دابن کا چور — منھہ مین تہوکے اوسکے ہر کوی
مین وہ بیکس ہون جسکی تربت پر — نہ ہوا آکے نوحہ گر کوی
یار باریک بین ہو کون ایسا — ڈہونڈ تو دے تری کمر کوی
جسنے گردن بنای ہے تری — ہو عجب وہ بہی شیشہ گر کوی
ہوئیگا امتحان تیز نگاہ — دل سمبہالے کوی جگر کوی
تم تما یا ہے رخ جلال آیا — صبح دیکھے کہ دوپہر کوی

مہر ذرہ ہے خاک درکا تیرے
اتنی کردے اوسے خبر کوی

طایر مضمون کا اب روح القدس محتاج ہے — فکر عالی کو مرے اوج سخن معراج ہے
بستر راحت پہ مجکو خواب ہی سولی کی نیند — مرے تکیہ مین مقرر پنبہ حلاج ہے
دست برد تیغ فرقت ہو گیا صبر و قرار — دل جسے کہتے ہین صاحب کشور تاراج ہے
قیصر و فغفور سے ہین بے سروپا سکڑون — پایۂ تخت اب کہان ہے کیسکے سر پر تاج ہے

آنکہ کے ڈہیلے سے چشمک خاک کو دیکہو ہے مہر
دل مرا تیر نگاہ یار کا آماج ہے

ساقی ہی نہ مے ہے نہ دف وچنگ ہے ہولی — کیا حال ہوا امسال یہہ کیا رنگ ہے ہولی
آئی ہی جو فرقت مین مرا خون کریگی — یہہ بہی ترے آنیکا کوی ڈہنگ ہے ہولی
ہم خاک اوڑاتے ہین دہولینڈی ہی ہیا نہم — ہم تک نہین آئی کبہی کیا ننگ ہے ہولی
سو بار جلاتا ہون مین اک آہ سے دم مین — آکر مرے ویرانہ مین کیا تنگ ہے ہولی
نکلا مہ نخشب کہ گرا چاہ مین یوسف — یا حوض کے اندر مہ گل رنگ ہے ہولی

پچکاری اگر خامہ ہے تو رنگ سیاہی
ہر بیت عوض قمقمہ دل مانگ رہا ہے
رنگینی مضمون سے مرے رنگ ہے ہولی
اس سال کی واللہ کہ بیرنگ ہے ہولی

اے مہر ترے گرد ہین مہ رو کئے تصویر
فانوس خیالی ہے کہ ارژنگ ہے ہولی

چھایا ہوا ہے ابر ہوا خوش گوار ہے
ساقی کا انتظار ہے جوش بہار ہے

اللہ کیا ہی روپ ہے کیسا نکھار ہے
جوبن بتون کا قدرت پروردگار ہے

جو پوچھے کسے مزاج کا حال آشکار ہے
مین جان بلب ہون ہجر مین دل بیقرار ہے

آئے وہ فاتحہ کو دل بیقرار ہے
پاریکا ہے کنوان کہ ہمارا مزار ہے

دلسوز ہے کوئی نہ کوئی غمگسار ہے
مرنے کو ہم ہین رونیکو شمع مزار ہے

صاحب ہنسی خوشی سے ملو اب نہ رنج دو
تھوڑے دنون کی زندگی مستعار ہے

گلگشت صبح و شام رہا اونکا باغ مین
اب تو ترا سہاگ عروس بہار ہے

ٹوٹے ہوئے ہین دونو ہی پہلو ادہر ادہر
تیر لگا وہ دل مین جگر مین دوسار ہے

اندھی ہے تو ہی خاک اڑانیکو لے صبا
برباد جو کیا وہ ہمارا غبار ہے

وہ کون ہے جو آپ کو اب چاہتا نہین
قربان مین ہون صدقے ہی دل جان نثار ہے

جی کی امان ملی تو مین قاتل سے یہہ کہون
امیدوار آج تک امیدوار ہے

اونکی خوشی ہو ساتھ جنازے کے ہون نہون
اپنی طرف سے جبر نہین اختیار ہے

نازک حباب سے ہو تو پتھر سے سخت ہو
کیا چیز دل بنا ہی مری پروردگار ہے

گلبانگ ہے کہین کہین بلبل ہے نعرہ زن
ساقی پہونچ کہ باغ مین تیری پکار ہے

عاشق سکھا رہی ہین خود آرائیان انہین
حسن اونکا آئینہ ہے دل آئینہ دار ہے

بلبل کا خون خاک چمن سے ابل پڑا | گلچین یہ جانتا ہے کہ جوش بہار ہے

اے مہر مہوشون مین سنجایا کرو کبہی
کیا دل کا اعتبار ہے کیا اختیار ہے

عاشق پہ اپنے رحم اب آیا ہی شکر ہی | میرا مزاج یار نے پوچھا ہے شکر ہی
پتھر پسیجتے ہین کہ بت مہربان ہوے | احسان مجھ پہ مرے خدا کا ہے شکر ہی
بوسے لیے وصال مین چوسی زبان یار | ان نعمتون کا ذائقہ چکھا ہے شکر ہی
پھر وہی دل ہے اور وہی کوی لف ہے | پھر وہی ولولا وہی سودا ہے شکر ہی
احسان ہی یہ اوسکا کہ ہم مردہ دل نہین | دل آج تک تو خوب تڑپتا ہے شکر ہی
میرا مزاج پوچھنے آیا وہ بد مزاج | بندہ بھی ہاتھ جوڑ کے کہتا ہے شکر ہی
جینے سے خوب ہی یہی مرنا مرینگے ہم | قاتل بھی ہے وہی جو مسیحا ہے شکر ہی
آتا ہے میرا نام تو اوسکی زبان پر | مری شکایتین تو وہ کرتا ہے شکر ہی
باتو سخن زدرد دل خویش سر کنم | مدت مین آج تخلیہ پایا ہے شکر ہی
بولے وہ حال سنکے مرے احتضار کا | اللہ نے یہ مژدہ سنایا ہے شکر ہی

ہرگز کسی سے مجھکو کدورت نہین ہی مہر
آئینہ دل اپنا مصفا ہی شکر ہی

تھوڑی بھی دیر یار سے صحبت بہم رہے | تا صبح حشر وصل کی شب کم سے کم رہے
پایا نہ تجھکو وارد دیر و حرم رہے | اور بت خراب و خستہ خدای مین ہم رہے
تا چینر ہار سے بھی تو رشتے مین کم رہے | اے یار تیرے پاس نہ اک رات ہم رہے
سیر دیتے کو کہان نہین ثابت قدم رہے | عاشق بہت تہے آپکے ہم کیسے کم رہے

دیکھیں جو شوخ آفت جان خاک دم رہے — اے صبر تاب و ہوش و خرد جا بجا ہم رہے

زندہ نہین خضر نہ مسیحا مین دم رہے — قاتل تری پہ تیغ نگہ برق دم رہے

اب کیون ہوا سے جنت دماغ ارم رہے — تیری گلی مین دفن ہوکر اچھے ہم رہے

یہ بانکپن رہے یہی طرز ستم رہے — تیور پہ بل رہے ترے گیسو مین خم رہے

آنکھوں سے دیکھ لیجئے حال دل نحیف — لخت دل آکے سینہ سے مژگان پہ جم رہے

تیرا خیال حشر تک اے جان سجائیگا — دن رات اگرچہ غفلت خواب عدم رہے

قاتل تری گلی بھی ہے کیا کاروان سرا — اوترسے ہوئے مسافر ملک عدم رہے

کیا گڑھ رہا ہے مسئلہ وحدۃ الوجود — مرنا ہے ایکروز خیال عدم رہے

مرقد مین پاتراب کیا پھر خبر نہین — کس کس جگہ مسافر ملک عدم رہے

وعدہ برابر آگیا وعدون ہی مین یہان — اب حشر کے بھی وعدے پہ قول و قسم رہے

پامال کیجئے مجھے مین خوش ہون میرا خدا — جیسے یہی چلن مرے سر کی قسم رہے

مین جانتا ہون وعدے کے سچے حضور مین — کیا کیجئے جو یاد نہ قول و قسم رہے

کیفیت آنکھ والون کو ساغر کشی کی ہے — اندھو ہمین خاک مرتبہ جام جم رہے

مردون کو ٹھوکرون سے جلاتی ہوئی مسیح — اللہ رکھے آپکو یہہ دم قدم رہے

کثرت بڑہا نشانہ لگا دور دور کا — ہان ترک چشم صید غزال حرم رہے

اک عمر کوی یار مین نالے کیا کئے — عاشق ہوئی تو بلبل باغ ارم رہے

جوہر دکھانے معرکہ مین مجھکو کرکے قتل — قاتل کی تیغ خون پیئے تازہ دم رہے
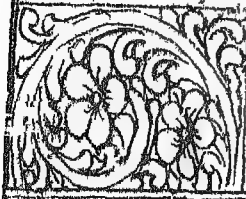
چھانا پڑا ہی مشرق و مغرب تمام ہم
پایا نہ اوسکو جسکے طلبگار ہم رہے

اک دم کی ہست و بود ہی بہتر شراب سے | جام جہان تمام ہین بہتر حباب سے
انکار زاہدون کو ہے جام شراب سے | خفاش کی کب آنکھ ملی آفتاب سے

ایذا تجھے نہ حشر مین ہو آفتاب سے | چھلکا دی ساقیا میرا ساغر شراب سے
ہو جلوہ گر جو وہ رخ روشن نقاب سے | پھر جائین آفتاب پرست آفتاب سے
فرد گناہ دہوے جام شراب سے | سکھلائے ہیں دامن تر آفتاب سے
کرتا ہون غم غلط مین شرابی شراب سے | سکھلا رہا ہون دامن تر آفتاب سے
کرتا ہون گرم صحبت رندی شراب سے | سکھلا رہا ہون دامن تر آفتاب سے
گلشن مین آمد آمد فصل بہار ہے | چہرہ بن سے ہے روئی یار پہ حسن شباب سے
بیچین ہم ہین عشق مین اک گلعذار کے | دل مین اوٹھا ہے درد تو سینکے گلاب سے
پیری مین اب کہان وہ جوانی کے طنطنے | جامہ مین اپنے داغ لگا ہے خضاب سے
ہونٹھون سے اونکے جام نہ اکدم جدا ہوا | کیا رابطہ مسیح کو ہے آفتاب سے
پہلو مین دل کی بدلے جگہ اونکی ہو گئی | اتنا شب وصال وہ سمٹی حجاب سے
اوٹھتی ہین اونگلیان قد موزون پہ شکر کر | مصرع کا حسن ہے الف انتخاب سے
لکھتا ہے وصف حسن رخ یار گلعذار | لو لگا قلم گلاب سے تختۂ گلاب سے
رومال کے لباس مین ابر آکے بارہا | پانی پیا کیا میرے چشم پر آب سے
سنتا ہے یہی ہو کے بادہ کشی کا مزا سمجھایے | پانی پیون بجھا کے مین سیخ کباب سے

پھر دن پھرین فروغ ہو پھر مہر کو نصیب
رجعت کی آرزو ہے علی کی جناب سے
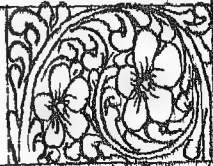
دیکھا خدا کی کا وہ تماشا دیکھا گئے | موسی بنا گئے مجھے جلوہ دکھا گئے

پوچھا جو حال دل تو یہ نقشا دکھا گئے
اک مرغ ذبح کرکے تڑپنا دکھلا گئے

عشاق کے مرتبہ دل کا دکھا گئے
یہ خاکسار عرش معلی دکھا گئے

ستے ہیں حجرے میں مرے وہ یہ امر محال ہے
آئے کبھی تو آکے انگوٹھا دکھا گئے

زلفیں سونگھا کے مجکو تو سودائی کر گئے
کس پیچ سے وہ عشق کا کوچہ دکھا گئے

مرے لگاؤ کی تدبیر میں رہے
بن ٹھن کے آئے اپنا جھگڑا دکھا گئے

داعم بلا میں مرغ دل اوسکا پھنسا لیا
اک بار جسکو زلف چلیپا دکھا گئے

کس حسن سے جتا گئے کامل کو نقص کو
چہرہ دکھا کے چاند کا دھبا دکھا گئے

شہرہ جہان میں ید بیضا کا ہے بہت
تم کیوں نہ اپنا دست مصفا دکھا گئے

نازان ہوے جو وحشت صحرا کے مجنوں پر
لیلی کو لا کے وہ سیر صحرا دکھا گئے

اونکے سبب سے عشق کو دل میں جگہ ملی
گھر میرا موت کو وہ مسیحا دکھا گئے

دل کا کوئی حسین نہ گاہک نظر پڑا
کس کس کو ہم یہ گوہر یکتا دکھا گئے

رونے کی لہر ہمکو جو آئی تو دیکھنا
قطرے ہمارے اشک کے دریا دکھا گئے

دیکھا تھا اس سے پہلے کبھی ہمکو نگار قصر
عاشق تمہارے تمکو تماشا دکھا گئے

لڑتے رہے نہ صلح ہوئی وصل میں بھی ہاے
راحت کی آرزو تھی وہ ایذا دکھا گئے

یاد آگئیں کسی کے تلون مزاجیاں
اٹھی بہار تو گل رعنا دکھا گئے

مشتاق آنکھ سینکنے کا عمر بھر رہا
اکدن نہ مہر کو کبھی مکھڑا دکھا گئے

کوٹھے پہ چڑھ کے مہر فلک مرتبت کو وہ
اپنی بلندیوں کا تماشا دکھا گئے

طریق زہد جدا ہے مقام عشق جدا
چراغ کو ... اس راہ ... [illegible]

بقول کیف ہو صاحب تم اپنے حال میں مست
ہمارے دل کی تمہین یا کچھ خبر بھی ہے

تمہارے دم کی تھی یہ روشنی زمانے مین
فروغ مہر بھی ہے جلوہ قمر بھی ہے

مجھے بھی آنکھیں دکھائین وہ مین بھی تو دیکھوں
نگہ ہے تیر تو سینہ مرا سپر بھی ہے

اجی کبھی تو پسیجو بنے ہو کیون پتھر
بتو خدا سے ڈرو کچھ خدا کا ڈر بھی ہے

ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد
جو نیک بخت ہین اونکے لیے ہنر بھی ہے

تمہارا مرتبہ صاحب رقیب سے سمجھے
تمہین مسیح ہو پر شبہ پاس خر بھی ہے

بتو زبان ہلا و خدا کا شکر کرو
حسین بھی ہو جوان بھی ہو کر و فر بھی ہے

سنا تو ہوگا جو گذرا ہے حال قارونکا
غرور بخیل کا مٹی کے مول زر بھی ہے

یہ اپنا قول ہے مگدر بگیر و محکم گیر
پھرا جو تیرے در سے وہ دربدر بھی ہے

تمہارے دام سے کیونکر بچیگا طایر دل
اوڑیگا خاک کہین کوئی بال و پر بھی ہے

سنا تو ہو نظر مہر کا بہت شہرہ
ہمارے حال پہ کچھ آپ کو نظر بھی ہے

بلا کا حسن ہے اونکا غضب کا جوبن ہے
مین دیکھتا ہون اونہین آنکھ اودہر ادہر بھی ہے

شب فراق کا دھڑکا شب وصال ہے مہر
ہمین تو شام سے تاریک تر سحر بھی ہے

پہلو مین وہ ادہر ہین کبھی تو ادہر کبھی
ہوتا ہے درد دل کبھی درد جگر کبھی

ان منتو نپہ مہر کی کرتے نظر کبھی
ٹھوری مین ہاتھ ہے کبھی پانو نپہ سر کبھی

دن رات یہہ دعا ہے کہ آئیے ادہر کبھی
اے جان مہر کا ہو وہ رشک قمر کبھی

کرتے ہین عشق باز لڑکپن اگر کبھی
تو کھیلتے ہین دل پہ کبھی جان پر کبھی

کچھ کام آوگے دل ناکام میرے
اے آہ و نالہ تم سے بھی ہوگا اثر کبھی

تلوار اگر کہین تو کہین تیر کیون کہین — دیکھی نہ ہمنے یار کی سیدہی نظر کبھی

یا دشن بخیر جیسے گیا پھر پتا نہین — کچھہ تو ہمارے دل کی ہی کہئے خبر کبھی

اس منھہ سے پھول جھڑتے ہین ہمنے سنا ہی یا — قینچی سے یہہ زبان چلی گل کتر کبھی

دیکھو نگار دے یار تو سجدے کرونگا مین — مجھسے قضا نہ ہوگی نماز سحر کبھی

لکھے کو رو کے یہہ ہی لایا جواب خط — جیتا پھرا ہے کوئی اگر نامہ بر کبھی

دلکی تو کچھہ کہی نہین جاتی کہ اڑ گیا — ورنہ اڑا ہے طایر بے بال و پر کبھی

دہوکا ہے شاعرونکا اجی اصل کچھہ نہین — دیکھی بھی ہے کسی نے تمہاری کمر کبھی

چلتی ہوئی تو صبح کو محشر بپا کیا — وہ رہ گئے جو گھر مین مرے رات بھر کبھی

ساقی کی چشم مست نے بیہوش کر دیا — مجکو تو نشہ ہوتا نہ تہا اسقدر کبھی

یہہ یاد رکہئے ایک ہی چٹکی مین کچھہ نہ تہا — بالو نمین گرا و لچھہ گئی نازک کمر کبھی

کرتا ہون مہر یار کی کیا کیا خوشامدین
ٹھوڑی مین ہاتھہ ہی کبھی پانو پہ سر کبھی

دیتا ہون جان ابروی خمدار کے لئے — اپنا تو دم ہے آپ کی تلوار کے لئے

معجز نما وہ لب ہین دل زار کے لئے — اک چھوڑ دو مسیح ہین بیمار کے لئے

اوس ستے ہو نکے بیچ مین تیغا لگا لیا — کیا قبضہ ہاتھہ آگیا تلوار کے لئے

ان سنگدل بتون کا برہمن ہون اے خدا — لہسنی کا ہو سوت بھی زنار کے لئے

دیوانے ہوشیار ہین اوبت بکار خود — کی جیب تار تار تو زنار کے لئے

سودے کا سلسلہ بھی رہے کفر کا بھی پیچ — اک تار زلف دو ہمین زنار کے لئے

اوبت ہوا اپنا کفر بھی کیفیتون کے ساتھہ — نشہ کی ڈوری ڈھونڈے زنار کے لئے

بتّی بہی دے کے بت کہین کافر بنائین تو
زم دہاگی چاہئین ہمین زنار کے لئے

سمجہین مین بار یہ جہاڑو جو دی گئی
گردش بہی ہے ستارہ دم دار کے لئے

غنچے کلاہ سمجتے ہین تو گل قبای سرخ
تیاریان ہین آپ کی دربار کے لئے

قطرے ملین جو روی عرقناک یار کی
ہو آبرو کو اکب سیار کے لئے

آہی کیو واسطے تو لگا رکہا آج تک
ہو جنبش دل حضور کی سرکار کے لئے

لگتے ہین مثل تیر جگر پر ترے کلام
یہہ بات ہی کہان لب سوفار کے لئے

اغیار کا حوالہ ہے حیلہ کے واسطے
اقرار اونسے ہمسے ہو انکار کے لئے

تیرا چلن کچہہ اور ہے اوسکا چلن کچہہ اور
محشر نے بہی قدم تری رفتار کے لئے

نشترہ یہہ دیکہے اونکو کوئی لاے میرے پاس
چلیے کبہی عیادت بیمار کے لئے

کیون ہو گکور لینگا نہ ان قاتلونکو شوق
لالے ضرور ہے لب سوفار کے لئے

دل آگیا تو مدنظر عیب خط نہین
آئینہ ٹہی بن گیا زنگار کے لئے

ہیہہ او دو یار کو دل بیتاب کی خبر
اے مہر تار برق ہے اخبار کے لئے

دیوان مہر خوب خریدین گے مشتری
جنس سخن ہو گرمی بازار کے لئے

شہرہ حسن کا ہے پری تیرا عجب افسانہ ہے
باغ مین ہر گل گریبان چاک ہو دیوانہ ہے

ہر سحر چاک گریبان کا نیا افسانہ ہے
اے پریرو مہر بہی چمکا ہوا دیوانہ ہے

سچی موتی کی ہین لڑیان سچی باتین یار کی
مثل در گانی ہین اوسکی گفتگو دردانہ ہے

زربفت ہر گل ہے باغ اعتمادالدولہ مین
اونکے قدمونکی بدولت باغ دولت خانہ ہے

حکم حاکم سے جلاتے ہین دل اب تو شعلہ خو
شمع روکے پاس پروانہ پر پروانہ ہے

میری آنکھوں نے ٹپکتا ہو جو قطرہ اشک کا
مہر صفیر وانہی قسمت کا یہ آب و دانہ ہے

ناصحا گر کچھ نہیں دنیا و ما فیہا سے کام
مجھکو ہے تو فکر معشوق و مے و میخانہ ہے

خار تو اوس گل کو ہیں گلزار میں گھیرے ہوئے
آشنا اپنا چمن میں سبزۂ بیگانہ ہے

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے لطف دریا سیر ہے
یار کی گردنمیں باہیں ہاتھ میں پیمانہ ہے

مہر پڑھیئے مصرع تاریخ بزم مہوشان
یہہ تمہاری بزم زیبا ۱۲ھ محفل شاہانہ ہے

اشکوں کی تو جھڑی سے برابر لگی ہوئی
اے مہر دلمیں آگ ہے کیونکر لگی ہوئی

کیا خون بیگناہ کا چسکا پڑا اسے
کیا چاٹ پر ہے تیغ ستمگر لگی ہوئی

دکھا ہوا ہے عشق کے صدمے اوٹھا کے جی
دل پر ہمارے چوٹ ہے دلبر لگی ہوئی

ہم نے زبان شمع سے یہہ رات بھر سنا
بجھتی نہیں ہے دل کی مقرر لگی ہوئی

کہتا ہوا اٹھونگا یہ تربت سے حشر میں
ابتک تجھی سے آس ہے دلبر لگی ہوئی

نقشہ جما ہوا ہے تصور کا دلمیں خوب
تصویر یار گھر کے ہے اندر لگی ہوئی

وہ کیوں نہ سر چڑھا ہیں بلا کی یہ پیچ ہیں
قدموں سے بھی ہے زلف معنبر لگی ہوئی

کہدینگے تیرے موسی کمر کو کہ ہیچ ہے
شاعر نہ رکھیں بال برابر لگی ہوئی

جب اونکے گھر گئے ہیں کبھی دلکی لاگ سے
زنجیر در ملی ہمیں اکثر لگی ہوئی

لکھتا ہوں خط شوق لفافے پہ دیکھنا
آنکھ اپنی ہوگی صورت ذلفر لگی ہوئی

لٹتا ہے گنج دل مرا شہباز چشم سے
اب جان جانبازی سے اسپر لگی ہوئی

دربان ہی کچھ نہیں سگ لیلی بھی ہے در پہ
دروازے پہ یہہ اور ہے بھیڑ لگی ہوئی

اوروں کو تاکتے ہیں وہ بچکر نظر سے مہر

کس گھات مین ہے چشم فسونگر لگی ہوئی

بہتر ہی پھول رونق باغ جہان ہوئے
لیکن بہار آج ہوئی گل خزان ہوئے

اونکو سفر ہوا یہان صرف فغان ہوئے
یوسف ہوئی وہ ہم جرس کاروان ہوئے

سن لی خدا نے مہر جو گرم فغان ہوئے
پتھر پسیجنے لگے بت مہربان ہوئے

کس کام کے جو آپ مسیح جہان ہوئے
برسون ہوئے حضور ہمین نیم جان ہوئے

کہتا ہے سنکے حال عشق کا وہ شوخ
پیدا یہ ایک اور مرے قدردان ہوئے

ضد ہے ہمین سے اونکو کہ الٹی ہے اونکی مت
پاؤن پڑے ہم اور بھی وہ سرگران ہوئے

کیا جانتی ہے یار کا اداب بزم شمع
جلتا ہے دل یہان پہ مرا اسلیے دہوان ہوئے

کشتی مے کا پیر مغان ناخدا بنا
ہم میکشون کے دامن تر بادبان ہوئے

قدمون پہ یار کے ہو سر اپنا شب وصال
ایسی بھلا نصیب ہمارے کہان ہوئے

ہے وصف اونکے موے کمر کا دہن کا ذکر
ہم لوگ شعر فہم ہوئے نکتہ دان ہوئے

اب حشر پر ہے وصل کے وعدیکو ٹالتے
کیا جانے ہم کہان ہوئے وان تم کہان ہوئے

قرآن مین ذکر حور کا اللہ نے کیا
ہم سے عبث بتان حسین بدگمان ہوئے

انسان ہین تو رحم کبھی آہی جائیگا
وہ مہربان بھی ہونگے جو نامہربان ہوئے

گر دلسے دلکو راہ ہے تو اسمین شک نہین
معلوم ہے وہان بھی جو صدمے یہان ہوئے

پڑھنے کو شعر وصف رخ ماہرو مین ہم
لوگ ہماری قبر پہ قران خوان ہوئے

جواب خط مرا لیکے پھر آئے
آلہی جلد نامہ بر پھر آئے

اوٹھے وحشت مین گھبرا کر پھر آئے
گئے بیٹھے یہان دم بھر پھر آئے

نہین ممکن نہین ممکن یہہ ہرگز
وہان جاکر دل مضطر پھر آئے

پھر آئے فصل گل کلبا ہی گلین
قفس مین اپنے بال پر پھر آئے

کرے مشق ستم ہم پر وہ ظالم
ہمارے حلق پر خنجر پھر آئے

ہمارا ہی جو صیاد ستم گر
کترنے مرے بال و پر پھر آئے

وہ کہتے ہین میرے نالونکو سنکر
نہ چلاکے یہ میرا سر پھر آئے

ہوا پہر قیج مرغ نامہ بر کیا
ہوا مین اوڑتے بال و پر پھر آئے

خدا سے بت پہ بھیجیگا کبھی تو
پہرینگے جب تلک تیر پھر آئے

کسیکو باریابی وان نہین ہے
کبھی خود ہم کبھی نوکر پھر آئے

گلہ کیا چرخ کا سرگشتگی مین
ہمین جب پانو تھکا چکر پھر آئے

سبو تا پہ ہے قہقہا شیشے کا یارب
ابھی خندہ زن ساغر پھر آئے

چلے تھے دیر سے کعبہ کو ہم ہی
ہوا پھر دل ہی جب رہبر پھر آئے

جسے چاہے وہ گھر بیٹھے دکھا دے
جسے چاہے اوسے در در پھر آئے

فلک پر بھی مہینے چاند نکلا
ہمارا بھی وہ مہ پیکر پھر آئے

ہمارا بس اگر ہوتا نہ آتے
لے آیا یہہ دل مضطر پھر آئے

تمہارا سامنا کر جائے کیا منہ
مقابل ہو تو مہ چادر پھر آئے

اسیر اک روز آئے مہر ہر روز
مکان پر آپ کے جا کر پھر آئے

نالے سے دل ناشاد ہین اچھے اچھے
اپنے شعر آپ مجھے یاد ہین اچھے اچھے

اکبر آباد مین آباد ہین اچھے اچھے
ہون اگر شاہد تو شاد ہین اچھے اچھے

سحر کے فن مین بھی اوستاد ہین اچھے اچھے
جادو انکھونکو تری یاد ہین اچھے اچھے

آبھی پر نہین دیوانہ پن اپنا موقوف
اور بھی چند پریزاد ہین اچھے اچھے

محو اوس بت کے ہین جن و ملک و حور و پری
عاشق حسن خداداد ہین اچھے اچھے

عشق قامت مین الف کھینچلیا ہنسون نے
سرو سے ٹرہ کے بھی ازاد ہین اچھے اچھے

چشم بد دور جو دیکھین تو کہین حور العین
لوگ آدم کی بھی اولاد ہین اچھے اچھے

اونکے سایہ مین جو آجاے سٹرے بنجاے
پیارے پیارے ہین پریزاد ہین اچھے اچھے

ایک تو کوئی ترے قد کی برابر دیکھلاے
باغ مین سیکڑون شمشاد ہین اچھے اچھے

جو برے ہین وہی رکھتے ہین برون سے صحبت
اچھے اچھونکے تو ہمزاد ہین اچھے اچھے

شب وصل اونکا قیامت تہا لپٹ کر کہنا
یہہ جو دو لفظ مجھے یاد ہین اچھے اچھے

کوچہ کافر بیدین مین ہین نالان دیندار
بلبل گلشن شداد ہین اچھے اچھے

جنہین چڑہا تری انگیا کے لے بیٹھے ہے
وہ بھی کیا بیضہ فولاد ہین اچھے اچھے

اونکا دیوانہ نہو تیرا ہی یہہ قول ہے مہر
اور بھی چند پریزاد ہین اچھے اچھے

بلا سے ہجر مین اے مہر تجھکو بھی مفر ہوگی
نکھیرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی

یون ہی عادت محبت کی تمہین ایمہر گر ہوگی
تو دل بیتاب ہوگا شدت درد جگر ہوگی

نہوگا جب گذر تجھہ تک تو پہر کیون کر گذر ہوگی
ہماری بھی خبر تجھکو کبھی اے بیخبر ہوگی

لب شیرین کی لینگی بھیاں جب اگر ہوگی
شکر خورے کو وہ دیگا شکر پیدا شکر ہوگی

ترے موتی سے دانتونکی صفت ایجان گر ہوگی
صفائی مین مری تقریر بھی سلک گہر ہوگی

کہلا اسطرح سے سب پر کہ بیشک اشتباہی ہے
یہی مضمون ہر شاعر نے باندہا ہو گہر ہوگی

خدا کے سامنے بت بیٹھے گا تو پھیر کر — قیامت بھی کبھی اوسکا فریاد گر ہوگی
جو اونکو چور کہتا ہون تو جھلا کے وہ کہتے ہیں — بیابان پر چور کیون ہونے لگے جو اونکے گھر ہوگی
تمہین کیا دل لگی سوجھے ہو تم دل کو ستانیکو — دل غمگین سے آفت تو ہماری جان پر ہوگی
ابھی تخت سلیمان کو پیادے لات مارینگے — میسر اردلی اونکی سواری کی اگر ہوگی
بنین گے لعل اونکے کانکے در گالونکی رنگت سے — بیاض گردن شفاف سے چٹے گہر ہوگی
جھلک سے کچھ نظر آئی تو سنتی ہین جھوٹ کیون بولو — مدا تار نظر یا آپ کی پتلی کمر ہوگی
مجھے سے بد دماغی میرزا یا نہ طبیعت تہو — وہ خنجر ہین خوشامد کی سوکس سے اسقدر ہوگی
رہی گر وصل کی شکوہ یہی قسمت کی کوتاہی — یقین لپٹے کمر کی سفیدی سے سحر ہوگی
ترے ہاتھونکو چومونگا ترے پانوکو دابونگا — کرونگا مجھسے جو خدمت تری اے نامہ بر ہوگی
تمہارے واسطے ویسے مکان کوئی نہیں بہتر — جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڑتا ہون نظر ہوگی

سفر کی عمر جو کوتاہ سنتے تھے بڑی آتی
کہ مہر اونکی سفر سے ہمکو ایذائے سقر ہوگی

کہیے بجلی کی تڑپ مہر کہ یار اسکے — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
کس گھڑی کا اسے ملتا ہوا پرزا کہیے — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
ایک عالم سے تڑپنے کا برابر دن رات — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
ناصحو بات ہو کہنے کی تو کہیے اوسکو — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
چین بیٹھے مجھے آتا ہے نہ لیٹے آرام — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
کبھی پڑھتا ہون عمل یاطے کبھی کرتا ہون — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے
کوئی خط سے لکھے جو مجھکو تو میں لکھتا ہون جواب — فرقت یار میں بیتابی دل کیا کہیے

ہوگیا ماہی بے آب کا زہرہ پانی
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

ابتو ہر بات مین اپنا یہہ سخن تکیہ ہے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کربلا کا ہے کبہی عرصہ وہا تنگ ہے کبہی
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا آرام
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

تار برقی پہ خبر پہنچی تو کیا لکہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

دل من داند و من دانم و داند دل من
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

مرغ بسمل بہی پہڑک جاے جو دیکہے یہ تڑپ
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

مہر موقع ہی نہین کہنے کا بس چپ رہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

یا علی خلق خدا مین تمہین یکتا کہیے
تمہین آقا تمہین ہادی تمہین مولا کہیے

یہ وہ مکہڑا ہے جسے چاند کا ٹکڑا کہیے
کیا برا مینے کہا آپ ہی اچہا کہیے

اونکو پروا نہین سننے کی تو پہر کیا کہیے
کسکے آگے دل پر درد کا دکہڑا کہیے

غیر کا تو ہی تو معشوق نہ اپنا کہیے
کیونکر اک رنگ تجہے او گل رعنا کہیے

روے روشن سے کسیکو بہی نہ اچہا کہیے
شمع جل جائیگی چر ہیکا جو پتلا کہیے

سننے سننے کیطرح بڑی طرح کیا کہیے
کبہی کہیے تو کہ حال دل شیدا کہیے

اونکے دم سے کوئی جیتا ہی کوئی مرتا ہی
ملک الموت سمجہیے کہ مسیحا کہیے

حال دل اونکو سنانیکا یہی تہا مضمون
جب وہ سنتے ہی نہین شعر تو اب کیا کہیے

زر اگر بر سر فولاد نہی نرم شود
طالب زر سے نزا درد جگر کیا کہیے

لن ترانی کی نہین سے نہین لیتے وہ فقط
کیا سنا آپ نے لے حضرت موسیٰ کہیے

استخارہ جو اونہین وصل کا سچ آیا — سینکے بوسے کہ یہ احسان خدا کا کہیے

مین سبک ہو کے ہوا خاطر نازک پہ گران — جسکا احسان ہوا ونا رہیگا وہ تنکا کہیے

کیا تری اصل ہے ہم شیر خدا کے ہین غلام — کیون نہ تو تو تجھے پھر اے سگ دنیا کہیے

مار ڈالا ہمین ظالم ترا کانا نہ بجے — اب ترے کان کے بندے کو ہیہ بندا کہیے

خون کر سینکے لیے تو بھی لپسی رکھی ہے — اے حنا دل کے لہو کا تجھے پیاسا کہیے

اے صنم ناف کو تری مین کہون درگا کنڈ — چھاتیان سخت ہین پتھر کا شوالا کہیے

خال ہونے کی طرح روی مصفا پہ نہین — چمپئی رنگ کو اس وجہہ سے چمپا کہیے

اپنی ان خشک زبانو نسے کبھی اے کانٹو — قیس سے بھی خبر آمد لیلا کہیے

کھاٹ سے اپکی انگیا کی دکھایا جوبن — شکم صاف کو اب حسن کا دریا کہیے

غیر کیونکر نہ جلی جب کہون ایسی بہتی — آدمی کا ہیکو ہے تیل کا کپا کہیے

کیا بہار آگئی جو مجھسے جنون کہتا ہے — آپ کا قصد ہے کب جانب صحرا کہیے

جسکا تو دوست ہو دشمن اوسے درکار نہین — اوسیحا ترے بیمار کو مردا کہیے

ذرہ خاک کف پا کو ترے اوجھوش — مہر کہتا ہے مرے آنکھ کا تارا کہیے

غم فراق کو جھیلون یہ اب مجال بھی ہے — جگر مین مرے سلت بھی ہے دلمین جال بھی ہے

نظر چورا کی تو بیطور دیکھہ بھال بھی ہے — خطا معاف ہو آنکھ آپ کی چھنال بھی ہے

خیال ہے تو یہہ ہے کو ہی پایمال بھی ہے — خرام فتنہ محشر کے ساتھہ چال بھی ہے

خیال زلف بھی ہے چشم بھی ہے خال بھی ہے — سواد چین بھی ہے نافہ بھی ہے غزال بھی ہے

مزاج کا کہون کیا حال شکر ہے صاحب — الم بھی رنج بھی اندوہ بھی ملال بھی ہے

جو حضور تو اوٹھین آپ کیون کرین تکلیف
مین بیٹھے جاؤنگا آخر صف نعال بھی ہے

پھنسے نہ قدر ہو جس شے کی وہ نہ دے اسکو
دیا دل آپکو لیکن اب انفعال بھی ہے

اگر ملو تو ملو ورنہ کیون لگی رکھو
جواب صاف دو اتنا ہی تو سوال بھی ہے

سمجھے تو دہن ہے اونہین کی وہین ہے غیر کی کی
وہ اپنی گائین او نہین کچھ میرا خیال بھی ہے

نہو یہ خوب نہین ہم پہ بے سبب غصہ
ڈرو خدا کے غضب سے وہ ذو الجلال بھی ہے

گلے مین یار کے ہیرے کا ہے جڑاؤ طوق
نیا طلسم ہے یہ صبح بھی ہلال بھی ہے

ہوا نہ کچھ بھی علاج تپ درون ابتک
جہان مسیح وہین مہر خستہ حال بھی ہے

وہ شاعر اور ہین جو تیون سے منہ بھر وائین
نہین تو لعل سے بہتر ترا اوگال بھی ہے

نہ ہوگا آپ سا شیرین دہن کوئی گل رو
گلاب جامن اجی آپکا اوگال بھی ہے

جو دل لیا ہے تو منہ سے ملا کے منہ دیدو
سوا شکر سے سوا آپکا اوگال بھی ہے

اسی پہ فاتحہ فرہاد کا کبھی دلوا
کہ صورت لب شیرین ترا اوگال بھی ہے

بجا ہے گر نہ لیتے لب تجھے اے جان
لطیف مغز سے بادام کے اوگال بھی ہے

چہ خوش کہ این گل دیگر شگفت ہے صل علے
جو گل ہین گال تو غنچہ ترا اوگال بھی ہے

زمرد آپ کی بہاری گلوریان ہین تمام
زیادہ وزن مین یاقوت سے اوگال بھی ہے

چبا چبا کے کرین کیون نہ باتین لب ہم بھی
وہ پان کہایا ہے جسمین ترا اوگال بھی ہے

سوا مرے کوئی کیا چوسے لب مین لعل اگلے
کسیکے منہ مین ترے پان کا اوگال بھی ہے

عیان نہین تن شفاف مین وہ موئے کمر
اک آئینہ قد آدم ہے اوسمین بال بھی ہے

دکھا کے دلکو مرے مجھکو چھیڑتے ہین وہ
کہو مزاج مبارک کچھ اب مجال بھی ہے

یہی طریق محبت یہی شریعت عشق
یہان رقیب ہے اسی کا لہو حلال بھی ہے

کبھی اوٹھے کبھی بیٹھے وہ مرے پہلو مین
کبھی تغیر سے چہرہ کبھی بحال بھی ہے

کسی سے مہر کبھی پوچھے بھول کنور
کیسکی جان کا صاحب تمہین خیال بھی ہے

حسرت ظالم و مظلوم برابر نکلے
ہم ادہر نکلین ادہر تیغ برابر نکلے

دل کا آئینہ رہا صاف یہہ جوہر نکلے
مہر ہم مہر و محبت ہی کے خوگر نکلے

جب کہین کوئی حسین تجھسے نہ بہتر نکلے
جان کیون تجھپہ نہ مری مرے دلبر نکلے

تو مرے پاس سے اسکو جو باہر نکلے
پیشوائی کو تڑپ کر دل مضطر نکلے

ہم تو کہتے تھے فقط شاعرون کے کہنے سے
دل بتون کے بخدا اصل مین پتھر نکلے

ضبط کرنے پہ بھی آنسو نکل آئے اپنے
اونکے کوچے سے اگر ہم کبھی ہوکر نکلے

یک قلم حال بچھڑنیکا لکھا ہے خط مین
قاصدی کے لئے ٹکڑے سے کبوتر نکلے

تپ فرقت سے جو سوکھا تو لہو تھوکا ہے
گلبن خشک وہ ہون جس سے گل تر نکلے

لے صنم نام خدا ہے یہ تیرا گھر جیسا
کہین ایسی تو بنارس مین نہ مندر نکلے

نامہ لکھکر جو پڑھا لکھنے کا مطلب نکلا
نامہ بر یار تباہی کے کبوتر نکلے

تپ عشق آئی تھی بچپن مین مجھے یاد ہے خوب
بنکے چیچک یہہ تن آبلے تن پر نکلے

نہ کھلے وصل مین لو تل نہ جلاوین گلاس
عیش کیا خاک ہو ساقی بھی جو کنظر نکلے

کنگھی کرنے لگی مشاطہ تہی زلفون مین
ناگنین اور بلا ہو گئین جب پر نکلے

کیا خبر تھی کہ مرے دلمین جگہہ آپکے ہو
آپ بیٹھے ہوئے پہلو کے برابر نکلے

تخلیہ یار سے دن رات میسر ہو تو مہر
کیون نہ اندر ہی رہے کاہیکو باہر نکلے

جوہری بھی کوئی اسکے لئے ڈھونڈ ہوا کہہ

شعر نکلے نہین یہ بحر سے گوہر نکلے

نکہت گل کیطرح بقّی ئے خوشبو کی امی — وہ ہوا او لکو گئے جو جسم جانان چہو کے آئے

اور جو آئی بلا سر پہ کچہہ اوسکا غم نہین — کوی سودائی نہ یار سے پیچ مین گیسو کے آئے

چاہون تو بہر لون مین دامن گوہر و یاقوت سے — رؤن تو لخت جگر بہی ساتھہ آنسو کے آئے

زخم دل زخم جگر کو یہا ہی مرہم کے سبتے — مرے پہلو مین جو تنکے یار کے پہلو کے آئے

مین جو اون آنکہونکا تہا مارا ہوا تو وقت دفن — قل کی ڈہیلی بنکے ڈہیلی دیدہ آہو کے آئے

یار کی تیر نگہ کی شکل ہو تیر قضا — تیغ سے گر موت ہو تو عشق مین ابرو کے آئے

مین آخر آدمی ہون تابکے صدمے سہون — یاالٰہی رحم اتنا تو دل مین اوس بدخو کے آئے

چادر مہتاب سے دہبا کبہی چہٹتا نہین — چاند کیا منہ لیکے آگے اوس پری رو کے آئے

خال جانان مرے زخمونپر چہڑکتا ہی نمک — قہر ہے اس ظلم کا جی مین مزا ہندو کے آئے

یہہ غزل گلبن ہے تو ہی مصرع تاریخ شاخ — آج جو دیکہا چمن مین پہول کیا خوشبو کے آئے

کالی کالی انکہڑیان جادو کی کاجل سے نہین — پتلیان آنکہونکی پتلی بنکے دو جادو کے آئے

واہ بننے پہ گلون سے ہوگیا دل باغ باغ — منہ بہی آگئے غنچے لب ہم پر تو اس پہلو کے آئے

پہر مردہ دل کی خاطر ہو دم عیسیٰ صبا
وہ ہوا او لکو لگی جو جسم جانان چہو کے آئے

نگاہ خلق مین دنیا سیاہ کی ہو گی — دہوین اوڑادی ہو نگے وہ آہ کی ہو گی

ندامت اور ہمین خواہ مخواہ کی ہو گی — وہان پہ کچہہ بہی نہ تاثیر آہ کی ہو گی

خدا کے عدل کا قایل ہون اوسبت کافر — ضرور داد رسی دادخواہ کی ہو گی

جہکائے ہونگے کنوین تو فرشتہ خان کو بہی — جوان حسینونکے دنیا مین چاہ کی ہو گی

صنم تری تو خدائی مطیع فرمان ہو
شکوہ شان یہہ کس بادشاہ کی ہوگی

کبھی نہ قہر سے کی ہوگی چشم پوشی یار
کبھی نہ مہر کی ہم پر نگاہ کی ہوگی

رسا ہی نالہ ہمارا تو کر کے کچھ مکر بیٹھے
کسی دن آپکے دل مین بھی راہ کی ہوگی

سنا ہے ہمین وہ ہی ہوگی تری کریمی کی
جو فرد ہاتھہ مین اپنے گناہ کی ہوگی

نہین ہے نام کو انسان وہ وحشت ہوا اپنا
کہ پتی اگ نہ مردم گیاہ کی ہوگی

ہمارے خون سے ہوگا چمن ترا کوچہ
ہمارے دم سے فضا قتل گاہ کی ہوگی

کسی طریق سے لائینگے اپنے گھر تک ہم
طبیعت آپ کی بھی رو براہ کی ہوگی

یہی جو رنگ تلون مزاجیون کا رہا
امید آپ سے کسکو نباہ کی ہوگی

جمای ہوگی اونہین پر بس آنکھہ رغبت کی
جو مہر ماہ وشون پر نگاہ کی ہوگی

دل کا مرے اضطراب کیا ہے
تڑپے یون برق تاب کیا ہے

کوثر مین بھری شراب کیا ہے
اس برج مین آفتاب کیا ہے

عاشق سے یہہ اجتناب کیا ہے
مر جیسے ابھی حجاب کیا ہے

پانی مین ملی شراب کیا ہے
شبنم مین ترا آفتاب کیا ہے

غصہ کا سبب عتاب کیا ہے
بندہ پہ ترے کیون عتاب کیا ہے

رومال سے اپنے چشم تر کی
پانی پانی سحاب کیا ہے

دیکھا ہے وہ چہرہ عرق ناک
گل کیا ہے بھلا گلاب کیا ہے

پیری مین کلنک کا ہے ٹیکا
اور اسکے سوا خضاب کیا ہے

ہے تار نگاہ عاشق زار
کیون اونکی کمر مین ڈاب لیا ہے

خط پڑہ کے کہا یہہ نامہ بر سے | ایسے خط کا جواب کیا ہے
چاہت مین خرابیان تو ہونگی | اے دل تو ابہی خراب کیا ہے
دیکھا تیرا چہرہ کتابی | قرآن تو ہے یہہ کتاب کیا ہے
ہم طرفہ رقم ہین عاصیو تمین | جرمون کا یہان حساب کیا ہے
بول اوٹھے شبیہہ مری بت کی | صورت یہہ لاجواب کیا ہے
اک پوچ دیپچر کے واسطے دل | ہوتا ہے عبث خراب کیا ہے
تکھڑا ترا منہہ بگاڑ دے گا | چمکا ہوا ماہتاب کیا ہے
لکھہ رکھین کفن پہ نام اپنا | خلعت کیا ہے خطاب کیا ہے
ماشا اللہ چشم بد دور | اوبت حسن شباب کیا ہے
وہ دن ہو کہ آئے وصل کی رات | ق | بیدار ہو بخت خواب کیا ہے
بیچین ہون مین وہ کہہ رہی ہون | ٹھہرو ابہی اضطراب کیا ہے
لکے کے مری کہلے حقیقت | قاصد خط کا ہوا کباب کیا ہے
مٹی مری خاک کربلا کر | بندا بن ابو تراب کیا ہے
صدمے ہوئے یار کی گلی مین | فردوس مین بہی عذاب کیا ہے
دروازہ ہو بنداب تو کہل کہیل | پردہ تہہ کر حجاب کیا ہے
ساقی مے ناب و جام بلور | مہتاب مین آفتاب کیا ہے
ہے سرخ و سفید اونکی رنگت | میدا کیا ہے شہاب کیا ہے
عاشق معشوق کو ملا یا | مشاطہ ہے اونکی ڈاب کیا ہے
ہے نقش برآب شکل ہستی | یہ نشو و نما حباب کیا ہے

خاک اونکی گلی کی چھانتے ہو
اے مہر فلک جناب کیا ہے

سنتا ہے نہین کوئی کسی کی — کس سے کہین مہر اپنے جی کی
رغبت دلوائی میکشی کی — ساقی نے لئے کہے ہمارے جی کی
چاہت ظاہر وہان مری کی — دشمن نے بھی مجھسے دوستی کی
لیلی پہ کہے ہے کلمہی کی — شیرین تری سامنے ہے پھیکی
کیا فکر سخن مین دل لگی کی — ہم کہہ گئے شعر مین بھی جی کی
ایڑی چوٹی پہ اونکے صدقے — چندیا نہ کہچائے ناگنی کی
دن رات ہمارے پاس رہے ہے — دن عیش کا رات ہو خوشی کی
آو شب وصل ہم منائین — باتین کرین کچھہ ہنسی خوشی کی
بن بن کے بناو دیکھتے ہین — کیا کیا ہے نمود آرسی کی
جنت مین جو بعد مرگ پہنچے — یاد آ گئی یار کی گلی کی
دیوانہ ہون اونکی گرہون کا — سایہ مین تہ بیٹھے ہو پری کی
اس نوک پلک کے آگے صاحب — کیا اصل ٹھکون کی ہے چھری کی
جان آگئی جان مین ہمارے — آئی جو ہوا تیری گلی کی
اپنی ہے یہی دعا دم نزع — تسبیح رہے علی علی کی
کیون روئے نہ وصل مین خفا ہو — یہہ بات تو تھی ہنسی خوشی کی
اونکا ہی بھلا بنا رہا سیہہ — دل لے کے ہم سے بہت بری کی
خلوت مین یہ تہ کرو تکلف — صحبت رہی بے تکلفی کی

بوسے کی آپ اونسے یون جتائین　　خستہ دو پان کی مسی کی

دل ماہوشون مین یون لٹایا
اے مہر غضب کی چاٹمی کی

خوب آگاہ ہے پہچانتا ہے　　مہر لے ماہ تجھے جانتا ہے
مان لے کو نہین مانی کس کی　　ہم تو مانین کو ہی دل مانتا ہے
ٹھن گئی یہہ تو ہمارے دل مین　　وہی ہوتا ہے جو وہ ٹھانتا ہے
کیون نہ تلوار سے کر قتل ہمین　　تو بہوین ہمسے عبث تانتا ہے
اچھی من مانی ہے گہر جانی ہے　　آنا جانا تیرا من مانتا ہے
آپ کیا جانین حقیقت مری　　جانتا ہے وہ جو پہچانتا ہے
کوئی کیا جانے بہلا حال بطون　　جان کچھ دل تجھے پہچانتا ہے

مہر انسان کے ہے آب و گل مین
اپنے ساتھہ اور کو بھی سانتا ہے

تمہاری نہ یہہ آج کل جائیگی　　میری جان گھٹکے نکل جائیگی
مسیحا ہو تو اتنا ہم سے کہو　　طبیعت ہماری سنبہل جائیگی
نہ نکلیگا منہہ سے کہ مرتا ہون مین　　مری جان یہی کہ نکل جائیگی
شب وصل جلدی گذرتی ہے آ　　بجیگا گجر توپ چل جائیگی
محبت نجائیگی دل سے مری　　بس اب جان لیکر اجل جائیگی
سنوارو گے گیسو بناوگے زلفین　　یونہی دوپہر رات ڈہل جائیگی
خدا اپنی قدرت دکہائیگا تو　　بتون کی بہی صورت بدل جائیگی

حسین ہین شمیران کی محفل سے جا — جلائیگی اے شمع جل جب جائیگی

لڑیگی کسی روز قسمت مری — کبھی کوئی تدبیر چل جائیگی

مژہ کیون نہ برچھی سے لے نوک کی — جگر توڑ کر یہ نکل جائیگی

کہان جاؤن کوچہ تیرا چھوڑ کر — کہان ڈہونڈہنے پھر اجل جائیگی

وفادار دشمن ہے تجھسے تو یار — جہان جاؤن گا ساتھ اجل جائیگی

سمجھ لینگے کچھ اپنے دل کی وہ مہر — جو اون تک ہماری غزل جائیگی

تمنا کوئی معشوق طرحدار کہان ہے — یوسف کی لیے اب گرمی بازار کہان ہے

اب مہر کو صحبت مین تری بار کہان ہے — اے ماہ وہ چمکا ہوا دربار کہان ہے

سجدے مین کرون گا مجھے انکار کہان ہے — بتلاؤ تو نقش قدم یار کہان ہے

لگ جائے جہان پہ دل بیتاب ہمارا — جز آپ کے ایسی کوئی سرکار کہان ہے

سر پھوڑ لین ہم عاشق مرزا منش اپنا — دکھلائی انگیا کی تو دیوار کہان ہے

معشوق نہین ہے کوئی کیا عشق کرون مین — دل تو میرا موجود ہے دلدار کہان ہے

ہر بار نہ فرمایئے چلدو یہان سے — جاؤن مین کہان طاقت رفتار کہان ہے

معلوم نہین کون اوڑا لیگیا دل کو — صیاد کہان مرغ گرفتار کہان ہے

کوا جو چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا — او کبک قیامت کی وہ رفتار کہان ہے

ڈالا کئے ہم تم پہ جو ڈوری یہ وہین ہین — گردن مین یہان رشتۂ زنار کہان ہے

الجھن نہ رہی ہم بھی بڑے پیچ سے نکلے — اب گیسوؤن والون سے سروکار کہان ہے

کوچہ ترا یاد آئیگا جنت مین کہون گا — جس باغ کا بلبل ہون وہ گلزار کہان ہے

بوسے کی اب اونسے یون جہائین ۔ خیرست ادو پان کی مسی کی

دل ماہوشون مین یون لٹایا
اے مہر غضب کی حاتمی کی

خوب آگاہ ہے پہچانتا ہے ۔ مہرلے ماہ سبکو جانتا ہے
مان لیکو نہین مانی کس کی ۔ ہم تو مانین کوی دل مانتا ہے
ٹہن گئی یہہ تو ہمارے دل مین ۔ وہی ہوتا ہے جو وہ ٹہانتا ہے
کیون نہ تلوار سے کر قتل ہمین ۔ تو ہوین ہمسے عبث تانتا ہے
اچھی من مانی ہے گہر جانی ہے ۔ آنا جانا تیرا من مانتا ہے
آپ کیا جانین حقیقت مری ۔ جانتا ہے وہ جو پہچانتا ہے
کوئی کیا جانے بہلا حال بطون ۔ جان کچھہ دل تجہے پہچانتا ہے

مہر انسان کے ہے آب و گل مین
اپنے ساتھہ اور کو بھی سانتا ہے

تمہاری نہ یہہ آج کل جائیگی ۔ میری جان کہٹکے نکل جائیگی
مسیحا ہو تو اتنا ہم سے کہو ۔ طبیعت ہماری سنبہل جائیگی
نہ نکلیگا منہہ سے کہ مرتا ہون مین ۔ مری جان بہی گر نکل جائیگی
شب وصل جلدی گذرتی ہے آ ۔ بجیگا گجر توپ چل جائیگی
محبت نجائیگی دل سے مری ۔ بس اب جان لیکر اجل جائیگی
سنوارو گے گیسو بناوگے زلفین ۔ یون ہی دو پہر رات ڈہل جائیگی
خدا اپنی قدرت دکہائیگا تو ۔ بتون کی بہی صورت بدل جائیگی

حسین ہین شہیران کی محفل سے جا
جلائیگی اے شمع جل جائیگی

لڑیگی کسی روز قسمت مری
کبھی کوئی تدبیر چل جائیگی

مژہ کیون نہ برچھی سے [illegible] نوک کی
جگر توڑ کر یہہ نکل جائیگی

کہان جاؤن کوچہ تیرا چھوڑ کر
کہان ڈھونڈھنے پھر اجل جائیگی

وفادار دشمن ہے تجھسے تو یار
جہان جاؤن گا ساتھہ اجل جائیگی

سمجھ لینگے کچھہ اپنے دل کی وہ مہر
جو اون تک ہماری غزل جائیگی

تمنا کوئی معشوق طرحدار کہان ہے
یوسف کی لب اب گرمی بازار کہان ہے

اب مہر کو صحبت مین تری بار کہان ہے
اے ماہ وہ چمکا ہوا دربار کہان ہے

سجدے مین کرون گا مجھے انکار کہان ہے
بتلاؤ تو نقش قدم یار کہان ہے

لگ جائے جہان پہ دل بیتاب ہمارا
جز آپ کے ایسی کوئی سرکار کہان ہے

سر پھوڑ لین ہم عاشق فرہاد منش اپنا
دکھلاؤ انگیا کی تو دیوار کہان ہے

معشوق نہین ہے کوئی کیا عشق کرون مین
دل تو میرا موجود ہے دلدار کہان ہے

ہر بار نہ فرمائیے چلدو یہان سے
جاؤن مین کہان طاقت رفتار کہان ہے

معلوم نہین کون اوڑا لیگیا دل کو
صیاد کہان مرغ گرفتار کہان ہے

کوا جو چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا
اوکبک قیامت کی وہ رفتار کہان ہے

ڈالے گئے ہم تم پہ جو ڈوری یہ وہین رہین
گردن مین یہان رشتہ زنار کہان ہے

الجھن نہ رہی ہم بھی بڑے پیچ سے نکلے
اب گیسوون والو [illegible] کہان ہے

کوچہ ترا یاد آئیگا جنت مین کہون گا
جس باغ کا بلبل ہون وہ گلزار کہان ہے

دم بند کرے برق کا وہ جنبش ابرو
اس کاٹ کی اس گہاٹ کی تلوار کہان ہے

محسوس نہ ہوگا کبہی محسوس نہوگا
اک واہمہ ہے اپنا تن زار کہان ہے

کیون اونسے عبث چرب زبانیکا ہی دعوا
اے شمع ترے نور کی گفتار کہان ہے

چہائی ہے سیاہی یہہ مری بخت سیہ کی
اس طرح کی تاریک شب تار کہان ہے

گردش پہ تیری چشم سیہ مست کی غش ہین
ساقی کو ہی اس دور مین ہوشیار کہان ہے

تیار ہوا وس سے مری تربت کی سہہری
دروازہ جانان کا بدہنوار کہان ہے

دیکہین تو ذرا کسکا بہت پایہ ہی برتر
بلقیس کا تخت اونکا ہوا دار کہان ہے

نالے کی صدا دیر سے آتی نہین مجہکو
پہلو مرا خالی ہے دل زار کہان ہے

اس باغ کو بہی سبزہ بیگانہ ہے درکا
زخمی تو ہے دل مرہم زنگار کہان ہے

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے

سمجہتے اونچ نیچ اتنی کہان سے تہے
جہان ہم تہے زمین تہے آسمان تہے

مسیحا کون تہے صاحب کہان سے تہے
مسیحا مرے تم اے مری جان سے تہے

لبون کی وصف مین رطب اللسان تہے
کبہی ہم شاعر معجز بیان سے تہے

توان تہے جو ہم سے ناتوان سے تہے
سبک نظرون مین خاطر پر گران سے تہے

یہی بس نالہ وا ماندگان سے تہے
کبہی ہم بہی شریک کاروان سے تہے

فلک تہا خوشہ پروین پہ نازان
ہم ایسے دانہ زد کے میہمان سے تہے

بتون واللہ یون نالان نہ ہوتے
یہ ناقوس اپنے مشت استخوان سے تہے

وہ اب لکہتے نہین اک خط بہی ہمکو
جو اپنے قدردان سے تہے مہربان سے تہے

یہی ہے انقلاب عبرت افزا
یہی جو پیر ہین پہلے جوان تھے

جنہین تم شکوہ سمجھے تھے ہوائی
ہمارے نالہ آتش فشان تھے

دعا لیتے تھے گلچین بلبلون کی
تجھے پھولون سے جہالی آشیان تھے

ہمین یاد خدا سے باز رکھا
یہہ بت اللہ کتنے بدگمان تھے

لباس گل مین ہین جو جلوہ فرما
یہہ اے پیر خرد خوش رو جوان تھے

جو کرتے تھے تیری تعریف عارض
ہماری قبر پر قرآن خوان تھے

خدا کا نام تھا کعبہ مین کیا تھا
صنم تو رونق ہندوستان تھے

نہین کرنا نہ تھا اس طرح تمکو
ہمارے دل مین کچھ ارمان ہان تھے

جزائے خیر دے قاتل کو اللہ
سبکدوشی ہوئی ہم سرگران تھے

دماغ اپنا معطر تھا شب وصل
کشادہ گیسوے عنبر فشان تھے
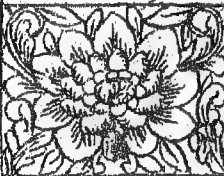
غبار قافلہ ہین اب تو اے مہر
کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے

مجھکو کچھ اور عطا درد محبت ہو جاے
اے خدا اس بت بیدرد کو صحت ہو جائے

سبکو معلوم ہے سب جانتے ہین تو ہے کریم
فیض بخشی ہے اگر لطف و عنایت ہو جاے

زندگانی کا مزا ہم بھی اوٹھائین دن رات
عیش ہے اپنا اگر یار سے صحبت ہو جائے

کیون نہ قائل ہون قیامت کی مسلمان کافر
گہنگرون سے جو تری شور قیامت ہو جائے

آپ کیون سیر شب ماہ کی تکلیف اوٹھائین
چاندنی مین کہین تغییر نہ رنگت ہو جائے

کیا تعجب ہے اگر سچ ہی ہون جہوٹے وعدے
شرم کچھ ہو اور نہین کچھ پاس مروت ہو جائے

مہر ہو اونپہ خدا اپنا کرم فرمائے

دور سب رنج وغم ودرد ومصیبت ہو جائے

گلا کاٹے وہ لپٹے گلے سے پیار مین آگئے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

نیاز اپنا اوسے مقبول ہو ہا ناز فرمائے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

اونہین ہو شوق سفاکی دہری ہین تیغ وطشت آگئے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

وہ چاہین اسکو ٹہکرائین وہ چاہین سربلندی دین
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

کسی سے جو نہ جھکتا تہا وہ اوسنے جھک کے کہتا ہے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

یہان ہر حال مین ہو شکر اے صحیح شکایت کیا
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

ستم اے مہر ہے یہ مصرع اصغر علیخان بہی
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آگئے

دریا طوفان بہ رہا ہے
آنکھون کا عجیب ماجرا ہے

زاہد کو غرور زہد کا ہے
رندون کو خدا کا آسرا ہے

ذکر اونکے دہن کا جا بجا ہے
ہے کچھ بہی نہین یہ بات کیا ہے

دیوار کا اونکی سایہ ٹہہرا
اک یہ بہی سعادت ہما ہے

ہم چشمی اور اونکی انکھڑیون سے
نرگس تجھے کچھ بہی سوجھتا ہے

پاؤن کے ہمارے گو کہ روسی
اک اک کا نٹا کہٹک گیا ہے

الفت ہے کھلی ہوئی بتون سے
اللہ سے مہر کیا چھپا ہے

مین جیتا ہون دیکھے سے صورت تمہاری
مجھے ہے نہایت ضرورت تمہاری

مبارک ہو حافظ کرین حفظ قرآن
ہمین یاد ہو ایک صورت تمہاری

جو کہتا ہون حاضر ہون مین بھی کسیدن — تو کہتے ہین ہے مجھسے ضرورت تمہاری

ملین خاک مین کیون نہ عاشق تمہارے — جو خاکی اوڑای کدورت تمہاری

خدا نے صنم حور کی دی ہے تک سک — پری گات ہو خوبصورت تمہاری

بتو ہیرخی ہم سے للہ کیون ہے — ہمیشہ رہیگی یہ صورت تمہاری

کچھ انگیا کے پردے مین دیوار بنکے — ہوی دل کی ظاہر کدورت تمہاری

عیان راز پنہان ہوا یہ شب وصل — ہر اک چیز ہے خوبصورت تمہاری

طبیعت مری اور آندہی سی آئی — نیا رنگ لای کدورت تمہاری

کری گی کبھی مجھپہ دیوار بن کے — ستم ڈہائیگی یہہ کدورت تمہاری

مجھے ہوگی حور و ملنے کس طرح رغبت — نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہاری

یون ہی خاک اوڑیگی جو دل مین تمہارے — مکدر کرے گی کدورت تمہاری

خدا ہے سے بندہ نپہ گر رحم کرتا — تو کیا اسے بتو تھی ضرورت تمہاری

برابر ہو تم اور مٹی کی پریان — جو ہے مجھسے ہی ہے کدورت تمہاری
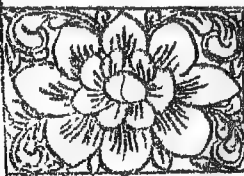
ضرورت ہی تو پھر تمکو ہے اون سے
اودھین تو نہین ہے ضرورت تمہاری

نقش طلسم عالم ایجاد ہو گئے — دیوانے ہم ہوے وہ پریزاد ہو گئے

دونون پہ حسن و عشق کے دو صاد ہو گئے — دیوانے ہم ہوئے وہ پریزاد ہو گئے

وارفتہ جمال خداداد ہو گئے — دیوانے ہم ہوے وہ پریزاد ہو گئے

شیرین ادا بلا کے پریزاد ہو گئے — دیوانے کوہ قاف مین فرہاد ہو گئے

بندہ نواز قید تعلق سے چھٹ گئے — بندے تمام آپکے آزاد ہو گئے

مٹ مٹ گئے ہین آپکے نقش قدم پہ کبک
کٹ کٹ کے پایمال جو شمشاد ہو گئے

بھولے تو کہدیا کہ بھلا دون مین آ گئے
نقت سے غضب کے آپکو اب یاد ہو گئے

انداز قتل کرنیکے جور و جفا کے ڈھنگ
ایجاد تجھسے اے ستم ایجاد ہو گئے

کل کائنات کن سے ہوئی ایک کانات
دو حرف کیا زبان سے ارشاد ہو گئے

در پردہ ان بتون کو ہے دعوی خدائی کا
چلمن مین بیٹھہ بیٹھہ کے شداد ہو گئے

گل رنگ عارضون پہ ہین مغرور کس قدر
وہ پھول کیا ہے کہ وہ شاد ہو گئے

حاتم ہون اپنے وقت کا یہ بھی ہو فیض مہر
شاگرد جو ہوے مرے اوستاد ہو گئے

مہر بانی کبھی اصلا نہ ہوی
مہر کیسے دل مین تری جا نہ ہوی

نظر لطف مسیحا نہ ہوی
مرگیا مہرا دہین پروانہ ہوی

ہمت ساقی دریادل بھی
موج دریا ہوے دریا نہ ہوی

دل غنی پا کے ہوا استغنی
نہ ہوی دولت دنیا نہ ہوی

آفتین آئی ہین کیسی کیسی
دل سے ایذا مجھے کیا کیا نہ ہوی

دیکھتی ہی سبکے ایجان جہان
کونسی شے ہے جو تمنا نہ ہوی

دل نازک مرا اور صدمہ ہجر
یہ سزا لایق مرنا نہ ہوی

ہم ہین یکرنگ دورنگی تیری
کچھ پسند اے گل رعنا نہ ہوی

بال بال اون کے گنہگار رہے
صفت زلف چلیپا نہ ہوی

سامنا قیس نے میرا نہ کیا
روبرو آپ کے لیلا نہ ہوی

لب سے اوسکے پکارا نہ کبھی
عزت عاشق رسوا نہ ہوی

آپ کی شیب مین جو حسن شباب — کسکو دیکھلاؤن زلیخا نہ ہوی

سب سے نفرت رہی اک اونکے سوا — صحبت صورت دیوانہ ہوی

چشم مخمور سے دیکھا نہ مجھے — مے نہوئی تھی مہیا نہ ہوی

کسنے چاہت مین نہین جو گہ پائی — پیار کر کے کسے انیانہ ہوی

زلف کیون دل کو بلای جان ہو — دشمن قیس تو لیلا نہ ہوی

اونہین لپٹایا اونہین پیار کیا — تو بہی تسکین دل شیدا نہ ہوی

عشق مین بہی رہے ہم نازک طبع — ترک مرزای مرزانہ ہوی
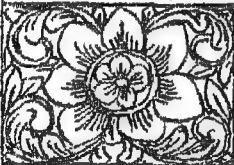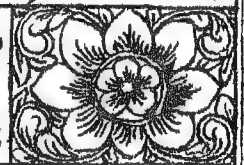
دل لگا کر وہ سنین مہر کے شعر
بات ایسی کوہی پیدا نہ ہوی

دگر

ہمسے دیوانونسے کوچہ تیرا آباد رہے — دشت مین قیس رہے کوہ مین فرہاد رہے

آپکے عہد مین ہم مورد بیداد رہے — آپ قاتل رہے ظالم رہے جلاد رہے

اپنے ہی دلمین طرحدار سب آباد رہے — اپنے ویرانہ پہ دیوانہ پریزاد رہے

ان حسینونکے تصور سے دل آباد رہے — کشور دل مرا لندن رہے تو شاد رہے

مین ہون دیوانہ مری پاس ہی فصاد رہے — ہوشیار اپنے ہر اک کام مین حداد رہے

رہے صیاد کا دنیا مین بلند آوازہ — شغل مرغان قفس نالہ و فریاد رہے

طبع زاد اپنے ہین دنیا مین نشانی اپنی — نام رہتا ہے جہان مین اگر اولاد رہے

اوسطرف یار نے کروٹ لے زمانہ پلٹا — وصل مین بہی کبہی ناشاد کبہی شاد رہے

سلسلہ بند لکہے حال مری وحشت کا — نوکر اخبار نویسی پہ جو حداد رہے

آمد فصل بہاری ہے تو باری باری — کبہی فصاد رہے یان کبہی حداد رہے

یار قربان مین صورت کے عجب صورت ہی
شکل تصویر میان مانی و بہزاد رہے

گلشن کوچہ جانا نہین ہمیشہ ہو بہار
یا الٰہی یہ چمن حشر تک آباد رہے

کافر و کفر کا دہبا ہی یہ ٹیکی کے بہار
داغ شداد نہ کیون گلشن شداد رہے

فایدہ کیا ہے بنا ہی جو مکان رشک بہشت
ہمتو تب جانین جو دوزخ مین شداد رہے

ہمنے فریاد کے کوچہ مین تری اوکافر
بلبل نعرہ زن گلشن شداد رہے

شرف البتہ مکین سے ہے مکانکو پیچ ہر
پھر ارم کیا رہے دوزخ مین جو شداد رہے

ہم رہین میر رہین شہر مین ایکبھر افسوس
دشت مین قیس رہے کوہ مین فرہاد رہے
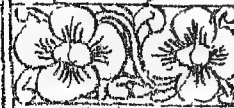
وہ کون ہے اب جس سے ملے داد ہماری
سنتے ہی نہین آپ تو فریاد ہماری

کب تمسے ملے ہمکو تبو داد ہماری
اللہ بہی سنتا نہین فریاد ہماری

گلبانگ کا مشتاق ہے گلزار مین گلچین
سنتا ہی صدا قید مین صیاد ہماری

چھوڑا ہے نچھوڑیگا کبھی مشغلۂ عشق
اب جان ہی لیگا دل ناشاد ہماری

روئے گا لہو حال تن زار پہ اپنے
کھولیگا کبھی فصد جو فصاد ہماری

دیوانے جو ہم ہین تو کہان جائینگے اوڑکے
خاطر ہی کرینگے یہ پریزاد ہماری

جب یاد کیا ہے تو برے طور سے ہمکو
اچھا ہوا تم بھول گئے یاد ہماری

گرتی ہے جو بجلی کیطرح خرمن جان پر
وہ آہ جہان سوز ہے صیاد ہماری

کیون نالہ و فریاد مین بہی لین نہ او بجلی
خلقت ہی پہ ہے عالم ایجاد ہماری

ہم سنگ در یار سے سر پھوڑ رہے ہین
قسمت تری اچھی ہے کہ فرہاد ہماری

تا سال دگر می کہ خورد زندہ کہ ماند
ساقی کو جواب بھول گئے یاد ہماری

کچھ دن کی ہوا ہے یہ بہار چمن حسن — محنت بھی یہان ہوئیگی برباد ہماری
سکّان سموات ہین کیا عرش ہلا یا — الله بہت دور ہے فریاد ہماری
کیا بات ہی کیا بات ہی دلچسپ سخن ہی — سنتے ہین برغبت غزل اوستاد ہماری
شیرین کو بھلا دی سبتجھے شیرین سخنی سے — تیشہ بھی زبان پاے جو فریادی ہماری
وہ قبر پہ گھوڑا تو اوڑاتے ہوے آئے — اچھا ہوا مٹی ہوی برباد ہماری
جور و ستم و ظلم ترا ہوئیگا بے قدر — گر قدر نہ کی اوستم ایجاد ہماری
جاتے ہین یہہ کہتے ہوے دنیا سے مسافر — اوجڑی ہوی بستی ہوی آباد ہماری
تشبیہہ کسیکی قد بالا سے جو دی ہی — ہیٹی تو نکروائینگے شمشاد ہماری
سر کاٹ دین ہم آپ ہی تکلیف ہو تجھکو — ہمت یہ نہین چاہتے جلاد ہماری
چہرے پہ کسیطرح کوی رنگ نہ ٹھہرا — منٹ مٹ گیا تصویر پہ بہزاد ہماری

وہ سلسلہ جنبان محبت ہین کہ ایمہر
پابند غزل سنکے ہون آزاد ہماری

اختیار اور ہے کیا جبر کرینگے ہم بھی — نہین ملتے نہ ملو صبر کرینگے ہم بھی
دیدہ تر کو اب اللہ سلامت رکھے — پانی پانی تجھے اے ابر کرینگے ہم بھی
کوچہ یار کو گلزار جنان کہتے ہین — وہین تجویز کہین قبر کرینگے ہم بھی
کفر توڑیگا ارے رعب مسلمانی کا — اب مسلمان تجھے او گبر کرینگے ہم بھی
تم نہین چاہتے تو ہم نہین کیون چاہین گے — دل کے مختار ہو تم جبر کرینگے ہم بھی
اونکی بے مرضی او نہین ہاتھ لگا ینگے نہین — جبر اتنا دل بے صبر کرینگے ہم بھی

دل کی بیتابی کی اے مہر نہین کچھ تدبیر

اختیار اور سے ہے کیا جبر کرینگے ہم بھی

صبا جو ٹری باغ والی ہوی ہے — تمہاری گلی کی نکالی ہوی ہے

تری چال سے پایمالی ہوی ہے — مشیت جو تھی ہونیوالی ہوی ہے

جہازو نہین لندن سے ہندوستانکو — روانہ بمئی پر نکالی ہوی ہے

ترے زلف و رخ کی سفیدی سیاہی — وہ درگا ہوئی ہے یہ کالی ہوی ہے

سمایا ہے دل مین تصور تمہارا — یہ تصویر سانچے مین ڈہالی ہوی ہے

صفت جسمین کچھ اونکے دانتونکی کی ہے — وہ تقریر سلک لآلی ہوی ہے

مجھے کب یہ کہتے تھے نکلو یہان سے — یہ بات آپکے دل مین ڈالی ہوی ہے

رہا ہے خیال اونکے گیسو کا جسمین — وہ رات اور راتون سے کالی ہوی ہے

لب اب اور چلیگی لب آب زمزم — مے ناب بھرنے کو خالی ہوی ہے

مین شاعر ہون تعریف ابرو کرونگا — پسند اپنی طرز ہلالی ہوی ہے

مجھے تیری آنکھون نے تڑپا کے مارا — مہا شیر نہین غزالی ہوی ہے

ہمین لے چلین بزم مہوش مین سالک — جو ناقص نہین باکمالی ہوی ہے

نظر آ رہی ہین پتلیان تیرے نہ مجھکو — کہ چلمن سے اب دیکھا بھالی ہوی ہے

دلا سے علی ولی کا ہے صدقہ — ہماری طبیعت جو بحالی ہوی ہے

اڑایا ہے غنچون نے ابن چٹکیون مین — ہوا پر جو باد شمالی ہوی ہے

وہ الجھن نہین اب وہ سودا نہین اب — بلا زلف کی سر سے ٹالی ہوی ہے

یہ جیب جالیاپن بہی ڈالیگا مٹنے — جو پوشاک اب لوٹ جالی ہوی ہے

ملاتا ہے تھوڑا اونہ تم سے — بجا ہے اگر گوشمالی ہوی ہے

جو نرگس ہین آنکھین تو رخسار گل ہین | تری شکل پہولون کی ڈالی ہوئی ہے

ہرن بن کے پہرتی ہے صحرا دل ہین | فسون ساز چشم غزالی ہوئی ہے

اور ہی ہے جو عاشق کے چہرے کی سرخی | ترے سرخ ہونٹھون کی لالی ہوئی ہے

تقرب ہے بحر تقارب سے اے مہر
یہہ دریا وہ ہے جسکی تہالی ہوئی ہے

الفت پری نہ حور شمایل کے ساتھ ہے | وہ دل نہین رہا یہہ مزا دل کے ساتھ ہے

ظاہر ہے کیا محبت اگر دل کے ساتھ ہے | خلوت کا لطف بہی کہین محفل کے ساتھ ہے

کوئی نہین رفیق طریق اور ادہر ودہر | اک بیکسی تو گور کی منزل کے ساتھ ہے

مرتے ہین بندگان خدا او بت شریر | سماے دق بہی عارضہ سل کے ساتھ ہے

چھوڑے نہ دل تو ہین تمہین کسطرح چھوڑ دون | صاحب یہ جان نثار ہی اب دل کے ساتھ ہے

رونق نہین ہے حسن کی عاشق اگر نہین | سارا فروغ شمع کا محفل کے ساتھ ہے

کیون ہو نہ سانپ تیل کی دہار اونکی زلف کا | عارض کے پاس تل ہے یہ اوس تل کے ساتھ ہے

پہیکا کرینگے حسن مہ نو کو چرخ پر | بحث ابرون کو بد مقابل کے ساتھ ہے

ہوتے ہین اپنی خاک سے تیار جام مے | کیا خمر کا خمیر مرے گل کے ساتھ ہے

مٹی ٹہکانے لگ کی بنی لائی میکدہ | ہان دردمی کو ربط مرے گل کے ساتھ ہے

گر سر جدا ہوا تو ہوا اسکا غم نہین | شکر خدا کہ روح تو قاتل کے ساتھ ہے

تلوار ہی کی گہاٹ اوتارا ہے اک جہان | دریا سے خون روان مرے قاتل کے ساتھ ہے

ہوتی ہے کس طرح سے یہان دلکو دلسی راہ | قلبی عداوت اونکو مرے دل کے ساتھ ہے

جلوہ دکہاے وادی ایمن کا شمع طور | اس دم کی روشنی ترے محفل کے ساتھ ہے

بوسے لین تو دینے مین دلکی ہو کیا دریغ | سب جانتے ہین صرف مسیحا اصل کے ساتھ ہے

برج شرف مین آج ہی سعدین کا قران
خلوت مین مہر اوس مہ کامل کے ساتھ ہے

دل دیکھکے تمکو چاہ کی حسرت نکل گئی | اس دل لگی مین اپنی طبیعت بہل گئی
جب اوس پری کے حسن کی تقریر چل گئی | ایدھر ہم سے حور بھی جنت مین جل گئی
آخر بہار باغ کی صورت بدل گئی | رنگت گلون کی اوڑ گئی نکہت نکل گئی
بگڑا دماغ بن گئی بلبل کی جان پر | کیسا قبائے گل مین صبا عطر مل گئی
ہاتھ آگئی تجلی محبوب کی سند | اپنی تجلی حضرت موسی کی جل گئی
قاتل سے پہلے تیغ نگہ کو ہی فکر قتل | بیسے وہ ہی ہو معرکہ جیت جسکی چل گئی
شوخی تو دیکھو دیکھتی ہی دل کے آبلے | وہ پوچھتے ہین جیسے کہ ٹکڑی ہی ٹل گئی
اے جان اتنا جانا کہین جان آپنے آگئے | آمد تمہاری سنکے اسیری ہوئے نکل گئی
شفاف کسقدر تن شفاف یار ہی | جس عضو پر نگاہ جما کے پھسل گئی
وہ ناتوان ہین کہ کہین ہم نظر نہ آئے | کس کس جگہ نہ ڈھونڈنے ہمکو اجل گئی
پہنچا مین بام یار پہ تڑپا پچھاڑ زیر بام | تمثیل کشتہ فکر رسا پر مچل گئی
شوخی سے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یار کی | بجلی کی طرح بالی کی مچھلی اچھل گئی

حسن شباب یار کے قربان جاؤن مہر
جوبن او بہار پر ہی جوانی اوبل گئی
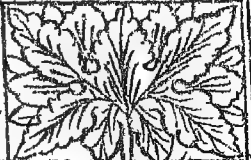
پھر قبلہ نما مرغ میرا دل تو نہین ہی | تیر نگہ ناز کا بسمل تو نہین ہی
صاف آئینہ چہرہ ہی ترا تل تو نہین ہی | لیے داغ سہو کیون مہ کامل تو نہین ہی

کیون رشک کی تصور کو میری ولیسی ہوئی راہ | کعبہ سہی قرآن کی منزل تو نہین ہے

عیسیٰ نے کہا ٹھہر مری نبض جو دیکھی
عاشق ہے کسی بت کا اسے سل تو نہین ہے

کعبہ کا پتا ہم کو چلا عشق بتان سے | ایمہر ملے راہ خدا سنگ نشان سے
مطلب ہے نہ حورون سے نہ کچھ کام جنان سے | ہم مر کے بھی نکلینگے نہ صاحب کے مکان سے
حظ جوش جوانی کا ہے معشوق جوان سے | کیفیت صہبا ہی کہن پیر مغان سے
عیسیٰ لب یار کو ہے علم دہان سے | ہوتی ہے نبی کو خبر اسرار نہان سے
فریاد ہم اللہ سے کرتے ہین بتون کی | ناقوس کی آواز ملاتے ہین اذان سے
گبھراؤ نہ اس مرتبہ دیوانون سے پریو | وحشت ہمین ہوتی ہے تمھارے خفقان سے
مستغنی و وارستہ و مرد متوکل | کچھ کام نہین ہمکو فلان ابن فلان سے
بیچین ہین مرتے ہین تمھارے لیے صاحب | کیون کر نہ تمہین پیار کرین ہم دل و جان سے
گھر سے وہ چلے ہین مرے گھر آنیکو توبہ | یہہ چال یہ فقرے ہین یہ بتی ہین یہ جہان سے
شاید کہین چل جاے پتا خاک کا اپنی | پوچھے تو کوئی قافلہ ریگ روان سے
اپنے لیے ترکیب عناصر کی ہوئی ہے | وسواس سے سودا سے جنون سے خفقان سے
وہ جیسے انیلے ہین مجھے خوب ہے معلوم | نادانیان اونکی نہ چلینگی ہمہ دان سے
ہنستا ہے سگ کیف رولاتا ہے مجھے بخت | کرتا ہے نگاہون مین سبک خواب گران سے
اک خال جو ہے گوشہ ابرو مین تمھارے | دیتا ہون مین تشبیہہ اوسی زاغ کمان سے
پوشاک بنی یار کی او عاشق گریان | اب آنکھ کے پردے کو بدل آب روان سے
پہولی ہوئی پھرتی ہے عبث موسم گل مین | اے بلبل گلشن کہین صبا و نہ بہار سے

سنتے ہین تیرے لعل مسی زیب کی تعریف
گل کان لگائے ہوئے سوسن کی زبان سے

پروردہ آغوش ہین کج طبع سے محروم
پر تیر کو ملتا ہی کمان زاغ کمان سے

انجام بخیر آج تو ہو عید کا دن ہے
ساقی ہین پیاسا ہون شروع رمضان سے

بلبل ہین وہ بلبل جسے جنت ہی قفس بہی
کچھ کام نہین ہمکو بہار اور خزان سے

اعلی کی طبیعت کو تغیر نہین ہوتا
ہی چادر مہتاب بہت کہنہ کتان سے

ہی نام وری تو بھی جب نام سے ہو نام
کیا ہی جو ہوا شکل نگین نام نشان سے

آواز سگان کم نکند رزق گدا را
واعظ در میخانہ پہ تا کے ہین کہان سے
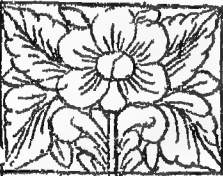
مجھسا کوئی دیوانہ مرے وار نہین مہر
تلوون کو سرے چاٹتے ہین خار زبان سے
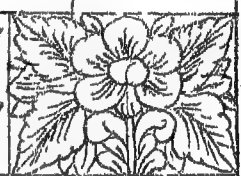
قسمت ہی بری ہی نہین تقریر کسیکی
میری ہی الہی نہ ہو تقدیر کسیکی

کانون کو پسند اپنے ہی تقریر کسیکی
آنکھون کے لئے چاہئے تحریر کسیکی

کیا تجھکو ملیگا جو ملا خاک مین کوئی
مٹتی ہے جوانی فلک پیر کسیکی

پریون ہی سے دیوانی رہین سلسلہ جنبان
کرتی ہی یہ غل قید مین زنجیر کسیکی

عاشق پہ ستم ہی تو کرم غیر کے اوپر
ذلت ہے کسیکی وہان توقیر کسیکی

پتلی کو کہون نور کی پتلی تو بجا ہے
پھرتی ہے میری آنکھ مین تصویر کسیکی

برگشتگی بخت کا نقشہ ہی یہ اے مہر
منہ پھیرے کہنچواون جو تصویر کسیکی

مقتل کو ذرا مشفق من دیکھتے چلئے
اپنے شہدا کا تو چمن دیکھتے چلئے

سنتے ہین کہ دیوانہ ہوا آپ کا کل دفن
پھاڑا تو نہین آج کفن دیکھتے چلئے

ہم آگئے پھرتے ہوئے کوچہ مین تمہارے
جی چاہا کہ بے ساختہ پن دیکھتے چلئے

رد کرتے ہین جو عاشق تو یہ ہی ہین تماشا
کیا جوش پہ ہین گنگ و جمن دیکھتے چلئے

تا زیست رہی فکر کوئی بات نہ نکلی
چلئے جو عدم کو تو دہن دیکھتے چلئے

رخ دیکھ لیا کوچہ گیسو کی کرین سیر
اے ہین حلب مین تو ختن دیکھتے چلئے

یا حضرت یوسف چہ کنعان کو چلئے کیون
اون کا تو ذرا چاہ ذقن دیکھتے چلئے

پامال نہو کوئی چلیے منہ کو اوٹھائے
اچھا نہین صاحب یہ چلن دیکھتے چلئے

اس عالم فانی مین نہ آئے کبھی امیر
اتنی لئے آئی کہ کفن دیکھتے چلئے

معین اپنے بندون کا ہر آن تو ہی
خداوند عالم نگہبان تو ہے

کہان طور و ایمن کہان دیر و کعبہ
جدھر دیکھئے اے تری شان ہے

بجا ہے تجھے دلربائی کا دعوی
میری جان تو ہی میری جان تو ہے

وہ رزاق ہے رزق بے شبہہ دیگا
کہلائیگا وہ جسکا سامان تو ہے

تجھے سے برآئیگی امید اپنی
نکالیگا جو دل کے ارمان تو ہے

شرف نطق سے آدمی کو ملا ہے
یہ اک بات سن رکھ جو انسان تو ہے

کہا جلوہ روئے جانان جو دیکھا
یہ ایمان کی ہے کہ قربان تو ہے

ہے آئینہ خانہ طلسمات عالم
جو سکتے مین ہین ہون تو حیران تو ہے

ہین آگاہ تجھ سے تو واقف ہے جسکے
وہ بیگانے ہین [illegible] تو ہے

کہا اتنا ساقی نے الحمد للہ
کہ ہون مستحق تاب امکان تو ہے

گل باغ جنت وہ کوچہ ہی اوسکا
جہان اپنی پگڑی ہوئے کان تو ہے

ہوئی جس سے دین محمدؐ مین سبقت
علی ولی وہ مسلمان تو ہے

ق

تو دست خدا ہو تو دست شفا ہو
علیلون پہ ہو جسکا احسان تو ہے

بیاض سحر مطلع مہر دیکھا
لئے ساتھ ہے اپنا دیوان تو ہے

مطلع آہ سے کسی قدر نہ ہوئی
کون دل لیگیا خبر نہ ہوئی

مجھسے آنکھین ملائے صاحب
کیون میرے حال پر نظر نہ ہوئی

تیرہ بختی یہ سب پہ روشن ہو
نہ ہوئی شمع بھی اگر نہ ہوئی

چھپ گئے میرے حال کے اخبار
تجھکو اوسکی خبر نہ ہوئی

ہم دکھاتے ہمین پہ جور و قصور
ہائے وہ حور اپنے گھر نہ ہوئی

ہوگئے کافور گیسوے مشکین
کہئے اس شب کی کیا سحر نہ ہوئی

صبح کردی یہ مجھسے فرما کر
تجھکو تسکین رات بھر نہ ہوئی

خواب مین ہم گئے وہ چونک اوٹھے
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

کیون نہ جھک کر وہ چھاتیونکو چھپائین
خم کہان شاخ بار ور نہ ہوئی

ہر مہینے بنا بھی بگڑا بھی
ویسی صورت تری قمر نہ ہوئی

بال کی کھال کھینچتی شاعر
یہ بھی اچھا ہوا کمر نہ ہوئی

خاک اوڑا یا کئے جو کچھ نہ رہا
ہمکو پروا سے سیم و زر نہ ہوئی

دیدنی ہین تمہارے اور اعضا
نہ ہوئی اک فقط کمر نہ ہوئی

یہ شکایت ہوا ون کو مجھسے
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی

صحرا کا دل پسند بہت سبزہ زار ہے
اس باغ مین تو سبزہ بیگانہ یار ہے

مشہور جو جہان مین ابر بہار ہے
وہ اے فلک یہین کی زمین کا نجار ہے

سرسون کے پھول تل ہوئی نرگس کی آنکھ کے
کس درجہ رنگ زرد خزان پر بہار ہے

وہ کھیت ہین کہ کھیت رہا چرخ اخضری
کیا آسمان زمین زمرد نگار ہے

کیون کشت زعفران کی یہان پر ہنسی نہ ہو
سرسون کا رنگ قدرت پروردگار ہے

کیفیتون سے یان نہین خالی ہبول تک
مشتاق ان ہبولون کا ہر بادہ خوار ہے

سبزی جو لہلہی ہے تو زردی ہے ڈہ ڈہی
پکھراج صدقہ اور زمرد نثار ہے

اے بلبلو گلون کی ہین کانون کا سبزہ ہون
مصرع یہ اوسکو نوک زبان ہے جو خوار ہے

گھر بیٹھے خضر ملتے ہین سبزہ کی دید سے
سبزہ ہو مکین مکان سبزوار ہے

فصل ربیع ہے کہ ہو معشوق سبزہ رنگ
عاشق ہوا اسکا کھیت پہ یا کشتکار ہے
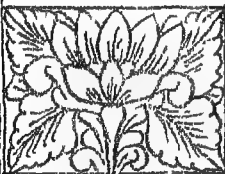
یارب ہمیشہ ابر سخاوت علی رہے
مہمان اسکا مہر غریب الدیار ہے

خوشی بہی اپنی غم روزگار مین گذری
یہان سرور کے بدلے خمار مین گذری
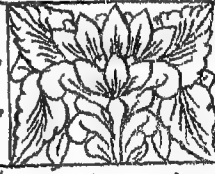
خیال گیسو رخسار یار مین گذری
یہ زندگی اسی لیل و نہار مین گذری

بجا ہے یہ کہ ہے دنیا امید پر قائم
شب فراق ترے انتظار مین گذری

ہمیشہ آنکھین لڑاکی ہین شوخ چشمون سے
تمام عمر ہرن کے شکار مین گذری

فروغ گرمی بازار یار کیا کہئے
یہان پہ مصر کی ہے گرمی بہار مین گذری

وہ سرگذشت بیان کیا ہو دشت وحشت کی
جو اپنے تلون پہ اس خارزار مین گذری

شب وصال بسر کی ہے کنگھی چوٹی مین
بڑی بلا مین بڑے انتشار مین گذری

اوڑا ہی کیون نہ بہلا چہکیونمین خاک اپنی
خرام یار کا پامال ہون بقول صبا
ہزار شکر ہوا اسے عندلیب باغ جہان
نہ نکلی اون کی سواری کہ دیکھتے جوین
رہا کیا یہان جنگل مین منگل اے مجنون
ضرور چاہیے تہا تجہکو پوچہنا صیاد
ہجوم دل ہو بلا کا تمہاری زلفون مین
ہمیشہ داغ جنون تازہ گل کہلاتا ہے
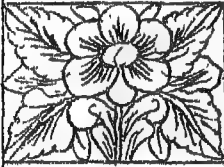
ہوا صبا کو لگی کوئی یار مین گذری
یہ کیا مشیت پروردگار مین گذری
بڑی بہلے چمن کوئی یار مین گذری
ادہر نہ باد بہاری بہار مین گذری
خدا کے فضل سے اچہی بہار مین گذری
کہ عندلیب قفس کیا بہار مین گذری
کبوترون کی لگی ہے تتار مین گذری
کبہی نہ چین سے فصل بہار مین گذری

ہوا علاج تپ غم نہ کچھ مسیح سے مہر
تمام عمر ہماری بخار مین گذری

یاد دلوائیگی اوسکو مری فریاد سے مجھے
رنج دیتے ہین غضب کے ستم ایجاد سے مجھے
عاشق بے سر و پا ہون یہ سراپا ہے میرا
منہ سے نہ موڑ دکہ ہون اک بوسہ کا سائل تم سے
مدحت بت شکن کعبہ کا اقرار کیا
شکر کرتا ہون کہ ہون مرتبہ دان بلبل
طعن واعظ کو مین سسرال کی گالی سمجھا
مجھسے چہوٹیگا نہ یہ حسن پرستی کا مزا
بعد مرنیکے نہ یاد آئے کہین کوئی صنم

مین نہ صیاد کو بہولونگا نہ صیاد مجھے
غیر کا گہر جو وہ بہولے تو کیا یاد سے مجھے
پاؤن مجنون کے ملے ہین سر فرہاد سے مجھے
اے بتو دو کبہی للہ تو پرشاد سے مجھے
جب ملی روز ازل طبع خداداد سے مجھے
صید گلدام مین کرتا ہو وہ صیاد سے مجھے
دختر رز کا سمجہتا ہے وہ داماد سے مجھے
سرو گلشن ہون جو صاحب کرین آزاد مجھے
مین نہ لونگا جو ملے جنت شداد سے مجھے

عندلیب گل تازہ ہون پورانا شاعر
کیون پسند آئے نہ یہ گلشن ایجاد مجھے

آتش و آب و ہوا خاک ہین ضدین بہم
اپنی ہستی کی یہ ثابت ہوئی بنیاد مجھے

یا علی شیر خدا یہ سگ دنیا کیا ہین
چاہئے دونون جہان مین تیری امداد مجھے

حشر مین داور محشر سے کہون گا قاتل
مین تو ہون کشتہ بیداد نہ دی داد مجھے

یا تو بتخانہ ہی یا رندون کا میخانہ ہے
یہی دو گھر نظر آئے یہان آباد مجھے

سخت جانون کے لئے خنجر قاتل یہ بنا
بعد مدت کے کہلے جوہر فولاد مجھے
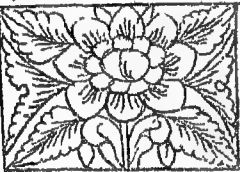
وہ مہ عہد مین مہر سحر عاشورہ
دل شاد اونکو ملا خاطر ناشاد مجھے
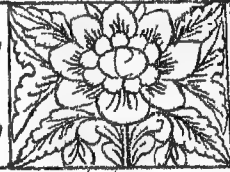
صاف ہو جاؤ گلہ کیا ہے شکایت کیا ہی
خاک ڈالو خفگی پر یہ کدورت کیا ہے

گر میان غیر سے کرتے ہو یہ غیرت کیا ہی
یون جلاتے ہو شریرو یہ شرارت کیا ہے

ہو لیا دل بھی میرا ساتھ یہ صورت کیا ہی
کون پہلو سے چلا اٹھ کے قیامت کیا ہے

مجھسے کیا پوچھتے ہو تم تجھے حیرت کیا ہی
کیا کہون تمسے مین اے آئینہ طلعت کیا ہے

چلکے پامال وہ کرتا ہے قیامت کیا ہی
نہین معلوم مجھے اوسکی مشیت کیا ہے

کیا بیان کیجئے قاتل کہ حلاوت کیا ہی
دہار خنجر کی یہ میٹھی ہی کہ شربت کیا ہے

ان بتون کو بھی عجب حسن دیا ہی تو نے
اللہ اللہ مین صدقے تیری قدرت کیا ہے

وعظ مین ذکر دہان ہی تو یہان شعر نہین
کوچہ یار ہی جنت بھی ہے جنت کیا ہے

کیا وہ سلطان ہی فرمان مین ہو جسکی کلام
حکم محتاج حکم ہو تو حکومت کیا ہے

تم کو دلوائے جو اللہ تو تم سے لو
اک فقط جان ہی بس اور امانت کیا ہے

اپنی خوبی کو سعید ازلی کیا جانے
نہین معلوم ہوا کو کہ سعادت کیا ہے

ہم عبادت کرین یا حسن پرستی واعظ
ایکدم کی جو یہ فرصت ہو وہ فرصت کیا ہے

مین جو کہتا ہون کہ حاضر ہون تو فرماتے ہین
آپ کیون کیجئے تکلیف ضرورت کیا ہے

وہی ایذا وہی تنہای وہی اندہیاری
گور تیرہ کا ہو نقشہ شب فرقت کیا ہے

تمنے بوسہ نہ دیا مینے دیا دل تم کو
حوصلہ کیا ہو میرا آپ کی ہمت کیا ہے

کیا سوا نیزہ پہ خورشید قیامت آیا
چہرہ کیسا ہو تمہارا قد و قامت کیا ہے

تم جو بوسہ دو تو کہولون مین دہن کا عقدہ
بات ہو باندہنا مضمون مجھے دقت کیا ہے

رغبت بادہ کشی ابر کرم دیتا ہے
بادہ خوارون پہ بھی اللہ کی رحمت کیا ہے

اونکی تعریف کروا ہی کہو میری سنو
واعظو بکتے ہو کیا پند و نصیحت کیا ہے

ہو نہ دشمن کے بھی دشمن کو شب ہجر نصیب
جان پر صدمہ ہو کیا دل کو اذیت کیا ہے

آپ ظلم و ستم و جور کیا کرتے ہین
مہربانی بھی یون ہی ہو تو قباحت کیا ہے

تم چلے اور مجھے کر دیا از خود رفتہ
چال مین چال قیامت ہو قیامت کیا ہے

پھر لب گور سے گوش شنوا سنتے ہین
جنکا ڈنکا تھا اب اونکی یہان نوبت کیا ہے

غیر شکوہ میرا کرتا ہے تو وہ کہتے ہین
ہم بھڑک دینگے اوسے ہر کو مروت کیا ہے

بوچھے چلکے ذرا گور پہ زرداروں کی
اب سوا خاک کی او صاحب دولت کیا ہے

باطن اچھا ہو کہ تربت مین ہون انگارے
ڈھیر پھولون کا اگر ہے سر تربت کیا ہے

حشر مین کتنے اوٹھین گے ترے پامال خرام
کیون جگایا ہین او شور قیامت کیا ہے
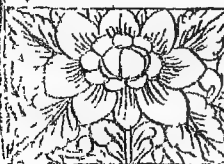
کیا مسیحا سے بھی کچھ ہو نہین سکتا ہو علاج
مہر یہ تپ تجھے کیسی ہو حرارت کیا ہے
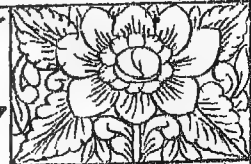
پتھر کو برہمن نے جانا بھی خدا ہے
مغرور ہو صنم بھی کیا شان کبریا ہے

اوس سے کیطرح کی امید کیا کیسکو
بیدرد و بیمروت بیمہر و بیوفا ہے

اونکی سے آنکھ اب تک گزری نہین نظر سے
نرگس جو آندہی ڈہونڈہی کیا اوسکو سوجہتا ہے

عینک بھی ہے جس سے عالم کو دیکھتے ہین
جام شراب ہم کو جام جہان نما ہے

ہر رنج سے ہی راحت عاشق کو عاشقی ہین
ہمکو تو اے مسیحا جو درد ہے دوا ہے

دل تو دہ لیگئے ہین ہم چاہین کیا کیسکو
کہتے ہین جسکو چاہت وہ دلکا ولولا ہے

اوٹھینگے ناز بیجا معشوق کے کہان تک
ایمہر عاشقون مین تو ہی تو میرزا ہے
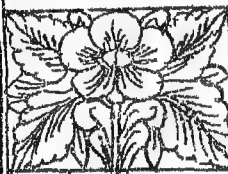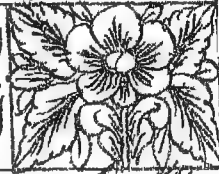
نالہ گرم کے اور دم سرد بھرے
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے
فصل گل آئی ہے اور مین ہون گرفتار قفس
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے
پہنس گئے دام مین صیاد کے شاید بلبل
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے
مین ہون صیاد ہی اور شور و فغان و فریاد
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے
بھول کر کُنج قفس تک کبھی آئے نہ صبا
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے
کوئی قاتل مین رہی گھر سے کتنی ہی شہید
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبرے

کیا جئین ہم تو مرے
از من نوحہ گرے
کچھ بھی چلتا نہین بس
از من نوحہ گرے
رو دو سنتا ہون یہ غل
از من نوحہ گرے
کوئی دیتا نہین داد
از من نوحہ گرے
نہ سنا نالہ میرا
از من نوحہ گرے
مین ہون اور قید شدید
از من نوحہ گرے

ولہ

کہین دل لگی کچھ اگر ہو گئے — تو آفت مری جان پر ہو گئے

جو سفاک تیغ نظر ہو گئے — معطل قضا و قدر ہو گئے

یہ مشہور ہو دل کو ہو دل سے راہ — سب اوس بیخبر کو خبر ہو گئے

مین لکھدونگا خط غلامی تجھے — جو خواہش اسیری نامہ بر ہو گئے

زمین غزل مین کئے شعر تر — نئی صورت سحر و بر ہو گئے

تیری چال محشر سے کرتی ہو چال — قیامت یہ اسے فتنہ گر ہو گئے

ہوئی عشق مین دل کو حاصل شکست — حسینون کی فتح و ظفر ہو گئے

نہ اوٹھی نہ اوٹھی نہ اوٹھی کبھی — ہماری جبین سنگ در ہو گئے

کیا بیقراری نے دل کی ہلاک — جو تسکین درد جگر ہو گئے

مین آوارہ کہتا ہون عمرت دراز — جو کوتاہ عمر سفر ہو گئے

یہ امید پڑھنے کے قابل نہین
غزل کہنے سننے کو پر ہو گئے

رزق کی کیا فکر جب تک جان ہو — آپ کے وعدے پہ اطمینان ہو

اب تصور یار کا ہر آن ہو — کیا ادا کیا ناز ہو کیا آن ہو

عشق آب و گل مین ہو الفت سرشت — اُنس مین مجبور یہ انسان ہو

حلقہ آغوش ہین دست دعا — وصل کا کیا شوق کیا ارمان ہو

لفظ تھوڑے سے ہین معنی بہت — آپنا اک اک شعر اک دیوان ہو

کوے جانان سایہ دیوار یار — سب مہیا عیش کا سامان ہو

جلتے جی چھوڑون مین تجھکو کسطرح — زندگانی تجھسے ہے تو جان ہی
جسکو دیکھا ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے — دل کے دُکھنے کی یہی پہچان ہی

مہر کو کیا واسطہ بے مہر سے
لغو ہے سب جھوٹ ہے بہتان ہی

مہر کے پر تو سے کیا جلوہ مہ کامل مین ہی — دلربا ایجان وہ ہی مہر جسکے دل مین ہی
یاس کی امید ہمکو آرزو سے دل مین ہی — کچھ تو حاصل بھی ہماری سعی لاحاصل مین ہی
منزلت کیا عشق کی اس منزلت منزل مین ہی — عرش کا تارا ہی وہ جو داغ اپنے دل مین ہی
زندگی کا لطف کسکو ہیچ بے حاصل مین ہی — جان بھی حاضر ہی اب فرمائی کیا دل مین ہی
شمع کی تقریر پروانون سے یہ محفل مین ہی — وہ زبان پر ہی ہمارے جو تمہارے دل مین ہی
ہائے کس آفت مین دل ہی جان کس مشکل مین ہی — پھنس گئے دلدل مین یہ گل اپنی آب گل مین ہی
شمع و پروانہ سے اک عالم پہ روشن ہو گیا — لطف خلوت عاشق جانباز کو محفل مین ہی
رنگ و روغن جو دکھاتا ہی ترا حسن شباب — رنگ ہی وہ گل ہی گالونمین وہ روغن تلمین ہی
جو مثل کالے تلون کے خلق مین مشہور ہی — وہ اثر ایجان تیری ننھی منی تل مین ہی
توبہ توبہ ان تلون مین تیل ہوتا ہی کہین — عطر فتنہ یار چشم فتنہ زا کے تل مین ہی
بید مجنون سے بنا ہے محمل لیلی تمام — نجد سے ریشہ دوانی قیس کی محمل مین ہی
یان انانیت ہی وان وحشت نہی نیرنگ عشق — نجد مین لیلی یہان مجنون وہان محمل مین ہی
راہ پر لائیگا اک دن سبزہ خط یار کو — ہمطریق یاد خضر رہ نما منزل مین ہی
ماہیہ وارون کی ہی ظاہر اور باطن مین خلاف — قعر دریا مین جو گوہر ہی تو کف ساحل مین ہی
عیب کا دھبا مٹاتی سے ہے فقط دریا دلی — تہمت تر دامنی کیا دامن ساحل مین ہی

اى مسيحا مهر كو تنها تپ لرزه نهين
شمع روشن هى مگر لرزان تيرى محفل مين هى

پہلو مين تو نهين هى تيرى آرزو تو هے
عطر عروس كى مير سے كپڑو نمين بو تو هى

هر وقت مى سے ميكده مين شست و شو تو هى
زاهد اگر نماز نهين هے وضو تو هى

ناصح بجا هے سچ هى كه پانى لهو تو هى
رونے سے عاشقون كے لئے ابرو تو هى

حيرت نهين هے تجهكو تو آئينه رو تو هى
هان آئينه كو ديكه ترے روبرو تو هى

بلبل كو كيون گلو نكا نه دهوكا هو گال پر
ويسے هى نازكى هى وهى رنگ بو تو هى

وصل اوس حسين كا هى سكندر نصيب هون
آئينه تها وهان يهان آئينه رو تو هى

اے زاهدو شراب طهورا نهين نه هو
باده كشون كو شغل مى مشك بو تو هى

عاشق سے يار زينت معشوق چاهئے
مهدى كى كيون تلاش هى ميرا لهو تو هى

ساغر اگر نهين هے تو چلو تو هى ميرا
ميخانه تو هى خم تو هى ساقى سبو تو هى

دل كو كسيطرح كا تعلق لگا رہے
اپنا جو كوئى دوست نهين هى عدو تو هى

موى كمر تك اوس تن شفاف مين نهين
در نجف مين صاف عيان ايكمو تو هى

لگ جائينگى ٹهكانے همارى بهى هڈيان
پروا هى كيا هما كى سگ يار تو تو هى

لندن كى بدلے هوگى فرنگى محل كى سير
لاكهون مين اب بهى ايك فقط لكهنو تو هى

مصحف كے آگے مصحف ناطق هى رو بيان
ايمان كى كهون گا يهان گفتگو تو هى

مصرع اب اپنا ورد هوا اے مهر هجر مين
پہلو مين تو نهين هے ترى آرزو تو هى

جوبن شباب كا يون هى لائے گل بدن رہے
پهولے پهلے يه باغ بهار چمن رہے

گیسوے عنبریں کے تصور میں ہو بسر
اپنا سیاہ خانہ سواد ختن رہے

تازندگی ہمیشہ رہے موت کا خیال
تکیہ مین اپنے ساتھ بس اپنا کفن رہے

جانا ہی اس جہان سے دلا پاک صاف رہ
مٹی مین بھی ملائین تو اوجلا کفن رہے

دنیا ہو اور تم ہو یہ کوچہ ہو اور ہم
کعبہ مین شیخ بت کدہ مین برہمن رہے

آشوب دھر خاک کی پتلی ہون دھر مین
آمادہ ظلم تازہ پہ چرخ کہن رہے

انسان کو ضرور چاہیے انسانیت کی بات
اچھا ہی چندروز جو مشق سخن رہے

زلف اندھیر کرنے والی ہے
تمنے ناگن بلا کی پالی ہے

قلمین رخسار یار پر دیکھو
سرخ ہی پہول سبز ڈالی ہے

غیر پر لطف ہی ستم ہم پر
اونکی جو بات ہے نرالی ہے

واہ کیا منہ سے پہول جھڑتے ہین
کتنی پیاری تمہاری گالی ہے

مرغ دل بھی ہو ساتھ چڑیا کے
جال انگیا کی اونکی جالی ہے

شب فرقت کو دیکھ بخت سیاہ
کوئی بھی رات اتنی کالی ہے

کیون قیامت کی چال چلتی ہو
اس مین عاشق کی پائمالی ہے

دہن یار کا پتا نہ لگا
بات کہنے کو اک بنالی ہے

ناف معشوق صاف موتی کی
ننہی منی سے اک پیالی ہے

کیونکر اونکو دون مہرومہ سی مثال
جنکو دعوی بے مثالی ہے

رنگ لائی گلوریان کہا کر
لال ہونٹھون پہ اور لالی ہے

دل تصور مین محو رہتا ہے
عاشق شاہد خیالی ہے

کیون ہنسائے نہ مجہے رندکو ننگ
دختِ رز کی بہن ہو سالی ہے

دم غنیمت ہو اوس مسیحا کا
اب طبیبون سے شہر خالی ہے

خاک اوڑائی ہو اونکے کوچہ کی
ہم نے سر پرزمین اوٹھالی ہے

دل میرا لیکے عرش پر ہو دماغ
اور ہی اب مزاج عالی ہے

کیون بتون کی ہمین محبت دی
کیا مصیبت خدا نے ڈالی ہے

وان کبہی غیر سے کبہی ہم ہین
روز موقوفی اور بحالی ہے

دے کے اک بوسہ لب جان بخش
تن بیجان مین جان ڈالی ہے

کیا بلا گوری گوری رنگت پر
زلف کالی ہے آنکھ کالی ہے

حال مین شاعری کا ہو یہہ ڈہنگ
اپنا جو شعر ہے وہ حالی ہے

دیکھو مجھ پر بہت ستم نکرو
پاس اہلیان کو توالی ہے

ہم سے انکار وصل کا ہو عبث
ہو گی جو بات ہونیوالی ہے

اونکے کوچہ مین خاک ہو جائین
ہم نے اک راہ یہ نکالی ہے

یار پہلو مین ہو نہ جام شراب
یہ بھی خالی ہے وہ بھی خالی ہے

ہو ستم یہ اسپیلے پن کا بناؤ
کان مین ایک ایک بالی ہے

اسکے مذہب کا اعتبار ہے کیا
مہر اک رندلا اوبالی ہے

ہو گیا ہمکو سمندر مین سمندر پانی
آگ تلونے لگی پھر گیا سر پہ پانی

فندق پاسے ہوئی شمع پگھل کر پانی
آگ تلونے لگی پھر گیا سر پہ پانی

پاسے رنگین پہ پڑا پاؤن عرق آیا مجھے
آگ تلونے لگی پھر گیا سر پہ پانی

شوق آب دم خنجر مین ہی آتش قدمی
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

رو کے اوس پاے حنائی کے تصور مین ہم
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

جوشش گریہ دل سوزان سے ہوا مشکل کباب
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

دیگ آسا دل سوزان مین ہوا جوش سرشک
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

لخت دل ہین بن مرگان تو سر مژگان اشک
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

تپ فرقت مین بیان تنگ ہوا پاشو یہ کہ مہر
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پر پانی

اغیار سے یون گرمی صحبت نہین اچھی
اے شعلہ رخو اتنی شرارت نہین اچھی

مجھکو نہ ستاؤ یہ اذیت نہین اچھی
بیمار محبت ہون طبیعت نہین اچھی

ہم رند ہین اے شیخ جی مشرب مین ہمارے
جز پیر مغان غیر سے بیعت نہین اچھی

جب مینے کہا دل میرا تمنے ہی لیا ہی
کس ناز سے فرمایا کہ تہمت نہین اچھی

گردش مین مہ و مہر رہے چرخ کے ہمراہ
آوارہ طبیعت کی رفاقت نہین اچھی

مین ذبح ہوا جاتا ہون دہمکاؤ نہ مجھکو
یہ جنبش انگشت شہادت نہین اچھی

ہی دشمن جان دوست تو اے دل نہ برا مان
ہر حال مین کر شکر شکایت نہین اچھی

آغاز مین کہہ دیتا تھا فرہاد سے شیرین
انجام برا ہوگا یہ محنت نہین اچھی

منہ دیکھ کے ہم رہ گئے وہ لیگئے دل کو
واللہ بتون سے بہی مروت نہین اچھی

مینے جو کہا بوسہ بہی دوگے کہ نہ دوگے
کہنے لگے جہنجلا کے حکومت نہین اچھی

یون بلبل نالان پہ نہ ہنس اے گل خندان
آزردہ مزاجون سے ظرافت نہین اچھی

بیکس نہین کہنے کا وہ ہوجائیگا بدظن
اے شمع میری گور پہ رقت نہین اچھی

لب خشک ہین منھ زرد ہی تن مین ہی تپ ہجر
سچ یہ ہی کہ اے مہر محبت نہین اچھی

پیارا پیارا ہے ہمارا ساقی — ایسا کنکا ہے پیارا ساقی
ناگوارا ہے تو ہے بے یار شراب — زہر پینا ہے گوارا ساقی
ایک قطرہ بہی اگر مے کا ملے — توڑے عرش کا تارا ساقی
اب کی برسات مین کیفیت ہی — لونگا بہٹی کا اجارا ساقی
ہمکو کعبہ مین پلائیگا شراب — ترے ابرو کا اشارا ساقی
غمزدون کو کہان امید سرور — ہے مگر تیرا سہارا ساقی
دور ساغر ہے بعینہ ہمکو — تری آنکھون کا اشارا ساقی
ابر ہے باد ہی لا جلد شراب — اب نہین ضبط کا یارا ساقی
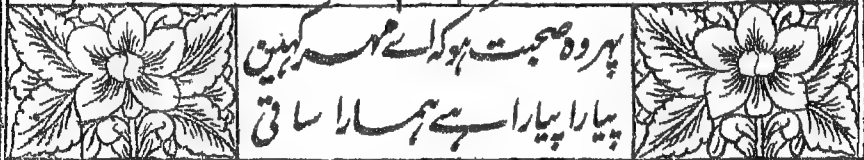
پہر وہ صحبت ہو کہ اے مہر کہین
پیارا پیارا ہے ہمارا ساقی

سودا بہی بھلا ہے سروسامانی بہی اچھی — ہاتھ آئین وہ زلفین تو پریشانی بہی اچھی
زلفون کے تصور مین پریشانی بہی اچھی — اس مشک کے سودے مین خطا پانی بہی اچھی
قسمت سے ملا کرتی ہی اسطرح کی قسمت — گھس جائے جو اوس در پہ وہ پیشانی بہی اچھی
جی بہر کے اوسے دیکھ لیا خوب دم ذبح — سوجہی تجھے اے دید … لی بہی اچھی
تو ذبح کرے جسکو اوسے عہد ہی جانے — قربان ہین اسطرح کی قربانی ہی اچھی
اک سلسلہ کہتے ہین یہ زلفون سے تمہاری — اوقات بسر کرتے ہین زندانی بہی اچھی
گل ساتھ دیا کرتے ہین اے باد بہاری — اس فصل کی تو چاک گریبانی بہی اچھی

معشوق کے ہاتون سے اوڑہے جیب کے ٹکڑے
یوسف کی طرح چاک گریبانی بہی اچہی

باڑہ آہی جو دریا کی تو وہ سیر کو آئے
اے دیدہ تر دیکہ یہ طغیانی بہی اچہی

آئینہ کو رہتا ہے تیرا سامنا پیارے
اس شکل سے حیرت ہو تو حیرانی بہی اچہی

گل کان لگائے ہوئے سنتے ہین بصد شوق
اے بلبل گلشن یہ غزل خوانی بہی اچہی

غیرون سے گہٹا ربط بڑہین صحبتین ہمسے
قلت ہی بہت خوب فراوانی بہی اچہی

بستر خس وخاشاک کا ہو کوچہ مین تیرے
تو اوس سے نہین مخمل کاشانی بہی اچہی

بیفائدہ دیوانے بنین فائدہ اس سے
پریون سے جو صحبت ہو تو عریانی بہی اچہی

کونین کی دولت ہی میسر ہون جو دونون
معشوق بہی اچہا مئی ریحانی بہی اچہی
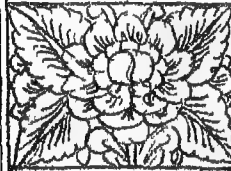
نسبت نہین کچہ تجہسے تو ہی مہر کا معشوق
ہر چند ہے شکل مہ کنعانی بہی اچہی
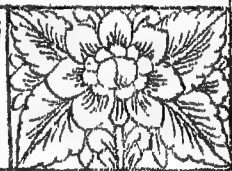
اک دن کبہی او نہین غیرون سے فرصت نہین ملتی
اب ہمکو حضوری کی اجازت نہین ملتی

کیا چاہیے کسوقت تمہین دل دیا صاحب
وہ وقت نہین ملتا وہ ساعت نہین ملتی

منہ پہر گیا سورج کا تیرا حسن جو دیکہا
صورت سے تری چاند کی صورت نہین ملتی

کیا چاہیے فرہاد نے کیون کوہ کنی کی
اس عشق مین مزدوری کی محنت نہین ملتی

لکہا مرا خون نامۂ اعمال مین تیرے
قاتل سند ایسی شہادت نہین ملتی

ہمکو لب شیرین کے جو بوسون کی لگی چاٹ
کیسی ہی مٹہائی ہو حلاوت نہین ملتی

اوس رشک مسیحا کی زیارت سے ہون محروم
بیمارون سے اکدم کی بہی فرصت نہین ملتی

نا ہے کبہی پریشان ہو تیرے عہد مین کافر
اکدن بہی تو مسجد مین جماعت نہین ملتی

کوچہ مین ترے فاتحہ دین روح کو بخشین
گر اور کہین پر میری تربت نہین ملتی

صورت مین تو لاریب ہو تم حور کی صورت — عادت سے مگر آپ کی عادت نہین ملتی

ہم تم ہین مہ و مہر کا اک جا یہ قران ہو
ایجان غنیمت ہو یہ صحبت نہین ملتی

مطلع

سودا ہی ہوی زلف سیہ فام کے لئے — یہ نخلہ سفید ہے سرسام کے لئے

زیبا یہ رخ ہے زلف سیہ فام کیلئے — ایسی ہی صبح چاہئے اس شام کیلئے

ساقی عبث ہی فکر تجھے جام کیلئے — آنکھون مین ہو جگہ می گلفام کیلئے

کب تو نے ہاتھ پائی نکی ہمسے وصل مین — بوسے لئے تو ہاتھ ترے تھام کیلئے

اللہ رے تجلی حسن محمدی — کیسا فروغ ہو گیا اسلام کیلئے

ہمت مری بلند ہی دیکھا جو قصر یار — مینے اوچک کے بوسے لبِ بام کیلئے

اطلس ہو آسمانی شلوکے کیواسطے — اے مہ ستارے چاہئین لو تام کیلئے

بیچین ہون مین حسرت آغوش یار مین — آغوش گور چاہئے آرام کیلئے

نازان نہ ہو جوانی پہ پیری کی فکر کر — نادان صبح بھی ہی ہر اک شام کیلئے

فریاد و آہ و نالہ غم و درد و اضطراب — بہتیرے کام ہین دل ناکام کیلئے

مرتے ہین بوسہ لب جان بخش دیجئے — صاحب مسیح کہتے ہین کس کام کیلئے
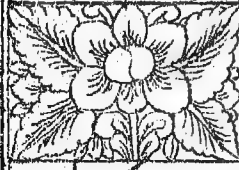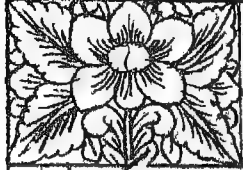
آتش کی طرح مہر توکل پسند ہے
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کیلئے

مہر عاشق سے محبت کیجیے — غیر ملعون ہے لعنت کیجیے

دل ہے بیتاب ہے تڑپ لیجئے آج — چشم پر آب ہو رقت کیجیے

دل ہے موجود اسے لے لیجئے — بندہ مفلس ہے قناعت کیجیے

کان کہتا ہے ملا جائے کان | داہی ناصح سے ہے نصیحت کیجے
یار روٹھا ہے منانے چلئے | ہم سے ناراض ہو منت کیجے
سہوین چڑہتی ہین اوتروائی سہ | تیغ سے فکر شہادت کیجے

غزل ثانی کے مطلع مین حمد صنعت ختم رسالت سے کیجے

کعبہ ابرو سے زیارت کیجے | چہرہ قرآن ہو تلاوت کیجے
اپنی پامالی کی صورت کیجے | جو کچھ اوسکی ہو مشیت کیجے
مین کرون شکر خداوند قدیر | آپ غیرون کی شکایت کیجے
کیا کہون حال بتون کا اللہ | شکر ہے کسکی شکایت کیجے
بعد مدت کے قدم رنجہ کیا | شکر کیجے کہ شکایت کیجے
وہ جو شیرین ہو تو مین ہون فرہاد | سختیان جھیلئے محنت کیجے
دیکھئے ضبط سے کیا ہوتا ہے | چند روز اسکی بھی عادت کیجے
جہانجھ لائیگا ابھی پیر فلک | اس سے گر خواہش نوبت کیجے
میری مٹی کو بھی کیجے برباد | آئے رفع کدورت کیجے
محتسب سے بھی ہوا فلاطونے | خم مین چل بیٹھے حکمت کیجے
بات بھی کہتا ہے تو وہ ٹکڑے | ایسے قاتل سے نہ الفت کیجے
سنہ ہجری ہین جواب خط مین | کیا بیان وصل کی حسرت کیجے
گور پر بیٹھے خدا چاہے تو | بت کو سنگ سر تربت کیجے
طوق کیون میرے گلے پڑتا ہے | غل ہو زنجیر کا وحشت کیجے

جان و دل لیجئے بوسہ دیجے | آپ بھی اتنی تو ہمت کیجیے
کو چۂ یار کا نا کار و کین | چل کے رضوانی جنت کیجیے

مہر چکر مین رہا چرخ کے ساتھ
خاک اونچون کی رفاقت کیجیے

پانی پانی جام مے ہی چشم مست یار سے | جھکتی ہی محراب کعبہ ابروی خمدار سے
چھپ کے روتا ہون مین اے پردہ نشین اغیار سے | آنکھ کا پردہ سیاہ ہے آنسو نکے تار سے
فرق کیا ہی شیخ تار سبحہ کو زنار سے | ایک ہی رشتہ ہی باہم کافر و دیندار سے
نطق عیسی کا ہی عالم چشم گویا مین مگر | چشم پوشی ہی علاج نرگس بیمار سے
کتنا بل کرتا ہی چوری اور سرزوری تو دیکھ | دلکو کیونکر لون مین تیری طرۂ طرار سے
مست رہتا ہون پیا ہی بادہ خم غدیر | مغبچو کیا کام مجھکو دختر زرمردار سے
جذب وحشت مری گھر لائیگا یوسف کو مرے | یہ وہ سودا ہی نہین جو مول لین بازار سے
تجھکو اپنے خون ناحق سے کرینگے سرخ رو | ہمنے یہ بیڑا اوٹھایا ہی تری تلوار سے
تو نے مارا تیشہ اپنے سر پہ ہم کاٹین گلا | تیغ لینے آگئے ہین اے کوہکن کہسار سے
ہاے وہ کہنا ترا بس اک بوسہ دے چکے | دوسرا ہرگز نہ دینگے فائدہ تکرار سے
قیس کو فرہاد کو وامق کو مارا عشق نے | ہمنے تو بچتے نہ دیکھا کوئی آسن زار سے
آگ وہ کہاتا ہی یہ پیتے ہے آب آتشین | لڑتے ہی ساقی لطامی مرغ آتش خوار سے

بہر سبطین پیمبر ہو فروغ مہر و ماہ
دونون وقت اب یہ دعا ہی حیدر کرار سے

نکہت جو صاف صاف گل یاسمن کی ہی | تصویر ٹھیک ٹھیک تمہارے بدن کی ہی

گل باغ باغ ہو گئے دیکھا جو اک نظر
آنکھیں دکہا دکہا کے تو وحشی بنا دیا
محشر قدم قدم پہ بپا ہے چلو چلو
رہ رہ گئے فرشتہ بہی دم تمام تمام کے
صاحب خدا خدا کرو بیٹھے یہ کب کا

اے گل کلی کلی وہ تیرے پیرہن کی ہے
ہان ہان لعینہ انکھین ہی شوخی ہرن کی ہے
کیا کیا جہان مین دہوم تمہارے چلن کی ہے
شہرت کہان کہان مرے ناوک فگن کی ہے
کیا پیاری پیاری شکل بت برہمن کی ہے

تکرار بات بات پہ اچھی نہین ہے مہر
بس بس یہ کون طرز تمہارے سخن کی ہے

اے مہر ناپسند ہی اسکا چلن مجھے
خنجر تہی مہوشون کی جبین کی شکن مجھے
وحشی بنائی چشم پریشان کرے وہ زلف
ایجان بال بال مین خوشبو بلا کی ہے
سودا اٹہا ہے کوچہ گیسوئے یار کا
اپنے لہو مین آپ تڑپ کر جماؤن رنگ
رنگ پریدہ رخ عشاق سے ہے بہار
واعظ اٹہا دے چلکے ذرا کوی یار مین
بیگانہ کیون ہی سبزہ شمشیر اس قدر
ہمدم ہون بلبلو لگا ہوا خواہ گل کا ہون
حسرت سے دیکھتا ہون نہین حسن شباب یار
اتنا تو پاس کرا رے اتنا تو پاس کر

گردش نئے دکہاتا ہے چرخ کہن مجھے
دیتا تہا مہر چادر مہہ کا کفن مجھے
آنکھین دکہائی آہوی دشت ختن مجھے
جوڑا ہی تیرا نافہ مشک ختن مجھے
مد نظر ہے سیر سواد ختن مجھے
صیاد کیا دکہائے گا سیر چمن مجھے
وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے رنگ چمن مجھے
بہتر ہے خلد سے یہی میرا چمن مجھے
قاتل بس اب دکہا شہدا کا چمن مجھے
کیونکہ اوڑا سکے گی نسیم چمن مجھے
کہتے ہین لوگ نرگس صحن چمن مجھے
صیاد دور ہی سے دکہا دے چمن مجھے

مین فقر مین بھی عاشق رنگین مزاج ہون
نوشاہ جانتے ہین عروس چمن مجھے

بیچین دل کو کرتی ہے یاد دیار و یار
حب کا عمل ہوئی مری حب وطن مجھے

دیکھون حضور کی بھی مسافر نوازیان
اے کاش سمجھین آپ غریب الوطن مجھے

مطلب نہین جہان کے سیاہ و سفید سے
یکسان ہی شام غربت و صبح وطن مجھے

احسان غیر بعد فنا بھی ہے ناگوار
دامان زخمی سے مرے کر دینا کفن مجھے

ہر گز پہنچی نامہ سیاہی کی ہی کشش
دامان حرف پھاڑ کے دینا کفن مجھے

یوسف کی طرح سونگھتی ہی دم فنا ہوا
سیب بہشت ہے ترا سیب ذقن مجھے

دیکھا جو اے حسین کسی باغ مین کنوان
یاد آگیا وہین ترا چاہ ذقن مجھے

سودا تو دیکھیے یہی بالون کو ہے دعا
الجھائے رکھے زلف شکن در شکن مجھے

دور شراب و سیر چمن مین کیا نہ یاد
بھولا کہان کہان میرا پیمان شکن مجھے

تم بزم مین ہو مجمع انجم مین ماہتاب
ایک ہی سے دونون آئین نظر انجمن مجھے

مانند شمع سب نے جلانے کی فکر کی
قسمت سے گر نصیب ہوئی انجمن مجھے

ہر ایک کو گمان مسیحا و خضر ہو
دیکھین جو اونکے ساتھ سوار فٹن مجھے

کبھی بیٹھے نہ یار سے مل کے
کبھی نکلے نہ حوصلے دل کے

چوم لیتے تھے ہاتھ قاتل کے
دل مین ارمان رہ گئے دل کے

سر تصدق ہو اونکے قدمون پر
کس لئے پکڑے ہین ہاتھ قاتل کے

آپ کھنچتا ہے کھینچکر تلوار
قتل کرتے ہین ناز قاتل کے

مر گیا مانگ [illegible]
ہونٹھ ملتے ہین تیرے سائل کے

رہ گئے گرد کاروان تھے ہم
قافلے پہنچے پاس منزل کے

ہمسے جان کندنی کا پوچھو حال
ہمنے صدمے اوٹھائے ہین دل کے

پیچ ہوتا نہین ہے ناقص کو
داغ ہے دل مین ماہ کامل کے

خندۂ زخم دل نہ یاد دلا ہین
موسم گل مین پہول کہل کہل کے

پاؤن پہیلا کے سوئے تربت مین
جو تہکے ماندے آئے منزل کے

مر مٹا جو ہی شیرین پہ فرہاد
کی جو شیرین نے بات کہل مل کے

رنگ و روغن ہوا جو چہرہ کا
رنگ روغن مین تہا ترے تل کے

اس دل بیقرار پر اپنے
صدقے اوترینگے مرغ بسمل کے

دُرد شیشون مین ہو دلو نمین غبار
خوب خاکے اوڑے ہین سیر گل کے

حد عدم تک پہونچنے سے ہی راہ
مقبرے ہین نشان منزل کے

مہندی ملتے ہین ہاتھ پاؤن مین وہ
رنگ جمتے ہین خون بسمل کے

دقن یار آنکھ سے دیکھے
سحر افشا نے نہ چاہ بابل کے

آہ عاشق کا ڈر نہ خوف خدا
ہیت بہی ہین کسقدر کڑے دل کے

اونکی زلفون کا سر مین سودا ہے
سلسلے ہین بپا سلاسل کے

داد بیداد کی ملے گی تجہو
ہم ہین بندے خدائے عادل کے

دل تمنائے وصل او دار و
کیسے جیتے ہین جو صید دل کے

مہوشون کی نگاہ ہین صعب دراب
ذرہ بنتے ہین خاک ہین دل کے

ہوا در س گلی کی دہائی ہے سر کو
آیا جو وہان اوسکی آئی ہو ئی ہو

بھلا کس سے اب پارسائی ہوئی ہے
گھٹا خوب گھنگور چھائی ہوئی ہے

ہماری طبیعت تو آئی ہوئی ہے
اونھین تمکنت کی سمائی ہوئی ہے

ہمین کیون اوڑائینگے وہ دوست بنکر
خبر دشمنون کی اوڑائی ہوئی ہے

بتون کی محبت مین اللہ اللہ
عذاب آج کل پارسائی ہوئی ہے

بہت خاک اوڑائی ہے کوچہ کی اونکی
بڑی مشکلون سے صفائی ہوئی ہے

بتو بھولی بھولی انیلی اکیلی
خدا کی یہ صورت بنائی ہوئی ہے

پہونچ جائینگے ہم بھی وان رفتہ رفتہ
جو نالون کی اپنے رسائی ہوئی ہے

ترے در کا پتھر تو ہے بھاری پتھر
یہہ قسمت یہان آزمائی ہوئی ہے
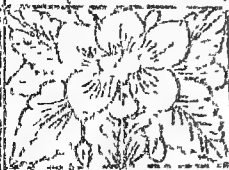
نکلتے ہی کعبہ سے جو بن نکالا
بتون کی طرف اک خدائی ہوئی ہے

شہید اونکے دست حنائی کے ہم ہین
یہ رنگت ہماری جمائی ہوئی ہے

ہمین کیا سروکار تھا گیسوون سے
بلا یہ تمہاری لگائی ہوئی ہے

کہان کنگھی چوٹی سے فرصت ہے اونکو
بلا سبکے پیچھے لگائی ہوئی ہے

زبردستیون سے کیا زیر اونکو
بڑی رات تک ہاتھاپائی ہوئی ہے

سجھائین بھی آپ آکے دل کی لگی کو
یہ آگ آپ ہی کی لگائی ہوئی ہے

نہین یاد آتے وہ ذکر دہن مین
مرے منھ مین جو بات آئی ہوئی ہے

مین کہتا ہون شعرونمین حال دل اپنا
وہ کہتے ہین بات اک بنائی ہوئی ہے

یہ ہین چشم بد دور جادو کی آنکھین
یہی موہنی تو جگائی ہوئی ہے

زمین کو کیا اسکنے پانی پہ قائم
یہ بنیاد کس کی جمائی ہوئی ہے

قسم لے مرے سر کی تو اس سے قاتل
تری تیغ خون مین نہائی ہوئی ہے

جگہہ مہر کی دل مین ہونے نہ پائی
ترے دل مین یہ کیا سمائی ہوئی ہے

گذرا اپنا پس مردن ہی سہی
کوچہ یار مین مدفن ہی سہی

خنجر جو رنگ نہین ہی تو نہ ہو
تیغ کھینچو مری گردن ہی سہی

قبر بلبل پہ چلون رونے کو
آج گلزار مین شیون ہی سہی

بت تو واللہ نہو لینگے کبھی
شور ناقوس برہمن ہی سہی

جوش وحشت ہی دلا سجد کو چل
سیر کرنے کے لئے بن ہی سہی

شمع تو یار جلتا ہی نہین
داغ دل قبر مین روشن ہی سہی

حال کچھ مرے گریبان مین نہین
اے جنون دشت کا دامن ہی سہی

کوئی ہمچشم تو ہو زندان مین
حیرتی دیدہ روزن ہی سہی

مستی مالیدہ دہن مین ہی کلام
بوسہ غنچہ سوسن ہی سہی

ناصحا اوسکی برائی تو نہ کر
نہ سہی دوست وہ دشمن ہی سہی

گلرخون سے تو ہوئی قطع امید
مہر نظارہ گلشن ہی سہی
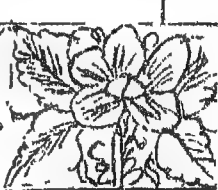
قطع ہوکر کاکل شبگیر آدہی رہ گئی
انتہا ے سودا یوں زنجیر آدہی رہ گئی

ساری بوتل اب کہان آدہی مین کرتے ہین گزر
منصفی سے محتسب تعزیر آدہی رہ گئی

شام کا وعدہ کیا آئے وہ آدہی رات کو
جذبہ دل کی مرے تاثیر آدہی رہ گئی

ڈہل گیا عہد جوانی ہوگیا آخر شباب
زندگی اپنی ہی پہنچ پیر آدہی رہ گئی

اک کشش عشق کمان ابرو کی ہی تیری تڑپ
بعد مین جو راہ تھی دو تیر آدہی رہ گئی

جبہ سائی کرتے کرتے گھسگئی لوح جبین | مری قسمت کی جو تھی تحریر آدھی رہگئی
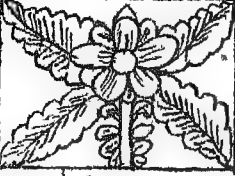
ساری عزت نوکری سے اس زمانہ مین ہے مہر
جب ہوئے بیکار بس توقیر آدھی رہ گئی
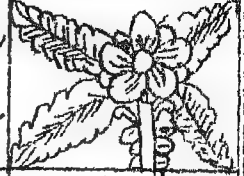
اے فلک مہر کا یاور ہے علیؑ | تو جو موذی ہے تو حیدر ہے علیؑ
وارث ارث پیمبر ہے علیؑ | وصی و داماد و برادر ہے علیؑ
مشرب پیر مغان کیون چھوڑون | زاہد و ساقی کوثر ہے علیؑ
کس طرح نام ید اللہ نہ ہو | زور بازوئے پیمبر ہے علیؑ
بے پیر و خضر رہے اسکندر | میرا ہادی مرا رہبر ہے علیؑ
جسکے بل راہ خدا طے کی ہے | واہ کیا عاشق داور ہے علیؑ
ہے شجاعت کو شجاعت جس سے | وہ بہادر وہ دلاور ہے علیؑ
خوان نعمت پہ ہے مہمان عالم | قاسم رزق مقدر ہے علیؑ
شکل میزان عدالت دیکھو | صاحب تیغ دو پیکر ہے علیؑ
ہے جو کرار لقب نام خدا | بعد اللہ مکرر ہے علیؑ
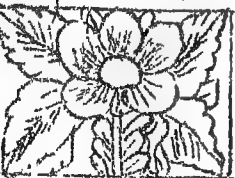
دن پھرینگے میری رجعت کا سبب
مہر واللہ مقرر ہے علیؑ

سنو وادوان مقتل شہدا مین ہزار سے | اک رنگ ہے چمن کا خزان تک بہار سے
ہم ہاتھ گرم کرتے ہین پستان یار سے | پتہ پھول چھوٹتا ہے ہمارا انار سے
گرد ملال پونچھئے رخسار یار سے | آئینہ صاف کیجئے دل کے غبار سے
گویا شگوفے کھلتے ہین دل کے بخار سے | جھڑتے ہین پھول اُن کے سنگ مزار سے

چہڑا اگر وہ کہولدین اپنا تو صاف مہر
کافور بو ہو نافہ مشک تتار سے

شرمائنگی حورین بہی یہ حسن بشری ہی
دیوانی ہین جو کہتی ہین وہ شوخ پری ہی

اونکی رخ روشن کی کہان جلوہ گری ہی
دیکہا ہوا ہی چاند کا چہرہ نظری ہی

مجنون جو ہوا بید تو آزاد بنا سرو
بے برگی ہے برگ اور ثمر بے ثمری ہی

ہستی ہی یہان نیستی ہستی موہوم
نخل سرتابوت کا پہل بے ثمری ہی

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہی

کیون نہوا سے خور بکرہ دہوپ سونیکا ورق
نور جسے ہین برابر دہوپ سونیکا ورق

چاند سورج دیکہکر چہپکے کا تیری ہوگی
چاند بی چاندی کا پتر دہوپ سونیکا ورق

نوش فرمائو جو معجون طلاوہ نازنین
لائے سورج لعل احمر دہوپ سونیکا ورق
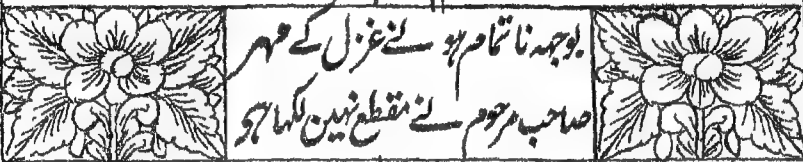
صحن دولتخانہ جانان پہ کیسا روپ ہی
پالنسے وان تک ہی برابر دہوپ سونیکا ورق

کچہے سونے کی تیری رنگت ہی اے سیمین بدن
یان سبہے کیا خاک پتر دہوپ سونیکا ورق

ہم گلوری پہ لپیٹین تیرے اے خورشید رو
ہو اگر ہمکو میسر دہوپ سونیکا ورق

آئینہ پر اوسکے قلعی مین تکلف چاہیے
کاش ہو تم اے سکندر دہوپ سونیکا ورق

خاک کے ذرے سے بدتر سمجہون قانع ہون تمین
ہو جو خورشید فلک زر دہوپ سونیکا ورق

تو وہ نازک ہی کہ تیرے واسطے اے نازنین
لائے بنوا نیکو زیور دہوپ سونیکا ورق

دولت دنیا سے ہوگا خاک حاصل منعمو
ہو جو ہو بہی روز محشر دہوپ سونیکا ورق

اون کا سایہ دیکہکر ہوتے ہین پامال ہم
ہے پے قلاش بے زر دہوپ سونیکا ورق

ہو فروغ اونکو طلاسے رنگ سے ممکن نہین
بن بہی لو بہتر سے بہتر دہوپ سونیکا ورق

آسے ہوشش فائدہ تحصیل لاحاصل کیا
کیا بنانا کیمیا گر دہوپ سونیکا ورق

شاہد معنے کو زیبا مہر وہ زیور نہین
دے ملمع کرکے جسپر دہوپ سونیکا ورق

کیا پامال ہمکو چال یہ کسنے سکہائی ہے
قیامت ہو وہ جاتا ہو طبیعت جسپہ آئی ہے

بجاے فاتحہ اوسنے سنائین ہمکو صلواتین
چڑہانے کی عوض بس قبر پر تیوری چڑہائی ہے

عزیزو نکی جو تو سنتا ہے تو ہم تجہسے کہتے ہین
بہت ہمکو ستاتے ہین خداوندا دہائی ہے

عجب کیا سنگ مقصود اوسکا سنگ آستانہ ہو
وہین سر پٹکے پہوڑین یہ بہی قسمت لڑائی ہے

دہان زخم دل پر اپنے مجہکو بہی ہنسی آئی
چڑا کر منہ تری تلوار کا کیا منہ کی کہائی ہے

فضاے گلشن جنت کا دہوکا کیون نہو مجہکو
صبا کہتے گئے ہو باغ مین اک حور آئی ہے

ہوا جوش جنون مجہکو یقین ہے وہ پری آئی
کسی نے خانہ زنجیر کی کنڈی ہلائی ہے

شفق پہولی نہین ہے یہ جو منہ پر کچھ سیہ روکے
جمایا اوسنے لاکہا مینے بوسہ کی جہائی ہے

جو مصرع ہے وہ ہے اوس ماہوش کا قامت موزون
غزل یہ کہکے تونے مہر جہنڈی پر چڑہائی ہے

اشعار متفرق اور جستہ جستہ دو دیوان تلف شدہ کی جو کچہ یاد آئی یا پرچون مین ملگئی

دل سا ہمدم بہی یہی کہتا ہے مجہسے بار بار
ہے اوٹہیگی نہ یہ ایذا خدا حافظ ترا

فصل گل آئی ہین رخصت دی اے مرغ چمن
عزم ہے اپنا ۔ وی صحرا خدا حافظ ترا

شیخ تو کعبہ کا عازم ہے سمجہے ہے قصد دیر
میرا تیرا ساتھ ہے بیجا خدا حافظ ترا

کیا ہی بے پروا ہی وہ بت دفن کرکے مہر کو
چل دیا یہ کہکے جا مرزا خدا حافظ تیرا

مطلع

پیاسا ہون مین کوئی تو بہ کہکر ثواب لے
اور نہ بادہ خوار ادہر آ شراب لے
ذرہ کی طرح مہر مکدر ہی اندنون
اس خاکسار کی خبر اے بو تراب لے

ولہ

فلک پر دماغ آج پہنچا ہمارا
کہ ہمدم ہی مہر اک مسیحا ہمارا
تو ہم بھی آخر خدا کے ہین بندے
یہ سیدہا ہی کعبہ کا رستا ہمارا
سنا ہے کہ ستار ہے نام اوسکا
خدا کیون نہ رکھے گا پردا ہمارا

ولہ

کبھی خالی کبھی نہ ساغر نہ پایا
ساقیا خوب چھکی بجھ پایا
ہو شب وصل سجا جلد پلنگ
بولین چولین کرے چرچر پایا

ولہ

سڑک پر ہو گیا تیرے چرٹ کا جب نشان پیدا
تو ہم سمجھے زمین پر بھی ہوئی ہی کہکشان پیدا
مجھے جلسہ مین خوش چشمون کی سب ہنس ہنس کے کہتے ہین
ہوئی ہی نرگستا نہین یہ شاخ زعفران پیدا

ولہ

طوفان ہی جوش مردم چشم پر آب کا
بجتا ہے جل ترنگ مین پیالہ حباب کا
چمکا ہوا ہے داغ حسینون کا دہر ہی
جلوہ اس آفتاب مین ہے ماہتاب کا
غش ہو گئی ہے دیکھ کے جوش بہار کو
بلبل کے منہہ پہ دیجیے چھینٹا گلاب کا

پڑتی ہی چھوٹ رخ کی تو گرتی ہین بجلیان | عالم غضب ہی یار کے حسن شباب کا

ولہ

دہار مین جمنا کے عالم ہی چھری کی دہار کا | گہاٹ متہرا کا نہین ہی گہاٹ ہی تلوار کا
تیلے پیلے ہو گیے بوسے کا کرتے ہی سوال | جلوہ دکہلاتے ہین بت شبکشن کے اوتار کا
گل رخون کے غسل سے ہر موج ہی موج نسیم | سطح دریا ہے چمن تختہ ہوا گلزار کا
جسم عریان کا فرون کا ہے جنیو دار تیغ | پارہ کا ڈوڑا ہی ڈوڑا رشتہ زنار کا
چوبون کے دہیان مین روتا ہون نہین آٹہون پہر | آنسون کا تار اب تو تار ہے زنار کا

ولہ

پہ پریویان مہ سیما سے متہرا | چہٹی اے مہر ہیے ہاے متہرا
بتون سے کہو میری یاد اللہ | اگر باد صبا تو جاے متہرا
تصور کیجیے گر جذب دل سے | ہمارے پاس دوڑی آسی متہرا

ولہ

تو مجہکو چہوڑ گیا اس طرح یہان تنہا | کہ جیسے گور مین مردہ ہو مرے جان تنہا
مجہے عجب ہی یہ غیرت سے تری ای مجنون | لیے پہرا کیا لیلی کو سار بان تنہا

مطلع

ایڑی تک آ گیے بال جو سر ہی کہلا ہوا | صیاد بہی ہی دام بلا مین پہنسا ہوا

ولہ

بچھوان حقے پیدا ہونگے گل برنگ گل بنا | طایر تصویر جنبر صورت بلبل بنا

ولہ

مر کے اپنا داغ تازہ ہو گیا — پھول کی ٹٹی جنازہ ہو گیا
جو خرام مار مین اوٹھا غبار — چہرہ گل کا وہ غازہ ہو گیا

مطلع

ساقی چلے شراب نہین یہ چلن خراب — کعبہ مین شیخ دیر مین ہو برہمن خراب

وله

اک تماشا تھا فروغ جلوہ جانانہ رات — شمع پر تھے شمع پروانہ پہ تھا پروانہ رات
ہو گیا شمع شبستان جلوہ جانانہ رات — تھا فروغ برق طور اپنا چراغ خانہ رات

وله

اوس دشمن جان کو بھی سمجھتا رہا تو دوست — ای مہر کوئی تجھسا بھی ہو گا نہ عدو دوست
جو غیر سیہ رو کو برا کہتا ہو منہ پر — حیرت ہی کہ کیونکر ہوا وہ آئینہ رو دوست
تدبیر کوئی چاک جگر کی نہین ہوتی — کرتی ہین مری چاک گریبان کو رفو دوست
کیونکر مین تجھے سمجھون کہ تو دوست ہی میرا — عادت ہی جو تیری نہین رکھتے ہین یہ خو دوست

وله

کٹتا ہی جیسے سارا زمانہ شب فرقت — ہو موت کے آنے کا بہانہ شب فرقت
تم ڈرتے ہو دریا سے یہان اوٹھیگا طوفان — دیکھو ہمین صاحب نہ رولانا شب فرقت

مطلع

ایجان ہمکو دل کی نہین دل لگی پسند — رونا پڑا ہی جو تمہاری ہنسی پسند

وله

ظالم مجھ بے گناہ سے ڈر — دکھتی ہوئی دل کی آہ سے ڈر

آنکھین ہین غضب تو قہر مژگان — ان ترکون سے اس سپاہ سے ڈر
ایدل ہے وہ شاہ حسن ظالم — اسطرح کی بادشاہ سے ڈر
اے بت مین خدا سے تجھکو لونگا — مجھسے تو داد خواہ سے ڈر
جسکے نہ سپر بھی آڑی آئے — ایسی ترچھی نگاہ سے ڈر

ولہ

ہنسی خوشی کو ترقی رہے زوال نکر — خفا ہو یار یہ اے رب ذو الجلال نکر
دلا فراق بھی ہوتا ہے یون ملال نکر — سنبھال آپکو اتنا بھی خستہ حال نکر
ملول کیون ہے ہمارے لئے ملال نکر — تری بلا سے موئے ہم تو کچھ خیال نکر
خرام ناز سے عالم کو پایمال نکر — ستم نکر یہ قیامت نکر یہ چال نکر

ولہ

ہوگئے دوشالے سے پیدا ادہر ادہر کے پر — پرے یہ پلو کے پلو ہین ادہر پرے کے پر
کرن جو ٹانکدی تمنے تو اوڑچلی انگیا — دکھا دئیے ہمین چڑیا نے آج زر کے پر
جو آدمی ہو اوسے رنگ گندمی ہے پسند — پسر کو چاہئے قبضہ پدر کے تر کے پر

ولہ

قلم کیا اسطلے اے مہر اوس فرنگن نے — تراش ڈالے مرے مرغ نامہ بر کے پر

رنگین ہے کسکی پیک سے انگرکھا آج مہر — دن دولہ مہرا ومرے رنگین مزاج مہر
یہ مہوشون کے گرد ہے ہالہ بنا ہوا — ہمکو اب اپنے دل کی نہین احتیاج مہر
مجھ جان بلب کو چوستنے دو پیاری پیاری ہونٹھ — کس سے کرے سوائے مسیحا علاج مہر
صاحب مین بوسہ لب جان بخش کیون نہ لون — کس سے کرے سوائے مسیحا علاج مہر
پاپوش پر ہین لوم نہ کہین اگر وقار — روشن ہے آسمان کے بھی سر کا تاج مہر

ولہ

کیون بتون زاہد بتان حور پیکر چہوڑ کر — جاؤن کیون سر پہوڑنے مسجد مین مندر چہوڑ کر
کیا دہن مین گفتگو ہی کیا کمر کی جستجو — شعر ہم کہتے ہین یہ مضمون برابر چہوڑ کر

مطلع

چہکا ہوا ہی نور کا عالم ہی یار پر — نام خدا ہو اندنون جوبن بہار پر

ولہ

کہلگیا اونکے مسیحائی کا عالم شب وصل — میرا دم بند ہو دیتے ہین مجہے دم شب وصل
جیب کے پرزے اوڑے پہٹگئی محرم شب وصل — میرے اونکے رہا کچہ اور ہی عالم شب وصل
جی مین ہی کہئے موذن سے یہ ہمدم شب وصل — یون نہ چیخا کرو اے قبلہ عالم شب وصل
وہ نہ سوئے ہون جدا یا نہ لڑے ہون ہمسے — اسطرح کی ہوئی صحبت تو بہت کم شب وصل
صبح ہوتے ہی مجہے اشکون سے منہہ دہونا ہی — مجہسے آنکہین نہ چرا دیدۂ پرنم شب وصل

ولہ

کس درجہ سوز ہجر کے خوگر ہوئے ہین ہم — منصب چنار گڑہ کے مقرر ہوئے ہین ہم

ولہ

ہمسے کنارہ کیون ہی تیرے مبتلا ہین ہم — اے سحر حسن آ ادہر آشنا ہین ہم
ناقوس میکدے مین بجایا تو یہ کہا — بندے گناہگار ترے اے خدا ہین ہم
پروا نہین ہی تمکو تو ہم تمپہ کیون مرین — دو بہر نہ زندگی ہو نہ گہر سے سوا ہین ہم
ہمسے کسی کے غمزۂ بیجا اوٹہائے گئے — نازک مزاج لوگ ہین ہم میرزا ہین ہم
اب کیا بنیگی اونکے طبیعت بگڑ گئے — اب خوش رہین وہ جان سے اپنی خفا ہین ہم

ولہ

لیتا ہی تو تعلیون کی ابر ہمسی کیون
لڑوا ئینگی دو دو پانی اب اس چشم نم سی کیون

سرگشتگی نہو سبب مجھے کیون شکل گردباد
مینے اوٹھایا سر ترے نقش قدم سی کیون

ہان قاتل اس گنہ پہ سزاوار قتل ہون
مین نے اوٹھایا سر ترے نقش قدم سی کیون

آزاروان نہین ہی بیان ہی ہجوم جور
تشبیہ اوس گلے کو ہی باغ ارم سی کیون

وله

ابر آگے تو شراب پئین بادہ خوار ہین
امیدوار رحمت پروردگار ہین

یان جوش پر دماغ سے اور خاکسار ہین
جسکی جگہ دلون مین ہی ہم وہ غبار ہین

وله

عرض مطلب کیجئے جان تو نکلے بار کہین
ہمکو جو کہتی تہین باتین وہ نہین ووہا کہین

کافر عشق ہون مشتاق شہادت بہی ہون
کاش ملجاے تری تیغ کا زنار کہین

تیری فرقت مین تڑپتا ہی خبر لے صیاد
توڑ ڈالے نہ قفس مرغ گرفتار کہین

ہمہ تن رنج ہون ایجان سراپا اندوہ
جا ہی غم مجھکو نہ کہا لین میری غمخوار کہین

مطلع

یہ بیت خدا کی پناہ وہ ہین جو انکی سفاکیان بہی جہیلین
تو اپنے سر کی قسم یہ تہی نہ منہ سی بولین نہ سر کہیلین

مطلع و مقطع

خاکسارون مین کدورت سے ہمیشہ پاک ہین
جو رہی صفت تیمم ہم وہ مشت خاک ہین

پہر گو گردش فلک سے ہی پریشان کی بقول
کسقدر آرام سے آسودگان خاک ہین

تضمین مصرع شیخ صاحب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

فصل گل آگئی اب تک میری تدبیر نہین
طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

کچھ مین پابند نہین کوئی گلوگیر نہین — طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

مطلع

سلسلہ عشق کے سودے کا ہی تعذیر نہین — کچھ تردد کا محل خانۂ زنجیر نہین

صدقے آواز کے قربان ترے گانے کے — لکھ سکون جسکی صفت مین یہ وہ تحریر نہین

خاک مین ملگئے دلوا لے تو حاصل ہی ذلت — قابل نشو ونما دانۂ زنجیر نہین

ولہ

یہ تو کہہ سکتا نہین وہ مرے گھر آتے نہین — چلتے پھرتے راہ مین بھی تو نظر آتے نہین

اونسے کہیو گر ادھر جانا ہو تیرا اے صبا — کیا ہوئی تقصیر مجھسے کیون ادھر آتے نہین

ولہ

زندگی اس شکل سے ایجا لغالم کیا کرین — تمتو فرماتے ہو مرجائے کوئی ہم کیا کرین

چشم ابروی صنم کا چاہیے ہمکو خیال — طاق کسرا کیا کرین ہم ساغر جم کیا کرین

ولہ

بھولے سے بھی جو نامہ کبھی ہم رقم کرین — تو یاد رکھنا ہاتھ ہم اپنے قلم کرین

ایمان تو نہ ترک خدا کی قسم کرین — کافر ہون ہم جواب کبھی ذکر صنم کرین

مستون کو کب کسی کی ہوئی سرکشی پسند — ہم وہ ہین جو صراحی کی گردن کو خم کرین

پیدا ہزارون ہوتے ہین مرتے ہین سیکڑون — کس کس کی ہم خوشی کرین کس کس کا غم کرین

اے مہر ضبط درد محبت ضرور ہے — رستم سے جو نہ ہو سکے وہ کام ہم کرین

ولہ

وہ ہمسے صاف ہون یہ ہمین اب یقین نہین — فہرست ہی ملال کی چین جبین نہین

ہمکو مسیح سے بھی امید شفا نہین — افسوس ناصحا ترے دل مین مزہ نہین

صدمے بہت اوٹھاے بہت مضطرب رہے — اس تھوڑی زندگی مین بھی کیا کچھ کیا نہین

چپ ہو رہونگا حشر مین اتنا ہی کہکے مین
مجھکو بتون کا تجھسے گلہ یا خدا نہین

ولہ

صحرا مین کف پا ہی سر خار ہی اور مین
گھر مین سر شوریدہ ہی دیوار ہی اور مین

ولہ

اپنی اس آن پہ ہم بھی بجذا مرتے ہین
مرتے دم تک بھی نہ اوس بت سے کہا مرتے ہین

ہمسے اب حضرت دل سے نہین بنتی کچھ بھی
ہم جدا مرتے ہین اوسپر یہ جدا مرتے ہین

ٹھہرا اوس ماہ سے فرقت ہی بقول رشکی
دیکھیے ہجر مین ہم جیتے ہین یا مرتے ہین

ولہ

یان لب سے آشنا کبھی آہ و فغان نہین
ظاہر کسی پہ ہو یہ وہ راز نہان نہین

آسیہ کر ہمارے دل داغ داغ کی
بلبل یہ باغ وہ ہی کہ جسکو خزان نہین

اخفاے راز عشق مین مد نظر رہا
دل پھنک رہا ہی دیر سے لیکن دھوان نہین

وان گفتگو جواب مین ہے یان سوال مین
اونکی دہان نہین تو ہمارے زبان نہین

ولہ

عشق ابرو کوئی اب ہاتھ سے ہم دیتے ہین
جو سپاہی ہین وہ اس تیغ پہ دم دیتے ہین

اونکے دانتون کے تصور مین ہین آنسو جاری
کیا گہر مجھکو مرے دیدہ نم دیتے ہین

نہ کافر اور نہ ایمان دار کام کے ہین
محمدی جو بنارس مین ہین وہ نام کے ہین

دکھا دو چہرہ تابان سنگھا دو زلف کی بو
تمہارے عشق کے بیمار صبح و شام کے ہین

نہ پوچھی اہل وطن نے تو بات بھی رشکی
ہمین کلام تہا مشتاق سب کلام کے ہین

ولہ

عشق ہی پر مزاج مین عجز و نیاز کچھ نہین
ہمکو پسند یار کا غمزہ و ناز کچھ نہین

ذکر دہن مین اوسنے جب ہمسے کہا کہ کیا کہا
بس یہے کہتے بن پڑا بندہ نواز کچھ نہین

ولہ

کہولون گا دلا سینہ پہر داغ چمن مین
دکہلاؤن گا بلبل کو مین یہ باغ چمن مین
بجز خال نہین کوی بہی محو رخ رنگین
بلبل کی جگہ باغ مین ہے زاغ چمن مین

مطلع

مجنون کی ابہی جسم مین تہا دم نہین مجہ مین
تم قصد نہ لینا کہ وہ عالم نہین مجہ مین

ولہ

خاتمہ بالخیر ہوا پنا بہی کوی یار مین
شکل یوسف موت آمی سیب کے بازار مین
مین وہ کافر ہون کہ ہے ہر جزو تن کو میل کفر
ملگیا گردن کا ڈورا رشتۂ زنار مین
دانت وہ ملنے لگے منہ سے نکل آیا لہو
موتیا کا عطر ڈہلکا قیمتی عطار مین
بازو کا ڈورا جسے سمجہے ہوئے ہین خاص و عام
وہ مری گردن کا ڈورا ہے تیری تلوار مین

ولہ

رخسار پیچ مین ترے زلف دوتا کے ہین
گورے بہی جانتے ہین یہ کالے بلا کے ہین

ولہ

آپکے دل مین لوٹا ہے تو احد اکیا ہین
یا علی شیر خدا یہ سگ دنیا کیا ہین

ولہ

بندے خدا کے ظلم سب اونکے سہا کرین
منہ ہوا گر بتون کا تو شکر خدا کرین
اپنے لئے ہے کوچۂ جانان بہشت مہر
جلتی ہین جو بہتی ہمسے جلا کرین

ولہ

ہونگے دوچہ یہ جو نگین سگ دنیا کیا ہین
انکی بدگوی کا کیا خوف ہے بدا کیا ہین

رجعت الشمس کا کشمس ہی قصد اے مہر — بندۂ شیر خدا ہون سگ دنیا کیا ہین

ولہ

وصل کی رات ہی جھگڑون کا خلل جا کے کہین — دل کو دھڑکا ہی ابھی تو پ نہ چل جا کے کہین

ساقیا ترک کی ہمنے تیرا ابھی سیتے ہین — گرم رہنے کو کبھی جاڑے مین پی لیتے ہین

ناصحو نکی بھی نہین دل شکنی ہی منظور — پھاڑتے ہین جو گریبان تو سے لیتے ہین

درد سر مول لیا دیکے زرا ے بادہ فروش — قاضی شہر ہین جو مفت کی پے لیتے ہین

ولہ

اے مہر گلرخون کو محبت کی خو نہین — وہ پھول سونگھتا ہون ذرا جنمین بو نہین

معشوق ہو شراب ہو خلوت ہو عیش ہو — دنیا مین مجھکو اور کوئی آرزو نہین

ولہ

غیر کا نام سنکے بد ظن ہو — مہر تم بھی بڑے جلے تن ہو

کچھ تو بولو بتو خدا کے لئے — تم مرے دوست ہو کہ دشمن ہو

خوش ہین کھیلے جو اپنی جان پہ ہم — وہ ہون دنیا ہو یہ لڑکپن ہو

ہر سحر ہے بلند دست دعا — میرا بازو ہو اونکی گردن ہو

ولہ

روح روان بھی باد بہاری کے ساتھ ہو — میرا جنازہ تیری سواری کے ساتھ ہو

اسمین بھی ایک لطف ہی ہم روئین تم ہنسو — ہان قہقہا بھی نالہ و زاری کے ساتھ ہو

مژگان کی بھی خلش رہے ابرو کی بھی کجی — تلوار کا بھی وار کٹاری کے ساتھ ہو

ولہ

کیا بلا مشک ہی پائیگی نہ اس خوشبو کو — بارہا مہر نے سونگھا ہے تیرے گیسو کو

الٰہی یہ مقبول اپنی دعا ہو
شب وصل کا بھی کبھی رتجگا ہو

چڑھاؤن مین چادر مسہری پہ اپنی
شب ماہ مین یار عریان پڑا ہو

بتون مین ہو اے مہر نیدی خدا کی
بڑے متقی ہو بڑے پارسا ہو

ولہ

کس مُنہ سے خداوندا تیرا شکر ادا ہو
جب دانت نہ ہون بند و نکلے تب دودہ عطا ہو

بو زلف معنبر کی اوڑا ے تو وہ بولے
اے باد صبا خیر ہی چل دور ہوا ہو

ولہ

دوست سے رکہتا تھا اپنے دشمنی کی آرزو
کسقدر تہی کوہ کن کو جانکنی کی آرزو

اسقدر خواہش ہی تیری مجھکو اے سیمین بدن
جسقدر مفلس کو ہوتی ہی غنی کی آرزو

ولہ

دماغ اپنا پریشان کیون ہو کیون بیہودہ بکبک ہو
اونہین کے حسن کا مذکور اے ناصح ہو جبتک ہو

ولہ

مین رند روزہ دار ہون ہو خیر شر کے ساتھ
ساقی مجھے صبوح بھی دینا سحر کے ساتھ

ولہ

گہر تک تو جنون خیز ہی ہامون سے زیادہ
کیونکر نہین وحشت مجھے مجنون سے زیادہ

جاتے ہو عبث بہر تفنن سوے دریا
صاحب مری آنکھین تو ہین جیحون سے زیادہ

چاہون مین کسی مہر کہ معشوق تو کوئی
بہتر ہی نہین شاہد مضمون سے زیادہ

مطلع

سوالون سے جوابو نسے غرض کیا مدعا کیا ہے
جو ہم عاصی تو وہ غفار ہی پہر پوچھتا کیا ہی

اک شب بھی وہ نہ چاند سی تصویر دیکھ لی　　اے آہ بے اثر تری تاثیر دیکھ لی

مطلع بطرح ایڈمنسٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بدیہہ گفتم

نوشیروان کے نام و نشان سب مٹا دئے　　منصف وہ خود تھا آپ نے منصف بنا دئے

ولہ

سر مین سودای سر گیسوی عنبر بو ہی　　نالہ سودائیون کا اب عمل گیسو ہے

ولہ

بہار تازہ ہی مضمون رنگین ہاتھ آیا ہی　　یہ وہ دزد حنا ہی جسنے گلدستہ چورایا ہی

ولہ

کعبہ مقصود سمجھا جھک گیا سجدے کو مین　　جس جگہ نقش سم دلدل نظر آیا مجھے
کیا دل پر داغ اپنا یاد آیا ہائے ہائے　　جب چراغ گور مجنون گل نظر آیا مجھے
گلے ملنے کو جی چاہا جو مہر اوس ماہتاب کے　　تو دیکھا استخارہ ہمنے کنٹھے پر گریبان کے

ولہ

ہم نہ اب بتکدہ کو جائینگے　　کیا بت اللہ سے ملائینگے

ولہ

بستیان بس کے اجڑ جاتی ہین کیسی کیسی　　صورتین بنکے بگڑ جاتی ہین کیسی کیسی
عشق سے حضرت دل اب بھی کرو تم توبہ　　آفتین آپ پہ پڑ جاتی ہین کیسی کیسی
نظر بد سے خدا رکھے بتون کو محفوظ　　نگہین انسے بھی لڑ جاتی ہین کیسی کیسی

ولہ

پارسائی مین وہ بت نام خدا نامی ہی　　مردم چشم وہان خواجہ بادامی ہے

بلبلین نغمہ سرا خندہ گل فصل بہار
جشن ہے بادہ پرستی ہی می آشامی ہے

کچھ نہ اس عالم فانی کا رہیگا باقی
قبر پختہ کا بنانا بھی بڑی خامی ہے

عاشق جلوہ رخ چشم سیہ مست کا مست
مہر تو سیج تو بتا مہر ہے یا جامی ہے

ولہ

ہم پاؤنپہ مہدی کی طرح سر نہین رکھتے
وہ بخت وہ قسمت وہ مقدر نہین رکھتے

شاہین نظر سے تو کڑا طایر دل خوب
کیون دونون کو اب آپ برابر نہین رکھتے

ڈھیلون سے بھرے دیتے ہین بیفایدہ تربت
کیون قبر مین دیوانون کے پتھر نہین رکھتے

ہونٹھون کو تری جان کہین لعل کہ یاقوت
یہ رنگ لطافت تو وہ پتھر نہین رکھتے

ولہ

اس دور مین ساغر بھی فقیرونکی ہین چھلی
دریوزہ گری کے لئے اب جام کو جم لے

آنکھون کی مروت ہی کہ وہ کچھ نہین کہتے
تو اونسے تعلی کی نہ آہوی حرم لے

موقوف نکر جام کا دینا ابھی ساقی
آلنے دی سرور آنکھونمین کچھ نشہ تو جم لے

ولہ

جنت اپنے پاس ہی کیا دور ہی
روح جب اسے مہر پلٹی حور ہی

تجھسے کیا نسبت ہی اے شیرین دہن
مین ہون عاشق کوہ کن مزدور ہی

اک نئی تشبیہ دون ایجان جان
مانگ تیری برق کوہ طور ہی

ولہ

رہتا اپنا غبار سم توسن ہو جائے
گر ز صاحب دلدل سر مدفن ہو جائے

تجھسے ہین مجمع احباب ہی
مطلع موسم گل ہی چمن شاداب ہی

کوچہ یار مین خوش خوش گئے مغموم پھرے
در دولت سے ہمیشہ ہمین محروم پھرے
داد ظلمون کی تری دی نہ کسینے ظالم
حشر مین ٹھوکرین کہاتے ہوئے مظلوم پھرے

ولہ

جفا و جور ہی سہتے ہمین دلا گزرے
کسینے ہمسے نہ پوچھا کہ تم پہ کیا گزرے
گلی مین آپکے آتے ہی بن گئے آندہی
غبار ہو کر اوڑاتے ہوئے صبا گزرے
نماز کی ہمین فرصت نیاز سے نہ ملے
بتو نکے ناز اوٹھاتے ہی یا خدا گزرے

ولہ

دہیا لگائے دل مین وہ کافر نگاہ ہی
کاجل کی کوٹھری تری چشم سیاہ ہی
کچھ اور عرض مین نہین کرتا حضور مین
اتنا رہے خیال کو ہی بیگناہ ہی
کہتے یہ چاہی در دولت پہ یار کے
اس در پہ جو کھڑا ہی وہی بادشاہ ہی

مطلع

اکسیر ہی ذرہ ہی اگر خاک شفا ہی
اللہ کی درگاہ سے امید شفا ہی

ولہ

دور سے بھی یان تو مشعل کی نہ چمکی روشنی
ہی سیہ خانہ مین مہر اپنے ہی دم کی روشنی

ولہ

وہ جھوم جھوم کے پھر ابر نو بہار آئی
وہ لڑکھڑاتی ہوی رند بادہ خوار آئی

ولہ

رشک یوسف ہو رہی ساتھ خریدار کوی
تم مسیحا ہو لگا رہے بیمار کوئی
جنس دل کا نہین ملتا ہے خریدار کوی
جہان لگجائے یہ ایسی نہین سرکار کوئی

ولہ

دیکھنا غیر کا کس طرح گوارا ہووے | آئینہ بھی جو تجھے دیکھے تو اندھا ہووے

ولہ

اب تلاش اونکو ہوئی ہی آرسی آئینہ کی | صاف ظاہر ہی سکندر طالعی آئینہ کے
دیدنی ہی مہر صورت حیرتے آئینہ کی | اوستے منھ دکھلا کے قلعی کھولدی آئینہ کے

ولہ

ابھی تک تو دوہی عالم دوہی دم خم دوہی کرکی | ہماری صبح پیری بھی مگر صبح بنارس ہی
پیالا پلے کے جام جم کی کیفیت کھلی مجھپر | مرے پیر مغان کی بھی عجب ذات مقدس ہی

ولہ

ابرووں کا بل مٹایا اوسنے تاثیر کی | دو کمانون سے رہی ہی چھیڑ اپنی تیر کی

شریری شوخ وطنازی فسون چشم بلا آئی | جفا پرور وفا دشمن عدوی جان روایائی
بت ناحق کشی نامہربانی آفت جانی | مرا یار بیست سنگین دل ستمگر سست پیمانی

قیامت قامتے زنار داری نامسلمانی

غزالی شوخ چشمی دل فریبی کعبہ ابروی | لطیفی میرزای نازک اندامی جفاجوی
حسینی گل عذاری نیک منظر شوخ بدخوی | مہ رنگین ادائے سرو قدی یاسمن بوی

چو لالہ آتشین روے چو سنبل موپریشانی

اینسی ہمدمی ہمصحبتی محبوب ہمرازی | سخن دانی سخن فہمی سخن سنجی سخن سازی
کلیمی عیسوی لطفی کلام اللہ اعجازی | فصیحی نکتہ پردازی سراپا ہمہ نازی

چو گل بند قبا بازی چو شبنم پاکدامانی

فلک رفعت قمر طلعت عجب جان جہان شوخی / مسیحا دم مہ مریم شیم معجز بیان شوخی
بت دیر آشنای میکشی آتش زبان شوخی / جفا جو زود رنجی بیوفا نامہربان شوخی

بحسن خویش مغروری بلطف خود پشیمانی

غیوری خود پسندی خود نمای سادہ پرکاری / ستمگاری جفا کاری جگر کاوی دل آزادی
سیہ چشمی سیہ مست رحیق تند و گلناری / ملیحی سبزہ رنگ شوخ و شنگی چیت و طراری

بگوہر آب حیوانی بجوہر تیغ عریانی

لوندی بادہ خواری رند عالم سوز عیاری / خراب و ہوشیاری رند عالم سوز عیاری
بعالم آری آری رند عالم سوز عیاری / حریف پختہ کاری رند عالم سوز عیاری

بوقت جنگ دانائی بوقت صلح نادانی

محالست این کسی برمہر باشد فایق ای فطرت / کنون زیر نگینم مغرب است و مشرق ای
بحمد اللہ بحمد اللہ چنینم عاشق ای / بتی دارم پریروی انیس و مشفق ای

بغمزہ آفت جانی بعشوہ ظلم سامانی

رٹا رہے ہین یہی سرمست رحیق عنبی / جپ رہا ہے یہی مندر مین برہمن ساغبی
یہی زاہد کا ہے ورد سحری ذکر شبی / مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

حسن کرتا ہے مہ مصر سے بیعت طلبی / لب سے دل خون ہین یہی رخ سے ہین حیران حلبی
تجھسے کہتا تھا یہ معراج مین ہر ایک نبی / مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

واہ واصل علی لوز کا دیکھا عالم
کیا تعجب ہی جو خود حسن کہے کہا کے قسم
ماہ تابان ہی یہان کرکہ شب تاب سحر کم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

آتش سنگ کا ہی شعلہ طور ایک عالم
جسکو محبوب خدا کہتے ہین تو ہے وہ صنم
معنی روشن صورت ہین یہ دو دیر و حرم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تابع حکم نبی جان سلیمان سے سوا
تو عجب بندہ مقبول خدا ہی بخدا
تیری دروازے پہ رہتے ہین ملک ناصیہ سا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

آبیاری کا ترے خاص جو اک فیض ہی عام
بے ریاضت کے ملے سایہ طوبی مین مقام
آرزو یہ ہی کہ ہو جاے نہال اوس سے غلام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

وصف قطمیر کرین صاحب تاریخ رقم
اور یون حد ادب سے مرا بڑھ جاے قدم
سگ لیلی کے قرابت سے ہو مجنون محرم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

خضر کو بادیہ پیمای رہی دشت بدشت
آپکا روضہ رضوان ہی اک ادنی گلگشت
حضرت موسی عمران کا رہا طور پہ گشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

پھر لب تشنگی تشنہ دریاے فرات
عطش حشر سے ہم عاصیونکی ہو نجات

ابرو رکھیو ہماری بھی یہ سن لیجیو بات | ماہمہ تشنہ لبانیم و توی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

عرض ہی حضرت اقدس مین یہ با دیدہ تر | نظری ہمرے اعمال کا سارا دفتر
مردم نامہ سیہ مین سے مجھے محبوب نکر | چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

القریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

پنجگانہ اگر اللہ کی ہے فرض نماز | تو تری مدح سے واجب ہی پی مدح طراز
یہ مخمس میرا سننے کے لیے بندہ نواز | بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

زنگی و رومی و طوسی یمینی و حلبی

یاد انجیل کرین یا پڑہین توریت و زبور | اس سے کیا ہوتا ہی ہو لاکہ کتابونپہ عبور
وہ ہی اس نکتہ کو سمجھینگے جو ہین اہل شعور | ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

مھر کی کچھ نہ مسیحا نے مسیحائی کی | ہوی اکسیر فقط خاک شفا کی چٹکی
بس یہی سنکے تو کہتی ہوی آئی قدسی | سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

مخمس ہندی بر غزل حافظ

مین اپنے وقت کا حاتم ہون حاتم کیا تہا بیچارا | مرے دست کرم کو دیکھتے ہین قیصر و دارا
نہین کچھ حصر اسیر ہی کہ دون ہندوستان سارا | اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

سجا تا میکدے سے مین جو ہوتی یا نپہ کچھ بھی یافت	کسیکو ہووے ہو گی محتسب کی ایسی تیسی یافت
جو اک ساغر معین ہے وہی ملجائے کیسی یافت	بدہ ساقی مئی باقی کہ در جنت نخواہی یافت

کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلا را

کبھی سجا کی طالب ہم کہاتے تھے تو وہ مطلوب	کبھی تھی بی مغلصاحب ہے رشک یوسف یعقوب
جو پہنچے اگر یہین اب تو بی درگاہ ہوئین مرغوب	فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار و شہر آشوب

چنان بُردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

وہ شوخ اصفہانی مجھسے فرماتا ہے نامت چیست	چگونہ آدمی اینجا رخت زر داز برای کیست
لیس اب ذی موت سے نقصان ہے ذی کار آمد زیست	ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

سوائے شکر ابتک تو نہین مینے شکایت کی	اگر ٹیڑھی بھی کہی تو نے تو مین سمجھا او سیدھی
دعا دینے ہی بہتر جانتا ہوئین تری گالی	بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی

جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

سُنا کرتے تھے حسن و عشق کا احوال ہم ہیم	کہ جمعیت کی جمعیت کو دونون کرتے ہین برہم
یقین کا مرتبہ حاصل نہ تھا مجھکو مگر ہمدم	من آزان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم

کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

رہیگا حشر تک قایم زمین و آسمان حافظ	نہین ملنیکا لیکن مہر سا پھر رتبہ دان حافظ
غنیمت ہے غنیمت ہو یہ فخر شاعران حافظ	غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ

کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

مخمس غزل مرزا اسد اللہ خان غالب

بخیہ گر سے زخم دلکو میرے سلوائینگے کیا
سینہ کاوی کے جو ہین انداز چھپ جائینگے کیا

کیا علاج اسکا کرینگے ہاتھ کہلوائینگے کیا
دوست غمخواری مین تیری سعی فرمائینگے کیا

زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

گوشہ عزلت مین کرتے ہین بسر شام و پگاہ
یان جو اے واہ واہی جو نہ آئے واہ واہ

نے مجھے رغبت کسی سے ہے نہ نفرت خواہ مخواہ
حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ

کوی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

اونکو اپنی جان سے بے اعتنا پاتا ہون مین
حیلہ سازی کرتے ہین وہ اور گھبراتا ہون مین

جان سے تنگ آیا ہون جھگڑا ہی چکاتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندہے ہوئے جاتا ہون مین

عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

صاف صاف اے بندہ پرور کہئے ہمسے بیدھڑک
کچھ نہین سنیکے ہمتو ہمسے بیہودہ نہ بک

ورنہ چند ہر آنے سے تو جاتا ہے جی مین جہ شک
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک

ہم کہینگے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا

مہر ہم ہین ہمکو بے مہر دنیسے ہے نفرت اسد
ہے قیام ایسی جگہ پر موت کی صورت اسد

آپ ہی رہیے یہان اپنی تو ہے رخصت اسد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد

ہمنے یہ مانا کہ دلی مین رہے کھائینگے کیا

مخمس بر غزل میر تقی میر غفرہ رب القدیر

کیا کہون کیا ہجر مین عالم رہا
ہر گھڑی گھر مین میرے ماتم رہا

ایکدم بھی مین نہین خورم رہا
غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا

دل کے جانیکا نہایت غم رہا

دیدۂ گریان کو تو دیکھو کبھی | پانی پانی اس سے ہی برسات بھی

کیا کہون تاثیر اپنے رونیکی | مرے رونیکی حقیقت جسمین تھی

ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

نامہ بر پر رعد کی پھبتی کہی | کاغذ ابری مرا نامہ سہی

مین سندر کہتا ہون اپنی رونیکی | مرے رونے کی حقیقت جسمین تھی

ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

ہوتی ہی معشوق کی بھی دل مین چاہ | گو نہ ہو ظاہر مین لب پر آہ آہ

عشق کرتا ہی اثر ہے خواہنخواہ | سنتے ہین لیلی کے خیمہ کو سیاہ

اوس مین مجنون کا مگر ماتم رہا

صدمۂ فرقت سے مر مر کے جیا | مین نے غم کھایا تو خون دل پیا

پر یہ طرفہ شعبدہ اوسنے کیا | مجھکو روتے دیکھکر وہ ہنس دیا

برق چمکی ابر باران تھم رہا

ہمسر کتنا کرم ہے کیسا شیر | میرے کہتا ہی کیون اومرد پیر

اسقدر غفلت سے تجھے وقت اخیر | صبح تیری شام ہونے آئی میر

تو نہ جب نکلا اور بہت دن کم رہا

ولہ

دیکھا جو یان تھا کوچہ و بازار دیکھنا | منظور اب عدم کو ہی اک بار دیکھنا

لیکن ذرا تو حسرت دیدار دیکھنا | آنکھون مین جی مرا ہی ادھر یار دیکھنا

عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا

باد سحر خبر یہی لاتی ہے پی بہ پے
اردی بہشت آئی چلی گلستان سے دی

پر دیکھئے کہ ظلم سہین ہم یہ تا بہ کی
کیسا چمن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہی

چاک قفس سے باغ کے دیوار دیکھنا

یان آبرو ہی گریۂ بے اختیار سے
اور شرط ہی لگی ہوئی اک بادہ خوار سے

تار نظر بہی کم نہ ہوا اشکون کے تار سے
آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے

مری طرف بہی دیدۂ خون بار دیکھنا

ہر ہفتے کا تو پرچہ اخبار دیکھ لے
افسانے شش جہت مین ہین اب اوسکی جور کے

تجھکو سجھا ہی دیتا ہون پہلے سے اسلئے
ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے

ہشیار زینہار خبر دار دیکھنا

بلبل قفس مین رکھتی ہی اکدل ہزار داغ
کہتی ہی جب کہ ہوتی ہی فرقت سے بد دماغ

اپنا تو حال یہ ہی مگر تو ہی باغ باغ
صیاد دل ہی داغ جدائی سے رشک باغ

تجھکو بہی ہو نصیب یہ گلزار دیکھنا

ہر چند ہم تو کشتۂ تیغ ہین کشتہ قدیم
برباد ہو تے ہمکو ہوئی مدت عظیم

لیکن عجب نہین ہی کہ آخر تہے وان مقیم
شاید ہماری خاک سے کچھ ہو بہی اے نسیم

غربال کرکے کوچۂ دلدار دیکھنا

عشاق مین نہین ہی کوئی شہر کا نظیر
زنجیر زلف مین رہا بس عمر بہر اسیر

ہی قابل قبول یہ بات اوسکی ناگریز
اوس خوش نگہ کی عشق سے پرہیز کیجو میر

جاتا ہی لیکے جی ہی یہ آزار دیکھنا

مخمس بر غزل منیر

دیکھا بہالے کے بھی منظور ہمارے نہوئے
چلمنون سے کبھی دریدہ نظارے نہوئے
پاس تم آؤ نصیب ایسے تو پیارے نہوئے
دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے
ہم کہین کے نہوے تم جو ہمارے نہوئے

کس و ناکس پہ رہا فیض تمہارا جاری
واہ وا ڈوب گئی عزت و حرمت ساری
دوستی ہے یہی کہتے ہین اسکو یاری
ہمسے پلٹے رہے کی غیر کی چاہت داری
مثل دریا کبھی ہم ایک کنارے نہوئے

اپنے ہی جی مین ذرے غور کرو شرماؤ
چپ رہو چپ رہو باتین نہ بناتے جاؤ
شاعرون سے تو نہ طراری بہت فرماؤ
کب زبان دی تہین بوسہ پہ نہ منھ کھلواؤ
ہم تو کہنے کو بھی ممنون تمہارے نہوئے

کیسے بیدرد و نمین ہم لوگون کو لائی تقدیر
مہر سے شخص کو ہر روز جلاتے ہین شریر
ہمکو دیکھا تو تمہاری بھی ہی حاجت تغییر
جان و دل کھو دئے محبوبونکی الفت مین منیر
کسکے ہونگے جو یہ بیدرد تمہارے نہوئے

مخمس غزل اوستاد جمہور حضرت شیخ امام بخش ناسخ مغفور نور اللہ مرقدہ بالنور

پیشتر سر ہاتھ مین لیکر جھوڑا سانپ کا
داب کر جھٹکی مین ہین اکثر مروڑا سانپ کا
یان پہ دھوکا پاکے لیکن کھیل جھوڑا سانپ کا
زہر گیسو کا بہت ہے اور تھوڑا سانپ کا
تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

گیسوی پیچان کو کہتے ہین کر وڑا سانپ کا
تا صر رہا تہنے اب کیڑا مکوڑا سانپ کا

ایسا زہریلا نہ دیکھا کوی جوڑا سانپ کا — زہر گیسو کا بہت ہی اور تہوڑا سانپ کا

تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

زندگی کی کون صورت ہے بچینگے کیونکہ ہم — ایک آفت ہو تو بہگتین چین پائین کچہ کی دم
دلکی ایذا دینے والے ابہی صاحب کم سہی کم — دونون ابرو دونون زلفین چار موذی ہین بہم

ایک ہی بچہو کا جوڑا ایک جوڑا سانپ کا

کیون نہ ہین تشخیص عیسی سے بہلا بیزار ہون — کچہ مرض سے اپنے آپ ہی خوب واقف کار ہون
زہر مہرہ پیکے اچہا خاک اے غمخوار ہون — اوس پری کے گیسوونکی عشق مین بیمار ہون

چاہئے میری دوا مین زہر تہوڑا سانپ کا

نے غرض جادو سے مجہکو ہی نہ مطلب سحر سے — یون کوئی ساحر مجہے سمجہے کہ جادوگر کہے
ہان یہ البتہ ہی جو چاہے تماشا دیکہ لے — دونون زلفین یار کی الٹی ہین تالون سے مرے

وجد کرتا ہی صدائی نے پہ جوڑا سانپ کا

اوسمین اسمین تو زمین و آسمان کا فرق تہا — شاعرون کے بیچ مین آکر مگر اترا گیا
ہمسری کرنے کی آخر پائی موذی نے سزا — دیکہکر چوٹی کو ایڑی تک جو بل کہانے لگا

سنک ہے یار سے ہمیشہ بہوڑا سانپ کا

جوش وحشت مین سبہی یکسان ہی کعبہ ہو کہ دیر — کیسے شیخ و برہمن ہین یار سارے وحش و طیر
اتنبو موذی تک نہین رکہتے ہین مجہسے بغض بیر — زلف کا سودا جو ہی جنگل کی یون کرتا ہون سیر

اژدہے کی ہی سواری اور کوڑا سانپ کا

قابل اژدر مرا جامی ہی اے رب العباد — اس لئے بیخوف کہتا ہون نہین تجہسے ہوکے شاد
قبر تیرہ مین ہی مجہکو شغل خاطر سے مراد — دونون زلفین یار کی زیر زمین آتی ہین یاد

کون بوسہ لے سکے اوسکے رخ پر نور کا — منہ سے منہ اوسکے ملا ہی وہ ایسا کون سا
جان اپنے سب بچاتے ہین یہ کلے ہین بلا — ایک سے بچ جاے گر کوئی تو کاٹے دوسرا

بھیجدے پھر عذاب اللہ جوڑا سانپ کا

کہدو مشاطہ سے ڈرکیا شوق سے اب ہاتھ ڈال — اتنا سودا بھی نہین اچھا ذرا جی کو سنبھال
خوف کیون وسواس کیسا اب ہی کاہیکا خیال — کب نہا دہو کر نچوڑے ہین یہ اپنے سر کے بال

دونون گیسو دونون گالون پر ہی جوڑا سانپ کا

اے دل انپر کر نظر چارونکے چارون مست ہین — اللہ اللہ کس قدر چارونکے چارون مست ہین
کچھ نہین انکو خبر چارونکے چارون مست ہین — ہاتھین سے گالونپر چارونکے چارون مست ہین

زہر سارا اسے پری تو نے نہ چھوڑا سانپ کا

ہین جو بیدی اژدہی کی طرح یان مرنیکے بعد — کینچلے کا ہی کفن اے مہربان مرنیکے بعد
من بجاے شمع تربت ہی یہان مرنیکے بعد — دفن بانبی مین ہوا مین ناتوان مرنیکے بعد

آنکھین ہین بہو تریکا جوڑا ز لفین جوڑا سانپ کا

عاشقان جان بلب کا مہر کیا دل اونکو دین — میرا ہی جی جانتا ہی جو سہے ہین آفتین
حضرت ناسخ سے شب کا حال صاحب پوچھ لین — بولے وہ ہل دل لگی مہری دل کو اپنے زلف مین

عاشق گیسو جو تہا پیچھا نچھوڑا سانپ کا

شخص بد وضع بد اطوار سے کچھ کام نہین — مجھکو نفرت ہی اب اشرار سے کچھ کام نہین
کسی مردک کسی مردار سے کچھ کام نہین — کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین

خوش ہوا ہے ناسخ پہولا ہمنے چھوڑا سانپ کا

ولہ

گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

اب کسے اوسکی خریداریسی کچھ کام نہین
مجھکو ان مردم بازار سے کچھ کام نہین

فکر آرام سے آزار سے کچھ کام نہین
کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین

گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

کعبہ کو دوڑے ہوئے جاؤ دعائین مانگو
ایکدم کے لئے اس درجہ تردد کیون ہو

اپنے مرجانے ہی کا مجھکو اگر شوق ہو تو
تیغ کافی ہے مجھے اپنا گلا کاٹنے کو

جنبش ابروے خمدار سے کچھ کام نہین

خوبرویون کی نظربازی کا لپکا نہ رہا
یاد افسانۂ تیر ازلف چلیپا نہ رہا

شام کو پھرنیکا ہر روز وہ چرچا نہ رہا
گھر مین اب چین سے بیٹھون کہ وہ سودا نہ رہا

گردش کوچہ و بازار سے کچھ کام نہین

خوش خرامو لکا کہان تک کوئی ہو وے پامال
یہ چلن خوب نہین ہے نہین بہتر یہ چال

حشر کا دہیان اب آتا ہے تو ہوتا ہی ملال
روش عمر روان کا مجھے آیا ہے خیال

یار کی جلوۂ رفتار سے کچھ کام نہین

کہئے کیا فکر ہے مجھسے نہ یہ ہرگز پوچھو
ہے سیہ نامۂ اعمال سراپا یارو

یہی ہر آن تردد ہے کہ دیکھون کیا ہو
شب تاریک لحد کا ہے تصور مجھکو

ہجر جانان کے شب تار سے کچھ کام نہین

شکر صد شکر بڑا رحم کیا شافی نے
کی مرے درد کی کیا خوب دوا شافی نے

زندگی از سر نو پھر کی عطا شافی نے
مرض عشق سے دی مجھکو شفا شافی نے

اب کسی نرگس بیمار سے کچھ کام نہین

کیا اگر ہے گل زنبق سے مشابہ ہینگی
آئی گر جسم مین بو آتی ہے ہینگی ہینگی

ہو جو گل کیسی کسی چہرے مین ہو رنگینی — چمن خلد مین اب چل کے کرون گلچینی

بوسہ ہاے گل رخسار سے کچھ کام نہین

تھتھا شیشے کا پہر دن ہی رولاتا ہو مجھے — جام جمشید کی اب یاد دلاتا ہو مجھے
دور ایک اور نیا دور دکھاتا ہو سبھے — ساغر عمر لبالب نظر آتا ہو مجھے

ساقی و خانۂ خمار سے کچھ کام نہین

کبھی سنتا ہی نہین پند کسی عاقل کا — ساتھ نبہنے کا نہین مجھسے اب اس جاہل کا
ہمدمون اتنومین ساتھی نہین اپنے دل کا — چھوڑنا اسکو گوارا جو نہو قاتل کا

مجھکو اپنے دل ناکار سے کچھ کام نہین

دیکھیے کیونکہ اب اوس قامت زیبا کیطرف — جی کو رغبت ہی نہین ہو قد رعنا کی طرف
دلکو میلان رہا کرتا ہو طوبی کی طرف — روح جاتی ہے کہچے عالم بالا کی طرف

قد بالاے جفا کار سے کچھ کام نہین

تا بہ کے خاک پہ بیٹھے ہوے دیکہین سوے بام — تا کجا خوار رہین یون کہ ہو غیرت کا مقام
چل دلا اس سے زیادہ تو نکر اب بد نام — کیجیے سایۂ طوبی مین بخوبی آرام

یار کی سایۂ دیوار سے کچھ کام نہین

لکھون وصف کمر یار مین کبتک اشعار — موشگافی کا رہے دھیان کہانتک ہر بار
نہین ان باتون سے اب بال برابر سرو کار — ہوگیا ضعف سے خود بال ہمارا تن زار

اتنو موے کمر یار سے کچھ کام نہین

مہر تضمین کو کیون ڈہونڈہی قوافی ناسخ — کون کرسکتا ہے اب اسکی منافی ناسخ
اک یہی قول ہو اس امر مین شافی ناسخ — اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ

ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

مخمس غزل استاد عالی فکر و والا منش جناب خواجہ حیدر علی آتش برد اللہ مضجعہ

نہ مجنون کا الم نے ماتم فرہاد کرتے ہین
کسی پر رحم کا ہیکو ستم ایجاد کرتے ہین
کسیکے حق مین ایسی بات کب ارشاد کرتے ہین
خدا بخشے صنم یہ کہکے مجھکو یاد کرتے ہین
دعاے مغفرت مرے لئے جلاد کرتے ہین

یہی وہ لوگ ہین جو شاد کو ناشاد کرتے ہین
یہی ہین جنسے ہمسے آدمی فریاد کرتے ہین
یہی خاک شہیدان وفا برباد کرتے ہین
بلا سے جان ہین پتلی خاک کی بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدمزاد کرتے ہین

یہ کیون بیفائدہ آری کو سوہان سے رگڑتا ہے
عبث تیشہ پہ تیشہ غصے مین آآ کے جڑتا ہے
بھلا کیون باغبان بنتا ہے کاہیکو بگڑتا ہے
اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اوسے آزاد کرتے ہین

بھلا کیا جانے ان باتونکو زاہد ہے بڑا خفش
وہ کیا سمجھے کہ مستی چیز کیا ہے کیون ہین سب غش
بغلمین داب لیتے ہین سمجھکر دلبر مہوش
شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم میکش
عروس نو سے قربت جسطرح داماد کرتے ہین

غبار دل کو بہتر ہے کہ خاک آئینہ سمجھو
کدورت سے یہی مطلب ہے یعنی صفائی ہو
غرض ہم خاک افتادونکو چشم کم سے کیون دیکھو
عجب نعمت عطا کی ہے خدا نے اہل عبرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کہاکے دلکو شاد کرتے ہین

اگر رغبت رہائی کی ہے مجھے وحشت مین لڑکون سے
تو اسکا عیب کیا ہے ہوتے ہین وحشی بھی ایسے

سوا اسکے کوئی سمجھائے یون ناصح کو نا سمجھے
عجب کیا ہی جو بوسے لوٹین پیشانی مجنون کے
توجہ کسقدر شاگرد پر اوستاد کرتے ہین

بلا سے ہو جو گردش مجکو دور چرخ گردان مین
رہون گا ذرہ بنکے مہر خاک کوئی جانان مین
رہینگی یادگار ایسی ہی باتین اپنے دیوان مین
قدم رہتا ہی ثابت جنکا اس سختی دوران مین
بہادر ہین وہی سد قلعہ فولاد کرتے ہین

لڑین لڑنا ہو تو جرگہ ہی یان ہی کچھ نجیبون کا
مگر قہر خدا سمجھین مجھے اپنے نصیبون کا
مین ایک ہی وار مین ستہرا و کر دونگا رقیبون کا
نبرد عشق مین اسد حامی ہی غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

عجب احوال ہی دنیا کا کوئی ہمسے گر پوچھے
تو اس غفلت کدہ سے اوٹھ کے اک جنگل مین جا بیٹھے
یہان انبوہ کے انبوہ دیکھے بیوقوفون کے
گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع کے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

کسی صورت سے شک قرآن معرب مین نہین رہتا
مگر یان جز عبارت شبہ مطلب مین نہین رہتا
مرا یہ ذکر کب طفلان مکتب مین نہین رہتا
خیال خط خیال بوسہ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتے ہین جو مطلب یاد کرتے ہین

کسی سے کہتے ہین مہدی ہمارے واسطے پیسو
کسیکو حکم ہی اچھی سے مسی ڈھونڈھکر لاؤ
کبھی فرماتے ہین مشاطہ سے کہدو کہ حاضر ہو
خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہی شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

کرون ذکر دہن اوسکا تو کیا غنچہ تہ منہ اوٹھاون
کہون کیا گوش گل مین تا بہ کی بہرون چلاؤن
نری سیدہی ہین کیا الیسی ٹیڑہی کہکی پہل پاؤن
قد موزون دلبر کیونکہ ان اندہون کو دکھلاؤن

ارادہ تاڑ سے بڑہ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

یہان آئے تھے ہم آفت رسیدہ کوی جانان کے
کہین حالات اب ہم کس زبان سے اے صبایان کے
سو یان بہی جی نہین لگتا ارادہ ہین بیابان کے
کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجار ا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

رہا کل شب جو مجہ بیکس کو یون شغل غزل گوئی
تو بس طبع رسا یہ کہلے مرے حال پر روئی
کہ کچھ شعر سراپا لکہکے چاہی اونسے دل جوئی
یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

اگرچہ مہر کو خلعت کی کیا پروا ہی اے آتش
مگر ہان عید ہی اور روز یہ اچہا ہی اے آتش
کہ یان عریانئے تن سے فروغ اپنا ہی اے آتش
پہنتے ہین کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرائے گور ویران ہی اوسے آباد کرتے ہین

مخمس غزل جناب مرزا رفیع السودا غفرہ اللہ تعالی

نصیحتین نکرو ناصحو ہوا سو ہوا
بس اب نہ ذکر ہی اوسکا کرو ہوا سو ہوا
نہ مغز کہا و میرا چپ رہو ہوا سو ہوا
جو مجھپہ گزری اوسے مت کہو ہوا سو ہوا
بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

کسی طرح سے نہ تہا مین تو واجب التعذیر
سو اس لئے یہ بتاتا ہون مین تجہے تدبیر
کیا ہے ذبح مجہے تونے جان بے تقصیر
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہوا سو ہوا

کوئی علاج بہلا اسپہ کارگر کیا ہو
امید زیست سے بس یاس ہو چکی مجہکو

یہ پاؤن پیٹنا بیفائدہ ہی بس اتنو
پہنچ چکا ہی سرزخم دل تلک یارو
کوئی سیو کوئی مرہم رکھو ہوا سو ہوا

کہا کسی نے کہ اوس شوخ سے کہ او بیرحم
موا ہی عشق مین تیرے ہی امہر تو بیرحم
تو منہ کو پہیر کے اور غصے او سپہ ہو بیرحم
کہے ہے سنکے مری سرگذشت وہ بیرحم
یہ کون ذکر ہی جانے بہی دو ہوا سو ہوا

ہم اپنے فعلون سے سچ ہی تری نظر سی گرے
پہر نکلیگے پہر نہ تری گرداب پہرے سو پہرے
نہ لینگے سوتے مین چوری سے بوسی جان تہی کی
خدا کیواسطے آ در گذر گنہ سے مرے
نہوگا پہر کبہی اے تندخو ہوا سو ہوا

کیا جہان مین طوفان نوح تمنے تو
کہین گے دیکہہ کے کیا مردم جہان تمکو
نظر سے اوسکے نہ گر جاؤ تم کہین دیکہو
یہ کون حال ہی احوال لیولے انکہو
نہ پہوٹ پہوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

یہ ایک روز جو سودا نے مہر سی پوچہا
ملول کیون ہو مزاج جناب ہی کیسا
تو کرکے شکوۂ جور مہ فرنگ کہا
دیا اوسے دل و دین اب یہ جال ہی سودا
پر آگے دیکہیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

مخمس غزل مرزا جان صاحب تپش

غنچون سے کیا غرض ہی وہ غنچہ دہن کہان
کیا فائدہ گلون سے وہ گل پیرہن کہان
جائین بس اب یہ چہوڑ کے وحشت کا بن کہان
ہم غمزدون کے جی مین ہوائی چمن کہان
دل ہی نہو تو خواہش سرو سمن کہان

جو لوگ زیب بزم تھے کل شب وہ کیا ہوئے
جنگ و رباب و مطرب و دف سب وہ کیا ہوئے
پروانہ گرد شمع جو تھے اب وہ کیا ہوئے
چرچے جو شب وصال کے یارب وہ کیا ہوئے
مینا کہان وہ جام کہان انجمن کہان

سنبل کو پیچ و تاب ہے گیسوئی یار سے
تشبیہ کیونکہ باغ کو دون کوئی یار سے
نرگس علیل نرگس جادوئے یار سے
گل کو مناسبت نہین کچھ روئے یار سے
وہ منہہ کہان وہ ہونٹھ کہان وہ دہن کہان

کیا خاک اپنا سرو صنوبر سے جی لگے
ہم تو یہی کہین گے تو جو چاہے سو کہے
قمری تری طرح سے جو الو ہو وہ مرے
نسبت نہین ہے سرو کو اوس جامہ زیب سے
وہ چھب کہان وہ گات کہان وہ بدن کہان

سودائی یار تھا جو دل داغ داغ مین
آئی نہ تھی جو بو سے ریاحین دماغ مین
کیا بیقرار پھرتی تھی گل کے سراغ مین
بلبل خزان کے دن یہی کہتی تھی باغ مین
غنچہ کہان بہار کہان یاسمن کہان

کیا دن تھے وہ کہ جمع تھے احباب ہمدگر
اکدن یہ ہے کسیکو کسیکی نہین خبر
اشعار جو ہر رہتے تھے سبکی زبان پر
روتا ہون اے تپش یہی فرقت مین یاد کر
ہمدم کہان رفیق کہان اور وطن کہان

مخمس غزل نواب سید محمد خان رند مرحوم

کب ایسی طبیعت بدل جائیگی
یہ جھگڑا چکا کر اجل جائیگی
سنبھالے سے کیونکر سنبھل جائیگی
لگی آج الفت نہ کل جائیگی

یون ہی جان اکدن نکل جائیگی

ہوئے خون ابرو کی شمشیر پر — اشارون کا ایما ہے مرجلد مر
وہ تیر نظر ہے جو توڑے جگر — نظر اوس پلک پر پڑے گی اگر

کلیجہ پہ برچھی سے چل جائیگی

جو پارا ہی تو اس سے بڑھکر نہین — جو بجلی ہے اسکے برابر نہین
یہ یکسوقت بیتاب و مضطر نہین — طبیعت کو تسکین دم بھر نہین

الٰہی یہ کیونکر سنبھل جائیگی

بڑھا دو نہ شہ مہربان چپ رہو — اسی مین ہے بس خیر ہان چپ رہو
خدا کے لئے جان جان چپ رہو — نہ کہلواؤ میری زبان چپ رہو

کوئی بات منہ سے نکل جائیگی

بلائین ستائینگی کیون بار بار — نہ الجھن رہیگی نہ یہ انتشار
ہر اک سانپ بنجائیگا یار غار — چھٹیگی اگر الفت زلف یار

تو آئی ہوئی سر سے ٹل جائیگی

خدا بھی اگر دے گا باغ ارم — نچھوڑون گا کوچہ ترا اے صنم
مین وہ شخص ہون ترے سر کی قسم — جہان پر رہون گا مین ثابت قدم

یقین ہے زمین وان کی ٹل جائیگی

جہنم کو ہے اس سے نسبت کہان — فلک بھی ہے اسکا ذرا سا دھوان
غضب آگ ہے الامان الامان — کرونگا جو سوز محبت بیان

زبان موم ہو کر پگھل جائیگی

جوانی کا عالم ہے یہ یادگار — خزان ایک دن ہی جواب بہار
غرور اسپہ کرتا ہے کیون آشنا یار — رہیگا نہ یون حسن ناپائدار
کوئی دن مین صورت بدل جائیگی

اس انداز پر مین کیا کرون جستجو — سیہ بخت مشہور ہون چار سو
گہن ہے گہن ہے مری آرزو — نہ دکھلائیگا منہ وہ خورشید رو
یون ہی دو پہر آج ڈہل جائیگی

مین منصف ہون کہتا ہون انصاف کی — نہین روک سکنے کی حد ناف کی
نظر آئیگی اک پری قاف کی — صفا ہی جو ہیہ سینہ صاف کی
نگاہ تصور پہسل جائیگی

وہان کیچلین مرے محسن مجھے — نہین ضبط اب اوس سے ممکن مجھے
پھنسا دیگا دل ہوکے ضامن مجھے — وہ کافر ادا اک نہ اک دن مجھے
بہلاوے کی صورت سے بہل جائیگی

حسین ہو تو ٹھنڈی ہی حور جنان — یہ شوخی کہان یہ شرارت کہان
کہین آنچ آئے نہ تجھ پر یہان — نکر یار سے حسن مین گرمیان
اری اوپری دیکھ جل جائیگی

یہ کیا بات ہی ہم کہین تم کہین — قرینہ یہ ہی بیٹھین ہم تم قرین
چہپر کہٹ پہ آؤ نہ پکڑو زمین — شب وصل تکرار لازم نہین
کہین صبح کی توپ چل جائیگی

یہ کالا کہلانیکا سودا ہی کیا — کبھی اسکا کاٹا نہ کوئی جیا

بلا ہے بلا ہے بلا ہے بلا — نہ چھوٹی سنوار و پرائے خدا

مجھے سینکے اژدر نگل جائیگی

قطعہ

تمہین ایک سہو ہی یہ بیجا گمان — بھرا ہے حسینون سے سارا جہان
مری دل لگی کو بہت مری جان — طبیعت کا مرے کرو تم نہ دہیان

کسی اور سے اب بہل جائیگی

مین ہنس بول کے ٹال دونگا ملال — سمجھ لونگا دنیا کو خواب و خیال
زوال ایکدن ہے جسے ہے کمال — نہین رہنے کا بعد چندی یہ حال

سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

کیا ہے مجھے صیاد سے پہلے تو صید — مرے آنے جائیگی اب کی ہے قید
میرا رنگ فق ہو گیا منھ سفید — مجھے یہ نہتی تم سے چشم امید

کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

ذرا شہر کا حال دیکھو آکے رند — گلا تم نہ دہو کے مین کٹواو رند
بیچو پیچھ دلون اپنے گھر جاو رند — سراو سکے قدم پر سے سرکاو رند

کہین تیغ قاتل او گل جائیگی

مخمس غزل منشی ہرلال لعل رشک کی ہین منشی المملوک بابو فنا و داجہ لالتین لعل بہادر

وہ ہمکو گالی کہ جہڑکی دیا نہین کرتے — برا بھلا ہمین یا کہلیا نہین کرتے
ہم ایسی باتون کا ہرگز گلا نہین کرتے — ہمارے حق مین وہ کیا کچھ کہا نہین کرتے

ہم اپنے کانون سے کیا کیا سنا نہین کرتے

وہ نقش کون ہی جو ہم لکھا نہین کرتے ۔ عمل وہ کونسا ہے جو پڑھا نہین کرتے
طلسم شعبدہ یا ٹوٹکا نہین کرتے ۔ ہم آہ سحر و فسون کیا کیا نہین کرتے

پر اوسکے دل مین اثر مطلقا نہین کرتے

تو اوس سے کرتی ہی گستاخیان تو اکثر زلف ۔ مگر برا ہے ترے حق مین پہ سراسر زلف
نہ اوسکے کان سے ہر دم لگی رہا کر زلف ۔ نہین ہی یار سے سرگوشی اتنی بہتر زلف

بری رخون کی بہت سر چڑھا نہین کرتے

جہان پہ اپنی رسائی بہی ہووے امر اہم ۔ وہان ٹھہر نیکے کسکو مجال ہے ہمدم
پہ کیا ہے مرشد کامل ہین ہم خدا کی قسم ۔ کسی بہانہ سے کوی صنم مین جا کر ہم

جو بیٹھتے ہین تو پہرون اوٹھا نہین کرتے

مجے قبول ہے سب وہ ستم کرے جو جو ۔ زبان کاٹیو گر دالب شکایت ہو
مگر مین حال بیان تمسے کیا کرون یارو ۔ گلہ یہ ہے کہ رقیبون سے ربط ہی اوسکو

ہم اور جور و جفا کا گلا نہین کرتے

ہمیشہ بندہ سے صحبت رہی ہے تمکو تو ۔ شکایت اوسکی کبہی ہمسے کی ہو تو کہدو
پر اب مین کیا کرون ناچار ہون کہ ای یارو ۔ گلہ یہ ہے کہ رقیبون سے ربط ہی اوسکو

ہم اور جور و جفا کا گلا نہین کرتے

عجیب طرح کا ہوتا ہے ہجر مین صدمہ ۔ کہ آپ ہی آپ بگڑ جاتا ہے مزاج اپنا
کسی سے بنتی نہین ہمسے دوستو صلا ۔ شب فراق مین ایسا کبہی نہین ہوتا

کہ یار چلتی ہوا سے لڑا نہین کرتے

یہان پہ بیٹھ کے باتین نہ تو بنا ناصح ۔ طبیعت اپنی بگڑ لی ہی یا نسے جا ناصح

ہوا ہے کیا تجھے کچھ مالیخولیا ناصح
کیا جو چاک گریبان عجب ہی کیا ناصح
کہ جوشش عشق مین دیوانے کیا نہین کرتے

خدا ہی جانے کہ کیا وجہہ ہے دلا اسکی
بتون کو ہوتی ہے نام وفا سے نفرت سی
چنانچہ ایک دن اوس شوخ بیوفا سے ابھی
جو مین نے پوچھا وفا بھی کسی سے کی ہے کبھی
تو ڑک کے بولے کہ بکتا ہے کیا نہین کرتے

نہ ہوگا ہمسا کوئی اب جہان مین غمگین
کہ ایکدم بھی ہمین درد سے چین نہین
مگر یہ ضبط بھی دیکھا ہے تو نے جان کہین
ہزار ہوتے ہین بیچین لیک پردہ نشین
ترے فراق مین آہ و بکا نہین کرتے

بتون کے جور سے ہمدم خدا ہی ہے آگاہ
بیان کس سے کرین جا کے اپنا حال تباہ
نہین ہے بات بھی کرنے کی طاقت اباللہ
جو پوچھتا ہے کوئی حال دل کب کب آہ
یہ سنکے ہم وہین بس رو دیا نہین کرتے

مناسب اونکے ہی لو کر بھی ہمین ڈرنا
بہت ضرور ہے پاون پہ اوسکے سر دہرنا
غرض کہ ہمکو ہر اک کی خوشامدین کرنا
نہین ہے وصل مقدر تو کیا کرین ورنا
ہم اونکے ملنے کی تدبیر کیا نہین کرتے

خرام ناز سے وہ عیسی زمان رشکی
کرے جہان کو پامال و تیم و جان رشکی
تو کیون لبھی نہ دل صبر ناتوان رشکی
تم اہل دل ہو بتاؤ تو اے میان رشکی
یہ چال دیکھ کے کب دل لبھا نہین کرتے

مخمس غزل رند

ہمدم مجھے اللہ کے تو کر دے حوالے
احسان فسون گر کا بس اب مری بلا لے
کیا ہوئیگا منتر دم عیسیٰ تو بچا لے
جان بر نہین ہوتے جسے ڈستے ہین یہ کالے
اللہ کبھی پیچ مین زلفونکے نہ ڈالے

مجنون کی رفاقت مین کیا چند سے گذارا
فرہاد کی صحبت رہے کچھ روز دن گوارا
پر مجھسے سوا اسکو نہ تھا کوئی پیارا
رو رو کے جنازے پہ میرے عشق پکارا
تم آپ چلے مجھکو کیا کسکے حوالے

کیا پھیرتے ہو شمشیر کے آگے مجھے جانان
کیا کہتے ہو ہان کیجئے پھر نالہ و افغان
کیا مرے رلانیکا کیا کرتے ہو سامان
کیا خستگی حال پہ عاشق کے ہو خندان
توبہ کرو اللہ مصیبت مین نہ ڈالے

قاتل ترے دم کھانے سے ہرگز نہ ٹلونگا
تو گرم ہوا کر مین دم سرد بھرونگا
جیتا ہون تو اک روز بہرحال مرونگا
کیا کہتا ہے ہر بار تجھے ذبح کرونگا
اک جان ہے مری اسے تو لے کہ خدا لے

کیا حال کہون رونیکا اپنے مین دل افگار
اک اشک نکل آئی تو دریا ہین دو چار
ہے ابر بہاری بھی مری نظرون مین بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے اسے غیرت گلزار
پھر پھر دئے ہین آنسون سے باغ مین تھالے

ذرون پہ بھی چنگاریون کا ہوتا ہے دھوکا
ہے شعلہ جوالہ بیابان کا بگولا
آتش قدمی کا ہے یہ دیکھو تو تماشا
تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلہ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

خاموشی ہے کیون فکر ہے کیا ضبط ہے کیسا
ہمت تو کیا چاہیے مایوسی ہے بیجا

فریادرس خلق ہے اللہ تعالے لے ۔ اوس بت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا

اے نالۂ دل عرش معلی کو ہلا لے

کیون کیجے بسر راتون کو پہر آہ و فغان مین ۔ پہر کیونکہ نہ رہون تیرہ و تاریک مکان مین

پہر کسکی بلا ہو وے پریشان جہان مین ۔ پہر دل نہ پہنساؤن خم گیسوے بتان مین

اس پیچ سے اللہ اگر اب کے نکالے

اک گوشت کا مضغہ ہو تو ہو کیا ہی میرا دل ۔ اور اوسکے سوا ضعف کا پتلا ہی میرا دل

ہی عین خطا اپنے جو الٹا ہی میرا دل ۔ آنکہین تری مدہوش ہین تنہا ہی میرا دل

دو مست سنبہلین گے اکیلے کی سنبہالی

تسخیر کی تعویذ پہ ہر صفحہ ہے فایق ۔ نقش عمل حب خط جدول سے مطابق

لاریب کہ ہے مہر ہی کے سیر کے لایق ۔ کیون رند کی دیوان کی کرین قدر نہ عاشق

اجزا ہین یہ سب علم محبت کے رسالے

مخمس غزل شیخ حیدر علی واثقی تخلص غفر اللہ ذنوبہ

مرے رونیکا باعث پوچہتے ہو کیا تجاہل ہی ۔ مزا ہی کہتے ہو کاہیکو اشکون کا تسلسل ہی

اگر سمجہو تو میرا ہی فسانہ شور بلبل ہی ۔ نمک افشان جو مرے زخم دل پر خندۂ گل ہی

دل بیتاب میرا زخمی تیغ تغافل ہی

وہ نادان ہین جو ہوں بیان انقلاب دہر کی شاکی ۔ وہ احمق ہین جو سمجہین سیدہی سیدہی بات کو الٹی

جو دیکہو چشم بینا سے تو پیدا غم سے ہو شادی ۔ کیا اضداد سے سبزہ حق نے گلشن ہستی

خزان کا موسم گل دیدۂ خونبار بلبل ہی

فروغ ظاہری کیون فایدہ کیا شان و شوکت سے
نہین کچھ گرم بازاری کی حاجت فکر دولت سے

خیال مرگ اچھا ہی خیال جاہ و حشمت سے
ہوا جینے سے دل ٹھنڈا جو دیکھا چشم عبرت سے

گذرگاہ جہان سپنے گذرگاہ سپل ہی

تصور روی گلگون کا ہی داخل اپنی عادت مین
نکیون آنکھون لسنے آنسو سرخ ٹپکین جوش رقت مین

وہ غمگین ہون کہ گلچھرے اوڑاتا ہون مصیبت مین
دل پُرخون لسنے عزت ہی فقط بزم محبت مین

وہی مطلوب ہے ساقیکا جو مینائی پُرمُل ہی

وہی سمجھین گے بیشک تلخ باتین گہونٹ شربت کے
مہیا مجھ خرابانی کو ہین سامان عشرت کے

جو اے پیر مغان محتاج ہونگے تیری دعوت کے
شراب ناب اشک خون ہی میخانہ مین الفت کے

صراحی دل ہی آنکھین جام نالہ شور قلقل ہی

غضب ہے قہر ہے جسمین کہ یہ بیساختہ پن ہو
کہین دیکھی ہی گوش گل مین بالی بہی بناوٹ تو

تمہین زیور کی کیا پروا ہی صاحب آئینہ دیکھو
نہین آرایش ظاہر کی حاجت حسن معنی کو

مبرا مشت شانہ سے تاب زلف سنبل ہی

قصور فہم ثابت ہو نہ لین گر اون لغلی کی
تمہین واللہ کیسے کہدیا کرتا ہو بخیر حج کی

ابہی ہوتی ہی ان رندون مین ہیٹی لنبی ڈاڑہی کے
حقیقت کو نہین سمجھین ہین یہ عشق مجازی کے

اسی سے زاہد و نکو بت پرستی مین تامل ہی

ہوا نقش قدم پر اپنے صدقے چرخ گردان تک
نہ پہر بالغ ہوا دروازہ جنت پہ رضوان تک

پری کی کیا حقیقت ہی نہ بگڑا پہر سلیمان تک
نہ پہنچا دست دربان پہر کبہی اپنے گریبان تک

ہمارے ہاتھ مین جب سے لسنے دامان توکل پر

بیان کیون کیجئے ناحق فسادات عقاید کو

بقول مہر دل آشفتہ یہان کیا دخل ہی ضد کو

جو کچھ سمجھا ہے اچھا سمجھا ہے بکنے دو حاسد کو ‏ ‏ لتعین و اتقی کیونکر کرین ہم ذات ایزد کو

کہین رنگ رخ گل ہے کہین اندوہ بلبل ہے

مخمس غزل جناب میر زین العابدین خان شورش

یہ چرخ ہے اک غاشیہ بردار کسیکا ‏ ‏ ہے ماہ خم ابروے خمدار کسیکا

شاگرد ہے مریخ جفاکار کسیکا ‏ ‏ ہے قرص قمر پرتو انوار کسیکا

کچھ برق مین ہے جلوہ رخسار کسیکا

آئینہ کوئی دیکھتا ہے کوئی ہے حیران ‏ ‏ جمعیت خاطر ہے کہین کوئی پریشان

کیا گھورتے ہو تمسے ہی کہتا ہون مین ہان ‏ ‏ کرتے ہو درستی شکن زلف کی تم یان

دم لوٹ رہا ہے پس دیوار کسیکا

کیون لیلی و مجنون کا سنائیے قصا ‏ ‏ فرہاد کا شیرین کا نہ اب کیجیے چرچا

کیا ہمکو غرض ہونگی کوئی وامق و عذرا ‏ ‏ ہم محو رخ یار ہین اور دلنے ہمین کیا

یوسف کو خریدے نہ طلبگار کسیکا

واللہ کہ دیکھا نہین اتنا تو کسیکو ‏ ‏ بیمار ہے دل کا متحمل تو کوئی ہو

اللہ ہی اللہ ہے اس ضبط کو دیکھو ‏ ‏ عیسی کو دم قصد شفا چین جبین ہو

صلواۃ سنا دیتا ہے بیمار کسیکا

امید ہے کیا شوخ ستمگار سے شورش ‏ ‏ کیا ہوگا بجز ظلم جفاکار سے شورش

سن لے یہ سخن مہر وفادار سے شورش ‏ ‏ بیفائدہ ہے چشم وفا یار سے شورش

ممکن ہی نہین ہووے جو وہ یار کسیکا

مخمس بر غزل میر علی اوسط رشک

غصہ ہوا قہر خدا ہو گیا
چپ جو ہوا بت سے سوا ہو گیا
ناز کیا مہر ادا ہو گیا
زلف کو کھولے حسن بلا ہو گیا
چال چلا حشر بپا ہو گیا

نالے کیے بلبل ناشاد نے
پر نہ سنے اوس ستم ایجاد نے
کچھ بھی نہ تاثیر کی فریاد نے
یون بھی نہ پوچھا کبھی صیاد نے
کون رہا کون رہا ہو گیا

کیسا ہی صوفی ہو کوئی مستعد
ہم کبھی ہوتے ہی نہین متحد
ہمکو ہی مکار فقیرونسے ضد
ہم اوسے درویش کے ہین معتقد
جسنے کہ جو منہہ سے کہا ہو گیا

قمری ہی چپ سرو چمن دنگ ہی
غنچہ کو دیکھا تو وہ دل تنگ ہی
نالے کا گلبانگ مین بھی ڈھنگ ہی
آج ہوا باغ کی بیرنگ ہی
دل کسی بلبل کا ہوا ہو گیا

کس لیے بیٹھے ہو یہان پر اوٹھو
چلنا ہے تو دوستو جلد ہی چلو
مہر کی للہ خبر چلکے لو
رشک کو کیا پوچھتے ہو دوستو
نقش فنا تھا سو فنا ہو گیا

مخمس بر غزل دوست ولی میر شجاعت علی جوشش

مختار ہے تو رحم کبھی چاہے کر نہ کر — یہ کون کہتا ہے کہ بجز خیر شر نہ کر
کس نے کہا کہ ہم پہ ستم عمر بھر نہ کر — اے چرخ بیکسی پہ ہماری نظر نہ کر
جو پوچھ کہ تجھسے ہو سکے تو درگذر نہ کر

غربت مین کون داغ جدائی کو دھو سکے — ممکن نہین کہ ابر بھی یہان آکے رو سکے
تو یہ غبار دل سے مرے کھو جو کھو سکے — پہنچا دے اوس گلی مین اگر تجھسے ہو سکے
اس خاک کو نسیم سحر دربدر نہ کر

مستغنی مجھسا کون ہے اہل فراغ مین — بیطرح اب سمائی ہے اپنے دماغ مین
دل تنگ ہون جو تو ہے صبا کے سراغ مین — غیرت یہ مقتضی ہے کہ اے غنچہ باغ مین
مرجھا رہے جا پہ منت باد سحر نہ کر

تعریف کاکلون کے بھلا اور تیرا منھ — توصیف جعد مشک خطا اور تیرا منھ
اشعار مدح زلف رسا اور تیرا منھ — اوس حسن صندلے کی ثنا اور تیرا منھ
دیوانہ کیون ہوا ہے تو یہ درد سر نہ کر

اندھیر ہے کہ مجھ سا شخص اور بیکسی — سچ یہ ہی بات کرنیکے لایق نہین کوئی
واللہ تو نے یہ تو مرے جی کیسی کہی — کوشش پہ بستی رہنے کے قابل نہین ہی
چپکا ہی چل یہانسے کسیکو خبر نہ کر

مخمس غزل افصح الفصحا میر وزیر علی صبا

ہمسا کوئی جہان مین نہین مبتلائے رنج — حاصل کبھی خوشی نہین ہوتی سوائے رنج
سینہ ہمارا بنگیا مہمان سرائے رنج — دل ہی غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج

پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برائے رنج

صحبت وہ کونسی ہی کہ جسمین نہ آئے رنج
بیٹھے جہانپہ جا کے وہانسے اوٹھائے رنج
دشمن کہان کے دوست سے بھی ہمنے پائے رنج
حاصل کسی سے کچھ نہین ہوتا سوائے رنج

دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برائے رنج

میراث مین ہین آہ و فغان نالہائے زار
روز ازل سے ہین غم فرقت مین بیقرار
شیطان وان نہایان ہی رقیب سیاہ کار
آدم سے باغ خلد چھٹا ہمسے کوئے یار

وہ ابتدائے رنج تھے یہ انتہائے رنج

چھوڑون نہ یہ قدم تو اگر کاٹ ڈالے سر
اسمین بھی فائدہ ہے جو ہو جان کا ضرر
سب کچھ مجھے قبول ہے بیخوف و بیخطر
جھڑکی دے گالیان دے ستمگر ذلیل کر

کافر ہو ایصنم جو ترے دل مین لائے رنج

وہ کون ہی جو تو گلا کرون جس سے مین گلا
فریادرس نہین کوئی اپنا بجز خدا
فرہاد کا نشان نہ مجنون کا ہے پتا
سب دوست اپنے حال مین ہین آپ مبتلا

کس سے کہون ہمین کون سنیگے ماجرائے رنج

مشہور خاص و عام مین ہم میرزا رہے
کاہیکو ہمنے یون کبھی صدمے اوٹھائے تھے
بچپن سے تھے جو نازو لغم کے پلے ہوئے
ہم بار عشق کے متحمل نہ ہو سکے

بس دل پکڑ کے بیٹھ گئے وہ اوٹھائے رنج

مشہور ہو گیا ہے میرا نام نوحہ گر
ہمسائیگی سے کرتے ہین ہمسایہ بھی حذر
مین کیا کہون کہ غم مجھے رہتا ہی کس قدر
کہتے ہین میرے دوست مرا حال دیکھ کر

دشمن کو بھی خدا نکرے مبتلائے رنج

بے نور روئے مہر جگر تفتہ ہو گیا
دیکھو جو غور سے تو نہ پہچانو مدعا

دشمن بہی اپنے دوست سے یارب نہو جدا
اندہیر صدمہ شب فرقت ہے اے صبا

آندہی چراغ جان کے لیئے ہی ہوائے ہجر

مخمس غزل جناب میر قاسم علی خان صاحب قاسم

غیر اب قابل صحبت ہی سہے
غیر بس لایق رغبت ہی ہے

غیر شایان عنایت ہی سہے
غیر سے تمکو محبت ہی سہے

نہ کہو مجہسے مروت نہی سہے

عادتاً ہووے کہ ہو غیر کی شی
شوق سے رہیے ستم کے در پے

مین بہی سوچی ہون کہ آخر تا کے
کبہی عادت بہی بدل جاتی ہے

بیوفائی تیری عادت ہی سہے

مین تو جی جاؤن جو اے جان مرون
کیتنک ایذائے غم و درد سہون

کاش بیہوش ہو دن رات رہون
بیخودی سے بہی مین اپنے خوش ہون

غم غلط کرنیکی فرصت ہی سہے

ناصحو رنج ہو یا راحت ہو
کام کرنیکے ہین دنیا مین یہ دو

کون بے شغل رہے سوچو تو
شغل کچھ چاہئے جی تے جی کو

نہ سہی عیش مصیبت ہی سہے

عمر بہر یاس کے صدمے ہی سہے
لخت دل آنکھو سے برسون ہی بہے

اب یہ پیغام کوئی اوس سے کہے
کچھ تو فرماؤ کہ امید رہے

وعدہ روز قیامت ہی سہی

بندہ نواب کہین کا ہی نہ خان — آپ سچ کہتے ہین جو کہتے ہین ہان
مین برا ہی سہی لیکن میری جان — مری چاہت سے بھلا کیا نقصان

آپ کے حسن کی شہرت ہی سہی

غیر اغیار کرین شر تو کرین — اونکے بھڑکانے سے وہ گالیان دین
نیک و بد منہہ مین جو آئے سو کہین — ذکر تو ہے مرا اوس محفل مین

شکر کرتا ہون شکایت ہی سہی

ہمسے نرگس نہ کبھی آنکھ لڑائے — گل سے کہدو کہ نہ اب منہہ دیکھلائے
کیا ہمین نغمہ بلبل خوش آئے — وہ نہین ہی تو جہنم مین جائے

باغ دنیا ہمین جنت ہی سہی

مضطرب ہون تو مجھے سمجھالو — مین نہ آؤن تو تمہین بلوالو
بیٹھو باتین کرو بولو چالو — تم تغافل کی نہ عادت ڈالو

بیقراری مری عادت ہی سہی

اوسطرف کچھ [illegible] اشا ہی نہ سیر — منہہ کئے بیٹھے ہو کیون جانب غیر
کونسی بات [illegible] بشر کی کیا بیر — بولنے کی ہی قسم کہای تو خیر

بات موقوف اشارت ہی سہی

قیس و فرہاد حزین اے قاسم — ہو ہے پیوند زمین اے قاسم
مرگ جیہر اب ہی قرین ای قاسم — کچھ نسی تمپہ نہین اے قاسم

عشق جسنے کیا آفت ہی سہی

مخمس غزل مرزا رجب علی سرور شاگرد مرزا خانی نوازش مغفور

سنبل ہی گہاس کا کل پیچان کے سامنے
پتھر ہے لعل اوس لب خندان کے سامنے
ذرہ ہی مہر عارض تابان کے سامنے
قرآن کتاب ہے رخ جانان کے سامنے
مصحف اوٹھالون صاحب قرآن کی سامنے

گل منفعل ہی اوس گل خندان کے سامنے
کہدون کہو تو مالک و رضوان کے سامنے
نادم حنا ہی دل بریان کے سامنے
جنت ہی گرد کوچہ جانان کے سامنے
دوزخ ہی سرد سینہ سوزان کے سامنے

کیا اوسکے سامنے کوی ذکر جلب کرے
جا جا کے روز قبر سکندر پہ جو کہے
آئینہ ساز کیا اوسے جوہر دکہا سکے
سکتہ ابہی ہو روح سکندر کو شرم سے
آئینہ آئے گر ترے حیران کے سامنے

دامن مین گو کہ باقی ہین کل چار پانچ تار
اے قیس کسطرح نہ کرون اسپہ افتخار
وسعت سے اسکے پر دل صحرا ہی خار خار
پہر امید گر اسے پہلاون سوئے یار
دامان دشت تنگ ہو دامان کے سامنے

فکر رفو تو کس لئے کرتا ہے ناصحا
دیوانگی نے مجہکو تو عریان ہی کر دیا
دامن کہان رہا وہ گریبان کہان رہا
دست جنون سے وہ بہی نہ وحشت مین بچ سکا
پردہ جو کچھ رہا تہا گریبان کے سامنے

گر خواب مین بہی چاہ زنخدان کبہی دکہای
قران مین سورۂ یوسف ابہی مٹاے
یوسف کو میرا غیرت یوسف کنوئین جہکای
مشاطہ ہو عزیز زلیخا اگر وہ لائے

اوس مہر مصر کو مہ کنعان کے سامنے

نادان ہون کیا جو دیکھون تجھے آفتاب حشر
کچھ اصل ہی ہے تیری ارے آفتاب حشر
ہے عاقلون کا قول یہ اے آفتاب حشر
نادان کہہ رہے ہین جسے آفتاب حشر

ذرہ ہے اوسکے روی درخشان کے سامنے

ہوتا ہے زاغ مرغ خوش الحان سے ہم لوا
اُلّو بھی چاہتا ہے کہ بن جاؤن مین ہما
شاہین سے مقابلہ کرتا ہے پودنا
دم بند اس لٹورے کی جرأت نے کر دیا

کرتا ہے ریزہ بلبل بستان کے سامنے

دل میرا خاک و خون مین جہان پر لا ملا
کوچہ کا اوسکے وان سے غرض راستا ملا
آگے بڑھا تو معرکۂ کربلا ملا
دیوار سرخ خون سے دیکھے پتا ملا

قاصد ٹھہر گیا در جانان کے سامنے

گو روسیہ رقیب بہلاوے دیا کیا
پر اپنے نامہ بر کی بھی کیا عقل تھی رسا
اس ذہن پر فدا ہو مین اس ذہن پر فدا
دیوار سرخ خون سے دیکھے پتا ملا

قاصد ٹھہر گیا در جانان کے سامنے

واللہ زر کو خاک سے بدتر سمجھتے ہین
پاپوش اپنے افسر قیصر سمجھتے ہین
قاقم کا فرش خاک کا بستر سمجھتے ہین
پشمینہ پشم صاحب جوہر سمجھتے ہین

رکھتے حجاب ہین تن عریان کے سامنے

رہتا ہے دہیان جو قد بالاے یار کا
جاتی ہے آسمان تک اب نالے کی صدا
عشاق مین بلند ہو رتبہ نہ کیون مرا
کہتے ہین روز وصل جسے پست حوصلا

بے قدر ہے مری شب ہجران کے سامنے

وہ مُہر ہون کہ ناز سے مشتق ہی میرا نور — جس کو وہ پر مین جا کے رہون ہو وہ کوہ طور
کیک دری نہ کیون کہ پہرے مجہسے دور دور — تقریر دل جلاتی ہے سننے سے ای سرور

آتا ہی کون مجہ شرر افشان کے سامنے

مخمس غزل نواب الٰہی بخش خان معروف دہلوی کے

بس اب تو یہ ٹھانی ہے مرون یا کہ جیو نہین — واللہ ترے گہر کی طرف منہ نہ کرو نہین
بد وضع رقیبون کی طرح تو نہین ہون مین — او دل تو مین رکتا نہین اور جس سے رکو نہین

مرجاون ولے تا دم آخر نہ ملو نہین

اپنا نہ وہ عالم ہی نہ تیرا ہی ہے وہ سن — وہ راتین بسر ہو گئین اب لد گئے وہ دن
پہر آون ترے پہندے مین اصلا نہین ممکن — تو لاکہ بنا زلف کا دام اپنے و لیکن

وہ طایر عنقا ہون کہ ہرگز نہ پہنسو نہین

تو جا کے قسم روضۂ عباس پہ کہالے — یا خاک شفا کا ابھی کنٹھا تو اوٹھالے
کافر ہو یقین اب تری باتون کا جو لائے — قرآن کا جامہ تو اگر پہنکے آئے

باور تیرا کہنا نکیا ہے نہ کرو نین

چل ہوش کی کچھ باتین کر اتنا نہ بہک جا — سودا ہی تجہے خیر تو ہی بکتا ہے تو کیا
مین اور کرون گا تیری اب پہر بہی تمنا — یہ خوب کہا دیکہین گے کب تک نہ ملیگا

اسبات پہ تو جا ہے تو اب شرط بدو نہین

یعنی تری فرقت مین اگر لاکہہ بلا آئین — گر دل پہ وہ صدمے ہون کہ احباب بہی گہبرائین
بالفرض کہ سب موت کے سامان نظر آئین — آ پہین اگر چرخ و زمین دونون ملجائین

توبھی نہ کبھی تجھسے ملا ہون نہ ملون مین

مجھ مین بھی اگر مہر کی صحبت کی ہی خو بو ۔ تو دیکھیو کیا کرتا ہون مین باقی ہے تقا بو
چھواون تجھے ناک چنے اے بت بد خو ۔ تب نام ہی معروف مرا رہ تو سے ہے تو

چھاتی پہ تیری آٹھ پہر مونگ دلو نمین

مخمس بر غزل لا اعلم

مین بھی ہون آپ بھی ہین یہ دل رنجور بھی ہی ۔ مے بھی ہی جام بھی ہے عشق کا مذکور بھی ہی
سچ سچ اب کہدو مزاج آج تو مسرور بھی ہی ۔ جھوٹی باتون کے سوا کچھ تمہین منظور بھی ہی

کہ لگاوٹ ہی ہی دہوکا ہی ہے چل دور بھی ہی

آج تک آپ پہ ظاہر نہ ہوا میرا احال ۔ مجھسے لاحول ولا ہوےگا کب امر محال
ایسے ولیون سے ہون سایل یہ نہ کیجو گا خیال ۔ اسلیئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہے مقدور بھی ہی

دولت حسن زیادہ ہو ہمیشہ اقبال ۔ آپکے فیض سے ہون ہمسے لبشہ بالا مال
کیے دون خدمت عالی مین مفصل احوال ۔ اسلیئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی مقدور بھی ہی

مانگنے سے مجھے انجکو تو نفرت ہے کمال ۔ حضرت خضر ہین کیا آب لقا ہے کیا مال
آپ اپنی نہ کہین آپکا معلوم ہی حال ۔ اسلیئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہے مقدور بھی ہی

اپنے مشرب مین ہو ایجاب سے ناب حلال ۔ اور ہین یہ لب میگون بھی اسیطرح کی لال

کہین انکار نکیجیے گا سوائے اقبال　　اسلئے آپسے کرتا ہون مین ہو سیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی مقدور بھی ہی

حسن اخلاق کی تو آپکے شہرت ہی کمال　　حسن صورت بھی ہی اچھی خوبی تقدیر پہ ہی دال

میری گستاخیون سے آپ نہ فرمائین ملال　　اسلئے آپسے کرتا ہون مین ہو سیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی مقدور بھی ہی

اصل حاتم کی ہی کیا آپکو دن جس سی مثال　　آپکے فیض سے ہی ایک جہان مالا مال

دولت حسن کو یارب نہ ہو تا حشر زوال　　اسلئے آپسے کرتا ہون مین ہو سیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی مقدور بھی ہی

سینہ مانا کہ حسینونکا جہان مین نہین کال　　سب طرحسے ہون سبھی اچھے یہ ہی امر محال

ہان خدا کا دیا سب کچھ ہی یہان حسن و جمال　　اسلئے آپسے کرتا ہون مین ہو سیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی مقدور بھی ہی

آپکی بندہ نوازی کا ہو نہین شاہد حال　　آپ دلوایا ہی جسکا مجھے دے دیجے اوگال

آب ہوا اور اتنی عنایت کہ طبیعت ہو بحال　　اسلئے آپسے کرتا ہون مین ہو سیکا سوال

کہ سخاوت بھی ہی ہمت بھی ہی سب مقدور بھی ہی

ایک دکھ ہو تو گوارا کرے بیچارہ غریب　　عارضی سارے زمانیکے ہوئے اوسکو نصیب

دور رکھ زیست کی امید کہ ہے موت قریب　　تیرے بیمار کو یون دیکھ کے کہتے ہین طبیب

تپ بھی ہی درد بھی ہے سینہ مین ناسور بھی ہے

ناصحا شوق سے وہ مجھ پہ کرین جور و جفا　　میری یہ وضع نہین مین نہ کرون کا شکوا

خود ہی دانستہ مجھے درد محبت کا مزا　　وہ ستم کیون نہ کرین مجھپہ کہ معشوق ہون کا

یہی مذہب یہی مشرب یہی دستور یہی ہے

کسلئے تیری جدائی کا عبث رنج سہین | کاہیکو نوح کے طوفان کیطرح اشک بہین
میرزا مہر کو دے حکم سواری مین رہین | ساتھ ہاتھی کے جو عاشق ہو تو اسپ پہ کہین

کہ تجلی بھی ہو موسی بھی ہے اور طور بھی ہے

مخمس بر غزل نواب آغا علیخان مہر

مری جان وہ عاشق شیدا نہین | دعوی الفت اوسے زیبا نہین
اوسنے چاہت کا مزا پایا نہین | اوسکو لذت تشنہ [illegible] کی اصلا نہین

جو تیرے خنجر تلے تڑپا نہین

ہم جو نالے کرتے ہین شام و پگاہ | اب نہین وہ زلف رخ پر نگاہ
کہتے ناصح کیون خفا ہے بیگناہ | ہم جو ملتے ہین کف افسوس ملا

ہاتھ اوسکے پاون تک پہنچا نہین

کیا جتاتا ہے تو اپنا بانکپن | اسکو ہنگامہ گر چنچل ظالم ہین
میر سجان بہتر نہین ہے یہ چلن | ہم کہے دیتے ہین اے خاطر شکن

دل کسیکا توڑنا اچھا نہین

اوسکے کوچہ مین نہ کیون چلکر رہون | فایدہ کیا اس سے جو وحشی ہون
جنگلون مین کاہیکو مارا پھرون | خاک صحرا کس لیے چھانا کرون

مثل مجنون کچھ مین دیوانا نہین

کتنے ہین سب دیکھئے کیونکر ہو صبح | مہر کو اب دیکھئے کیونکر ہو صبح

شب ہے بیٹھے ہیں دیکھئے کیونکر ہو صبح — آج کی شب دیکھئے کیونکر ہو صبح

مہروہ خوش نظر آتا نہین

مخمس غزل راجہ بلوان سنگھ بہادر متخلص راجہ

ہر وقت ترا قصہ گویائی ہے اور مین — ہر آن ترا جلوہ رعنائی ہے اور مین
ہر دم ترا دھیان اے بت ترسائی ہے اور مین — کس منہ سے کہون عالم تنہائی ہے اور مین

داغون سے سدا انجمن آرائی ہے اور مین

[illegible] لالہ صحرائی ہے اور مین — بلبل تو کہان صحبت غوغائی ہے اور مین
یہ مطلع ہے اور زمزمہ پیرائی ہے اور مین — [illegible] شیدا ہے اور مین

اب خار ہین اور بادیہ پیمائی ہے اور مین

وان ناچ ہے اور رنگ ہے اور صحبت اغیار — یان یہ دل بیتاب ہے اور دیدہ خونبار
گلچھرے وہان اڑتے ہین یان اینٹون کی بوچھار — وان عیش ہے اور ساغر مے بزم ہے اور یار

یان خواری ہے بدنامی ہے رسوائی ہے اور مین

اغیار بھی فی النار ہوئے خالی ہے میدان — واللہ کہ موقع ہے کرافشا غم پنہان
ایسا کبھی پھر وقت نہین ملنے کا نادان — کیون راز نہین کہتا ہے اب اے دل نالان

اس جا پہ تو اک وہ بت ہرجائی ہے اور مین

جھگڑین جو جھگڑتے ہین گرین شوق سے چین چین — حاصل ہمین کیا کام ہمکو بیچ مین بولین
ہان سنتے ہین کچھ بحث تو ہے مری دوا مین — اب عشق کی بیماری یہ کہتی ہے کہ دیکھین

اوس رشک مسیحا کی مسیحائی ہے اور مین

کچھ شکر کہ بدگوئی کی عادت نہیں ہم مین
بس رکے رہین ورنہ تری ساری یہ فتنگین
معلوم ہوا اوس سے ابھی جا کے جو کہدین
اب عشق کی بیماری یہ کہتے ہے کہ دیکھین

اوس رشک مسیحا کی ہے اور مین

اسباتکو سب جانتے ہین عاقل و جاہل
اور متفق اللفظ ہین اس قول کے قایل
کہسار کو جنبش دین جو دو ہون کہین یکدل
زنجیر کا کیا توڑ نا زندان مین ہے مشکل

جب دست جنون ہو دل سودائی ہے اور مین

کب ہوش بجا رہتے ہین نقارے کے یارو
بس دیکہا ہے آواز دہل دور سے سن لو
کیون رشک جلا جل کف افسوس نہ اب ہو
جو گذری ہو نوبت شب ہجران مین نہ پوچھو

سینہ زنی ہو آہ کی شہنائی ہو اور مین

کیون کاہکشان ہو گئی مرے لئے ہالا
کیون ہو مرے آنکھون مین اب اندہیرا اوجالا
کیون حلقہ غم بنگیا مہتاب کا ہالا
کوئی تو بہنا تا ہے اوسے کان مین بالا

جو ہجر مین اک آفت بالائی ہے اور مین

مرنے کی خوشی ہے یہان احمق ہو سو روے
سرکاٹ لیجے کاش کہین خون مین ڈبوئے
اے غیرت لیلی مجھے کیون رشک نہوئے
مجنون تو نہ خاک پڑا چین سے سوئے

گردش مین سدا گنبد مینائی ہے اور مین

وہ دیکہتا ہو زلف کبھی اور کبھی سنبل
صحرائے ختن مین ہے یہ آشفتہ کاکل
وان قہقہا مینا کا ہے یان نالو نکا ہے غل
گلزار ہو وہ گل ہے اودہر نغمہ بلبل

جنگل ہے اودہر آہوی صحرائی ہو اور مین

داغ سر سودا زدہ کا کیا کرون شکوا
ہی تہرون کے صدمے سے سب جسم ہو نیلا

ہون صورت طاؤس مین پُر داغ سراپا
وحشت نے بنایا ہے مجھے کیا ہے تماشا
اک خلق مری گرد تماشائی ہے اور مین

بیٹھا ہون خدا تو ہے ارے او بت بے رحم
کافر ہو جواب پاس سے اوٹھے او بت بے رحم
سر مارون گا دروازہ ہی سے او بت بے رحم
مت آنے دے گھر مین تو مجھے او بت بے رحم
چوکھٹ ہی تیرے اور جبین سائی ہی اور مین

کل ہجر سے اوس ماہ کا مذکور جو آیا
کہنے لگا لکھون تو ہوا اک دفتر شکوا
پر لکھنے کا مقدور نہ کہنے کا ہے یارا
گویا وہ مت چھٹ ہی زبان چھٹ گئی ہی سے راجا
خاموشی ہی اور صبر و شکیبائی ہے اور مین

مخمس غزل شیخ احمد علی شیون

فردوس برین اور ہی گلزار جنان اور
اپنی سمجھ اب اور ہے اور واعظ کا بیان اور
خلوت اوسے کہتے ہین مخل ہو نہ جہان اور
اس طرح کا آرام میسر ہے کہان اور
بہتر نہین مرقد کے سوا کوئی مکان اور

وحشت نہین تو کہتے ہین کسکو خفقان اور
ممکن نہین چیز آپکی آئی کوئی یان اور
اک بات مری سننے کے لایق ہی یہ ہان اور
سمجھا لے پہ غیر و تنگ نہ کیجیگا گمان اور
دشمن ہین یہ کہتے ہین یہان اور وہان اور

ہر جائی تو بے شبہ ہین مشہور جہان آپ
کیون دیکھتے پھرتے ہین مگر اپنا مکان آپ
نکلے کبھی بیٹھے نہین دم بھر بھی یہان آپ
کچھ خیر تو ہے جاتے ہین اوٹھ اوٹھ کے کہان آپ
بتلائے صاحب مجھے ہوتا ہے گمان اور

سب خاک ہی بالائے زمین ہی کوئی اپنا
عیسی جو ہی افلاک نشین ہی کوئی اپنا
مجھکو تو نہین یار یقین ہے کوئی اپنا
عالم مین سوا تیرے نہین ہی کوئی اپنا
دروازہ ترا چھوڑ کے جاون مین کہان اور

چلو مین ہو اُو ادے کہ ظرف کیا ہے
ہم رندون کی کیفیتون کا رنگ جدا ہی
جمشید و فلاطون کا سب افسانہ سنا ہے
خم سے بھی نہون سیر ہم اک جام تو کیا ہی
چھینٹے مین تیرے آئینگے ای پیر مغان اور

تو یاد کرو کب لطف و عطا کرتے ہین مجھپر
قہر و غضب و جور جفا کرتے ہین مجھپر
اک طرفہ کرم ناز و ادا کرتے ہین مجھپر
وہ ظلم ستم جتنے سوا کرتے ہین مجھپر
غمزے کا یہ ہر بار اشارہ ہی کہ ہان اور

تلچھٹ بھی اگر دی تو تہہ خاک کدورت
لوٹا کرین میخانہ مین لپلوٹ کی صورت
ہمکو نہ جمعیت ہی نہ کچھ اوسکو ہی ہمت
وان ایک پیالہ کے پلانے مین ہی منت
یان منہہ سے لگی رہتی ہی اے پیر مغان اور

ای دل تجھے ہوتے ہین پیا ایسے ہی بلولے
چپ چاپ کسی کونے مین تو بیٹھ کے رو لے
وہم یار کی جا نہین کیا منہہ کوئی کھولے
تنگ آکے مرے نالوں سے ہمسایہ یہ بولے
اوٹھ جائیے بس ڈھونڈیئے اب کوئی مکان اور

سرسبز ہوا نامیہ کے فیض سے جنگل
تیر مژہ ناز سے لاے گا نیا پھل
ہی آب کمان قوس قزح کے لئے بادل
روئیے سے مرے ابروی جانانہ پڑی بل
برسات کے موسم مین چڑھی ہی ہیجان اور

شوال مین ارمان نکل جائینگے جی کے
سن لینا کہ پڑھنے کو دوگانہ گئے پی کے

ہم عید کو رہتے نہین قابو مین کسی کے — مستو وہ ہی دن آتے ہین پہر بادہ کشی کے

کچھ روز و ن کا مہمان ہی ماہ رمضان اور

جو لوگ سخن سنج مین کرتے ہین جو یہ فن — میزان مین وہ سب تولینگے دانہ ہو کہ خرمن

مجھکو تو ہوا اودہر کے تقریر سے روشن — سنکر مرے اشعار وہ فرماتے ہین شیون

بندش ہی یہ کچھ اور ہے طرز اور بیان اور

[illegible]

کفر ثابت ہی کہ ایمان مین دہوکا نکلا — تار زنار میری سبحہ کا ڈورا نکلا

شیخ جھوٹا ہوا رہبان ہی سچا نکلا — خانہ دل مین خدا دخل تو نکا نکلا

کعبہ ہم سمجھے تھے جسکو وہ کلیسا نکلا

سینہ سنگ مین اک لعل دریا نکلا — ابر نیسان مین فقط موتی کا دانا نکلا

اک مرے دم سے مگر دیکھو تو کیا کیا نکلا — لب و دندان کے تصور مین جو نالا نکلا

آگ سینہ مین لگی چشم سے دریا نکلا

کچھ اس شہر سے اب جائیے کہان کیا کیجیے — اور اگر رہیے تو ہر رہ کے بیان کیا کیجیے

بس نہ کچھ چل سکے جس جا پہ وہان کیا کیجیے — قدر کی گردش ایام بیان کیا کیجیے

جسکے عاشق ہوے وہ اور کا شیدا نکلا

چرخ اللہ نہ دینا ہی مجھے اب چکر — [illegible] کوکب اقبال کی رفعت دم بہر

مشتری چمکی ہوئی ہی مری [illegible] — جلوہ گر آج جو کوٹھے پہ ہی وہ رشک قمر

مری قسمت کا کوئی نیک ستارا نکلا

مرے پرتو سے ہوا دیدۂ [illegible] نور — جہک گئی گردن شیشہ بہی یہان کبر و غرور

ساقی بیباختہ بول اوٹھا کہ وہ آئی حضور — ہون وہ میکش کہ مری آنیسے سبکو ہی سرور

قہقہا کرتا ہوا بزم مین شیشا نکلا

جان نثاری کا رقیبونکو بہت دعوی تہا — اسی کوچہ مین رہا کرتا تہا اک میلا سا

ہان مگر جو ہین تمہین دست بہ قبضہ دیکھا — کوئی مقتل مین نہ ٹہرا مری جان مری سوا

کہئے مین عاشقونمین آپکے کیسا نکلا

کیا بیان کیجئے بیہودہ ستایا اسنے — شکل مجنون یوہین دیوانہ بنایا اسنے

جنگلون جنگلون ناحق ہی پہرایا اسنے — عالم اون آنکھون کا ہمکو نہ دکہایا اسنے

غرض اہوی بیابان بھی چکارا نکلا

چشم بد دور کہ دیکھا نہ سنا یہ رتبا — کون ہی پاس ادب جسکو نہ منظور رہا

باغ مین نرگس بیمار نے دی آنکھونپہ جا — وحشی چشم پئے سیر بیابان جو گیا

پیشوائی کے لئے آہوے صحرا نکلا

گل ہی گلشن مین ستایا کیا گلبانگ ہزار — نہ ٹہرتا تہا نہ ٹہری پہ وہان بلبل زار

تہے ہی دام مین ہرچند پہنسا آخرکار — تجسے صیاد کو پیدا ہوا جب ذوق شکار

طایر قبلہ نما توڑکے بیضا نکلا

کیون تڑپتا ہوا رہتا نہ بسان بسمل — بحث بیہودہ سی کرتے ہو عاقل جاہل

پر نہ سمجہا مجہے گہایل بہی کوئی الحاصل — دیکہا جراح نے جب خال کے زخمی کا دل

کہتے تہے جسکو سب سویدا سو وہ چہرا نکلا

ویسا ہی درد جگر کیا تیرے بیمار کا ہی — رنگ اور سبزہ شکر کیا تیرے بیمار کا ہی

آج دنیا سے سفر کیا تیرے بیمار کا ہی — حال کچہہ تو عدگر کیا تیرے بیمار کا ہی

پٹیتا روتا ہوا گھر سے مسیحا نکلا

اپنی شامت کہون کیا صبحکو مانگی تھی دعا
کہ الٰہی مجھے دے بخت سکندر کا سا
سو وہ مقبول ہوئی اوسکا یہ سامان ہوا
ایک بوسہ بھی نہ اوس بحر لطافت کا ملا

ہون وہ کم بخت کہ دریا سے بھی پیاسا نکلا

ٹھہر یہ کسکی سواری مین ہے حسن ترکیب
مشتعلین بغول بیابان ہین لیے دور و قریب
اردلی کالے ہرن دوڑتے ہین جا بجا عجیب
چتر ہے داغ جنون سر پہ تو نالا ہے نقیب

دشت وحشت مین عجب دہوم سے راجا نکلا

ولہ

غرض مسند سے کیا ہے فائدہ کیا ہے اگر تکیہ
نیا پایا ہوش غفلت مین کہ ہر بستر کہ ہر تکیہ
سرہانے سے سرک جاتا ہے ہمدم بیشتر تکیہ
غضب کرتے ہین کس غفلت پہ رکھتے ہین بستر تکیہ

یہ دنیا خواب ہے کیونکر رہیگا زیر سر تکیہ

رہے ناصح ہمین تا چند اپنے صبر پر تکیہ
کہ بیچینی ہوئی دہونڈہا بیٹے آرام اگر تکیہ
نہ کیون سر پھوڑئے دیوار سے اب پھینک کر تکیہ
رقیب روسیہ کا ہاتھ ہے وان زیر سر تکیہ

پڑے ہین منہ لپیٹے آنسوؤن سے یان ہے تر تکیہ

رہین نازک دماغی کے بہت طعنے نہ دے ناصح
ہماری میرزائین ہے تجھے شک بھی ارے ناصح
ہمیشہ سے ہم ایسے بے سر و سامان نتھے ناصح
کبھی نازان تھے ہم بھی خوبی طالع پہ ای ناصح

رہا کرتا تہا زانو کا کسیکے زیر سر تکیہ

نہین نبھنی کی ایسی دشمنون سے دوستی ہرگز
کہ جنکا جیکی خوش کرنیکو بھی چاہے نہ جی ہرگز
خدا الکا نہین اب منہہ مذ کہلائے کبھی ہرگز
نہین دینے کے بوسے یہ تو گلتکیونکی بھی ہرگز

تو نسے پاس ہو ہمکو خدا پر ہے مگر تکیہ

مرے سر کے لیے تیار وان خنجر دو دھارا ہے
مرے ہو قتل پر ہر آن ابرو کا اشارا ہے

رہی بالین پہ ایسے وقت سر پہ کب گوارا ہے
دلا جب یار سے بگڑی تو اب کسکا سہارا ہے

عجب کیا گر رہے پہلو تہی مجھسے ظفر تکیہ

چھپر کھٹ کی ہمین پروا ہے نے خواہش مسہری کی
نہ سونیکا پلنگ اپنا نہ چاندی کی پلنگڑی تھی

مگر الحمد اللہ کچھ کبھی ایذا نہین پاتے
عجب راحت سے اب تک تو خدا کے فضل سے گذری

گلی کی خاک بستر ہو تو لکا سنگ در تکیہ

رہا کرتا ہوں مین ہر دم اذیت کی تمنا مین
نہین آسایش دنیا مجھے درکار دنیا مین

اودھیڑی سینے ٹانکے زخم دل کے جوش سودا مین
مزا راحت کا آجاتا ہو مجھکو اپنی ایذا مین

مرے پہلو کا ہوتا ہے مزا زخم جگر تکیہ

بیان کیا کیجے صدمے اوٹھائے ہجر مین جو جو
کسی دشمن کو بھی یارب نہ ایسی بیقراری ہو

مرا حال اب نہ کچھ پوچھو مرا حال اب نہ کچھ پوچھو
شب فرقت مین بیچینی سے بیچینی ہوئی مجھکو

کدھر چادر کدھر توشک کدھر مین تھا کدھر تکیہ

ابھی پیری کہان فضل الٰہی سے جوانی ہے
مگر ضعف توانی شبہ مرنے کی نشانی ہے

کوئی ایسے مریضون کی امید زندگانی ہے
مریض عشق کو تیرے یہ زور ناتوانی ہے

سرکتا ہے نہین پہلو سے اب دو دو پہر تکیہ

سبب تکیہ بغل مین لیکے سونے کی تھی عادت
مگر مین ہجر مین سوچا کہ شاید ہو لیوین ہی راحت

سو قصہ للہ مختصر تکیہ سے بھی اب ہو گئی نفرت
کوئی آرام کی صورت نہین ممکن شب فرقت

کہا نسے لائے جانان تیرے پہلو کا اثر تکیہ

دری مسند کو آگے بڑہ کے کچہہ بچھواؤ تکیہ سے
خدا کیواسطے صاحب ادہر ہٹاؤ تکیہ سے
یہ کیا کرتی ہو تم ہنسی بہی تم پہر جاؤ تکیہ سے
نصیب دشمنان صدمہ نہ پہنچے گا تو تکیہ سے
پر عنقا کا تمکو چاہیے اسمیں گر تکیہ

جنہیں اے ہمنشین نیند آہی وہ ارام سے سوئین
وگر نہ یان تو ہاتے گذرتین ہین یون ہی راتین
مجہے بہی ہو امید خواب بخت خفتہ گر جاگین
نہین آتا ہے جس شب کو وہ آغوش تصور مین
لگا کے رہتا ہون سینہ سے اپنے رات بہر تکیہ

مرا سامان راحت کیا ہی سامان مصیبت ہے
مقدر ایسا ہوتا ہے اسے کہتے ہین قسمت ہے
جسے شب وصل کہتے ہین مری نزدیک فرقت ہے
نزاکت سے نزاکت ہے نقاہت سی نقاہت ہے
ہمارے اونکے پہلو مین رہا ہے رات بہر تکیہ

خدا جانے کہ عمہیر دل پریشتہ کو یہ کیا سوجہے
کہ پر تہی ناتہ اک دو گز زمین جاگیر ہو میرے
یہی کہتا تہا کل راجہ سے کرکے منت و زاری
فقیرانہ گذر کیجے کبہی آ کے لگے گا وہ بہی
بنایا چاہیے راجہ سر راہ گذر تکیہ

مخمس غزل نواب خاص محل صاحب شمع شبستان خاقانی گل سبزہ خانہ باغ ظل سبحانی یعنی بانوی بلقیس منزلت شاہ سلیمان جاہ محمد واجد علیشاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ متخلص بہ عالم

کیا کہین عالم جو کچہہ شبہاے ہجران کا رہا
جب ستارے ہمنے دیکہے دہیان افشان کا رہا
شام ہی سی پیچ یاد زلف پیچان کا رہا
سامنا بے یار کے جو ماہ تابان کا رہا

رات بھر ہمکو تصور روے جانان کا رہا

اپنی رونے پر ہنسی آتی ہے مجھکو ہر گھڑی — غوطہ خواب ڈھونڈھتی پھرتی ہین آنکھ ہر گھڑی
بچے گھر سب بہہ گئے پکی عمارت گر پڑی — جب لگا دی چشم تر نے مرے اشکون کی جھڑی

پھر نہ رہتا سامنے کچھہ ابر باران کا رہا

دیکھتے تھے جب یہ پلکین تھام لیتے تھے جگر — یا کسی گوشہ مین چلا کھینچتے تھے سہم کر
خوف رہتا تھا ہمین ہم رُخ تکر تے تھے ادہر — اے کمان ابرو بچا یا لاکھہ صورت سے مگر

کیا کشش ہو دل نشانہ تیر مژگان کا رہا

تیرے ٹھکرانے کو آخر چاہیے تھی کوئی شے — مین نہ کٹواتا تو ٹھکراتا کسے تو ہی بول
یہ جو رکھتا اپنی گردن پر بھلا مین تا بہ کے — کام آیا سر میرا قاتل تیری صد شکر ہے

ابتو مین ممنون نہ تیرے بار احسان کا رہا

لاکھہ باتون کی ہے یہ اک بات گر سنئے ذرا — اٹس کرتا ہو فقط انسان کو پیغام قضا
بیحیائی سے اگر کچھہ دن جیا تو کیا جیا — اوٹھہ گیا صد حیف اوسکو زندگی کا ذائقا

کچھہ مزا الفت مین جسکو درد ہجران کا رہا

راست بازی کی ہو نفرت یہ یقین کجباز ہی — تف باین رفعت کہ سفلہ پروری پر ناز ہے
فتنہ زا ہے کینہ جو ہی شعبدہ پرداز ہی — اپنی گردش سے ہمیشہ تفرقہ انداز ہے

یہہ ازل سے دور اس گردون گردان کا رہا

تجھکو کیا پروا ہمارے نالۂ و فریاد کی — تو ہی بلقیس اے پری کیا اصل آدم زاد کی
اب یہی صورت ہے تسکین دل ناشاد کی — داد مانگین گے اوسی سے ہم تیرے بیداد کی

ایک سا رتبا جہان مور و سلیمان کا رہا

بید مجنون کو بھلا کیا آپ سے تشبیہ دون — مری عریانی کا عالم ہی کہین اوس سے ہی فزون
مجھسے کیا پردہ ہے سب ظاہر ہے تجکو کیا کہون — جوشش وحشت نے یہ عالم کر دیا ہی لے جنون
پیرہن کیسا نہ ہوش اپنے تن و جان کا رہا

میرزا حاتم علی ہے ایک مرد ذی وقار — شاعر خوش اختلاط و حاکم شہر جہانا
کتنا سمجھا رہا پر تم نہ سمجھے مین زینہار — اوس صنم کی یاد مین کی بت پرستی اختیار
پاس کچھ بھی تمکو نہ عالم دین و ایمان کا رہا

صورت نمائی رابطہ دوات و قلم مخمس غزل بی درگاجان صاحبہ

بکھیڑا ایچ کا ہے اور مین ہون — دل انجمن مین مرا ہے اور مین ہون
یہ سودا سر پڑا ہی اور مین ہون — تری زلف رسا ہے اور مین ہون
یہی دام بلا ہے اور مین ہون

مکان آراستہ گھر ہے تو بیکار — ہوا ہے دخمہ (قبرستان) گلزار اے یار
مین ہون مردے کی صورت آہ مین ناچار — نہ کوئی یار ہے اپنا نہ غمخوار
خدا کا آسرا ہے اور مین ہون

سیہ بختی اور کوئی دوسرا ہے — مجھے سے نام کالجگ کا ہوا ہے
اندھیرا گھپ ہے کچھ بھی سوجھتا ہے — شب فرقت مین سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

نزاکت ختم ہے اوس دل ربا پر — نقاہت مجھ ضعیف و مبتلا پر
دئے ہین ناتوانی نے لگا پر — اوڑا یا ضعف نے مجھکو ہوا پر

بگولا ہے صبا ہے اور مین ہون

مین ہون اوس شخص کا ممنون احسان | جو یہ پیغام پہنچاوے میرا وان
کہ اتنا تو رحم کر للہ جانان | شب فرقت مین ہون دم بھر کا مہمان

قضا کا سامنا ہے اور مین ہون

مین ہی کرتا ہون پیارا سے جہان تمکو | مرے اس چاہنے کی داد تو دو
ادہر دیکھو ابھی کچھ منہ سے بولو | سوال وصل سنکر چپ ہوئی ہو

تمہاری یہ جفا ہے اور مین ہون

نہ سمجھے تم اگر عاشق نہ سمجھے | مجھے تو اپنی الفت کے ہین دعوے
مجال اتنی ہے کسکی جو اوٹھاوے | اوٹھائے سے نہ اوٹھون گا کسی کے

در دولت سرا ہے اور مین ہون

کبھی ہے شکل آئینہ تحیر | پریشان ہون کبھی پیہم تواتر
گواہ روز و شب ہین دو مہ و خور | رخ و گیسو کا رہتا ہے تصور

یہ غم صبح و مسا ہے اور مین ہون

ہوئے جانباز کب مرنے سے بد دل | انہین بیہودہ دہمکانے سے حاصل
کہان ہوش سے آکر آپ قاتل | یہی کہتا ہے اوس ابرو کا مائل

دم تیغ جفا ہے اور مین ہون

خدا کی دی ہوئی عزت ہے اونکو | تو کیون مجھسے نہین رغبت ہو اونکو
مری تقدیر اگر نفرت ہے اونکو | وہان اغیار سے صحبت ہے اونکو

یہان آہ و بکا ہے اور مین ہون

جہان رہرو ہمین ہے حاجت خضر
سپے راہ زمین ہے حاجت خضر
مجھے کیا ہر کہین ہے حاجت خضر
تری رہ مین نہین ہے حاجت خضر

میرا دل رہنما ہے اور مین ہون

لطیفی کو جگت کو یا ہنسی کو
نہین تکلیف دیتا مین کسی کو
طرب کو شادمانی کو خوشی کو
غم ہجران ہے کافی دل لگی کو

یہی مونس ہمیشہ ہے اور مین ہون

غزل تضمین اون کی کر رہا ہون
اب اس سے بڑھ کے نعت کیا مین چاہون
زبان سے ہمزبان دل ربا ہون
لب جان بخش جانان چوستا ہون

نصیب آب بقا ہے اور مین ہون

مسلا اپنا کعبہ سے اوٹھا ہے
مسلانی پہ سایہ کعبہ کا ہے
تو بتخانہ مین آسن جمگیا ہے
بتون پر دل میرا شیدا ہوا ہے

یہ الطاف خدا ہے اور مین ہون

یہی کہتا ہے ہر دم شوخ جی ہے
مری آغوش مین آ صبر تا کے
سزہ اب جان عاشق کو تو درپے
قیامت کا صنم خطرہ نہین ہے

نبی حامی مرا ہے اور مین ہون

صحبت اک دم بھی عمر بھر نہ ہوئے
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

ولہ

کبھی آرام سے بسر نہ ہوئی
کچھ دوا اے دل وجگر نہ ہوئی

مر گئے ہم او نہین خبر نہ ہوئے

جو مصیبت پڑی سے ہم نے
کچھ شکایت کبھی نہ کی ہم نے

آخر آخر بری بھلی ہم سے | اپنی صورت مٹا ہی دی ہم نے

اونکو اسپر بھی کچھ نظر نہ ہوئے

کیون نہ دیپک ہو خاک جل بھنکے | کیا سنے گا کوئی اسی سن کے
راگ بھی تو نہین ہے اس ذہن کی | دل پہ تاثیر کر گئے اون کے

شکر ہے آہ بے اثر نہوئے

نہ شماران کا نوحہ امر و مین | نہ یہ اصحاب کیف کی مد مین
کھئے بے مثل خواب پی حد مین | شب فرقت کی جاگی مرقد مین

ایسے سوئے کہ کچھ خبر نہوئے

فکر شاعر کہان نہین جاتی | نہین پاتی مگر نہین پاتی
اسکے دہوکے ہین جو ہر ذاتی | ہر تو لیکن نظر نہین آتے

رشتہ جان ہوا کمر نہ ہوئے

ہمدم و ہم جیم اپنے تھے جیسے | پاؤن گا وہ رفیق اب کیسے
ہائے افسوس عشق کی شئے سے | دل و جان ہجر مین گئے ایسے

ایک کو ایک کی خبر نہوئے

اچھا بندہ پہ لطف فرمایا | واہ تا صبح خوب جگوایا
بیقراری نے مجھکو تڑپایا | صبح آیا نہ یار سے آیا

دل کو تسکین رات بھر نہوئے

شام غربت ہوئی ہے سودائی | اوسنے یہ تیرگی کہان پائے
کالی آندہی کی طرح سے آئی | شام بخت سیاہ کی چھائے

شب فرقت تری سحر نہوئے

نہین ملتا ہی تخلیہ کوئی دم
عہد کی ہے صلاح مستحکم

سنگ سینہ ہوا ہے شیخ حرم
رہین اب دیر ہی مین چل کے صنم

اپنی کعبہ مین تو بسر نہوئے

مخمس بر غزل لاادری

مجھے سیر چمن کی ہوس نہ رہے کسی گل سے علاقہ میرا نہ رہا
نہین بند ہین اب کسی بت سے غرض میرا پہلا سا دل بخدا نہ رہا
مجھے اور حسینون سے کام ہی کیا ہین وہ مایل نازو ادا نہ رہا
ہوا جب سے مین عاشق زار ترا کسی اور کا عشق ذرا نہ رہا
نہ تو خواہش حور نہ شوق پری کوئی دہیان مین تیرے سوا نہ رہا

کوئی خبط بتاتا ہے کوئی جنون کوئی کہتا ہے سحر تو کوئی فسون
میرا حال ہی روز بروز زبون تجھے رحم نہین مین مرون کہ جیون
مین عجیب رنج و عذاب مین ہون مین عجیب رنج و عذاب مین ہون
نہ تو ہوش کہ حال کچھ اپنا کہون نہ حواس کہ تیرے قدم پہ گرون
جو کرون ہی تو کونسا کام کرون مرا ہوش و حواس بجا نہ رہا

کبھی جا سے جو باد صبا تو ادہر تو یہ کہیو کہ ایک پرشتہ جگر
تیرے غم مین جو پھرتا ہے خاک بسر سو یہ اوسنے کہا ہی بدیدہ تر
مجھے تیری ہی یاد ہے آٹھ پہر مجھے تیری ہی یاد ہے آٹھ پہر
تیرے عشق نے دل مین کیا یہ اثر رہی اپنی لگانے کی کچھ نہ خبر

اسی سوچ مین گذری شام و سحر کہ کوئی بھی شریک ہمراہ نہ رہا
مینے مان گا جو نسخہ ٹھنڈا ئے کا مجھے دیکھتی ہی دم سرد بھرا

مین طبیبون کی اب نکرون گا دوا مجھے ان سے نہین ہے امید شفا
مجھے غنچہ سونگنے سے فائدہ کیا مجھے کاکل مشک فشان کو سونگھا

میرے عیسی وقت برائے خدا تپ ہجر مین شربت وصل پلا
نہین ہوتا ہون راہی ملک بقا کوئی آن مین دیکھو رہا نہ رہا

تجھے کیون نہ ہو دعوا خدائی کا تجھے اے صنم ہے یہہ ناز بجا
تیرے شیفتہ کیسے ہین صل علی کہ ہر ایک سے ایک کا رتبہ سوا

کہین صورت ذرہ ہے مہر بڑا کہین نادر خستہ کی ہے یہ صدا
ترے کوچہ مین نادر بے سروپا شب و روز پھرے ہے مثل صبا

تیرے پاس تلک تو مین آنہ سکا یہ سبب تھا کہ وقت رسا نہ رہا

مسدس

درد دل سے نہین تھمتا کبھی آنسو اپنا
نہ شفا ہو جو معالج ہو ارسطو اپنا
اور ممکن نہین یہہ امر کہ ہو تو اپنا
اس سے بہتر ہے کہ قصہ کرین یکسو اپنا
پھینک دینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

یہ تو نا ہے کہ کچھ زور نہین ہے تجھ پر
اور ہے حال دل زار عیان اے دل بر
بعد مدت ہمین اک بات بھی سوجھی ہے مگر
جبکہ دیکھین گے کہ ہے حد سے زیادہ مضطر

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

مرے جان ہم ہی نہین ہین گئی گذری ایسے
اپنی پر آپ تو ہین جبر کی مختار ارے
کہ حقیقت مین کوئی کچھ نہ حقیقت سمجھے
بیقراری ہے اگر دل ہی کی بے چینی سے

پھینکدینگے ہم لسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

جانے جانے ہی کی رٹ ہے تو بہت خوب اچھا
جانتے ہین کہ نمانیگا تو کہنا اصلا
اے صنم تجھسے یہہ کہو نگر کہین للّٰلہ سخا
اک فقط دل کا تردد ہے سو یہ بات ہی کیا

پھینکدینگے ہم لسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

ہم تجھے جانتے تھے نے تو ہمین جانتا تھا
کاہیکو ہم سے تو اسطرح بہوین تانتا تھا
ایک کو ایک مرے جان نہ پہچانتا تھا
جو کیا اسنے کیا کب یہ کہا مانتا تھا

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

اس لعین نے ہمین بدنام کیا عالم مین
یہی مردود ہوا جان کا دشمن دم مین
اسی ملعون نے رکہا ہے ہمیشہ غم مین
اب نہین رنج والم سہنے کی طاقت ہم مین

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

غیر نفرون کی جو صحبت سے نہین تمکو نفور
ضبط کرسکتے ہین ہم اپنے پہ حتی المقدور

اور اگر ضبط مین بھی پائینگے کچھ دل کا قصور — تو خدا عالم و دانا ہے کہ ایجان ضرور

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہی قابو اپنا

طعن و تشنیع کبھی غیرون کی سنواتا ہے — کبھی ناصح سے بھی بیفایدہ لڑواتا ہے
کبھی ہنگامہ محشر ہمین دکھلاتا ہے — کبھی رلواتا ہے پٹواتا ہے تڑپاتا ہے

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین پر دل پر تو ہے قابو اپنا

تجھسے دو دن کی ملاقات مین کیا کیجے گلا — تیرا جی چاہا ملا جی سے ترے سچا ہا نہ ملا
دل کی ہل چل سے مرینگے نہ کہین گے کہ چلا — بلکہ ایجان جہان ایکے کبھی دل جو ہلا

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

کعبہ دیر انسا آتا ہے نظر خالی ہے دیر — لیکن اوس کو نہین اک نعش پہ کچھ جمع ہین غیر
میرزا حاتم علی مہر کی ہو جانگی خیر — وہ کہا کرتا تھا اکثر کہ کبھی دیکھیو سیر

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

مسدس مطلع میرزا مہر

جو راستی پہ رہے کج ادائیان دیکھین — جو صلح چاہی کبھی تو لڑائیان دیکھین
جو [illegible] دیکھ ہمیشہ صفائیان دیکھین — غرض کہ آفتین جو ہم پہ آئیان دیکھین

جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تیری سب برائیاں دیکھیں

تجھے ہم ایسا نہ سمجھے تھے جسقدر پایا
کہ پاؤں پڑنے میں بھی تجھسے دردِ سر پایا
عجیب ظالم و بے مہر و فتنہ گر پایا
بس اب تو جیسا کیا ہمنے ویسا بھر پایا

جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

تجھے سے پہل ہوئی ظلم کی صنم بخدا
ہزار شکر کہ ثابت ہوئی نہ اپنی خطا
جو کچھ ہوا سو وہ الحمد للہ تجھسے ہوا
کبھی گلا نہ کیا کچھ کبھی گلا نہ کیا

جفائیں دیکھ لیاں بیوفاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

کسی طرح سے نہ ٹھہرا ہمیں واجب التعزیر
دعائے خیر ہی کرتا رہا تجھے یہ فقیر
ہوئی نہ تجھ سے کوئی آج تک تری تقصیر
مگر تیرے ہی طرف سے بقول حضرت میر

جفائیں دیکھ لیاں بیوفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تیری سب برائیاں دیکھیں

جو تو نے رنج دیا ہمکو ہم نے راحت دی
ہمیشہ بیٹھتے اوٹھتے ہمیں اذیت دی
ہمیں ذلیل کیا تو نے ہمنے عزت دی
ہمیں خدا نے محبت تجھے عداوت دی

جفائیں دیکھ لیاں بیوفاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

جو تجھ میں ہوتی کہیں اک ذرا بھی بوئے وفا
تو حال مہر خدا جانئے کہ کیا ہوتا

امید لطف پہ سہتا یہہ تا بہ حشر جفا | اسی مین خستہ تھے جو تجکو یار شر ہی رہا

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین
بہلا ہوا کہ تیری سب برائیان دیکھین

مسدس

بیان کس سے کرون جا کے ماجرائے فراق | مین ہی رہا ہون زمانہ مین آشنائے فراق
مجھے سے وصل مین غم پوچہتا ہی آئے فراق | غرض کہ ہون مین کہا ہر حال مین برائے فراق

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

آنسے سے مری ہی جسے مین آئی فرقت یار | رہا ہون درد جدائی سے مین ہی زار و نزار
عیان ہین مرے ہی بخت سیاہ کے آثار | رہی ہو میری ہی قسمت مین ہجر کی شب تار

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

مرے ہی سامنے غم دست بستہ حاضر ہی | مین ہی ہون وہ کہ جسے ہجر کی یہ خاطر ہے
جدائے تن سے جو جاہے وہ میرا ہی سر ہے | مجھے کو پاون رگڑ نیکا مشغلہ پھر ہے

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

مرے ہی سوز کا چرچا ہی شمع سے روشن | مرے ہی داغ کا نقشہ ہے لالہ گلشن
مجھے سے نالے اڑا لیا ہے مرغ چمن | مرا ہی دوست رہا ہے فراق سا دشمن

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق

کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مرے ہی آنکھونسے جاری رہا ہی خون جگر
مراہی سینہ ہے ناوک ستم کو سپر
میراہی دل ہی ہمیشہ رہا جو درد کا گھر
مین ہی ہون وہ کہ ہوئی جسکی رنج وغم مین بسر

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مین ہی ہون وہ کہ فلک جسکا دشمن جان ہی
مین ہی ہون خندۂ گل جسکو زخم خندان ہی
مین ہی ہون طائر دل جسکا مرغ بریان ہی
مین ہی ہون شور عنادل بجسے نمکدان ہے

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مجھے کو دوری مدے کیا ہے مہر ہلال
خوشی حرام مجھے کو ہے اور رنج حلال
مجھے کو مشق تصور مین بھی ہوا ہے کمال
مجھے کو وصل کے بدلے ہوا نصیب وصال

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مسدس در ہجو دوستان

کیا حال دوستان زمانہ بیان کرون
کیا درد دل مین خانہ بخانہ بیان کرون
کیا دشمنی کا اونکے فسانہ بیان کرون
کس سے یہ جا کے مضطر بانہ بیان کرون

ہر دوستم بہ دشمنی آہنگ میکند
ہا ہر کہ آشتی بہ کنم جنگ میکند

ظاہر ہین جو صاف یہ ارباب روزگار ‏ تو دل بسان شیشۂ ساعت ہین پر غبار
دشمن گھڑی مین ہوتے ہین برسون کے دوستدار ‏ میرا چنانچہ حال یہ ہے میر دلفگار

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

رہتا ہے دل تو بغض و حسد سے بھرا ہوا ‏ ظاہر کا ڈھنگ یہ جو کوئی دوست مل گیا
تسلیم ہے مزاج مبارک جناب کا ‏ ایسے ہی دوست تھے جنھیں بنظر یہ کہتا تھا

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

جنکو کہ اونہا سے محبت کمال ہے ‏ واللہ دشمنی مین اونہین کو کمال ہے
اونکے دلون مین دخل محبت محال ہے ‏ یہ شعر میرزا کا مرے حسب حال ہے

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

کرتا ہے جس سے یہ فلک کجروش کجی ‏ تا حشر یہ بھی اوس سے نہین کرتے راستی
رکھتے ہین جیسی دشمنی ظاہر مین دوستی ‏ القصہ ان سے خوش نہ ہوا دل مرا کبھی

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

جس [illegible] ہر چند [illegible] محبت پاک ‏ پوچھین نہ حال اوسکا وہ ہوجائے گو ہلاک
فرمایئے [illegible] جہان پاک ‏ ایسے ہی دوستون نے مرا دل ہے چاک چاک

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند

با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

اطوار اہل دہر سے اب دل پہ تنگ ہے
اس عہد مین ہر اک کا نرالا ہی ڈہنگ ہے
مینا ہی دلکو وضع زمانہ کی سنگ ہے
جو آشنا ہی سجر ستم کا نہنگ ہے

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

سیّد ہی کوئی کوئی مغل اور کوئی خان
افعال کا بین اونکے کرون مین کیا بیان
باالذات ہے غرض کہ ہر اک عالی خاندان
کافی یہ ایک نکتہ ہے بس ہر نکتہ دان

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

مسدس

بتون کے ناز نہین اوٹھتے اب خدا کی قسم
ہمیشہ رہتا ہون مین مبتلائے دردو الم
ہمیشہ کرتے ہین یہ اک نہ اک نیا ہی ستم
غرض کہ جان ہی پر آبنی ہی اے ہمدم

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

بلا سے جان ہی مجھے تو یہ عشق زلف سیاہ
بسان دود پریشان جگر سے اوٹھتے ہے آہ
کہ دل پہ سانپ سا بس لوٹتا ہی شام وپگاہ
یہی دعا شب فرقت مین ہے مری واللہ

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

اگر نہ عشق بتین صنم ہوا ہوتا
تو بتکدہ مین مین کیون جاکے جبہہ سا ہوتا

جو سرنوشت مین اپنی نہ یہ لکھا ہوتا
تو میرے مینے بھی اس شعر کو پڑہا ہوتا

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ ابرو مین نہ دکہاتین جو جوہر شمشیر
نکرتے سینہ مین مژگان جو کار خنجر و تیر
سناتے گر نہ وہ ترکان چشم بے تقصیر
تو ہم نکرتے یہ محراب کعبہ مین تقریر

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ ترک چشم سیہ مست یون نہوتے اگر
تو چشم زخم سے کچھ دلکو تہا نہ خوف و خطر
پر اب نہ دون مین کیون حال زار خون شدہ
بجاے دل ہے یہان شیشہ مے احمر

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

لکہون نہ کیون الف اقتلو مین مینی کو
کہ اوس سے ناک مین دم آگیا ہے لے یارو
ہزار ڈہنگ سے منت کرو کہ ناک گسو
پر اوسکا بوسہ نہین ملتا دوستو اب تو

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

جو گل کو دیکہکے مجکو وہ کان آگئے یاد
تو اوسنے چاہے بہت کان داد جان کی دو
مگر نپایا او نہین عجب کہ سامع فریاد
تو ہات کانون پہ رکہکر یہ بولا مین ناشاد

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

ہوا ہون جب سے کہ مین بلبل گل رخسار
لگے زبان پہ فغان ہے تو گاہ نالہ زار
تبھی سے اس مری اکدل پہ آفتین ہین ہزار
مگر مین کس سے کرون جا کے حال دل اظہار

ولی نماند کہ دیگر شکست بر دارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بر دارد

ہمارے دشمن جانی ہین برگ گل ہو وہ لب
مگر ہماری مسیحائی کی نہ ہا ہے غضب
اگرچہ کہتے ہین رشک مسیح اونکو سب
اوٹھائی ہمنے بہت درد دل سے رنج و تعب

ولی نماند کہ دیگر شکست بر دارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بر دارد

ہماری جان کو سیری کی ہین گنے دندان
گلو ہے صاف کی ترغیب ہے یہ صاف کہان
گرے ہین چاہ زنخدان مین یوسف کنعان
گلے کو کاٹ کے مرجائے کیون کے انسان

ولی نماند کہ دیگر شکست بر دارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بر دارد

ستم کو زور دلاتے ہین سا عدو بازو
نہ اپنا زور ہے دل پر نہ اپنا کچھ قابو
تو اونکے ہاتھون کے قبضہ مین دلکا ہی پہلو
تمام بہگیا آنکھون کی راہ ہو کے لہو

ولی نماند کہ دیگر شکست بر دارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بر دارد

وہ سینہ کینہ عشاق کا ہے گنجینہ
کہ دل جو دیتا ہے اوسکو اوسے ہے کینہ
غضب ہے اوسپہ نظر آئے جسکو وہ سینہ
ہمارے دل کا تو ہے حال صاف آئینہ

ولی نماند کہ دیگر شکست بر دارد

خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ کچھ جو چیزین ہین دو ابھری سینہ کی | سوا اونکی سختی سے ظاہر ہے اوسکی سنگدلی
لگاے ہاتھ او نہین یہ مجال ہے کسکی | ہمارے ہاتھ ہی ملتے تمام عمر گئی

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

شکم سے نیچے اب اے مہر تا بہ ناخن پا | کرشمہ دامن دل میکشد کہ باش اینجا
مگر کبھی دیتی ہی کچھ پیچ پیچ مین دہو کا | غرض کہ آفت جان عضو عضو ہے اونکا

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

ہجو کسانیکہ قصیدہ ہمطرح قصیدہ گویا را کہ از من بود قصیدہ گویا گمان کردند

اے کس جا مجھکو بخت ارجمند | یان سے بہتر ہے کہین زندان و بند
پست ہو جاے نہ کیون فکر بلند | جمع ہین یان کیسے کیسے عقلمند

سے دو وصد را کہ دو لب شناختند
مفت جان خویشتن را باختند

صبح کو یہ رو سیہ کہتے ہین شام | رات کو دن جانتے ہین خاص و عام
آسمان کا یان زمین رکھتے ہین نام | ہی انہین کے حق مین صادق یہ کلام

سے دو وصد را کہ دو لب شناختند
مفت جان خویشتن را باختند

کس قدر بے عقل ہیں یہ گیدی خر
سونڈ دیکھے اور کی دُم پر نظر
ایک دن ہاتھی انھیں آیا نظر
سچ کہا کیا جانئے منہ ہے کدھر

سے دو صد را کدو بشتا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

کوی انمیں سے جو کنجڑو ہیں گیا
داب بیٹھا وہ یہ چلایا کیا
جسپہ دھوکا تھا کدو کا وہ چھوا
پوچھا قاضی نے تو کنجڑی نے کہا

سے دو صد را کدو بشتا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

انکی عزت ہے جو ہو بے عزت
نیک و بد کی کب تمیز انکو ہوئی
جوتی اور ٹوپی ہے ان کی ایک سے
مہر سُن نے کی ہے یہ بھی دل لگے

سے دو صد را کدو بشتا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

مسدس

خوب جانے کی سنا ہی اک غضب آجائیگا
بن تمہارے مجھسے یان اکدم نہ ٹھہرا جائیگا
لکھنو اس شہر سے عاصی بھی سیدھا جائیگا
پیر گہلا ہی زین ناحق میرا لاشا جائیگا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یا لنسے بندہ جائیگا
کوی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

ہر جگہ موجود ہے صاحب خدا سے کارساز
جان دونگا یا دآئینگی جو فرقت میں یہ ناز
جو مقدر ہی یہیں پہنچائیگا وہ بے نیاز
خون ناحق اپنی گردن پر نہ لو بندہ نواز

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

جاتے ہو تم کہ تمکو دیکھکر جیتا ہوں مین — بندہ پرور آپ ہی کے دم کا دم بھرتا ہوں مین
جان تمکو جانتا ہون عاشق شیدا ہوں مین — گل ہو تم بلبل ہون مین تم شمع پروانا ہوں مین

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

مری تو ہے یہ تمنا تم رہو پیش نظر — ہر گھڑی ہر آن ہر دم روز و شب شام و سحر
سو مرے آگے ہی تم کرنے لگے ذکر سفر — چپ رہو للہ مین سنتا نہین ایسی خبر

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مر جائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

ہولی کرنے جاوگے تم ہوگا یان کچھ اور رنگ — یعنی دکھلائیگا چشم خونفشان اپنی امنگ
ہوگی پچکاری ہمارے واسطے تشکل تفنگ — رنگ کا بھی حوض بنجائیگا بس کام تنگ

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

تا مر جائیگا نہ لو ایذا جو کچھ دینے ہو دو — درد پہلو مین او ٹھیگا کیون اوٹھو بیٹھے رہو
اور صورت سے رولاؤ اور صورت سے ہنسو — اسطرح کے ظلم سے تو رحم ہی مجھپر کرو

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مر جائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

جان بلب ہون کوئی دم مین اپنا قصہ ہی تمام — کون مجھ بیکس کا اوسکے پاس لیجاے پیام

نے صبا سے کام نکلا نے کبوتر آیا کام ۔ کس سے کہلا بھیجیے مضطر ہے صاحب غلام

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

کوئی ایسا بھی مشیر اوسکا نہیں آتا نظر ۔ رحم آتا ہو کبھی جسکو کہ میرے حال پر
تا وہ سمجھا کر کہے اتنا جو ہو ذکر سفر ۔ خیر تو ہے کیتے کیا ہو دھیان آیا ہے کدھر

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

کس طرح کس منہ سے اب حال دل مضطر کہوں ۔ منہ کی کھاؤں گر کہیں اک حرف بھی منہ پر کہوں
ہائے ہے اون کا نجانیکے لئے میں گر کہوں ۔ سخت حیران ہوں الٰہی پھر بھلا کیونکر کہوں

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

سنتے ہی ذکر سفر درد جگر ہونے لگا ۔ اے لو غش طاری پھر اب دو دو پہر ہونے لگا
پھر دل بیتاب میں غم کا گذر ہونے لگا ۔ دیکھیو آنکھوں سے جوش چشم تر ہونے لگا

مت یہ گھبرا کر کہو یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

اک عجب اندھیر یان اے مہ جبیں ہو جائیگا ۔ تم گئے تو شہر چپہ بھر زمیں ہو جائیگا
چرخ اطلس بھی لباس ماتمیں ہو جائیگا ۔ بندہ پرور جو کہ ہوتا ہے یہیں ہو جائیگا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

مثلث غزل حافظ

کیسے ہین خواہان بوسہ تجھسے ساقی ہم ہنوز | بر نیامد از تمنائے لبت کامم ہنوز
برامید جام لعلت دُردِ آشامم ہنوز

ہون گرفتار بلائے ناگہانی مو بمو | روز اول رفت دینم در سر زلفین او
تا چہ خواہد شد درین سودا سر انجامم ہنوز

جس سے سرخوش ہو کے مارون سر پہ اپنی خشت دن | ساقیا یک جرعۂ زان آب آتش گون کہ من
درمیان پختگان عشق او خامم ہنوز

زخم یون پیدا ہوا تا ہو دو امشک ختن | از خطا گفتم شبے موی ترا مشک ختن
مے زند ہر لحظہ تیغ مو براندامم ہنوز

کیون نہ ہو ایسے لب جان بخش کا عیسی بھی محو | نام من رفتہ است روزے بر لب جانان بسہو
اہل دل را بوے جان می آید از نامم ہنوز

ہے ترقی نشہ کی ہون رند عیسی منزلت | در ازل داد است ما را ساقی لعل لبت
جرعۂ جامی کہ من مدہوش آن جامم ہنوز

چہرۂ پر نور کی اسدرسے تیری آب و تاب | پرتو روے ترا در خلوتم دید آفتاب
می دود ہر دم چو سایہ بر لب بامم ہنوز

اور کچھ تدبیر فرمائے مسیحائے زمان | اے کہ گفتی جان بدہ تا باشدت آرام جان
جان بغمہایت سپردم نیست آرامم ہنوز

خضر کا احسان اوٹھائے مہر کو کیون ہو یہ لت | در قلم آورد حافظ قصۂ لعل لبت
آب حیوان میچکد ہر دم ز اقلامم ہنوز

مثلث غزل فقیر محمد خان گویا

ہے قبا گل کا گریبان قبا میرے بعد ۔۔۔ ہر روش خاک اوڑاتی ہے صبا میرے بعد
ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میرے بعد

ہاے یہ ایک بڑا پیچ پڑا میرے بعد ۔۔۔ کتنے دن یار نے شانہ نکیا میرے بعد
کیا پریشان رہی زلف دوتا میرے بعد

رہے موقوف یہ تزئین ذرا میرے بعد ۔۔۔ خون ہرا کر کے لگا نا نہ حنا میرے بعد
دست رنگین نہو انگشت نما میرے بعد

آشنا ہوگئے بیگانہ ولا میرے بعد ۔۔۔ کوئی لاشے پہ مرے آنہ پہرا میرے بعد
استخوان کہانے بھی آیا نہ ہما میرے بعد

قید کیون رکہتا کسیکو وہ بھلا میرے بعد ۔۔۔ کردیا اوسنے اسیرون کو رہا میرے بعد
طایر رنگ حنا تک نرہا میرے بعد

حق الفت کیا ہر اک نے ادا میرے بعد ۔۔۔ ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد
اسطرح یارون نے قرآن پڑہا میرے بعد

سچ ہے دنیا مین ولا شادی و غم توام ہے ۔۔۔ قتل سے اپنی بہت خوش ہین ولی یہ غم ہے
دست قاتل کو بہت رنج ہوا میرے بعد

خاک پا سرمہ چشم اپنی ہوئی جس لت کی ۔۔۔ ٹہوکرین سر میرا کہاتا نہ پہرا کس کس کی
کون ہے دوست کہ دشمن نہوا میرے بعد

مجہسے میخوار کا مرنا نہین ساقی اچہا ۔۔۔ سنگ سے پہوڑینگے سر جام جو ہین ست ہوا
کاٹ ڈالیگی صراحی بھی گلا میرے بعد

کسقدر وصل کی تھی مجھکو تمنا یارو — تھا دم قتل یہی دہیان نچھوڑون اوسکو

خون بھی قاتل ہی کی جانب کو بہا میرے بعد

اس سعادت سے تو پھر دم نہ مجھکو رہیئے — استخوان میری سگ یار تلک پہنچا دے

اتنا احسان کیے مجھ پہ ہما میرے بعد

کیا ہی تب شوق شہادت سے ندامت ہوئی جب — صدمہ تیغ کی اور فرط نزاکت کے سبب

پہلے مین گر پڑا اور بار گرا میرے بعد

پھر اب دشت مین خاک اوڑتی ہے وہ لطف ہوا — ولولہ جوش جنون کا تہا مجھے تلک گویا

بید مجنون بہی نہ صحرا مین اوگا میرے بعد

مثلث غزل الطاف حسین ولد رونق علی مارہروی

اب ہوگا نہ سودا کسی تدبیر سے اچھا — سودائی بھرا زلف گرہ گیر سے اچھا

یہ سلسلہ ہاتھہ آیا ہی تقدیر سے اچھا

یہ کام ہوا اس دل دلگیر سے اچھا — ہوتا ہے برا آہ کی تاثیر سے اچھا

عقدہ یہ ہمین کہو لتے ہین تیر سے اچھا

پیش آیا وہ پیشانی مین جو کچھ کہ لکھا تھا — فرہاد کے ماتھے گئے شیرین کا کیا کیا

ملتا ہے کوئی یار بہی تقدیر سے اچھا

کیون ڈھونڈھتے ہو فتح ہمین کرنیکو خنجر — تیغ نگہ ناز کے دکھلائیے جوہر

ہم ہون گے شہید آپکی شمشیر سے اچھا

کیون پھر جگر لفتہ سے ابتک نہوئی صاف — کیا وصل کے وعدے مین برا تھے کہ الطاف

بندیات متفرق مخمس و مسدس

عبث کیون سختیان جھیلون جو میرا دل ہیری ٹانے
جناب حضرت ناصح سبھے ایئن نہ سمجھانے

کیسکو حال کیا معلوم ہے یہ کوئی کیا جانے
مرا یار ایست سنگین دل ستمگر سب پہچانے

قیامت تھا جتنے زنار دار یا مسلمانے

مخمس بر اشعار حافظ

باغ مین چلکے عندلیب خندۂ گل دکہاے تو
غنچۂ گل تری طرح نازسے مسکرائے تو

آگے ہمارے باغبان سنبل ترکو لائے تو
تاب بنفشہ میدہد طرۂ مشک سائے تو

پردۂ غنچہ میدرد خندۂ دل کشائے تو

ہاے برا بھلا کہے مجھسے غیور کو جہان
غیر ونکی باتین مین سنون مجھمین یہ تاب بھی کہان

تیری ہین ساری خوبیان تیری ہین ساری خوبیان
منکہ ملول گشتی از نفس فرشتگان

قال و مقال عالمے میکشم از براے تو

مخمس بر اشعار میر درد

نہ کوئی قصر مرصع نگار رکہتے ہین
نہ فرش قاقم و سنجاب یار رکہتے ہین

نہ شال رکہتے ہین ہے نے جامہ وار رکہتے ہین
گلیم بخت سیہ سایہ وار رکہتے ہین

یہی بساط مین ہم خاکسار رکہتے ہین

نہ شکل بسمل و نہ لوح ہین بحال خراب
نہ مثل طایر دام افتادہ ہین بیتاب

نہ مرغ قبلہ نما ہین نہ اشک چشم پر آب
نہ برق ہین نہ شرر ہین نہ شعلہ نے سیماب

وہ کچھ ہین ہم کہ سدا اضطرار رکہتے ہین

مخمس بر مطلع سید صاحب متخلص بہ افضل

بدن پہ جھریان ہین اب و تناب کے بدلے | عصا ہی ہاتھ مین تیغ خوش آب کے بدلے
عرق پیتے ہین جام شراب کے بدلے | ہی ضعف قوت عہد شباب کے بدلے

ہمین غش آتے ہین راتو نکو خواب کے بدلے

بند متفرق گمشدہ مخمس تعریف نجف اشرف

یوسف کو ہی عزیز خیال اپنے خواب کا | آنکھون کا تارا فرض بنا ماہتاب کا
رجعت وہ معجزہ ہے علی کے جناب کا | دن پھر گئے فروغ ہوا آفتاب کا

ذرہ ہی مہر خاک در بو تراب کا

اک روز شاعری بمجھے منظور تھے فقط | مضمون شاعرانہ کہا مینے اس نمط
ہے کون آسمان کا نہ خورشید اک نقط | طبع بلند بولے کہ حاشا غلط غلط

ذرہ ہے مہر خاک در بو تراب کا

بیٹھا ہے خاک پر جو امیر فلک نشین | دیوار نیکی اوٹھی ہے تعظیم کو زمین
روزن ہے ہر جھروکے کا اور چشم نور عین | جو نہا ہی قطعہ صبح کا ہے چرخ چار مین

ذرہ ہے مہر خاک در بو تراب کا

مسدس مطلع حضرت ناسخ

لالے کو کون دیکھے کہ سب داغ داغ ہے | بلبل کے نالے سننے کا کسکو دماغ ہے
دل مائل سرور ہے غم سے فراغ ہے | مطرب بہی ہی ساقی ہے خم ہی ایاغ ہے

ٹھنڈی ہوا ہے سیر لب جوئے باغ ہے
اک گل سے ہمکنار ہون دل باغ باغ ہے

مسدس مطلع لا اعلم

گلے ملنے کو کہئے تو بھلا مانو گے | بوسہ مانگین اگر اے حور لقا مانو گے
آرزو اور جو ہے اسکے سوا مانو گے | ہم نہ مانینگے کہ تم مانو گے کیا مانو گے

تم ہمارا کبھی کاہیکو کہا مانو گے
بات اچھی بھی کہین گے تو برا مانو گے

مسبع تلف شدہ

کسکی شامت ہے جو بیفائدہ زلفون پہ مرے | جو رہ مشکین کا تیرے کسکی بلا ذکر کرے
اس ہوس تانتے سے پھرے یہانکون ڈرے | حولی حلقہ کا دیوانہ ہو بیٹھ پہ رے
ہمدگر جب خفگی اسے تو پھر کیا ہے ارے | سر زلف تو نباشد سر زلف دگرے

از برائے دل ما قحط پریشانی نیست

آج تک ہمنے مصیبت یہ بصد جور سہے | اب سنے برہم ہے اور نیا دور ہے
تو ہے ہرجائے تو اپنا یہی طور ہے | تو نہین اور ہے اور نہین اور ہے
ہمدگر جب خفگی آئے تو پھر کیا ہے ارے | سر زلف تو نباشد سر زلف دگرے

از برائے دل ما قحط پریشانی نیست

سند مخمس شعر لاجواب

کہان چہرہ دار و نمین یہ چہرہ مہرا | حضوری تو ہین مشتری اور زہرا

کبھی کام بھی آئے گا نام دُہرا

بہت فیض بخشی کا سنتے ہین شہرا | ہماری بھی حاجت روا کیجئے گا

شہ حسن ہے دوسرا کون ایسا

کہ دولت سراپا ہوا کر جبین سا | گدا لئے کیا بادشاہے کا دعوا

تضمین مہر عفی عنہ

لگا حلق اصغر پہ تیر جفا ــ تو سینہ پہ اکبر کے نیزہ لگا
مگر واہ رے صبر شاہ ہدا ــ یہی تھا زبان پر کہ رب العلا

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

رباعیات

اللہ اللہ علی سے ہے ہم نام خدا ــ ہے ورد زبان علیؑ علیؑ نام خدا
مشرک ہے جو اسکین شرک سمجھے ای مہر ــ جب نام علی لیا لیا نام خدا

رباعی

کوثر کو جو بینگے جام مست حیدر ــ ہاتھ آئیگا دست حق پرست حیدر
پڑھتا ہے وظیفہ سحر حسنؑ بیدل ــ ہے پنجۂ مہر سوے دست حیدر

رباعی

اللہ اللہ بندہ و بست حیدر ــ کعبہ ہے دل خدا پرست حیدر
ہے قاسم رزق کائنات اک بندہ ــ سب دست نگر ہین کیا ہے دست حیدر

ہر چند زمین پہ ہے نشست حیدر ــ تہا عرش پہ دست حق پرست حیدر
اللہ کا نام لاسے ہٹے ہین علی ــ ہر عقدہ کہلا کہلا جو دست حیدر

رباعی

افسردگی طبع مضمحل ہین دیکھے ــ انسان کی کدورت آب و گل ہین دیکھے

دل صاف نہ دیکھا ہے کوئی ای مہر — یان خاک ہی اوڑی ہے سب کے دل مین دیکھے

رباعی

کیا سمجھے ہین یان پہ جان جو دیتے ہین — کیون زیست حباب وار کہو دیتے ہین
دنیا سے ہے مہر بس کنارہ بہتر — اس بحر مین آشنا ڈبو دیتے ہین

رباعی

کیا چاہئے اب پئی نقاہت تنقیح — ہی ضعف سے جسم زار شکل تشریح
بہتر ہے کہ تو ہی ہو معالج میرا — مین شاعر و ہمین ہون مہر تو طبیب و ہمین مسیح

قطعہ

کیون روتا ہی کیون مکر رہتا ہی کیون اہ و فغان ہے — سودا ہی تجھے خبط ہی جوشش خفقان ہے
یہ بت تو خدا کی بہی نہین ہوتے لے مہر — کیون جان کہپاتا ہی تو جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

جو دم ہے غنیمت ہے یہ دنیا گذران ہے — عشرت مین بسر ہو کہ یہی لطف یہان ہے
خوش رہئے جو منظور کڑہانا ہے ہمارا — اپنا تو یہی قول ہے جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

معشوقون پہ مرتا ہے تیری عقل کہان ہے — بلبل کی جہان قبر ہے گل بہی کوئی وان ہے
بے مہر ہین بیدرد ہین بے رحم ہین یہ لوگ — کیون جان کہپاتا ہی تو جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

ہر چند کہ جو درد ہے وہ دل مین نہان ہے — پر چہرے سے اے مہر ترا حال عیان ہے
مر جائیگا اس صدمے سے کیون خبط ہے تجھکو — نادان ذرا سوچ کہ جی ہے تو جہان ہے

قطعہ تہنیت ولادت حجت اللہ امام مہدی صاحب الزمان علیہ السلام

پیدا ہوئے امام مہدی — پر نور ہے مہر کائنات آج
شعبان کی چودھوین ہے تاریخ — دن عید ہے رات شب برات آج

قطعہ

پھرتا ہے مہر خاک بسر یا ابو تراب — ذرے سے بھی ہوا ہے بتر یا ابو تراب
کب تک غبار خاطر دون ہمتان رہے — مٹی خراب اسکی نکر یا ابو تراب

قطعہ

ہمدم مسیح کا ہے فلک پر تو کیا ہو مہر — یا ابن ابو تراب یہی چاہتا ہے مہر
خاک سیاہ ہند مین مٹی نہو خراب — سب یہ کہین کہ ذرہ خاک شفا ہے مہر

سراپای حسینی

صورت اوس بت کی ہو خدا کی شان — مہر بھی ہے فدا ہے جان
کالی چوٹی ہے اوسکی مار سیاہ — زلف و رخ دیکھیہ کالف ہے وہ ماہ
اوسکی وصف جبین کرے جو بیان — اختر بخت مہر ہو تابان
نہ وہ پلکین نہ چشم و ابرو ہین — تیر کمان سے حرم مین آہو ہین
ناک وہ جس سے ناک مین دم ہو — حسن کی ناک ہے یہ عالم ہے
کان ہرگز نہین گلاب سے کم — اوسمین موتی ہین قطرہ شبنم
کیون نہ گالون مین صورت گل ہو — غالیہ مشکین خط شکل بلبل ہو
اور وہ پیاری پیاری بتیسی — [illegible] صاف اک لڑی ہو موتی کی

کس مزے کی زبان شیرین ہے | کہ فدا جس پہ جان شیرین ہے

وصف کرتے ہی ہوگئی لب بند | میرا منہہ بھی ہوا ہے کوزۂ قند

دہن یار کی صفت کیا ہو | کچھہ کہون جب کہ مینے دیکھا ہو

ہونٹھہ ایسے کہ مچھیان سے بچے | لعل دریا قوت کو فدا کیجے

وصف کیا کیجے اوسکی ٹھوڑی کی | پوٹلی ہے جو درد دل چُن لے

ہے غضب وہ صراحی دار گلا | نا پتا ہے جو گردن مینا

پان کی پیک تک تو ہی محسوس | شعلۂ شمع ہے تہ فانوس

دیکھکر جگنون رشک مطلع مہر | یاد آتا ہے مجھکو مطلع مہر

لال ڈورا جو دہکدہکی کا ہے | خون گردن پہ یہ کسی کا ہے

کس نزاکت کے دونون شانے ہین | جنمین گلدستون کے سے شانے ہین

بازو سانچے مین دونون ڈہالے ہین | شجر طور کی یہ ڈالی ہین

صاف و شفاف کیا کلائی ہے | ایسی ہیرے مین کب صفائی ہے

ہاتھہ وہ ہین کہ پاون پڑتا ہون | ہاتھہ مین ہاتھہ سے لگے کہ پاون

پنجۂ مرجان کا کس طرح ہو جواب | کہ وہ ہے ایکدست سبز قصاب

دلکو رغبت انہین ہی حاصل ہے | انہین ہاتھون کے ہاتھہ مین دل ہے

قلم دو زبان بیان رکھدون | کام اب اپنے ہاتھہ سے کچھہ لون

تنگی او جہل بخواب پہاڑ رہے | ایسے موقع پہ چھیڑ چھاڑ رہے

کیسی ہین ہتھیلیان کرخت | اوسکے ویسے بھی ہین زیادہ سخت

پہنچیان انپہ اب کہون تو ذرا | آڑے ہاتھون اب انکلون تو ذرا

یہی بنگلے ہین خاص خلوت کے ــ پیش خیمہ ہین عیش و عشرت کے

ایک صورت سے خاصدان بہی ہین ــ یعنی انگیا مین اونکے پان بہی ہین

یہ نہ سمجھو کہ چہاتیان ہین یہ ــ حسن و خوبی کی ڈہیریان ہین یہ

قول انشا بہی اس جگہ کہہ چک ــ یہی دو حسن کے ہین سپر ترک

سینہ کٹوائین جب یہ سمہون کو ــ وجہہ پہر کیا کہ منہ نہ کالا ہو

پیٹ جب دیکھتا ہون مخمل سا ــ یاد آتا ہے قول ناسخ کا

ہائے کیسا ہے پیارا پیارا پیٹ ــ پہر دکہا دو مجھے دوبارا پیٹ

عالم ناف بہی نرالا ہے ــ قلبی آئینہ مین چہالا ہے

آگے اوسکے ہے بندوبست نہان ــ فکر شاعر کو دخل کب ہے وہان

صاف آئینہ ہوا و ہوس ــ مشکل ایسی جگہہ ہے ضبط نفس

صاف و شفاف تر ز بلور است ــ بہ اثر صورت سقنقور است

یہی کچھ کر دکہانے کی جا ہے ــ ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہے

اسی در پر اکڑے تن تن کے ــ مہر ڈٹ جاؤ او پری بن کے

اونسے گستاخ ہو اگر یہ غلام ــ تو کر تہام کر نکال لے کام

ہائے کیا گول گول رانین ہین ــ جنکی شایان اپنی شانین ہین

گوری گوری وہ ساق پڑی ہے ــ وہ کٹورون کا چہا گڑا ہے ہے

ہائے وہ ایڑی اور وہ تلوے ــ زہرہ و مہ کے جسمین ہین جلوے

اونگلیان پاون کی حنا سے لال ــ جنمین دس بدر اور دس ہی ہلال

ایسے پاون نہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ــ عکس ہے اونکا پنجہ خورشید

اوسمین وہ چار حاشیہ جوڑا — اسپر چار قب سے جو اعلا
اور زربفت کا وہ پاجامہ — وصف اوسکے کرے اگر خامہ
تو قلم اپنا مرغ زرین ہو — نقطہ ہر ایک رشک پروین ہو
اوسپہ کرتی وہ نیٹ جالی کی — جلساز ہی پہنے والے کی
صدرہ اک اوسکی نیچی خوش اسلوب — مرغ دلسے ہی جسکی چڑیا خوب
ہلکا سا اک ڈوپٹہ شبنم کا — کیا کہون حال اوسکے عالم کا
دیکھکر جسکو چادر مہتاب — ہو خجالت سے شکل چادر آب
سادگی مین ستم پہ جلوہ گری — کان مین گل ہیٹ اور دو تیلی
گوکہ بجلین کرتے ہین اوسکے دل بسمل — عکس ہے اونکا برق خرمن دل
سونیکے دو کڑے ہین ہاتھون مین — ہالہ مہ پڑے سے ہین ہاتھون مین
چند چھلے جو پور پور مین ہین — وہ سلیمان کو یاد گور مین ہین
تاکہ سر سے سراپا غرض وہ حور نژاد — سرو سہے اوسکا بندہ آزاد
شعر بس بس سکے کہاں تک تو — ختم کر اب دعا پہ سلسلہ

حکایت منظوم

یاد آئی ہے طرفہ تر اک نقل — لوگین سن سن کے جسکو صاحب عقل
یعنی تھے اک امیر با دولت — مرد ذی جاہ و صاحب حشمت
رفقا پر نہ تھی نظر اونکو — کچھ کسو پر نہو خبر اونکو
اتنی بھی تھی سلوک کی توفیق — جانتے تھے اونہین رفیق طریق

اک مصاحب تھے اونکے مرد شریف — شاعر بذلہ گو حریف وظریف

ہم ردیف اونکے گو تھے صبح و مسا — قافیہ لیک تنگ تھا اونکا

نہ تو کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا — رمضان اونکو ہر مہینا تھا

نہ بنہ ہاوست لقچہ مین اسباب — جز مصلا مین چپا در مہتاب

لگے رہنے غرض وہ ننگ دھڑنگ — کھینچکر اک لنگوٹ خوب سا تنگ

فاقہ کرتے تھے ڈنڈ پیلتے تھے — وہ لنگوٹے مین پھاگ کھیلتے تھے

تب تو دل مین امیر یہ سوچا — کیجئے اب مصاحبت سے جدا

اونسے بولا نہ کیجئے تکلیف — مرے پاس اب نہ لائے تشریف

رہئے حاضر زنانی ڈیوڑھی پر — تھے وہ شاعر برائے بیت مگر

قسمت لکا کو تھے ہوسے وہ دربانے — تف باین قدر و مرتبہ دانے

ایک دن شاعر لطیفہ سنج — مبتلائے ہزار آفت و رنج

اوسی ڈیوڑھی پہ اونکی بیٹھا تھا — اتنے مین گنڈ کھلون کا غول آیا

اونکو مانع ہوسکے نہ یہ در پر — بے تکلف گئے وہ سب اندر

دیکھا جب یہ امیر نے عالم — تب تو اونپر ہوا بہت برہم

کہ انہین کیون نہ تمنے منع کیا — کس طرح انکو گھر مین آنے دیا

سوجھا شاعر کو دور کا مضمون — کہا صاحب کہ ہیجڑا مین ہون

مین نے اپنی طرف کیا جب غور — جز لنگوٹی کے کچھ نپایا اور

جی مین سوچا کہ ہون رفیق حضور — اسلئے ہو لنگوٹی ایک ضرور

انکو مانع ہون کس طرح در پر — مرتبہ انکا مجھسے ہے برتر

بڑی حضرت کی ہونگی یہ رفقا — جنکے پاس اک لنگوٹ بھی نرہا
الغرض حاصل کلام یہ ہے — اس حکایت کا اختتام یہ ہے
مجھکو قسمت سے وہ ملے آقا — جنکا لڑکا ہر ایک ہے ناگا
ہوئی حسب مہربان حال فقیر — مہر سمجھے مجھے وہ مہر منیر
یعنی آقا نے دل میں یہ ٹھانی — مہر کا ہے فروغ عریانی
یہ نہ سمجھے جو مہر ننگا ہے — تو گریبان صبح ککا ہے
شام کو بھی تو مہر کی خاطر — ہے دوشالہ لئے شفق حاضر
وہ اگر ہیں امیر مستغنی — مہر ہے اک فقیر مستغنی
حیف بر نکتہ دانی آقا — وائے بر قدر دانئے آقا

حکایت منظوم

اک روز یہ بندہ روسیہ مہر — تھا وارد بزم شوخ مہر چہر
یعنی ہے میاں فرخ آباد — بلقیس زمانہ اک پریزاد
ہیں تو ہوں مغل وہ ہے مریجان — کہتا ہے ہر اک اوسے مغلجان
فی الجملہ ہے صاحب طبیعت — کچھ شعر و سخن سے بھی ہے رغبت
مجھسے کہا اوسنے کیجے ارشاد — گر ہجو نوا ہو آپ کو یاد
یہ سنکے میں بول اوٹھا بہت خوب — اور پڑھنے لگا وہ شہر آشوب
جو ہے قفس طیور مضمون — جرأت کا ہوا ہے جس میں مکنون
مطلع جو ہیں اوسکا لب پہ آیا — اور لفظ بنا زبان سے نکلا

بیٹھے تھے وہان پہ ایک صاحب
کہنے لگے بی کو سنکے مضموم
با این ہمہ دعوے فصاحت
مینے کہا دست بستہ ہو کر
مولد میرا شہر لکھنؤ ہے
اُردو سے یہان کی کب ہون آگاہ
اب آپ صحیح مجھسے فرمائین
مڑ بیٹھے مری طرف او چہل کر
لب بند ہون گر زبان کھولون
آگی ہے جسے کہ کہتے ہین آگ
بوڑہا ہے غلط صحیح بڈھا
قس بڈا یہ گڈھا ہے گڈہا بھی
تو آپ بھی بولے اور کہا ہان
اوس لفظ کا غیر حال سنئے
ہر بات کے معنے مین جو بنا
وہ کہتے تھے اوسکو بھی یہ مکسور
مصدر تو ہے بنّا امر ہے بُن
یہ سنکے مجھے ہنسی تو آئے
پر ضبط تھا اوسے کیا ضبط

نواب ہئین کے مصاحب
اسطرح کی گفتگو ہے مذموم
اک لفظ کی بھی نہین ہے صحت
مری غلطی ہے بندہ پرور
اسواسطے ایسی گفتگو ہے
تعلیم کرین حضور للّٰہ
کیا ہے یہ جناب مجھکو بتلائین
کہنے لگے اس طرح سنبھل کر
اُردو کے ہین چند لفظ بولون
اور شیر کی ٹھٹھیر اُردو ہے باگ
اکثر ہے زبان پہ بڈہا ٹہڈہا
مینے کہا چڈہا ہے چڑہا بھی
القصہ ہین ایسے ہی زبان دان
اس گفتگو کا مآل سنئے
مضموم ہے وہ بوزن گُنّا
بالکل ہے اسکی بی ہا مشہور
اور قافیہ بھی ہین اسکے دن رنا
یعنے کہ یہ بکتا کیا ہے واہی
اور باتون مین اس طرح دیا ربط

بے شبہ درست ہے یہ تقریر
راتون کو جو تیری دہن رہی ہے
مکسور پڑا جو سینے دہن کو
کھوسے گئے وہ غریب ایسے
احباب کا قہقہا تھا ہر سو
سب ہنستے تھے اور وہ تھے روہانسے
اوس روز سے چھوڑ دی ظرافت
کرتے نہین اب ٹھٹولیان ہم

یاد آیا ہے مجھے بھی مطلع میر
کیا دلکو اودھیڑ بن رہی ہے
تو زیر کیا غرض کہ اونکو
گم ہوتے ہون مجلسو نمین جیسے
وہ آنکھو نمین ڈبڈبا سے آنسو
حاصل ہی فقط یہ اس بیان سے
تسلیم کی کر لی اپنے عادت
سنتے ہین سبھون کی بولیان ہم

زائچہ منظوم حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ لکھنو

شریک فکر سخن بھی ہو پنڈتون کا بچار
عجب طلسم ہے نیرنگ عالم ہستی
فروغ مہر کا ہے جلوہ ماہتاب کا ہے
جدا ہین دو فلکون پر عطارد و زہرا
جو مشتری کی کبھی مشتری چمکتی ہے
خدا کی شان ہے مریخ کیا جسے چاہے
جو اوسکا حکم نہ ہو تو نہ ہل سکے ذرہ
بس اک عنایت پروردگار کافی ہے
یہ سنکے مجھسے کہا رام دین پنڈت نے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
عجب تماشا ہے یہ دور گنبد دوار
دکھا رہی دیتی ہے قدرت خدا کی لیل و نہار
اوگے ہین اک نیستان سے خامہ و مزمار
تو خاص بندون سے ہوتی ہے گرمی بازار
اوسیکی چھوٹتے لگتی ہی عرش پہ تلوار
سپہر کیسا کہان کی کواکب سیار
ہر ایک کرتا ہے خدمت لسان ...
بجا ہے تیرا تخیل تو یہ ہے خجستہ شعار

ہزارون دیکھے ہین ہمنے بھی زائچے لیکن — عیان ہے زائچہ شہ سے قدرت غفار
وہ بادشاہ ہے واجد علی شہ ذیجاہ — معین جسکا ازل سے ہی داور دادار
خدیو ہند فلک بارگاہ جان جہان — جم اقتدار شہنشاہ کے قباد وقار
جو دیکھے طالع سلطان تو اوسکو حیرت ہو — بہ فخر آئے سکندر بھی بنکے آئینہ دار
ہنود ہون کہ مسلمان یہود ہون کہ مجوس — کسیکو علم سے ہرگز نہین ہوا انکار
غرض کہ علم ہی جوتش کا جو ہمارے یہان — ہم اوسکے قاعدے کرتے ہین تجھسے اب اظہار
کہ جسکی آنکھ مین ہو آفتاب عالمتاب — تو نور آنکھہ کا جاے نہ تا بہ روز شمار
حکومت اوسکی ہو مشرقسے مہر مغرب تک — اوسیکے تابع فرمان ہون سارے شہر و دیار
نگاہ مہر سے دیکھے تو پل مین چمکا دے — غضب کی آنکھ سے اوسکے ہو مدعی فی النار
چنانچہ قیصر عالم کی آنکھہ مین ہے مہر — یہ سنکے خوش ہوا مین بھی سمجھہ کے اپنا وقار
ہزار شکر سمایا ہون اوسکی نظرون مین — فلک کا رتبہ ہی جسکی نظر مین اوج غبار
خدا کے فضل سے چشم امید مہر تو ہے — فقط نگاہ عنایت ہی شاہ کی درکار
پھر اوسنے مجھسے کہا مہ ہوا ہی زیب گلو — یہی ہے وجہ جو چہرہ ہے مطلع الانوار
یہی سبب ہے کہ شیدا ہین جن و انس و پری — اسی جہت سے غرض شش جہت ہی عاشق زار
کبھی نہ قوت جسم لطیف کم ہوگی — اثر ہے ماہ کا یہ بھی جہان ہین اور اثار
ہمیشہ دولت و حشمت کی ہوگی افزایش — نہوگا فکر و تردد کبھی کوئی زنہار
فدا ہین جان سے پروانے شمع پر جیسے — رہینگے شیفتہ حسن اس طرح سے نثار
مدام سلطنت شاہ کو ہے استحکام — بنایا راج نے اندر کے بھی یہ استقرار
زبان پاک سے پایا شرف عطارد نے — کلیم کہانگے منہ کی وہ نور کی گفتار

بجا ہے نوک زبان ہین جو سب جہانکے علوم | خدا کے فضل سے پایا ہے شہ نے استحصار
جو کچھ زبان سے فرمائین ویسا ہی ہو جائے | مجال ہے کہ کرے کوئی حجت و تکرار
جو ہو چکی ہین جو ہوتی ہین اور جو ہونگے | عیان رہینگے خفی و جلی وہ سب اسرار
ہوا تہا بطن سکندر جو مشتری کا محل | تو سارے روی زمین پر کیا تہا اوسنے حصار
بجائے ناف یہان بہی وہی ستارا ہے | نہ ہوئیگا ظل آلہٰ کو کبہی آزار
اگر نصیب عدو ہوئے بہی تو جلد ہو دفع | مقابلے مین نہ ٹہہرے گا دشمن غدار
مطیع و تابع فرمار ہیگا سارا جہان | خزانہ اتنا کہ جسکا نہ ہو سکیگا شمار
حضور شاہ نہ سے ہے مریخ دست بستہ مدام | رہیگی فتح و ظفر شاہ کی یمین و یسار
جہان مین فوج ہے جتنی مطیع شہ ہوگی | سب الامان کہین گے کہچی گی جب تلوار
چہپی کہڑی ہے پس پشت اس لئے زہرا | کہ وہ تو لولی گردون ہے بادشہ ابرار
مگر خوشی و سرور و نشاط و عیش و طرب | رہیگی تا ابد الدہر حاضر دربار
کمر سے زانوؤن تک ہے زحل کی یہ تاثیر | کہ قوت کمر شہ پہ ہون فدا دلدار
عدو تباہ رہین روسیاہ ہون دشمن | محل عیش کی ہو جائے عاقبت بیزار
ذنب ہے صورت شمشیر بہر دفع عدو | بجا ہے بہاگین اگر دم دبا کے سب اشرار
حفاظت شہ عالم پناہ کرتا ہے | بسان خادم دیرین ہے کام مین ہوشیار
ہوا ہے راس قدمبوس حضرت خاقان | جہکائے کیون نہ سر اپنا قدم پہ ہر سردار
لگا رہیگا قدم سے سریر سلطانی | نصیب ہوگا طواف مزار ہشت و چہار
پڑا ہے بو تہیون مین ہنسے اپنے مرزا مہر | ہوا جہان مین جب رام چندر کا اوتار
اسیطرح کے ستارے پڑے تہے زائچہ مین | یہ ایک زائچہ ویسا ہی دیکہا دوسری بار

ابھی تو پلّے سے کی ترقی ہوتی ہے
ذرا زحل کا ہو میزان مین تو دارومدار

یہ سب خدا کی طرف سے ہی سچ یہ ہے سمجھا
خدا ہی سبکا ہے مالک خدا ہی ہر مختار

مجھے سرور ہوا سنکے برہمن کا بیان
بنا کمند محبت سے کے حلقہ زنار

دعا کی مینے بدل یا مسبب الاسباب
بحق احمد مختار و حیدر کرار

بحق خون شہیدان دشت کرب وبلا
بحق آل نبی و ائمہ اطہار

یہ بادشاہ ملائک مآب و عرش جناب
تمام روئی زمین کا ہو مالک و مختار

جہان مین یہ کرے سلطنت صد و پنجاہ سال
رہے عروس مسرت ہمیشہ زیب کنار

الٰہی مجھکو بھی شاگرد اپنا فرمائے
نہ نوکری کا ہون خواہان نہ طالب دینار

یہ کل کی بات ہے مین حاکم عدالت تھا
کیا ہے شوق قدمبوس شاہ نے ناچار

الٰہی مہر کی قسمت کا ہو یہی اختر
فروغ اپنا اسی سے ہو چمکین یہ اشعار

مری مدد کرے شاہ نجف امیر عرب
پڑا ہوا ہون یہان اپنا چھوڑ کر گھربار

یہی وظیفہ ہے اپنا بس اتنو صبح و مسا
یہی ہے ورد زبان اپنی اتنو لیل و نہار

زمانہ پر سر جنگست یا علی مددے
فلک بغیر تو تنگست یا علی مددے

کشود کار دو عالم بیک اشارہ تست
بکار ما چہ درنگست یا علی مددے

قصیدہ بمدح زن حاکمی

بیان کرتا ہون مین اک صاحب عصمت کے عالم کا
ووات اب چاہتی ہو سوف بھی دامان مریم کا

پڑھا ہون اوسکی صفت مین چلکر اوسکی ڈیوڑھی پر شعر
کھون تو وہ بھی پھیلا دے جسکے آگے ہاتھ حاتم کا

نہ ہی نسبت ستارےسے تیری چوٹیکی بہی مینے | ہوا سورج نہایت گرم مجہپر اور بہت چمکا
ترا قد دیکہکر سکتا ہوا ہے سرو کو ایسا | کہ ہو اب ایک نقشہ سرو اور دالان کے کہمکا
غلط کہتے ہین جو کہتے ہین تجہکو چاند کا ٹکڑا | کہ تیرے روبرو مہتاب جگنون کیطرح چمکا
ہوا سبکو گمان شبنم پڑی ہی پہول کے اوپر | جو تو نے سادہ وضعی سے دوپٹہ اوڑہا شبنم کا
ملی ہی خاک تیرے پاؤنکی جو شبہہ چہرہ سے | نہین تو وجہ کیا منہہ اسقدر کندنکا کیون دمکا
پری کی وضع صورت حور کی سیرت فرشتونکی | مزاج اللہ نے تجکو دیا نوشابہ بیگم کا
اگر کم ہے تری سرکار مین تو غصہ ہی کم ہی | نہین تو اور چیزونمین یہان کیا ذکر ہی کم کا
ترا حکم اسطرحکا ہی کہ چیرے جاتے ہے کل | اگر بکری بہی تو کہدے کہ جا کر شیر کو دہمکا
ملا ماتہا ترے دروازے کی دہلیز پر جسنے | ہوا لے درد سر اوسکو نہ اوسکا سر کبہی دہمکا
تری دیوار کے سایہ تلے جو آن کر بیٹہا | بنا ہے چاندنی اوسکے لئے یان دہوپ کا نم کا
نہین ہی بادشاہونکی یہان جو ہی ترے گہر مین | کہ جم کی سلطنت کا مول اک کونا ہی جاجم کا
طویلے مین ترے ہین ایسے ایسے بادپا گہوڑے | دکہا لائین تماشا دم مین جو پورب کے پچہم کا
بہلا ہاتہی کو تیرے اب نہ کہئے آسمان کیونکہ | شفق اوسکے گلے مین ہی کلاوہ سرخ ریشم کا
بس اب مطلب میرا سُن کان دہر کے ای شہ خوبان | کہ مین وہ آدمی ہون جسکو سب پتلا کہین غم کا
سو یہ امید ہی تجہسے کہ تو اب مجہکو خوش کردے | بہروسا مہر کو اس شہر مین ہو تیرے ہی دم کا
مجہے لکہوا دے چہٹی سعی کی صاحب بہادر سے | سوا اسکے مین ہون دینار کا خواہان نہ درہم کا
پہلا پہولا تجہے اللہ رکہے باغ دنیا مین | گرہ کا پہل ترے دشمن کو پہل ہو جائے بلم کا

قطعات تاریخ

تاریخ شہادت امام انام جناب سید الشہدا علیہ السلام

ہان سخن سنجان وہان معنی شناس ‏ ‏ از شما انصاف وازما التماس
مولوے ردم سال کربلا ‏ ‏ الحق از الہام گفتہ بر ملا
کربلا را من چگویم واقعات ‏ ‏ آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
سید یعنے لقفتہ دل حاتم علے ‏ ‏ آنکہ چشم مہر دارد از علے
تازہ تاریخ حسینش یافت وا ے ‏ ‏ چون برآمد از محمد ہائے ہائے

تاریخ انتقال معظمہ و محترمہ عفا اللہ عنہا

اوسکی زوار ہیہ معصومہ مرحومہ ہے ‏ ‏ جسکا خاصان خدامین نہین ہمسر کوئی
کوئی کہتا ہے حسین اور کوئی تشنہ دہن ‏ ‏ سچ ہے مظلوم نہین شہ کی برابر کوئی
غرض اس محترمہ نے جو کیا عزم جنان ‏ ‏ تو ہوا خاک بسر کوئی مکدر کوئی
پئے تاریخ کہا مہر جگر تفتہ نے ‏ ‏ تربت زایرہ ہے لکہدو لحد پر کوئی
۱۲۷۰

تاریخ

شفیقی سجو خان صاحب کے والد ‏ ‏ ہوئے رضوان کے جب مہمان افسوس
پئے تاریخ رحلت مینے ای مہر ‏ ‏ یہ لکہا خان والا شان افسوس

تاریخ آغاز بنای مسجد چپنان جان

از حیدری دہنی و منا وچپنا جان ‏ ‏ در کربلا بہ بین چہ بنا گشت مسجدی
تحریر کرد مصرعہ تاریخ کلک مہر ‏ ‏ اللہ اکبر این چہ بنا گشت مسجدی
۱۲۷۰

تاریخ عقد مصنف

چون مرا قیدی زندان علایق کردند　　سال تاریخ عروسی خودم بنوشتم

یعنی آزاده و شے بودم و اکنون ای مہر　　از سیہ جبر گرفتار شدم بنوشتم

تاریخ تولد پسر میر عباس علی منصف

پور سعید پیدا اک دوست کے ہوا تو　　خوش تھے تمام قدسی او سدم جہ جا بجا ہاتف

اے مہر ہمکو فکر تاریخ سے تھی کہ ناگہہ　　بیدار بخت ہے یہ آیے ۱۲۷۹ ندا سے ہاتف

تاریخ مسجد چنان جان

اس مسجد بلند کا شمسہ ہی آفتاب　　ہر دم رکوع مین ہے یہان گنبد سپہر

بانی ہین یہی منا و چنا و حیدری　　تعمیریت یہ کعبہ ہی تاریخ لکھدی مہر

ایضاً

سنگ تعمیر ہین یان مہر سلیمان کی نگین　　تیغ محراب سے شمشد ہے پری کی مسجد

چپیے تاریخ کہا مصرعہ موزون مینے　　مہر داعی یہ مقرر ہے پری کی مسجد

تاریخ امام باڑہ میر جسو

تعمیر میر جسو عزا خانہ امام　　ارفع ہوا اوسکے قدر بلند اسکی شان ہی

اعلان تونکا نقص تو اے مہر اب بتا　　منظور ہمکو آج تیرا امتحان ہی

یہ سنکے مینے مصرع تاریخ پڑھ دیا　　ماتم سرا ہے باد شہ انس و جان ہی

تاریخ تولد فرزند دلبند مصنف مرزا سخاوت علی

شوال کی دسوین تھی دوشنبہ کا وہ دن　　تو عین نماز صبح کا تھا ہنگام

خالق نے عطا کیا ہے مجھے جو فرزند　　ہم صولت اسکندر و ہم جرأت سام

دل لئے کہان مجھسے مہر اس بیٹے کا | تاریخ بھی ہوئی جسمین رکھنا وہ نام
ناگاہ یہ دے سروش غیبی نے ندا | لو بیٹے تو رکھا نام آغا بہرام

ایضاً

حاتم بھی سخاوت سے ہی غنی | فرزند سخاوت علی ہے جو تیرا
اے مہر تو اوسکے تاریخی رکھ | آغا بہرام اور آغا مرزا

ایضاً

عطا فرمود خالق نور چشم | ہمایون بخت واقبالش بلند است
بگفتم مہر تاریخ ولادت | کہ فرزند سعید دلارجمند است

تاریخ شادی کتخدائی جمال علی خان

مین ہون تاجدار سریر سخن | مین ہون شمع بزم زبان آوری
مری طبع روشن سے کسب ضیا | کرین کیون نہ خاقانی و انوری
سپہر معانی کا مین ماہ ہون | مین ہون مہر چرخ سخن پروری
فصاحت مرا تکتی رہتی ہے منہہ | بلاغت مین میری نہین شک ذری
مری ایک اردو پہ صدقے ہین سب | چہ سگزی و سعدی چہ فرخی و دری
فلک سیر ہے میر اعتقائے فکر | باین خستہ حالی باین بے پری
بلا کا ہے زور طبیعت سبھے | باین ناتوانی باین لاغری
رہ نطق اعدا کو کرتے ہے بند | میری نظم ہے سد اسکندری
ہین فرعون اعدا تو موسی ہون مین | مجھے شاعرون کی ہی پیغمبری
مگر مرتبہ کو کیا جانتے وہ | سخن سے جنہین بس نہو سے ذری

مثل ہی کہ قدر زر بے بہا — شہنشاہ داند یا جوہری
سو یہ اونکی خدمتمین رکہتا ہون عرض — جو ہین ناظم کشور شاعری
کہ بحر معانی مین شان صفت — ذرا دیکہو کرتا ہون اب گوہری
جمال علیخان ہین اک میری دوست — امامیہ و مومن و حیدری
ولا اون کو اقلیم اخلاق کا — بجا ہے جو ہو دعوی داوری
فلک پر ملائک بہی ہین مدح خوان — یہ ہی اونکے اخلاق کو برتری
ہوئی اونکی شادی تو شادان تہی سب — بچہ جن و چہ انسان چہ حور و پری
لکہون جشن شادی تو ہر ایک پر — مری شعر کر جائین افسون گری
ہر اک جا وہ ارباب عشرت تہی جمع — کرے جنکو سجدہ بت آذری
جدہر آنکہ پڑ جاے آنکہون سے وہ — دکہاوی وہین جادوی سامری
کسیکی ادا ایک ادنی کنیز — کسیکی جلو دار تہی دلبری
کوئی غیرت مہ کوئی رشک مہر — کوئی حور سے تہے اور کوئی پری
پراون سب مین اک رشک ماہ تمام — دل مہر کی تہی فقط مشتری
وہ سیمین بدن تہی جو پہنے ہوئے — مکلف بدن مین لباس زری
تو ہر شعلہ شمع محفل کو تہے — خجالت سے فانوس مین تہرتہری
بیان کس سے سامان عشرت کا ہو — ہوئی تہی غرض خلد یارہ دری
میرے دل کو تہے فکر تاریخ جشن — مگر طبع سے نہ کی گرم گستری
تو اے مہر مین نے یہ مصرع کہا — ہمایون ہو وصل مہ و مشتری

تاریخ ہائے قحط

پئے سال تاریخ قحط اے ندیم	کہا میں نے صاحب ہے قحط عظیم

ضمنہ

دہوم ہوا ہے مہر اب عالم میں کیسی قحط کی	اک غضب ہے کیجئے تاریخ میسجی قحط کی ۱۲۳۶

ضمنہ

قحط کی ہمنے جو سوچی تاریخ	ورد غلہ ہوئی فصلے تاریخ ۱۲۴۵

ضمنہ

اگر دہیان ہمت کا اب آگیا ہے	تو کہدے یہہ ہی ہے غضب آگیا ہے ۱۲۴۹

تاریخ تولد دختر مصنف

ہوئی پیدا جو دخت نیک اختر	مہر تاریخ کہدے لخت جگر ۱۲۵۳

تاریخ انتقال استادی جناب شیخ امام بخش ناسخ

کیا کوئی سنے ہے مہر کہ عاشق کا راز ہے	اس مطلع بلند پہ ناسخ کو ناز ہے
یہ مشت خاک ترے جلوہ کی نیاز ہے	گرامی سمند ناز ہی ترک و تاز ہے
یعنے جناب ناسخ معجز کلام اب	عازم ہے سوئے خلد در خلد باز ہے
اوس سے ہوا انکو عشق جو ہے صاحب براق	محبوب کبریا ہے وہ عاشق نواز ہے
تاریخ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ	ناسخ ازل سے بندہ شاہ حجاز ہے ۱۲۵۴

تاریخ چاہ

چاہ بنا بر سبیل خواجہ ابوالحسن نمود	سال بنائش مہر گفت چشمہ فیض آب جود ۱۲۵۶

تاریخ انتقال دختر مصنف

جانی خانم نام دخت شیر خوار ۔ بود آرام دل و نور نگاہ

شد پرستار سکینہ در جنان ۔ گفتمش تاریخ دخت مہر آہ ۱۲۵۵

تاریخ طلوع ستارہ شمشیر صورت

کوکب عجیبی تافت باوج فلک اے مہر ۔ کان صورت تیغ است بہ بینید کہ نخواہد

من فکر سنش کردم و فرمود سروشم ۔ تاریخ ہمین است کہ شمشیر بتابد ۱۲۵۵

تاریخ

اری لے عجب یعنی سبحان بخش ۔ کہ مشہور ہے دواری بے عجب

جو بانی محراب و منبر ہوئے ۔ وظیفہ تہا سکو اری بے عجب

پئی سال تاریخ ہاتف نے مہر ۔ کہا مجھسے کہدو اری بے عجب ۱۲۵۵

تاریخ مسجد مولوی امیر علی

عالی نسب امیر علی نے بصد خلوص ۔ مسجد بنا ئی ہادی راہ خدا ہوا

اے مہر کہدے مصرع تاریخ صاف صاف ۔ تعمیر کربلا مین یہ کعبہ نیا ہوا ۱۲۵۵

تاریخ فتح گوالیار

زہے سطوت لارڈ ایلن برا ۔ باقبال او کروفر ختم شد

نظر کرد ہر گہہ بچشم غضب ۔ ہمہ شوکت گوالیر ختم شد

تو اے مہر ہم ہر ندرش کنون ۔ سن فتح چون رزم گر ختم شد

بخوان سال ہجریش عہد ظفر ۔ سن عیسوی گوکہ غیر ختم شد ۱۲۵۹ ۱۸۴۴

* * *

تاریخ تہنیت خلعت وزارت بیت السلطنت لکھنؤ بہ منور الدولہ مکرم الملک مرزا احمد علیخان بہادر

آپ ہوئے نواب وزیر اودھ ‏— چہانے کیون خاک در عمر و زید

تاریخ کتاب راگ مسالا راجہ کاشی

نہ کیون کہ طوطی ہندوستان ہو خامہ فکر ‏— کہ ہے صریر سے نغمہ سرائے نغمہ ہند

جو مجھسے پوچھے کوئی اس کتاب کی تاریخ ‏— تو مہر مین یہ ہی لکھدون صدائے نغمہ ہند

تاریخ انتقال سوسوخان گویہ

مرگیا کیا دل لگے کا آدمی ‏— کیون نہ ہر اک غم کرے افسوس ہے

مہر تو بھی مصرعہ تاریخ کہہ ‏— آج سوسوخان مرے افسوس ہے

۱۲۵۹

تاریخ تعمیر مکان مغل صاحب فرخ آبادی

مغل کرد چون قصر عالی بنا ‏— سزد گو مش گر محبت کدہ

پئے سال تاریخ آن خود زمن ‏— بگفتا کرم کن بہ عشرت کدہ

۱۲۵۹

تاریخ انتقال مغلجان صاحب فرخ آبادی

بنا کردہ قصر فلک منزلت ‏— مغل در جنان شمع محفل شدہ

پئے سال تاریخ این واقعہ ‏— وہ عشرت کدہ مرگ داخل شدہ

۱۲

تاریخ مسجد مولوی احمد علی ڈپٹی کلکٹر آگرہ

فلک مرتبت سید پارسا ‏— جو مصروف تعمیر مسجد ہوا

تو اے مہر مین بھی اوٹھاون قلم ‏— کہ اک بیت تاریخ مین ہو رقم

۱۲۶۰

ہنا ہے علوم خفی و جلی	زہے پانئے دین احمد علی ۱۲ ۶۰

تاریخ جشن وزارت

امیر محتشم احمد علی خان	ہوئی پھر مسند آرائے وزارت
تو سینے نذر دے اے مہر تاریخ	مبارک جشن زیبائے وزارت

تاریخ انتقال حکیم شبیر علی

پیغام قضا آیا یہ عاشور کی شب کو	اے شبیر علی عزم بیابان عدم کر
ہین صبح کو اے مہر جو ہین نیند سے چونکا	ہاتف نے پئے سال کہا مجھسے کہ غم کر

تاریخ موچ پائی مصنف

موچ آگئے پاؤن مین تقدیر سے	تا بہ کوئی یار کیون کر جائے مہر
درد مین تاریخ سے کیا فکر ہو	بس یہی لکہدون کہ ضرب پائے مہر

تاریخ انتقال میر علی بخش پسر میر سرفراز علی ناظر

ناظر جو یہان میر سرفراز علی تھے	تھا اونکا پسر عاشق شبیر علی بخش
فردوس کا جب قصد کیا اوسنے تو اے مہر	تاریخ فقط نام ہوا میر علی بخش

تاریخ انتقال حیدر خان برادر محمد امین خان

بہائی تہا امین خان کا حیدر خان	نوجوان نیک بخت ذی جوہر
عزم جنت کیا جو اوسنے مہر	سال تاریخ ہے غم حیدر

مہر

ز دنیائے دون سوے جنت شتاب	جوان زاہد و پیر روشن نفس
رقم چون بیاد آمد پئے سال فوت	تماشد شکے تازہ نامش بکس

محمد امین خان چو اے مہر گفت ۔ کہ داریم تاریخ دیگر ہوس

من از روے تسبیح و تہلیل و ترس ۔ نوشتم کہ تاریخ این است و بس

ایضاً

متقی نیک بخت حیدر خان ۔ چون بدار القرار کرد قرار

مہر بنوشت مصرع تاریخ ۔ کوچ طاعت گزار و شب بیدار

تاریخ تعیین میلہ طوالفان شہر آگرہ

ہوشون سے کیا میلہ ایجاد ۔ مہر دل سینے کا سامان دیکھو

اکبر آباد جو ہے رشک چمن ۔ اوسمین اک تازہ گلستان دیکھو

مین بہی اب مصرع تاریخ کہون ۔ نقشہ بزم پرستان دیکھو

تاریخ تذکرہ

ہے جنے جو کی مہر شوق تمام ۔ تذکرہ حضرت ناصر کی سیر

واقعی ہے مذہب اہل سیر ۔ بغض نہ انکو ہے کسی سے نہ بیر

کچھ بہی کہین او سمین نہین ہے خلاف ۔ کعبہ تو کعبہ ہی رہا دیر و بیر

اب کہون تاریخ مین [illegible] ۔ اپنی ہون محفوظ تو راضی ہون غیر

ہین سن ہجری [illegible] ۔ دیکھو تو تاریخ سیر ذکر خیر

ایضاً

بہ پدری یاد کرد نیکان را ۔ وہ چہ یاد وہ سر است این بد بخت

پے تاریخ گفت ہاتف غیب ۔ ہیچ شد ہیچ از زبان کرخت

تاریخ عطای ستار از راجہ صاحب لکنور صاحب

پائین راحت سے جب ستار کنور — کیون نہ گائے بجائے بیر ہو مدار
کرون آہنگ ساز ہاتف سے — کہون تاریخ مہر تار ستار ۱۲۶۲

تاریخ فتح لاہور بعہد لارڈ ہارڈنگ

اے خداوند عدل و داد و سخا — تیرا دشمن ہمیشہ محزون ہو
تو ہو فرمان روائے ہفت اقلیم — تیرے قبضہ مین ربع مسکون ہو
بخشش و فیض عام سے تیرے — خلق احسان مند و ممنون ہو
رزم مین جب ہو معرکہ آرا — خون اعدا سے رخش گلگون ہو
جشن نصرت سے شاد ہون احباب — غم نصیب عدو سے ملعون ہو
پائین مداح خلعت و جاگیر — صرف انعام گنج قارون ہو
مہر لایا ہے نذر مصرع سال — رزم فتح و ظفر ہمایون ہو ۱۲۶۲

تاریخ تولد پسر و دختر توامان

میر اکبر علی خطاب یے خان — من داد و دوستی بہم دارم
چون بدولت سرائے او پیدا — پور و دخت سعید شد توام
گفتم اے مہر مصرع تاریخ — کہ خوش آمد دل و جگر باہم ۱۲۶۲

تاریخ صحت

چون الف بیگ با فضال خدا — چاق شد یافتہ غسل صحت
ہاتف غیب دم استفسار — گفتہ تاریخ بلے خیریت ۱۲۶۲

تاریخ کتاب منشی واجد علیخان صاحب

نسخہ ہر علم و فن شمع رہ ہر انجمن — جلوۂ نور و ضیا کرد بہ طبع صفا

مہر گہر ہا بسفت مصرع تاریخ گفت — دام بسد صد ہا دانۂ خرمن ما

تاریخ انتقال یعقوب علیخان

آه صد آه صد افسوس افسوس — دوستم بود بسا نیک نہاد
سپئے تاریخ وفاتش گفتم — مرد و یعقوب علیخان جان داد

تاریخ انتقال خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

خواجہ حیدر علی آتش ز جہان در فردوس — صورت آتش گل یافتہ ایمائے مقام
مہر مصرع دعائیہ بتاریخ نوشت — ارم و جنت و فردوس بود جای مقام

تاریخ انتقال حیدری

کیوں نہ مدفن کا تختہ تختۂ گلزار خلد — کربلا کی خاک میں کیا کیا گل رعنا ملا
حیدری جنت میں ہے پڑھتا ہے یاں تاریخ مہر — ہائے خاک پاک میں کیا کیا گل رعنا ملا

تاریخ یافتن سند لیاقت عہدۂ منصفی

یافتم ڈپلومہ از فضل خدا — دوستانم شاد و دشمن پائمال
مہر این فیض شہید کربلاست — بخشش بین بخوان تاریخ سال

منہ

آیہ لاتقنطوا گر یاد داری خوش بخوان — رو سوئے رحمت بر نتابد او رضینا بالقضا
کے بود ای مہر بے حکم این چنین مصرع سال — جنتی و حیدری و شیعۂ آل عبا

منہ

نیکوں کا سچ ہے مہر کہ انجام نیک ہے — تمیز غافلوں کو نہیں خوب و زشت میں
تاریخ میں نے پوچھی تو بولا سروش غیب — سب سے کہہ کہ حیدری ہے جوار بہشت میں

منہ

حیدری شیر حسن ملک صور و پری — جانب خلد ازین دار فنا شد سفری
خواستند از من دل سوختہ تاریخ چو مہر — گفتمش پاک وا امامیہ واثنا عشری

منہ

آہو بودے کہ بہ دل مہجور — آہ رحم کردہ مہر باختہ ہوش
بود ما تو بس عجب آہو — ہر دمش داشت زینت آغوش
حیدری چون بمرد آں ہم مرد — گشت زین ہر دو تا بلند خروش
نام آہوے او حسینی بود — شد حسینی و حیدری ہمدوش
پئی تاریخ سال فوت بہم — زیر بار غمی گفت و گفت خشف سروش

۱۲۷۲ ۹۸۰ ۲۸۷

منہ

حیدری جب سدھارے جنت کو — سب نے مانگی دعا کہ بخشش ہو
دفعتاً مہر یہ سنے تاریخ — لغمت رحمت الٰہی دو

منہ

حیدری رفت از جہان بجنان — دل و جان مہر صرف غم کردم
بر سراپاے تربتش تاریخ — حیدری حیدری رقم کردم

منہ

شاد خرامان بگلشن جنت — حیدری از جہان و مہر شگفت
مہر تاریخش را براے سال وفات — گلشن حیدری بگیر گفت

تمت

کیون نہو اس نگار کا ماتم / رنج سے ہے لب تنے آب و گل مین نقش
ایک مصرع مین لکھون دو تاریخ / ہوئی از رنگ مہر تل مین نقش
سال ہجری و عیسوی ہون بہم / آئینہ کی دکھاون ظل مین نقش
یون بہی ہی قافیہ ردیف ہی گن / داغ ہے حیدری سے ہے دل مین نقش

مسند

روز آدینہ بہ فردوس برین / حیدری رفت و جہان حسرت ملال
گفتم آدینہ شدہ سبے سر و پا / پئے تاریخ چو کردند سوال
دین حاصل شد و بادین پیوست / نہم شہر مبارک شوال

تاریخ رہائی

مرزا فتح علی بیگ چو در تہمت جعل / مبتلا گشت و فتنہ جرم و خطا بس اثبات
خیر بگذشت و رہا گشت شفیقم ای مہر / سال تاریخ چہ خوش یافتم از خیر و نجات

تاریخ انتقال حیدری

دل دکھاتی ہے حریر فلک معنی سنج مہر / نالہ کئے ہے صدای شیون و نوحہ گری
عطر بہی مٹی کا جو ملتے نہ تہے پوشاک مین / خاک مین وہ ملگئے اے وائے چرخ چنبری
وہ کفن پہنی پڑے ہین خاک مین جنکے لئے / فرش قاقم فرش تہا ملبوس تہا رخت زری
اے فلک بن بنکے بگڑی ہائے وہ وہ صورتین / حسن سے جنکے خجل ہین و ملک حور و پری
آتے ہی کنج لحد مین ہوگئے خاموش وہ / چشم گویا سے مٹاتی تہے جو سحر ساحری
آج جنت کو سدہارے ہائے وہ سرو روان / خلق و احسان و مروت سے تہی جسکو برتری
مصرع تاریخ ہاتف سے یہان سنتا ہون مین / خاک پاک کربلا یہ سہسے یہ ملک حیدری

تاریخ دختر و پسر میر سید علی وکیل

سقام رنج ہے سید علی وکیل کا حال / کہ بیٹا بیٹی موے دونون روئین کس کر

جو دو برس تھے بس وپیش کی ایک آفت تھی / عجب جگر کہا اوسکو غم دگر اسکو ۱۲۶۴

تاریخ قصر ریش

ریش طولانی جناب مولوی چون قصر کرد / مو بگوش آشکارا چون حق باید نہفت

شاعر موزون طبیعت اسے مہر بذلہ سنج / ریش خشتہ مولوی یاد اپنے تاریخ گفت ۱۲۶۴

تاریخ

بے جواہر گئیں تسلیمن تیسرے تہہ کو / لے گیا سے اوتھون سے راہ عدم

خاطر نازنین درگاہ جہان / اور اوسپر یہ اوسکی مان کا الم

کہدون پرسے کی بدلے اک تاریخ / اب گیا سو گیا نہ کیجے غم

تاریخ ورود گورنر

لاٹ ڈلہوزی ست رونق بخش ہند / اے صبا در گوشش جہت این مژدہ گو

مصرع تاریخ مقدم گفت مہر / افتخار ہند باد انجم تو ۱۲۶۸

تاریخ

امیدوار کیا رنج نے منصفی کا مجھے / تو مجھ سے ہو گئی تا حق کی حاسدون کو کد

دیا سوال میری ضد پہ حاسدین ای مہر / ہوا وہان سے بہی آخر سوال اونکا رد

ملا ذریعہ کامل خدا کا فضل سے مجھے / اثر پذیر عدو کا نہو گا بغض و حسد

نکالون سائل موذی کو اب کہون تاریخ / عدو بشود سبب خیر گر خدا خواہد ۱۲۶۸

تضمین مادہ تاریخ جشن در بحر رمل مسدس مخبون محذوف

باے نئے جشن ہوا مرجع خلق — جشن کیون ہو نہ بلاقید کا جشن
کیون نہ امید براے سب کی — ہے برآرندہ امید کا جشن
آسمان قدر ہے جکسن صاحب — روشنی بخش ہے ناہید کا جشن
ہے مسیحا نفسون کا مجمع — جشن ہے منزل خورشید کا جشن
زمزمہ سنج ہین مرغان چمن — یطامی کی ہے مگر صید کا جشن
محب نے مصرع تاریخ کہا — خجل اس جشن سے جمشید کا جشن

تضمین مکرر مادہ تاریخ در بحر ہزج مسدس مقصور

مجھے کچھ کیا خبر ہوتا ہے کیا جشن — تجا میرا دل غمگین سمجھا جشن
مگر الحمد للہ شکر صد شکر — کریگا دل کو اب عشرت سرا جشن
خداوندا کرم جکسین صاحب — ہوا مقدم سے جنکے جابجا جشن
رعایا کی مسرت کا ہے خواہان — طلب کرتا ہے ہنگام دعا جشن
غرض اوس ابر بخشش نے چمن مین — کیا ایسا پئے خلق خدا جشن
صفت مین جسکی ہین معذور شاعر — نہ دیکھا اسطرح کا نے سنا جشن
بنا تھا تاج گنج افسر جہان کا — تو روضہ روضۂ رضوان فضا جشن
فروغ خفتگان خاک دیکھو — ہوا اتھا روشنی سے رونما جشن
جہان تھی حسن شاہانہ پہ نخوت — وہان پر دیکتا تھا ہر گدا جشن
مسیحا دم وہ سب محفل کی محفل — وہ گلشن مین نسیم جان فزا جشن
وہ غنچہ کا تبسم گل کا خندہ — وہ بلبل کا ترانہ چہچہا جشن
ورق ہین ہر شجر کے تازہ مضمون — مسرت جس سے مطلب مدعا جشن

یہہ کہنے پر وہان امادہ زار ہر | می گلفام دے ہو ساقیا جشن
کہون تاریخ سال عیسوی اب | رہے تا یاد خاطر سالہا جشن
یہی مصرع موزون نذر دون مہر | خجل اس جشن سے جمشید کا جشن ۱۸۴۶ع

تاریخ فتح ملتان

ایکہ ملک جاہ لاٹ دلہوزی | با اولوالعزمی و با جلالت
قطرہ زن چون شدی سوی پنجاب | خبرم داد ہاتف از حالت
سال تاریخ مقدمت یاد آر | منم از شاعران خوش فالت
باد انجم تو افتخار ہند ۱۸۴۸ع | مصرعے گفتہ ایم در سالت
باز در دام نصرت افتاد | ہمہ اعدای بے پر و بالت
صلہ خواہم خطاب خلعت و زر | کہ مراحق بود درین حالت
نذر مہر است مصرع تاریخ | فتح ملتان شد با قبالت ۱۸۴۹ع

تاریخ چہم چہم

تہہ خاک آرام کرلی ہے چہم چہم | فقط کیا ظہور سے یہان نالہ کش ہے
برستا ہے اس حسن سے غم لحد پر | کہ ہر اک پری دیکھکر جسکو غش ہے
کہا ای مہر تاریخ کا تو یہ مصرع | یہین دفن معشوقہ حور وش ہے

تاریخ بااستقلالی مرزا سخاوت علی برعہدہ سررشتہ داری ضلع ایٹہ

مستقل شد با فرہی مال | نور چشم دلم چو گل بشگفت
مہر تاریخ سال استقلال | نیک سررشتہ دار ایٹہ گفت

تاریخ امام بارہ منشی جواد علی جلالوی

عرش رفعت کیوں نہو بیت العزا
بندۂ مقبول داور ہے حسین
مظہر نے تاریخ کا مصرع کہا
تیر عرش منور ہے حسین

ہمند

دیکھو محل نبی و علی کے ورود کا
صلّ علیٰ مقام یہی ہے درود کا
بانی ہوی جواد علی اسکی یہنی مظہر
تاریخ کہد ہے تعزیہ خانہ ہمنود کا

ہمند

بانی وہ جواد اسکا جو پیرو ہی علی کا
بیت الشرف صاحب ایمان یہ بنا ہی
اے مظہر رقم کیجیے اک مصرع تاریخ
ماتم کدہ شاہ شہیدان یہ بنا ہی

ہمنہ

میر جواد علی تک انجام
کہ جواد است صحیح اورا نام
ساختہ غمکدۂ و مظہر بگفت
جنذا رونق دین و اسلام

قطعہ نام تاریخی رسالہ واجد علیشاہ پادشاہ

یہہ وہ رسالہ شہ انجم سپاہ ہی
جس سے ہے پلٹنوں کی قواعد کا انتظام
اے مظہر تو حضور معلی مین عرض کر
تاریخ کا مجاہرہ اختری ہے نام

تاریخ تذکرہ سراپا سخن

شور و غوغا جدا بیان ہے جدا
زمزمہ ہے جدا فغان ہے جدا
بلبلوں کا جدا نشیمن ہے
مرغ معنے کا آشیان ہے جدا
ہے ہر اک بات کا جدا انداز
روش و طرز نکتہ دان ہے جدا
واہ کیا بات میر محسن کی
دل جدا مدح خوان زبان ہے جدا

تذکرے مین بھرا سراپا حسن — کہ سراپا کا ڈھنگ یان ہے جدا
اسکی تاریخ اب کہون اے مہر — یہ گلستان بے خزان ہے جدا
۱۲۶۹ھ

تاریخ رسالہ قوافی تالیف منشی دہنپت راے زار تخلص

تمام علم قوافی باختصار نوشت — فروغ بزم سخن زار شاعر ذی ہوش
چو مہر سر بگریبان فکر شد پی سال — بذرہ اموج بدریا یکی بود گفت سروش
۱۲

تاریخ دیوان راجہ

شاعرون کی بات رکھلی ہے زبان نکتہ سنج — شکر کرنا چاہئے اللہ کا احسان ہوا
گاو خر مین گفتگو کیا ہے تہین اونسے کلام — مرتبہ سمجہا سخن کا جسنے وہ انسان ہوا
بات ہی رہجائیگی باقی ہے جو فانی ہے سب — مین ہوا یا تو ہوا انسان یا حیوان ہوا
عقل کی یہ بات ہے راجہ کو سوجہی دور کی — پاس جو گنج معانی تہا نہ وہ پنہان ہوا
کیون نہ مطبوع طبایع ہو کے راجہ کا کلام — معنی روشن سے ہر نکتہ مہ تابان ہوا
مہر اب ہم ہی کہین اک مصرع تاریخ طبع — واہ چہپ کے مثل نقش مدعا دیوان ہوا
۱۲ھ

ایضاً

زہے راجہ کہ بلبل شیراز — بر کلامش ہزار تحسین گفت
مہر دیوان دیدہ تاریخش — آب و رنگ گل مضامین گفت
۱۲ھ

تاریخ انتقال میر وزیر علی صبا

بزم عزا باغ جہان ہو گیا — پہولونکی بو پہولونکی نکہت مین ہے
ہاے مری دوست صبا ہاے ہاے — نالہ بہی جوشش رقت مین ہے
مصرع تاریخ سنو مہر سے — دور صبا گلشن جنت مین ہے
۱۲ھ

تاریخ انتقال میر مظفر حسین ضمیر

مرثیہ گو جناب میر ضمیر
جنکا شہرہ جہان مین ہے ہر سو

تھا مظفر حسین نام اون کا
ذاکر ذکر شاہ تشنہ گلو

اور مداح حیدر کرار
دل ولاے علی سے تھا مملو

سوئے جنت گئے جو وہ اسی مصر
خامہ فکر کے بھی آنسو

ہجری و بعلیسو سے لکھی تاریخ
جا بسے حیدر سے پل ضمیر اب تو

تاریخ انتقال منشی ہیرالعل رشکی عرف منشی مجو للن برادر زادہ کندن لعل بہادر تلمیذ

جو لوگ بیکس و غربا کے کفیل ہین
مقبول بارگاہ خدا سے جلیل ہین

مردان باخدا کو تعین کی قید کیا
ہر ایک سے شریک ہین ہر جا دخیل ہین

لو اونکو شمع دیر و حرم کی ہے ایکسی
پروانہ وار عاشق حسن جمیل ہین

ہندو اگر سمجھے تو گنگا کی آبرو
اسلام ہے تو جرعہ کش سلسبیل ہین

ایسون کیواسطے ہین حیات و ممات کیا
یان اور وان پہ مرتبے اونکے جزیل ہین

مردہ بدست زندہ جلادین کہ دفن ہون
بیمثل ہر طرح سے ہین وہ بیعدیل ہین

لے ہر منشی مجو کی میت جو ہو تکدی
بولا سروش غیب یہ رشک خلیل ہین

تاریخ انتزاع لکھنؤ

لکھنو چھپوا دیا اسے نما قلو
سب بگیڑے اب تو یکسو ہو گئے

مہر نے جل کے کہا مصراع سال
خایہ باشد سارے الو ہو گئے

تاریخ عطاے خلعت بست و پنج دو پارچہ مع بالاپوش مروارید و اسپ و اسلحہ قیمتی دو ہزار روپیہ
بمصنف مرزا سخاوت علی بیگ خلف الصدق مصنف و یکصد روپیہ بہ مہتمم از سرکار

وہ اقبال کوین وکٹوریہ ہو ... کہ ہفت اقلیم ہو تسخیر اے مہر
گورنر اور سب ارکان دولت ... رہین مشہور خوش تدبیر اے مہر
رہے ہم خیر خواہوں پر عنایت ... بد اندیشوں کو ہو تعذیر اے مہر
وہ نقش مدعا بنجا ہے مجھکو ... جو سیم و زر پہ ہے تصویر اے مہر
کہ بیٹے میرے بیٹے نے عجب کام ... کیا ہے قابل تحریر اے مہر
وفور عذر مین جرات سے اپنی ... ہوئی رستم کی بھی تحقیر اے مہر
بچاے لکھنو مین سارے انگریز ... نہ ہوئی ایک کی تکفیر اے مہر
بچایا بھای نے سررشتہ اپنا ... وہ تھا منشی ذی توقیر اے مہر
مرے ہمراز تھے ماموں بھی میرے ... لبان خواب اور تعبیر اے مہر
غرض ہم سب ہین خیر اندیش دل سے ... تو یہ بھی ہر گھڑی تقریر اے مہر
کرے باب اجابت پر گزر اب ... دعا ٹھہری یہ پر تاثیر اے مہر
جہان ہو اور کوین وکٹوریہ ہو ... جہان ہین شاہ کشور گیر اے مہر
کہ مجھکو اور بیٹے کو بھی میرے ... مخلع کرکے دی توقیر اے مہر
پڑھون مصراع تاریخ مسیحی ... مبارک خلعت و جاگیر اے مہر

۱۸۵۹ع

رباعی تاریخ تصنیف گلستان مرزا ہرگوپال تفتہ

این نسخہ کہ بوئے از گل و ریحان آمد ... بلبل از شوق او غزل خوان آمد
شد طبع و نوشت سال تاریخش مہر ... گلدستۂ لایق از گلستان آمد

۱۲

مہر

سخنور سخن سنج بے مثل تفتہ ... سیہ آشتہ بجالت بیاد قربانش سعدی

گلستان چنان کرد تضمین که گفتم	بداند بہار گلستانش سعدی

سنہ

طبع شد نسخہ چنان کاے مہر	خواندن را فلک گل رعنا
سال طبعش بطرح رنگین گفت	شد گلستان چہ یک گل رعنا

سنہ

ہان تفتہ بر تو وصلہ این چنین کتاب	صد بار مرحبا بود و باز مرحبا
خود مہر بست دل بچنین مصرع و بگفت	اے ہمصفیر بلبل شیراز مرحبا

تاریخ تولد فرزند مرزا سلیمان قدر برادر واجد علیشاہ بادشاہ

عرض کر تو ملکہ عہد سے مہر	رشک مریم ہو مبارک پوتا
سنیے تاریخ زبان عورات	تمہیں جم جم ہو مبارک پوتا

تاریخ امام باڑہ مرزا بابر

مرزا بابر نے کیا ہے تعمیر	یہ عزا خانہ تو اے مہر اب تو
کہدو اک مصرع تاریخ بنا	تعزیہ خانہ بزم چہلم

تاریخ انتقال بی جہان جان

قطعہ نثر عربی تاریخی

یا حیّ ارحمہا بحق فاطمۃ البتول علیہا السلام سنہ ۱۲۷۴ الہجری

سنہ

نہم و پنجشنبہ اوّل روز	شہر ذیقعدہ بصبر و شکیب
شدہ این مومنہ کنیز بتول	دور از من بجور خلد قریب

گفتم اے مہر مصرع تاریخ — آہ اے گلشن بہشت نصیب ۱۲۷۴

منہ

سنم و یارب و فغان و خروشش — منم و آہ و سیل اشک بجوشش
منم و رنج و غم مرا ہمدم — منم و درد دل مرا ہمدوشش
این ہمہ شد ز مرگ مونسہ — کہ نہ تاب و توانم است و نہ ہوشش
چشم مہر است یا خدا از تو — ہان توئی مہربان و عذر نیوشش
اے عطا پاشش رحم کن بروے — اے خطا پوش ہم خطایش پوشش
من و بود این سخن کہ تاریخش — داخل خلد باد گفت سروشش ۱۲۷۴

منہ

بیوجہ نشد چاک گریبان سحر مہر — سوگ مہ عفت شبیش آمدہ لابد
من فکر سن فوت ہمیکردم وہاتف — فرمود کہ مستوجب جنت ابد آشد ۱۲۷۴

منہ

مہر چون بر مدفن این مومنہ — مہنا روح وریحان نوشت
جند استغفر کین تاریخ فوت — گفت ہاتف اے نصیب تو بہشت ۱۲۷۴

منہ

یا غفور المذنبین و المذنبات — بس توئی امید گاہ عاصیان
پنجۂ مہر تو شد دست دعا — ربنا اغفر خطا ورد زبان
سیاتش عفو کن بہر رسول — روے رحمت بر متاب اے کام جان
من چنان میگفتم و ہاتف چنین — الہم ایمان اے لطف بیکران

ہان قلم بنویس بر لوح مزار
خلد و علیین و فردوس و جنان

منہ

شہر ذیقعدہ و تاریخ نہم
مہ نہان گشت ز چشم انجم
دفن گردید شب ادینہ
پر غبارہ آہ شدہ آئینہ
پئے تاریخ وفاتش درگوش
مطلع مہر ہمین خواند سروش
آمد اینک بجناب زہرا
کہ عفا اللہ تعالے عنہا

منہ

در لیقا کہ ماہ مبین مومنہ
گذشت از جہان این کرین مومنہ
ہمین مصرع مہر تاریخ شد
بود رحمت ایزد برین مومنہ

منہ

رفت از دار فنا این مومنہ
در مزارش راحت جنت بود
من چہ چگویم مہر تاریخ وفات
گفت ہاتف یا خدا رحمت بود

منہ

ہوئی بیشک نجات اس مومنہ کی
دلیل دعوی صادق ہے محکم
کہ اسم ذات ہین اول ہے آخر
ملی تاریخ نجینا من الغم

منہ

صغرا کی تصدق ہین قربان سکینہ کے
گلزار مین زہرا کے ہر گل کے فدائی ہین
تاریخ وفات انکی ہاتف نے پڑہی ای مہر
چنا ہین گل جنت جنت مین یہ آئی ہین

منہ

خلد کی آتی ہے اے مہر ہوا ۔۔۔ سایہ افگن ہوئی جنت کی نہال
یہی لکھد یجئے تاریخ مزار ۔۔۔ ہے یہ تربت چمن نیک مال

تاریخ کتاب چتر چندر کا تصنیف راجہ بلوان سنگھ بہادر راجہ

آپ کو اے جناب راجہ بلوان سنگھ ۔۔۔ کب کتنی کستے ہیں شاعر صاحب فکر بلند
طبع تصنیف مبارک چتر چندر کا ہوے ۔۔۔ کیون نہ ہر پنڈت کو پنڈت خانہ ہو زیبجہ وبند
میرزا حاتم علی مہر اسکے جب سمجھے نکات ۔۔۔ یہ کتاب صنعت ہندی بہت آئی پسند
خامہ وکا نمزاد ٹہایا بہر فکر سال طبع ۔۔۔ ڈال دی ذہن رسا نے اوج گردون پر کمند
یون لکہین اک جا یہ دو تاریخ ہجری عیسوی ۔۔۔ مہر گن سی ہلکی ہوا ہیں چتر کا رتب دو چند

تاریخ تصویر

مہر تاریخ کہنے واجب ہے ۔۔۔ مہر تصویر راجہ صاحب ہے

تاریخ

چون جہان گیر بیک از دم تیغ ۔۔۔ زین جہان عازم جنان گردید
پے تاریخ فوت آن مرحوم ۔۔۔ گفتم اے مہر چار یار شہید

تاریخ تصویر کنور

شبیہ چکرورتی سنگھ دیکھی ۔۔۔ دکھاؤن نقشہ تقریر شاعر
کہون تاریخ اس صورت کی اے مہر ۔۔۔ فقط لکہدون یہی تصویر شاعر

تاریخ طبع سراپا سخن

اسے تذکرے کی ہے باغ جہان مین ۔۔۔ ہر اک سطر موج نسیم معانی
ہوا میر محسن علی کا یہ احسان ۔۔۔ کہ ہے عطر آگین شمیم معانی

کہون مہر تاریخ چھپنی کی اسکے ۔ سراپا سخن بلکلیم معانی ۱۲۷۷

تاریخ انتقال محمد مرزا

اینکہ مرزا محمد آہ بمرد ۔ نیک بشنو زمن کہ حالش چیست
بد محمد رحیم را پسری ۔ واقعات پدر چنین مرویست
ہشت و ہفتاد سالہ و سن مرگ ۔ ہشت و ہفتاد و یکہزار و دویست
از رجب نصف ماہ بگذشتہ ۔ مرد اول پدر پسر بگریست
بستمش میرزا محمد شرد ۔ ہم پدر ناجی ہم پسر ناجیست
بود آن مرد پیر پیش نماز ۔ این جوان مرد صالح و شیعیست
مصرع سال فوت این گفتیم ۔ بود دشوار پنج روزہ زیست ۱۲۷۸ھ

تاریخ

بے ساختہ اے مہر مجھے حسن سے ہی الفت ۔ یہ اوسکے لئے اپنی شب و روز دعا ہے
دشمن تو جلین شاد رہون اوسکا ہین کہ دوست ۔ روشن ہے کہ مین مہر ہون عیسی وہ مرا ہے
گوش ہمہ تن گوش سنے مژدہ فرحت ۔ اللہ سے امید یہی صبح و مسا ہے
جاہ و حشم و دولت و اقبال ہوا فزون ۔ آغوش مین اپنے ہو کہ اوسکے ہی یہی ہما ہے
نازاوس مہ تابان کے اوٹھاوئین ہی ای مہر ۔ صدقے رہو ئین اوسپہ یہ دل جسپہ فدا ہے
آج اوسکی وہ امید برآئے وہ رہی بات ۔ حاسد ہین تجمل جس سے تو اعدا پہ دہشا ہے
بے ساختہ تاریخ کا یہ مادہ اے مہر ۔ ہاتف نے کہا شکر ہے احسان خدا ہے ۱۲۷۵

تاریخ

صدر اعلے کہ محمد حسن است ۔ داد پرورش چو خدا ہے متعال

مصحف تاریخ ولادت گفتہ	بادیہ خورشید بہ اوج اقبال

مسند

اے مصحف جناب صدر اعلی	فرزند نرینہ یافت امسال
تاریخ ولادتش نوشتم	خورشید بود بہ اوج اقبال

مسند

یافتہ نور چشم از خالق	صدر اعلی بہادر افسر من
ہاتفم گفت باسرور و طرب	نام تاریخ گو نظیر حسن

تاریخ فوت حافظ محمد حسین

وکیل صدر محمد حسین از مہینہ	سوے جنان رشد دروازہ جہانیان بہفت
بروز شنبہ و ذیقعدہ و دوازدھم	زشب گذشتن پاسی بخواب مرگ بخفت
امیدوار نجات است مولوی راجے	رئیس شہر گڑا والدش بجان کلفت
سروش غیب بتاریخ فوت آن مرحوم	چہ نیک بود بیا مژدش خدا بگفت

تاریخ مسجد بی چندا

محراب عبادت راشد مسلمہ بانی	برخیز پئے طاعت گر صاحب ایمانی
اے مصحف بتاریخ این مسجد بی چندا	گفتم زہے آثار شیدا ے مسلمانی

تاریخ مسجد

شیخ عبد اللہ مستحکم بناے دین نہاد	مژدہ باد از اہد و عباد حق آگاہ را
بہر تاریخ بنائی مسجد عالی سروش	دید بر باب عبادت خانہ عبد اللہ را

تاریخ چاہ میر ولایت حسین

قرب شاہ ولایت متھرا | از ولایت حسین ذوالاکرام
طرفہ تعمیر شد دو تا یک جا | چارہ پختہ بصبر نقرہ خام
اے خوشا آب سرد و شیرینش | کہ از و خلق گشتہ شیرین کام
گفتم اے مہر مصرع تاریخ | مایہ ہر دو چاہ فیض عام

تاریخ

منشی و ذی فہم و عدیم المثال | وای عظیم الدین حسن ہائے ہائے
مہر پڑہو مصرع تاریخ فوت | ہائے عظیم الدین حسن ہائے ہائے

تاریخ

حسینوں کا ہو کس طرح صدمہ | طبیعت آخرش انسان کی ہے
یہی تاریخ کا مصرع کہو مہر | دلا تربت یہ ممن جان کی ہے

ایضاً

رفت افسوس چو ممن ز جہان | طبع زین واقعہ گردید کلفت
سال تاریخ وفاتش جستند | داخل خلد بود مہر بگفت

ایضاً

اوٹھ گیا افسوس کیسا مہوش صاحب جمال | بے ثباتی کیا کہوں دنیا کی اس دنیا پہ تف
شش جہت مین ایک ہی یہ مصرع تاریخ ہی | ہائے ممن جان کہ جسکا بار لو گیا اُف

تاریخ آتش گرفتن باروت بکٹرہ منشی رام آگرہ

کٹرہ مین منشی رام کے آج آگ لگ گئی | تو آدمی بنجلیبی اپنے معاد کہہ
جل بہنکے خاک ہو گئے بیچارے دفعتاً | آئی تھی شب برات سبھی ابکی جہاد کہہ

بارود خانہ اڑ گیا باروت ساز کا ۔۔۔ سوجھا یہ کھیل کیا فلک کج نہاد کا
اس واقعہ کی کہتا ہون تاریخ بھی نئی ۔۔۔ باروت ہو دو چند تو اوہ لٹو اجساد کو ۱۲

تاریخ نبیرۂ منشی تفضل حسین مہر ٹھوی

مبارک ہو تمھین اے شاد دل شاد ۔۔۔ دیا اللہ نے بیٹے کو بیٹا
ہوئی جب مہر کو تاریخ کی فکر ۔۔۔ کہا جیتے رہو بوڑھے ہو بیٹا

تاریخ

تجھ مین پنہان ہوا ہزار افسوس ۔۔۔ اے زمین آسمان بیت اللطف
پڑھے تاریخ گور حسؔو پر ۔۔۔ ہاے قبر نشان بیت اللطف ۱۲

تاریخ

متقی مرزا علیم الدین بیگ ۔۔۔ مسجدے تعمیر خاطر خواہ کرد
مصرع تاریخ ہاتف گفت مہر ۔۔۔ آن ہمہ کار خلیل اللہ کرد ۱۲

تاریخ خلعت بدربار لارڈ ایلجن گورنر جنرل بہادر بہ مصنف

دربار گورنری سے پایا خلعت ۔۔۔ احباب مین اپنی شاد ہر ایک ہوا
اے مہر پڑھون مین اب بھی تاریخ ۔۔۔ پیچ دوشالہ خلعت نیک ہوا ۱۲

تاریخ رفتن جان ہالٹ بیٹن صاحب کمشنر

جان ہالٹ بیٹن صاحب گئے یہان ۔۔۔ رونق افزا شکل ماہ آسمان
انکے جانے کی پڑھو تاریخ مہر ۔۔۔ تیرہ و تاراب ہے کل ہندوستان

ایضاً

جانب انگلنڈ جون گشتہ روان ۔۔۔ جان ہالٹ بیٹن صاحب قدردان

میرزا حاتم علی تاریخ گفت
رفت مردے رونق ہندوستان

مسدس

امیر کشور انگلنڈ جان ہالت بیٹن
زمانہ حاتم عادل اب ایسا پاے کہان

غریب پرور وعاجز نواز وبیکس دوست
جہانمین دوسرا ایساکوی بتا می کہان

اگرچہ معدلت آرا تھی راے کسرا کی
مگر جو راے ہے انکی وہ اوسکی راے کہان

در قبول جو مشہور ہے وہ در اونکا
امیدوار کی امید اب براے کہان

ہوئی یہ عازم لندن تو بیقراری مین
کچھ اپنے منہ سے نکلتا نہین سواے کہان

چراغ لیکے اگر ڈہونڈہے مہر عالم مین
بتائی توکہ آقا وہ ایسا پاے کہان

وہ مہر تفتہ کہ حاتم علی ہی جسکا نام
جو انکے قدمون سے چہوٹی تو سر جہکاے کہان

فراق سے ہے مگر ماہ فروری ہمسر
اثر فراق کا کیونکر نہوی جاے کہان

دعا کو ہاتھ اوٹہاے تو ہان اوٹہاے مہر
وگرنہ دامن دولت سی ہاتھ اوٹہاے کہان

ہمیشہ شاد رہین یہ جہان رہین یارب
سواے ہند ہمارے لئے ہے جاے کہان

دعا کے بعد ہمین فکر سال عزم ہوی
کہ شاعر اور طبیعت کو آزماے کہان

پڑہا یہ مصرع تاریخ بلبل دل نے
بہار باغ سے چلے نگہت گل آے کہان
۶۱۸ ۶۶

تاریخ تصویر تجمع رخصت بیٹن صاحب

تصویر ہی اب اوٹھے کہ اب ہی ہلنا
تصویر کی بلبلون کا عزم گلشن

اے مہر یہ ہے نیا شگوفہ تاریخ
تصویر وداع باہ بزم گلشن
۱۲ ہ ۶۲

مسدس

نہین نقشہ یہ نقش حیرت ہے
یکقلم سب کو رنج فرقت ہے

اسکی تاریخ بہی کہواے ممہ — بزم تصویر واہ صحبت ہے

تاریخ

رحلت کی محمد رمضان سنے رمضان مین — تو بخشیو تو بخشیو تو بخشیو یارب
تاریخ وفات اسے قلم فکر رقم کر — ماہ رمضان ماہ عزا آہ ہوا اب
۱۲۹۲ھ

تاریخ

چٹ پٹ ہوئین بی درگا تانگی کی پلٹنے سے — اے چرخ ستم پرور بیدا داسے کہتے ہین
اک قہر ہوا برپا او ترا ہے کمر کولا — ہاتف نے کہا درگا افتاد اسے کہتے ہین
۱۲۹۲

تاریخ ختم قرآن درگا

چو درگا ختم قرآن کرد و قرآن در گلو ہیکل — بنا ے کفر از ایمان تازہ گشت مستاصل
بہدیہ آیۂ لا یستوے برخواند خوش ہاتف — وقضا فزود بر لا یستوے تا جنہ اول

تاریخ فوت مدرس چنار گڑہ

افسوس صد افسوس وہ منشی وہ مدرس — دنیا سے سدہارے ہین کہ غم جنکا ہی جیکو
ہاتف نے پڑہا مصرع تاریخ یہ اہی ٹہہر — بس رنج ہے کیون موت نہ چہوڑیگی کسیکو

تاریخ مدرس مرقوم

سوے عدم روان شد منشی گنیش پرشاد — از چشم ما نہان شد منشی گنیش پرشاد
الام رو نمود ۔ گفتم سن مسیحی — افسوس آہ از جہان شد منشی گنیش پرشاد

تاریخ واگذاشت جامع مسجد اکبرآباد بسعی آغا سجاد علی خلف الصدق مصنف سابق مسل خوان صدر حال سرشتہ دار کلکٹری ایبٹہ

جناب ٹن صاحب حاکم صدر — اونہین کا کام ہے رحمت قرین کام
سفارش اوسکی آغانے اے مہر — کیا کرتے ہین یون ارباب دین کام
چھڑا دی مسجد جامع جو تھی ضبط — یہ ہے تحسین کے لایق بالیقین کام
دعا دین گر سے کے اہل اسلام — کہ اوسکا اور کچھ ہمسکو نہین کام
یہ ہاتف نے پڑھا مصرع تاریخ — ہوا راہ خدا بیشک بہین کام

تاریخ ختنہ

چو بزم ختنہ و مکتب بہم شد — بگویم مہر تاریخ مسدد
عباد اللہ اینک از سر تہد — قلم را قط زدہ در مکتب آمد

منہ

بفکر سال تاریخم من اے مہر — کہ جشن سنت آمد سعد و اسعد
عباد اللہ را مختون کردند — چو شد ایماے ملہم ختنہ گردد

تاریخ عقد

عزیزی میرزا راحت علی بیگ — کزو پیداست شان میرزائی
چو شد عقدش سروشم گفت اے مہر — بگو مسعود باد این کتخدائی

تاریخ

حیدری و رئیس ابن رئیس — مستند ذاکر شہ مظلوم
سوے فردوس رفت و مہر بگفت — نیک تر میر مہدی مرحوم

تاریخ

سہم صایب کتاب علم کلام — مذہب حقہ جس سے ہو جالی

کی تفضل حسین خان نے وقف | جند اجود و ہمت عالے
کیون نہ ہون یہ حاجی و دیندار | نہین اچھون سے تو جہان خالے
وہ سخی ہین یہ جنکے وقت سخا | کرین قارون سے لاکھون حمالے
اسکی تاریخ کہئے اب اے مہر | کہ حیلا سہم صاحب عالے ۱۲

تاریخ

بعد از حج و زیارت مولوی عبدالوہاب | رخ لبوے ہند کردو نام خود ساکن شگفت
مہر تاریخ شرف اندوزی اودی البھیہ | شیعہ و زوار و قاری حاجی الحرمین گفت

تاریخ انتقال جناب قبلہ وکعبہ جناب مجتہد العصر سلطان العلما

نور اللہ مضجع پاک جناب مجتہد | ھہنا روح و ریحان و جناب النعیم
قبلہ وکعبہ معین مذہب اثنا عشر | سیدی سید محمد منبع فیض عمیم
بود ہمنام شفیع المذنبین آن ذات پاک | رفت و با روح مقدس در جنان گشتہ ندیم
یک جہان در ماتم او سر برہنہ ہمچو مہر | عالمے چون ماہ دارد بر جگر داغ عظیم
میرزا حاتم علی مہر اینچنین تاریخ گفت | ہادی کونین و مصباح صراط المستقیم ۱۲

ایضاً

رفت بخلد برین سید عالیجناب | آنکہ از و میشد ند اہل جہان فیضیاب
مصرع سال مسیح نیز رقم کرد مہر | مجتہد دین حق قبلہ و رضوان مآب

ایضاً

دنیا سے دلا مجتہد عصر سدہارے | وہ طے ہوا در پیش جو تھا مرحلہ خلد
تاریخین کہین اور تو ہجری و مسیحی | مہر اب ہین فصلی بھی کہون داخلہ خلد
۱۲۷۴ فصلے

منہ
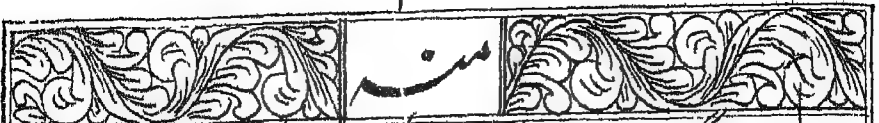
دنیا سے گئے سوے جنان مجتہد العصر
فردوس میں رضوان سے مورخ نے بیان مہر

کیون تیرہ و تاریک نہ عالم نظر آئے
ہاتف نے کہا عالم اثنا عشر آئے
۱۳۱۲ سنہ

منہ

ہندوستان سے اوٹھ گیا علامۂ جہان
سمت کا ایک مصرع تاریخ کہئے مہر

حق تو یہ ہے کہ خانۂ ایمان ہوا تباہ
رضوان مآب مجتہد عصر آہ آہ
سنہ ۱۹۲۴

تاریخ جلوس مخاطب بخطاب ملک العلما تاج الاتقیا افسر مومنین رئیس المسلمین عرش کلاہ مورد عنایات بیغایات واجد علیشاہ مجتہد العصر والزمان نائب حبیب یزدان مولانا سید بندہ حسین صاحب

جناب مجتہد العصر میر بندہ حسین
برائے سال جلوسش رقم زدم اے مہر

پس از وفات پدر گشت وارث و والی
کہ عہد ہادی دین مدظلہ العالی

تاریخ دیوان نعت صادق علی مداح

مرحبا ختم رسل سے ہے ممدوح
مہر دیوان کی تاریخ کہو

زہے شان و درجات مداح
عجب آثار سجا ہے مداح
۱۲۹۷

تاریخ تذکرہ منہ

تذکرے مین برنگ گلدستہ — سخن شاعران کامل ہے
مہر سے سنئے مصرع تاریخ — واہ وا نغمۂ عنادل ہے

تاریخ نام

بہر تولید پور عبد اللہ — کیجئے اہتمام تاریخی
لیجئے تا مل حساب کرو مہر — منظہر الحق ہے نام تاریخی

تاریخ

منشی غلام غوث ہین مشہور بیخبر — ہمسایہ بھی بیخبر مگر اے مہر کم ہوا
اونکے علیل ہونیکا فصل وبائی مین — مطلق نہ ہمکو علم خدا کی قسم ہوا
اب جو سنا تو ہیچ ہوا پر یہ شکر ہے — اوس سے سوا خوشی ہوئی جتنا کہ غم ہوا
ہاتف نے ایک مصرع تاریخ پڑھ دیا — اچھی طرح سے ہین یہ خدا کا کرم ہوا

تاریخ

ہو کر علیل مرزا امام الدین بیگ ہاے — دار فنا سے ہو گئے عازم سوے عدم
حافظ سے جب مرض مین تفئول کیا گیا — نکلا تھا فال مین یہی حکم قضا شیم
سحر قضا کہ در تتق غیب منزویست — مستانہ اش نقاب ز رخسار بر کشیم
اے مہر قصہ مختصر اس نیک مرد کی — تاریخ فوت ہمنے کہے ہے یہ درد و غم

تاریخ انتقال دوست مہر رشک منوچہر صاحب زبان خاک پاک خراسان کج کلاہ عارف علیشاہ

خراسانی جوان عارف علیشاہ — بقصد خلد شد زین محنت آباد

پئے تاریخ ہاتف گفت اے مہر ‌ ‌ کہ امداد علی موسیٰ رضا باد ۱۲۹۴

منہ

شاہ عارف علی خراسانی ‌ ‌ ہمہ دان بود و ماہر و عارف
سوئے فردوس رفت و مہر بگفت ‌ ‌ عالم و دہر و شاعر و عارف ۱۲۹۴

منہ

آہ صد آہ ہشتم رمضان ‌ ‌ شد بجنت ز عالم فانی
مہر دل تفتہ سال تاریخش ‌ ‌ گفت دہ عارف خراسانی ۱۲۹۴

منہ

شاہ عارف علی شد سوئے جنان ‌ ‌ اہل دل ذاکر و شاغل عارف
مہر تاریخ بصد رنج نوشت ‌ ‌ شاعری نادر و کامل عارف ۱۲۹۴

تاریخ انتقال مگدر شاہ

پئے بغلی بجبر قدر بغلی ‌ ‌ جائے ورزش گرفت مگدر شاہ
ہان بہ تاریخ یک عدد بردار ‌ ‌ پس بگو یکہ رفت مگدر شاہ ۱۲۹۴

منہ

دم فکر تاریخ افسوس شد ‌ ‌ کہ عارف علی شاہ افسوس شد ۱۲۹۴

تاریخ مسجد

وارد آگرہ و عمدہ رئیس میرٹھ ‌ ‌ عابد و زاہد و جویائے رضائے معبود
خان ذیشان حق آگاہ محمد یار اہے ‌ ‌ بانی دین کدہ ہین شکل خلیل و داؤد
صرف اوس صاحب ہمت نے کئے تین ہزار ‌ ‌ کیون نہ اس مسجد عالی کی جہانمین ہو نمود

سب مجھسے فرمایش تاریخ ہی کہتے ہی مہر — صورت قبلہ ہی یہ مسجد اقصی مسجود ۱۲۸۴

ایضاً

مسجدی کرد بنا آنکہ محمد یار است — آرے آرے بود اینہم سجرم دوش بدوش

پئے تاریخ من اے مہر چو میکردم فکر — خانہ پاک خدا سال بنا گفت سروش

خطاب میور صاحب بہادر

رفیع المراتب ذوے الاحتشام — فلک منزلت مرجع خاص و عام

مخاطب شدہ با خطاب بزرگ — ز دربار دربار شاہ انام

بآن نام نامی کہ سر میور است — کنون نایٹ بیچلر شدہ انضمام

الٰہی بحق جناب مسیح — بمانا در دہر او شادکام

رقم کرد مصراع تاریخ مہر — خطاب معظم ہمایون بنام ۱۲۸۳

ایضاً

کہ میور صاحب عالی جنابی — کہ اسکندر حشم شوکت مآبی

مشیر خاص نواب گورنر — بعلم و فضل و دانش انتخابی

ارسطو پیش او طفل دبستان — نگنجد مدحتش اندر کتابی

صدف گر ابر نیسان گوہر آرد — بچشم ہمتش باشد حبابی

بود بحر سخاے حاتم طے — بہ پیش قلزم جودش سرابی

جلیس مسند عاجز نوازی — بفر خسروانی کامیابی

سریر آراے لندن والی ہند — خطابش داد با صد آب و تابی

فزود استار انڈیہ بخلعت — پئے تاریخ میکردم حسابی

بگفتا میرزا حاتم علی مہر — چہ زیبا خلعت و عالی خطابی

تاریخ تولد فرزند میر محسن علی

میر محسن علی خجستہ شعار — روز نوروز یافت زیب کنار
سپے تاریخ گفت و گفتم مہر — کہ بود حبان بابا برخوردار

تاریخ تولد فرزند صفدر حسین خان ڈپٹی کلکٹر

بہ خان خواتین صفدر حسین — خدا داد فرزند شد حسن عید
چنین گفت تاریخ مولود مہر — زہے نور چشم سعید و رشید

تاریخ فوت سگ

ایک کتے کے سوا ہمنے تو — نہ سنا دوسرا کوئی کتا
مگر اک کتے کی تاریخ ہے یہ — کسقدر اچھا تھا بینی کتا

قطعہ تاریخ انتقال منشی سید کفایت علی سررشتہ دار کمشنری دہلی

الٰہی خوش آباد بادا لفردوس — ز آلام آزاد بادا لفردوس
بخوان مہر مصراع تاریخ فوت — کفایت علی شاد بادا لفردوس

تاریخ

ان منشی کمشنری آگرہ کہ مہر — او را سزد خلیق و سراپا تپاک گفت
سوے جنان شتافتہ ہاتف بصد الم — تاریخ میر امیر علی خان پاک گفت

تاریخ انتقال میر اکبر علی آہ

ز دنیا دوستی من کرد رحلت — بگوشم این ندا ناگاہ آمد
پئے تاریخ رضوان گفت اے مہر — کہ میر اکبر علی خان آہ آمد

تاریخ منشی امیر علیخان سررشتہ دار کمشنری آگرہ

از بیابان عدم تا سر بازار وجود	مصر دیدآمد و رفت مہ کنعان چند
زان میان دوستی زین دار فنا شد بجنان	آہ صد آہ کہ فردوس شدہ پریشان چند
یافتم مصرع تاریخ وہما شد معدوم	تبلاشش کفنے آمد عریان چند

تاریخ میر باقر علی جلالوی

شدہ زادہ میر باقر علی از جہان	بیامرز و شش مہر رب العباد
نبودہ بہ دنیا کسے مثل او	رحیم و کریم و سخی و جواد
ولائے علی وسلے در دلش	اماسیہ و مرد خوشش اعتقاد
بہ تقوے وزہدان ورع بےبدل	بہ اخلاق بے مثل و عالی نژاد
چو تاریخ فوتش زمن خواستند	بگفتم بخلد برین عیش باد

تاریخ انتقال حضرت نواب مرزا اسد اللہ خان غالب مخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک

شاعر رند حضور غفار	للہ الحمد گرامی آمد
گفت ہاتف پئے تاریخ اے مہر	بجنان غالب نامی آمد

تاریخ طبع دیوان

شفیقی عالی نسب صادق علی مداح نے	لغت میں دیوان کہا اب مجھ سے سنئے حال طبع
مہر نے چاہا کہے تاریخ ہاتف نے کہا	جاذب نقش بدیع ہے بس یہی ہو سال طبع

تاریخ

آغا نے مہر پالکی گاڑی خریدی	لطف ہوا سے عیش و طرب صبح و شام ہو
ہاتف نے خوب مصرع تاریخ پڑھ دیا	گاڑی خریدنا یہ ہمایون دوام ہو

تاریخ انتقال والدہ ماجدہ مصنف

غفرلہا

جناب مادر من کرد رحلت | دلم از رنج و غم شد پارہ پارہ
پئے تاریخ آن اے مصحفی ہاتف | یقینی جنتی گفتہ دو بارہ

سنہ

بپوشم لباس سیہ ہمچو شام | گریبان کنم چون سحر چاک مہر
کہ مصراع تاریخ ہاتف بگفت | شود جنتی مادر پاک مہر

۱۲۹۶ھ

سنہ

مادر بیع اولین شنبہ ہے اور چودہوین | قبلہ دو جہان مہر آج ہوی جنتی
ہاتف غیب نے پڑھا مصرع سال انتقال | مادر مہربان مہر آج ہوی جنتی

۱۲ھ

سنہ

در قبر ستانست مادرم آہ | این گوشہ گزید قبلہ گویا
گفتم مصراع انتقالش | در خلد رسید قبلہ گویا

۱۲۹۶ھ

تاریخ مثنوی میر اسمٰعیل حسین منیر

میرا مولا ہے ساقی کوثر | میرا پیر مغان جناب امیر
مین ہون مست در بادہ عرفان | ہے مری میکدے مین خم غدیر
اوسکا مداح میرا ہم مشرب | کون اے مصحفی ہے میر منیر
مثنوی معجزات مین اوس نے | کہے ہمشکل بے عدیل و نظیر
دو دو مصراع ہر ایک شعر کے ہین | معنے جوشن صغیر و کبیر

کیون نہ تاریخ کا پڑھون مصرع ۔۔۔ جام پر نور آفتاب منیر

تاریخ انتقال قیصر شکوہ

کردند گل گریبان صد چاک تا بہ دامن ۔۔۔ زیر زمین نہان شد رنگین جوان رعنا

چون عندلیب نالان تاریخ خواندم اے مہر ۔۔۔ قیصر شکوہ نامی بود این جوان رعنا

قطعہ تاریخ مونڈن

راجہ عالی ہمم بلوان سنگہ ۔۔۔ فارغ البال اب ہوا وہ خوش خصال

یعنی پوتی کا عقیقہ ہو گیا ۔۔۔ یا خدا ہو کدخدا بھی اب کے سال

فکر ہے اے مہر اگر تاریخ کی ۔۔۔ کہہ مبارک مونڑ اشی بال بال

تاریخ

رفتہ مدد علی ز جہان آدب النصیب ۔۔۔ تاریخ کرد مہر رقم سید غریب

تاریخ پسر حمایت علی مارہروی

بہ پور سعید حمایت علی ۔۔۔ خدا داد فرزند و نور نگاہ

پئے سال تاریخ گفتا سروش ۔۔۔ کہ با اوج خورشید اقبال وجاہ

قصیدہ مع تاریخ بمدح سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر جنرل شمالی و مغربی دام ظلہ

چمک سب درد دل کی مشکئی اے مہر میں چمکا ۔۔۔ مسیحا بر سرے ہر دوش ہے بیمار حال دم دم کا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۔۔۔ مگر اس بزم عشرت میں ہماری جام ہو جم کا

جنون راموسم گل ہے مکلف کب ہیں دیوانے ۔۔۔ عبث شرعی دہر کو سنئے نہ اے واعظ ہیں بیہودہ

ظہوری کا ہو ساقی نامہ تشبیب قصیدہ ہے ۔۔۔ جو ہو قصد قصیدہ ساقی ممدوح عالم کا

سرور بادہ عشرت کی کیفیت ہوئی حاصل ۔۔۔ بنا ہی نثر کی آمد یہ کس کے فیض مقدم کا

کہ وہ صد خوش ہین جوش خرمی ہی جوش خم آسا — گمان ہی موج مے پر شیشۂ گو معراب سے خم کا

عجب کیا ہے اگر زاہد بنا ہے بادۂ اطہر — براندی مین ہے پانی ملا کر چاہ زمزم کا

وہ قورشادمانی کے یہ معنے ہین یہ معنے ہین — کہ مے کو ہمنے جب اولٹا تو عالم ہو گیا یم کا

زہے دریادل دوالاگہر نواب جم شوکت — کہ سایہ ابر رحمت کا ہے طبقہ اوسکے مخیم کا

جو ولیم میور کی سی ایس آئی ہی خطاب اوسکا — تو لفٹنٹ گورنر ہند کا ہے رکن کنگڈم کا

سخی فیاض ہی حاتم علی مہر ایک مدحت خوان — ہوا کا الشمس اوسکے در پہ سائل ہونا حاتم کا

وہ ہے ابر کرم پنجہ کہ جس سے یہ برستا ہے — گہر کا لعل کا یاقوت کا ہیری کا نیلم کا

تہور کا دلیری کا شجاعت کا بیان کیا ہو — نگو راز دست تو رستم ہی نعرہ ہی رستم کا

عدالت ہے بدل مطبوع عادل ہو تو ایسا ہو — کہ عین عدل سے ہی دل کبھی صفحہ خط توام کا

ستاتین ناتوانون کو توانا یہ نہین طاقت — چراگاہ غزالان آج کل بیشہ ہی ضیغم کا

تہ شمشیر سے یہ سنتے ہین کہ قطب از جا نمی جنبد — مگر قطب شمالی پر ہے سکہ مستحکم کا

ترقی علم نے اسدرجہ پائی عہد دولت مین — کہ زیبون پہ مدارس کے گمان ہی شرح سلم کا

رہے وہ سلطنت قائم کہ جسکے رکن ہین ایسے — کوئین وکٹوریا پر چتر ہو دامان مریم کا

یہ لفٹنٹ گورنر مثل گل خندان رہے یارب — چمن مین کام ہے جبتک نسیم صبح و شبنم کا

دعا پر ختم جب کرنے لگا مین اس قصیدے کو — طبیعت نے دکہایا رنگ تازہ فکر پیہم کا

پڑھا یہ مصرع تاریخ مقدم بلبل دل نے — یہی کیا دور دورہ ہے بہار باغ عالم کا

منه

تماشا گاہ عالم چرخ صبح و شام میماند — بہ فانوس خیالی گردش ایام میماند

بنازم دورۂ نواب لفٹنٹ گورنر را — کہ آن جاے حصار امن خاص و عام میماند

سرور عیش و عشرت خورمی شادی حت — بجاے مقدمش ہر یک بدم اقدام میباید
بدہ ساقی می باقی ہمین فتواست از حافظ — نمی بینیم کہ در دورت کسے ناکام میباید
کنون طبع رسا کیم مصرع تاریخ میخواند — مسرت گیر دمے کہ مہر این دورہ دور جام میباید
۱۲ ۷۹

سنہ

مہر لفٹنٹ گورنر ہے جو سر ولیم میور — دور گردون سے دوام اوسکا مقدم ہر دور
ہفت اقلیم مین جاری ہون اوسکے احکام — تا ابد اوسکا حصار ہمہ عالم رہے دور
رات دن ظل حمایت مین رہے اوسکے خلق — صورت دورہ مہ و تیر اعظم رہے دور
دور جام مے عشرت کا ہو دورہ اوسکا — کلمہ یہ لب ساغر پہ ہو جم جم رہے دور
اور یہ مصرع تاریخ یہ دون نذر حضور — دولت و حشمت و اقبال کا ہمدم رہے دور
۱۲ ۷۹

تاریخ بہ دربار اکبرآباد گذرانیدہ شد

نواب فلک مرتبہ لفٹنٹ گورنر — نازد چو بر اسم شریفش لب اظہار
مخصوص شدہ فکر رسائے من دیر چہ بید — سر ولیم و تکلم میور ازین سحر گہر دار
افتادہ بر اقدام مبارک سپے پابوس — دست کرمش دید چو حاتم دم ایثار
درمصر کہ از دبدبہ ستم بگریزد — کسر انحطاط خود و عدلش کند اقرار
ظلمت درین عہد بجا لیکہ بجالش — خواندند ہمہ فاعتبروا یا اولی الابصار
ترتیب زہے بزم ملوکانہ اگرہ او — جمشید بصد فخر شود داخل شمار
المختصر اکنون غرض از مطلب خاص است — بس کن نہ دگر طول کشد دفتر اشعار
با فر و شکوہ و حشم و جاہ و تجمل — در آگرہ اے مہر بفرمود چو دربار
ہر وقت سر اقبال کنم مصرعہ تاریخ — دائم بود این شوکت دربار ذر بار
۱۲ ۸۷

تاریخ تولد نبیرۂ مصنف خوش مُہرؔ

داد فرزند لقمر ندم مہرؔ — للّٰہ الحمد خدائے متعال
تازہ تاریخ ببین رو آورد — زینت و حشمت و بخت و اقبال

۱۲۸۶

ایضاً

للّٰہ الحمد عطا کرد پسر خالق خلق — پسرم را کہ بود مقتدمی ہشت و چہار
تازہ ایجاد بتاریخ نمودم اے مہرؔ — آید آباد بود لفظ بہ اعداد نگار

۱۲۸۶

تاریخ بہ صنعت غیر منقوط

ہلال مہد سر اسر ملک اد امولود — مع الامام اہم کامل الوداد آمد
دمم ارادہ اہم الہام کرد ملہم سال — مہ سرور و دل مہرؔ را مراد آمد

۱۲۸۶

ایضاً

پسرم را خدا پسر بخشید — میکنم شکر خالق سبحان
ہاتفم گفت مصرع تاریخ — بود او نور چشم و راحت جان

۱۲۸۶ھ

دائرہ تاریخی جسمین شمار زوج و فرد سی تاریخ متعدد نکلتے ہیں اور مطلع منقسم دائرہ جسکے لفظ لفظ کے عدد نیچے ہر لفظ کے لکھے ہیں یہ ہے

منبت نام دفشان مہرؔ و ماہ — راحت جان نور چشم و اوج جاہ

اور یہ مصرع تاریخی خورشید صباح ماہ زیبا صفت دایرہ کا ہے
اور اس مصرع کو تاریخ دایرہ سے کچھ علاقہ نہیں
دایرہ یہ ہے
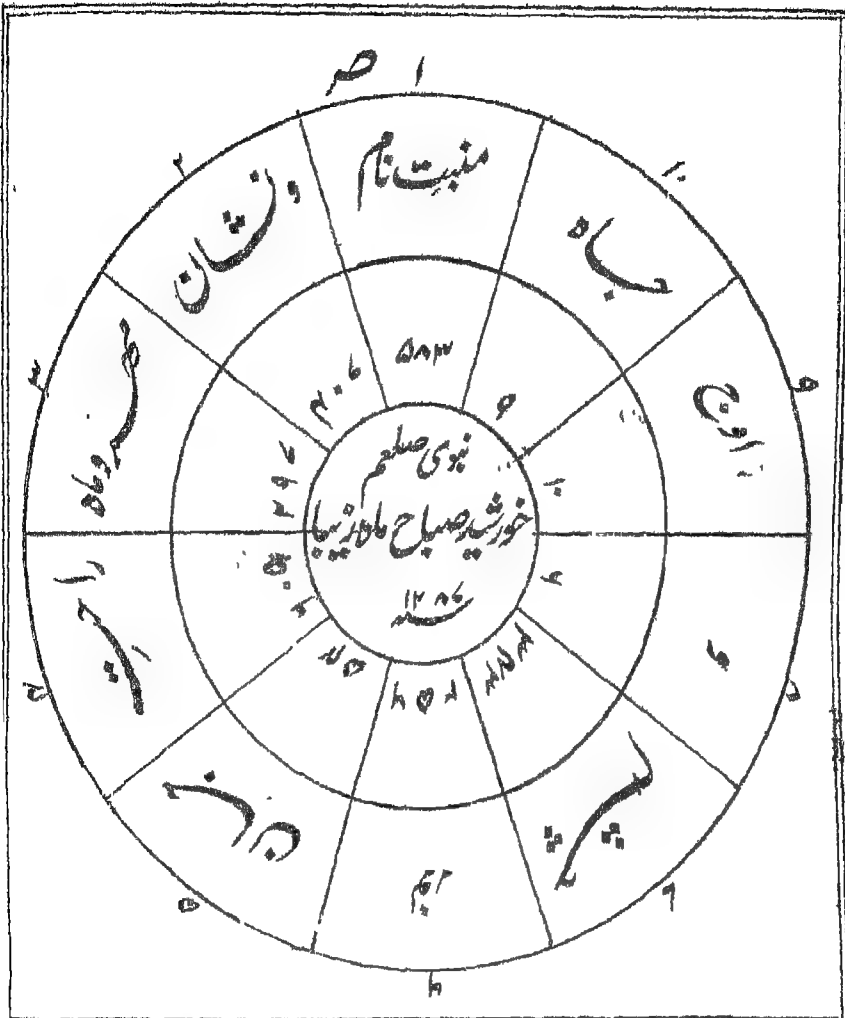
واضح ہو کہ اس دایرہ مین گنتی زوج ہو خواہ فرد شروع ہوتی ہے
آغاز خانہ دایرہ سے جس پر صاد کا نشان اور ایک نمبر ہے لیکن شمار فرد
مین اختتام دور شمار کا خانہ آغاز یعنی نمبر ایک پر ہوتا ہے اور زوج کے
گنتی مین گنتی کی شمار کا دور ہمیشہ خانہ نمبر دس پر تمام ہوتا ہے اور فرد کی
گنتی مین ہر خانہ شمار شدہ سے پھر گنتی شروع ہوتی ہے بخلاف زوج کے
کہ اوسمین خانہ شمار شدہ کو چھوڑتے جاتے ہین اس طرح سے

طرز شمار فرد	خانہ دایرہ کے عدد	طرز شمار زوج	خانہ دایرہ کی عدد اوریہ خانہ مکرر نہین گنے جاتے
۱ ۲ ۳	۲۹۷ پہراسی خانہ سی گنوا	۱ ۲ ۳ ۴	۶۰۹
۲ ۳	۵۴ پہراسی سے گنوا	۱ ۲ ۳ ۴	۶
۲ ۳	۳۴۳ علی ہذا ۱	۱ ۲ ۳ ۴	۴۰۷
۲ ۳	۱۰ علی ہذ	۱ ۲ ۳ ۴	۲۵۶
۲ ۳	۵۸۳ / ۱۲۸۶ تمام شد	۱ ۲ ۳ ۴	۹ / ۱۲۸۶ تمام شد

غرض زوج وفرد کی ہر گنتی سے یہی سنہ ۱۲۸۶ برابر نکلتے ہین
سواے اوسکے کہ جو گنتی خانہ اول اور خانہ دہم پر پہلی ہے
شمار مین تمام ہوگی

سنہ

افضال خدا و پنجتن کا صدقہ — سر پارہ ہے سہر جو ہمارا پوتا
تاریخ ولادت اوسکی ہاتف نے کہے — جیتا رہے آپ کا وہ پیارا پوتا

سنہ

مجھکو خالق نے کیا پوتا عطا — یا الٰہی روز یہ ہو اوج موج
مصرع تاریخ ہاتف نے پڑہا — ماہ پیکر مہر طلعت سہراوج

سنہ

سہر فیض مبدء فیاض دیکھ — شہرت حاتم عنایت سے یہی
مجھکو اب پوتا دیا اللہ نے — گوہر بحر سخاوت سے یہی

قاف قرآن مین جو نکلا پھر نام — ہوگا صد سالہ اشارت ہے یہی

نام رکھون اسکا مین قاسم حسین — نیک طالع نیک قسمت ہے یہی

مصرع تاریخ پڑھتا ہے سروش — آفتاب جاہ و حشمت ہے یہی ۱۲۸۳

ایضاً

ہمیشہ خوش ایہر آغاز ہو بفضل خدا — جہا مین وہ ہو اوسکا بیٹا رہے بہم دایا

پئے عیسوی سال ہاتف نے مہر پڑھا مشتاق — خدا نے دیا ہے تو جیتا رہے یہی لی دعا

تاریخ جلسہ ولادت

خوشا بزم میلاد قاسم حسین — کہ عیش و طرب راست در وی وفور

فروغ ضیا دید مانند شمع — درین انجمن جلوہ افروز نور

ترانہ سرایان کہ قربان شان — پریزاد در قاف و در خلد حور

بود عمر مولود عمر خضر — دعا بر لب شاعر ذی شعور

بخوان مہر مصرع تاریخ جشن — ہمہ شادمانی و جشن و سرور ۱۲

ایضاً

شاد قاسم حسین مرزا باد — قدمش سعد و نیک بی شک شد

ہست تاریخ محفل میلاد — جشن جمشیدیش مبارک شد ۱۲

حرز تاریخی

چشم بد دور مہر نور نگاہ — بوجود آمد است بسم اللہ

گفت نقش نگین حرز سروش — یا ابد جاہ اسم ذات اللہ

سجع تاریخی

نعمت کونین را اے ہمہ قاسم حسین ۱۲۸۳ھ

تاریخ ترتیب دیوان از سر آمد روساء عالی تبار و سرتاج صنادید روزگار والا دودمان عظیم الشان افتخار راجہ ہاے ذی تفاخر جناب مستطاب مہاراجہ بلوان سنگہہ بہادر حصل اللہ امالہم و زید اللہ اقبالہم

لکہوں کیا میں تعریف دیوان مہر اب
نہ ہاتہوں میں قدرت نہ طاقت زبان میں

یہہ تاریخ بہی ہے دعا بہی ہے راجہ
رہے مہر کا نام روشن جہان میں ۱۲۸۴ھ

تاریخ از لعل شب چراغ افسر امارت و گل سر سبز گلشن ریاست امیر ابن امیر عدیم المثال و بینظیر خلف الصدق مہاراجہ بلوان سنگہہ راجہ متخلص بمہر و والی بنارس مہاراجہ مہاراجگان عضنفر صولت شیر میدان راجہ بہیت سنگہہ بہادر ذی وقار و صاحب فر کنور بکرما جیت سنگہہ بہادر متخلص بکنور

تا خطہ ملک سخن مہر است و منظم
ہست یک مجموعہ فرمان مہر

ان قدر دارد ضیا ہر مصرعہ اش
میشود پیدا گہر و خود نشان مہر

سال تاریخش ہمین گفتم کنور
ماہ تاباں نیست یا دیوان مہر ۱۲۸۴ھ

ولہ

جب ہوا مہر کا دیوان ترتیب
مجہسے ہاتف نے کہا پی در پی

اپنے استاد سے کہدے تو کنور
بے غیرت ہے یہہ تاریخ یہہ ہے

تاریخ سرمایہ تفاخر بابو رن بہادر سنگہہ بہادر برادر زادہ راجہ کاشی حفظ اللہ مع الحواشی

کلام مہر منور بہی ہو چکا ترتیب
جہانمین نور کی اک پرتو افگنی ہوئی آج

پڑہو یہ مصرع تاریخ اے بہادر اب
طلوع مہر منور کی روشنی ہوئی آج ۱۲۸۴ھ

ولہ منہ

ہوا ترتیب مہر کا دیوان — یعنے کالشمس ہے صفت جسکی
پئے تاریخ مجھ سے فرمایا — کہ بڑہانا تجھے ابرو میرے
ورنہ ذرہ سے کیا ہون مہر کے وصف — ہے بیان تو وہین کی جلوہ گرے
اپنا شاگرد خاص جانکے یہان — دیا ادنی کو رتبہ عالے
حکم اوستاد کا بجا لانا — اسے بہادر تہی شان شاگردے
پڑہ دیا مینے صاف یہ مصرع — رشک ہے اسکا شاعرون کو بہی ۱۲۸۷

ولہ

ہوا ترتیب مہر کا دیوان — ایک دریا فیض جس سے بہا
تو بہادر نے اپنے ہی دل سے — منتخب التہاب قلب کہا ۱۲۸۷

ولہ

بترتیب پر نور شد نظم مہر — خوش اختر شدہ ہست از پرتو او
بہادر بتاریخ مصراع گفتہ — منور شدہ ہند از پرتو او

تاریخ از برادر بیجان برابر مرزا عنایت علی ماہ سلمہ اللہ

چون ز اشعار مہر بہ فضل خدا — مہر افزود آب و تاب سخن
گفتم اے ماہ مصرع تاریخ — زہے دیوان آفتاب سخن ۱۲

تاریخ از برخوردار سعید ازلی مرزا سعادت علی متخلص بہ ضیا سلمہ اللہ تعالی سررشتہ دار کلکٹری

نہین کچھ اہل زمین پر ہے اے ضیا پرتو — ہوا ہے زیب فروغ سپہر کا دیوان
کہا ہے مصرع تاریخ ایک سینے بہی — ہوا ہے صبح ابد ہے یہ مہر کا دیوان

تاریخ از سزاوار اعزاز و توقیر جناب میر محمد امیر صاحب جدید

همه دیوان مهر پر نور است	جلوه گر شد ازین کتاب فروغ
فکر تاریخ سال کردم چو پیر	یافت از روی آفتاب فروغ

تاریخ از سرآمد شعرای لکھنو جناب شیخ فضل احمد صاحب کیف سلمہ شاگرد میر وزیر صبا مغفور

طراز یافته دیوان مهر از ترتیب	که گشت آینه اتحاد از روشن
بسال او چه نگارد جز اینکه گویم کیف	سواد چشم مه و مهر باد از روشن

مسدس

دیکھکر باغ سخن دل نے کہا	کیا گل بیخار شعر مہر ہیں
مال دنیا ان کے آگے خواب ہے	دولت بیدار شعر مہر ہیں
عقدہ دل ان سے وا کیوں کر نہو	کاشف اسرار شعر مہر ہیں
سر پہ رکھتے ہیں انہیں عالی وقار	طرہ دستار شعر مہر ہیں
کیف سے لکھئے مصرع تاریخ یہ	مطلع انوار شعر مہر ہیں

از منشی عبدالبصیر صاحب متخلص بہ حضور شاگرد افصح الفصحا امیر مینائی علیہ الرحمہ مغفور

گرد سحبان چو اسں خود را گم	دید چون نظم و انتظام مہر
حق بہ گفت آب سلسبیل بشست	رود از دل زبان و کام مہر
کہ ببام فلک فرود آید	طائر کو پرد ز بام مہر
سخنش سخنان مدون شد	کہ منور از دست تام مہر
سال تکمیل او بگفت حضور	کہ مرتب شدہ کلام مہر

قطعات تاریخ از راجہ جو شوقت رای صاحب عرف بیّن جی صاحب لکھنوی
خلف راجہ لال جی صاحب بہادر بخشی الممالک سرکار اودھ در سنہ ہجری و عیسوی

گشتہ کلام مہر مرتب کہ از صفا	روشن سواد او بہ شب تار چون مہ است
خوش وقت کرد مصرع سال تمامیش	دیوان مہر مطلع انوار چون مہ است ۱۲

منہ

سخن مہر ہے یاکان جواہر یہ ہمہ	گوہر درج فصاحت کا خزانہ دیکھو
کہہ دو پوچھے جو کوئی سال مسیحی خوشوقت	دولت مہر و محبت کا خزانہ دیکھو

تاریخ از منشی تجمل حسین صاحب عہدہ رئیس مضافات لکھنو قصبہ دیوا سررشتہ دار فوجداری ضلع ایٹا سلمہ اللہ تعالے

تافتہ از مشرق طبع بلند	صورت خورشید چو مہر سخن
گفت بتاریخ تجمل حسین	کلیۂ للہ مہر سپہر سخن

تاریخ از شیخ وجیہ الدین صاحب رئیس مارہرہ کہ در ضلع ایٹہ پھاٹک دار ہستند واوردن لفظ پھاٹک بہر کلام خویشتن التزام دارند

بیتون مین یان ہے جلوہ معنے اوسیطرح	جسطرح زیب و زینت ایوان شمسہ ہے
پھاٹک کا دل نکال کے تاریخ کہہ وجیہ	قصر بلند فکر کا دیوان شمسہ ہے ۱۲

تاریخ از صاحب فکر سخن شیخ دیدار حسن صاحب متخلص بہ حسن

جسنے دیکھا کلام مہر کہا	واہ کیا نظم دلپذیر ہے یہ
ناسخ دہر مین ہے فرق یہی	تھے شہنشاہ وہ وزیر ہے یہ
سال ترتیب اسے حسن کہہ دے	اچھی دیوان بے نظیر ہے یہ ۱۲

سنہ

عجب ہوئی ترتیب نظم میر ہن	فکر سال عیسوی تھا اے حسن
بلبل خامہ چہک کر بول اوٹھا	کہدے بزم شیر شتہ حسن ہا چمن

اسمای تاریخ دیوان از مصنف

خیالات مہر ۱۲ — نظم منیر ہن ۱۲ — الماس درخشان ۱۲

تاریخ از جناب امیر الامرا ظہیر الشعرا سخنور معتمد اوستاد مستند ہمشان ہو چہر مخدوم مہر شرف ۱۲ ملاق افتخار معانی شناسان معاصر مرزا کلب حسین خان صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر متخلص بہ نادر

دیوان مہر آن کہ بود افصح الکلام	ترتیب یافت شاد شدہ طبع ارجمند
تاریخ سال خواستم اے نادر از سروش	آمد ندائے غیب بگو اختر بلند ۱۲

قطعات تاریخ انتقال حضرت مہر مرحوم معہ اوس عبارت کے جو جناب مرزا سخاوت علی بیگ صاحب ضیا مغفور نے واسطے شایع کرنے کے بصورت رسالہ علیحدہ ترتیب دینا چاہا تہا اور ناتمل رہا بجنسہ یہان تحریر ہوے

ہائے ہائے

تاریخ ۲۸ شعبان سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۸۷۹ء روز دوشنبہ بعین نماز مغرب کیوقت مجہکو داغ بے پدری للعہ سال کی عمر مین نصیب ہوا جناب فلک رکاب عالی منزلت ہم اوج سپہر جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر نے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جناب مغفور اسکن اللہ فی الجنان نے جو تاریخ

وقطعہ میرے پاس بھیجا اونکو اس کتاب میں درج کیا ہے

قطعہ تاریخ چودھری جناب مرزا محمد تقی بیگ صاحب زمیندار سورون ضلع ایٹہ

میرزا حاتم علی نے دنیا سے — کر دیا جبکہ آخرت کا سفر
کہا ہاتف نے سال رحلت لکھ — خلد میں اونکو حق نے بخشا گھر
۱۲۹۶ھ

جناب منشی محمد مہربان علی صاحب برشاگرد حضرت مغفور

مرزا حاتم علی مہر نام نکو برد — باید او را ساکن جنت شمرد
ابر گفتہ مصرعہ تاریخ فوت — یادگار ناسخ و صاحب بمرد
۱۲۹۶ھ

جناب نواب محمد فدا حسین خان صاحب ولد نواب محمد ولایت علی خان صاحب رئیس فتحگڈھ

میرزا حاتم علی مہر سپہر شاعری — مصدر علم سخن سرچشمہ جود و سخا
رخت ہستی بست از دنیا سوی خلد برین — زینجا بر داشتند ارباب خلعت با صفا
داشتم الفت بہ آن مغفور من از بدو عمر — دفتر مہر و محبت آہ برہم زد قضا
ہست فرزندش سخاوت علی با مشہور نام — تا ابد ماند بہ او گویم بزرگانہ دعا
ہمچنین تاریخ سال عیسوی گفتم فدا — نام حاتم پایدار باقی از سخاوت دائما

دیگر

جناب میرزا حاتم علی مہر — شدہ چون جانب جنت روانہ
کنون گویم فدا تاریخ رحلت — ز دنیا رفت یکتای زمانہ
۱۲۹۶ھ

دیگر

خبر مرگ مہر ہر کہ شنید — بر کشید آہ و گفت وا ویلا
از سر چرخ زد ندا ہاتف — مہر تابان نہفتہ واویلا
۱۲۹۶ھ

دیگر

مرزا حاتم علی مہر آہ دنیا سے اوٹھے	یہ الم کسکو نہین کسکو نہین! افسوس ہے
مصرعہ تاریخ مین نے سال فصلی مین کہا	مہر تابان چھپ گیا زیر زمین افسوس ہے

از جناب غلام محی الدین اکبرآبادی شیدا تخلص

آراست چو حاتم علی مہر رخ خلد	ویران شدہ بی شمع رخش محفل احباب
الہام شد این مصرعہ تاریخ بہ شیدا	پنہان بہ زمین واے شدان مہر جہانتاب

دیگر

مرزا حاتم علی مہر حیف	رفت ازین عالم سوے دار السلام
کرد شیدا سال تاریخش رقم	واے ویلا شاعر شیرین کلام

دیگر

رفت چون حاتم علی سوئے جنان	رنگ عیش از گلشن امکان ببرد
بر حسینان جہان آمد بلا	ہر یک اسباب طرب با غم سپرد

دیگر

خاک بر سر اہل عشرت ریختند	شد مے گلگون بہم در شیشہ دُرد
گفت شیدا حزین مصرع سال	طوطی خوش گوئی ہند ای واے مرد

جناب منشی کرپا دیال صاحب مشتاق تخلص فرزند رشید منشی ارجن سنگہ صاحب وکیل نامی گرامی شہر کانپور

وفات میرزا حاتم علی مہر	ہوئے سامان غم سارے جہان مین
کہا دل سے کہ یہ یادگار رہی	لکھون مشتاق جسکو اردو زبان مین
کہا ہاتف نے تب یون سال تاریخ	یہ عز و شان ہوئے داخل جنان مین
	۱۲۹۶ھ

تصنیف تاریخ جناب مرزا بابر صاحب اکبرآبادی حزن

دنیا سے گئے میرزا حاتم علی مہر
یہ صدمہ روحانی نہ پوچھو میرے جی سے

اس غم میں تھا جو ہاتف غیبی نے ندا دی
اس شخص کو الفت تھی محمد کے وصی سے

مداح ید اللہ کا مغفور ہے بے شک
تا جی نہ ہو کیون واسطہ آل نبی سے

اسے حزن ہوا مصرعہ تاریخ سے ثابت
جنت کو گیا مہر تو می مہر علی سے

تاریخ جناب میر الطاف حسین صاحب رنجی سوروں

جناب مرزا حاتم علی مہر
اوٹھیں دنیا سے اے چرخ کہن ہائے

پئے تاریخ رحلت فکر کر کے
کہا الطاف نے شیرین سخن ہائے

قطعہ تاریخ تصنیف جناب فرزند حسن صاحب جلیل نبیرہ جناب میر مہر علی صاحب انس اخ وسطہ جناب میر [illegible] علی صاحب

اوٹھا وہ شاعر شیرین سخن زمانے سے
کہ جسکے رنج و الم سے جہان ہوا برباد

لکھا جلیل نے فوراً یہ مصرعہ تاریخ
جناب مہر گئے خلد برین کیا آباد

تاریخ تصنیف جناب میر مہر علی صاحب انس برادر اوسطہ میر انیس صاحب مغفور

میرزا حاتم علی مہر آہ چون رحلت نمود
رفت در فردوس اعلی روح آن عالیمقام

با جداد متقی بود اعزا دار حسین
یا اللہ العالمین محشور گردد با امام

بہر تاریخ وفات آن مداح کمال
انس گفتم وا اے ویلا شاعر شیرین کلام

تاریخ تصنیف جناب سید محمد ہادی صاحب وحید خلف کلان جناب انس مغفور

چو حاتم علی مہر فرمود رحلت
گل عشرت دوستانش خزان شد

بشد مشتہر این خبر چون بعالم
بپا چار سو شور آہ و فغان شد

جگر چاک در ماتمش گشت خامہ
ز چشم دوات اشک حسرت روان شد

زبس بود رنگین نوا مثل بلبل — نصیبش بہ گلزار خلد آشیان شد
وحید از سر آہ تاریخ گفتم — کر آن مہر اوج فصاحت بیان شد

رباعی تصنیف جناب مرزا عاشق حسین صاحب متخلص عاشق خلف الرشید مرزا عباس حسین صاحب ملیح ابن مرزا نجف بیگ صاحب بلیغ

ملبابہے دل دو رد رغم خالی ہے — خون جگری سے چشم مین لالی ہے
اے بزم زمانہ نہ ہو کیونکر تاریک — افسوس کہ مہر سے جہان خالی ہے

قطعہ تاریخ شاعر یکتا سخنور ہمتا جناب حکیم سید رضا حسین صاحب سہا تخلص خویش کلان جناب میر وزیر علی صاحب صبا لکھنوی عم زاد میرزا سخاوت علی صاحب سب کلکٹر اٹیہ

اوٹھ گیا مہر سپہر شاعری — جو صفت کیجے وہ ہے شایان مہر
آہ بھر کرائے سہا تاریخ لکھ — یا خدا فردوس ہو ایوان مہر

تاریخ منشی محمد حافظ علی خان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر دوست قدیم مغفور

میرزا مہر اوستاد زمن — کس نظیرش ندیدہ و نہ شنفت
عقل در عالم سخن نامش — نیر اعظم شرف میگفت
چون ز دار فنا دلش برخاست — رفت و در خوابگاہ خلد بخفت
گفت تاریخ رحلتش حافظ — آفتاب سپہر اوج نہفت

تاریخ جناب علیم الدین صاحب نائب مدرس گنہ اسکول اٹیہ

وا دریغا میرزا حاتم علی زینجہان — سرگروہ شاعران اہل سخن عالی جناب
گفت ہاتف بہر تاریخش بگوشم بیدریغ — قار دا ملو القرب آرزو بہر حساب

تصنیف قطعہ تاریخ جناب مرزا سخاوت علی بیگ مرحوم سب کلکٹر اٹیہ

ز دنیا چون مہر گردون جناب — سوے خلد کردہ سفر ہاے ہاے

بگفتم در سال فصلی ضیا
تہ لب و ہشتم مہ شعبان دہ آہ آہ
ہمراہ یہ سال نوں لب احباب سے سنا
در بہشت چو ہر جو کرد بہ بستان
ہاتف غیب بسال خویشش
بہشتم ولیست ماہ شعبان
گفتم بسال رحلت او
روز بیست و ہشتم شعبان کہ بود
زدندا ہاتف بسال رحلتش

اجل داد داغ پدر ہائے ہائے ۱۲۹۶ھ
عالم میں جو یہ محشر تازہ بپا ہوا
وہ یادگار ناسخ مرحوم کیا ہوا ۱۲۹۶ھ
گویا ماہ جہان تاب نہفت
دو صد و شش گذرد ہ بارہ بگفت ۱۲۹۶ھ
گردید چو آسمان تیرہ
مہر شد این جہان تیرہ
از جہان رفت آہ آن جنت مآب
داخل فردوس گردد لی شباب ۱۲۹۶ھ

تمام شد

اشتہار

تاریخ طبع دیوان از جناب افضل الشعرا میر بادشاہ علی صاحب بقا خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا لکھنوی

صاف خوشخط پُر ضیا پُر نور ہے دیوان مہر — ضو مین ہر مصرع مہ نو بھی مہ تابان بھی ہے
کہکشان مین السطور اور دوائر ہین مہر و ماہ — آسمان قرطاس اختر نقطۂ رخشان بھی ہے
مصرعۂ روشن بھی سال عیسوی مین ہے بقا — مطلع خورشید انور مہر کا دیوان بھی ہے ۱۸۹۵ع

تاریخ دیگر از مرزا محمد قاسم حسین قزلباش نبیرہ حضرت مہر مرحوم المتخلص بہ اختر کورٹ انسپکٹر پولیس ضلع کھیری

کیا چھپا پُر نور دیوان جدّ اعلیٰ کا مرے — ہے ضیا بخش مہ و مہر فلک بے اشتباہ
عیسوی تاریخ اختر مصرعۂ انور مین ہے — مہر کا دیوان ہے اب بیشک ضیا مین مہر و ماہ
۱۸۹۵ع

غزل

سند گردش سیار خط قسمت ہے — شان خط مین خط پرکار خط قسمت ہے
میرے سر سے ہی سروکار جو اوسکو قاتل — تو یقیناً تیری تلوار خط قسمت ہے
ہو رہیگا جو ہے تقدیر مین اچھا ہونا — اب تو لیس نسخۂ بیمار خط قسمت ہے
بندہ صاحب کے قدم چھوڑ کے جائیگا کہان — کہ غلامی کا خط اے یار خط قسمت ہے
ہے عجب حال کہ مضمون نہین چلتا اک حرف — کس کی خامہ کی یہ رفتار خط قسمت ہے
مین ہون پامال خرام اوسکی مشیت یہ تھی — نقش پا بھی دم رفتار خط قسمت ہے
روبکاری میری اور اونکی جو محشر مین ہوئی — مین کہونگا میرا اظہار خط قسمت ہے
کیون نہ مضمون قضا و قدر اس سے کھلتا — جوہر خنجر خونخوار خط قسمت ہے
شوق کسکو نہین اوس در پہ جبین سائی کا — آپ کی ڈیوڑھی پہ انبار خط قسمت ہے
کیا لکھا کرتے ہین کندھون پہ فرشتے ونزارت — یہ ہے بیکار کہ بیکار خط قسمت ہے
اس پری کا رہا ستون ہی کے سر پہ سایہ — ہمکو موج مے گلنار خط قسمت ہے
کیا لکھا اسکی سیاہی سے نوشتہ میرا — آپ کا سایۂ دیوار خط قسمت ہے
جبہ سائی کا نشان ہے تیرے سنگ در پر — دیکھ لے یہ سر معیار خط قسمت ہے
اوس شہ حسن کی محفل مین رسائی ہوئی مہر — ہمکو بیٹھا سر دربار خط قسمت ہے

بیگم

چمن مین آج ہے کس گل کا جشن سالگرہ | جو دل کی کھول دی مطرب نے دیکھے حال گرہ
بقول مہر برس گانٹھ کے کلاوے مین | نظیر غنچۂ گل کی ہے لال لال گرہ
بلائین لینے مین چٹ چٹ ہوا انگلیان بولین | تو جان لی کہ یہہ کرتے ہین قیل قال گرہ
یہہ جشن سالگرہ کا ہمیشہ ہو یارب | یہان یہہ مصرعہ تاریخ کر خیال گرہ
کہون مین ہو کے مخاطب ابھی اوس سے محفل مین | ہوئی ہے منعقد اب جسکی بزم سال گرہ
کہ اے حسین سیہ چشم عنبرین گیسو | بنائے مشک کی تا نافۂ غزال گرہ
پڑے حسینون کے ابرو مین ماہرو جبتک | غرور ناز و نخرے سے بے ملال گرہ
ہنود حسن کے نقطے کے شکل جبتک ہو | وہ لب کی گانٹھ جو ہوتی ہے شکل خال گرہ
جہانمین تار کے ہے لمبے بال والون کے | نصیب زلف گرہ گیر مال بال گرہ
لگائین منہ مین جبتک فریب دینے کو | ستیزہ شوخ دم وعدہ وصال گرہ
رہے ارادہ عاشق یہہ وصل مین جبتک | لباس مار کے اک اک کھول ڈال گرہ
کبوتران گرہ باز کی طرح جبتک | کیا کرے دل شیدائے خستہ حال گرہ
جہانمین جیتے رہونگے ہی جب تلک تعریف | ہوا کرین یون ہی جبتک یہہ وہ ہلال گرہ
فلک پہ عقد ثریا کے تا نظر آئین | زمین والون کو اے شوخ مہ جمال گرہ
طریق نظم گرہ بند کا رہے جب تک | لگائین شعر مین جبتک کہ وہ کمال گرہ
نسیم صبح کے جہونکے سے باغ مین جبتک | ہر ایک غنچہ کے کھلتے ہی بے سوال گرہ
بحق آل نبی و ائمہ اطہار | جہان ہو تم ہو تمہارا ہو جشن سال گرہ

غزل دیگر

آج یہہ جوبن گیا پایا کل گیا | اے مہ خورشید رو دن ڈہل گیا
بوسہ لب کے عوض آنکھین لڑین | رک رہا اعجاز جادو چل گیا
تو سلے اوس سے کہین جو ٹھنڈی گرمیان | آفتاب اے ماہ تابان جل گیا
لٹ گئے اسلیے کر سیدھے ہو گئے | اب کہان ان گیسون کا بل گیا
اچھا ہوگا مکھ رہے مدرسے | مین بغل مین دابکر بوتل گیا
آئے وہ مرنیکا یہ ثمرہ ملا | شغل ماتم آخر آخر پہل گیا
دل ہوا ٹھنڈا اونہین لپٹا لیا | غیر اس گرمی سے میری جل گیا

دیگر

فائدہ رونے سے اکثر ہمکو کیا | ڈوبتا ہے دیدۂ تر ہمکو کیا
کوئی کرتا ہے جو میری اطلاع | آپ فرماتے ہین ہنسکر ہمکو کیا
بوسے ہونٹون کے سہی شربت کے گہونٹ | جب نہون ہمکو میسر ہمکو کیا

ابرو و مژگان ہی سے مرجائینگے
چاہیئے شمشیر و خنجر ہمکو کیا

آپ بت بنتے خدا بنجائیے
ہم ہیں کون اے بندہ پرور ہمکو کیا

خاک ہمتو ہوگئے اے آسمان
قبر پر ہو گنبد زر ہمکو کیا

کیون کرین اونکے لب و دندان کی وصف
ہم نشد دینگے لعل و گوہر ہمکو کیا

ہم سبھی اک ہین ترے ہمیشہ بندگان
سب ہین ملتے بہتر ہمکو کیا

ہم بگردان رہین گے یار کے
دے سکیگا چرخ چکر ہمکو کیا

ہمتو عاشق ہین تمہاری شکل کے
ایک سے ہو ایک بہتر ہمکو کیا

جو کبھی اک بات بھی سنتا نہین
داد دیگا شعر سنکر ہمکو کیا

کہے گر یوسف تو کہنا ہے درست
آپ سمجھے ہین پیمبر ہمکو کیا

بس بہار لالہ زار عشق ہو
چاہیئے عنبر و داغ و نپ ہمکو کیا

مہر کا دل تپ سے ٹھنڈا ہو چکا
تم ہوئے گرماہ پیکر ہمکو کیا

دیگر

کسکی حاجت بحال روا نہ ہوئی
اک قبول اپنی ہی دعا نہ ہوئی

خود پسندی اوہین ذرا نہ ہوئی
آرسی صورت آشنا نہ ہوئی

بیوفائی نہ ہو سکی ہمسے
آپ کی ذات سے وفا نہ ہوئی

میرے دل کی بتون نے قدر نہ کی
حرمت خانۂ خدا نہ ہوئی

چھوڑین حورون کے واسطے پریان
پارسائی یہ پارسا نہ ہوئی

نہوا اونکا سایۂ دیوار
یہ سعادت سمجھے ہما نہ ہوئی

اوسنے تھا لطف گرمئ صحبت
ٹھنڈی ٹھنڈی ذرا ہوا نہ ہوئی

دیگر

دیکھنا ہو جسے گلزار مین بیداد سے چلے
ہم چلین تم چلو بلبل چلے صیاد سے چلے

کیون نہ خوش ہو بہا باغ مین اے سرو روان
اس قیامت کی کبھی چال تو شمشاد سے چلے

سلطنت تو یہ شکن ہوگئے از خود رفتہ
خوش رہے ہے تو کہ تیرے دور مین ہم شاد سے چلے

داد دی آپنے کیا خوب مرے نالون کی
اچھا انصاف کیا سنتے ہی فریاد سے چلے

مشکل آسان کی اللہ نے گذرا رمضان
آج تو عید ہے ساقی پہ یزاد سے چلے

جوشش خون مجھکو بہت رنگ دکھائیگا ابھی
دشت وحشت مین میرے ساتھ ہی فصاد سے چلے

مین جو کہتا ہون مرے گھر چلو تو کہتے ہین
تو ہی گردن پہ کہین خنجر فولاد سے چلے

وصل ہوگا کہ وصال اتنا تو کہتے جاؤ
کچھ بھی صاحب ہوا بندہ کو ارشاد سے چلے

چاہیے پیروی حضرت آدم ہمکو
جو بزرگونکا چلن ہو وہی اولاد سے چلے

ذکر ہوتا ہے کہان اونکے لب شیرین کا
چھوڑ کر اپنی دوکانون کو جو فرہاد سے چلے

اونکے کوچہ کو چلے ہم تو کہا مجنون سے
ہے کدہر قصد کہان حضرت اوستاد سے چلے

لیچلے بار کفن دوش پہ مرنیوالے
اپنا آذوقہ یہ مسافر جو چلے لاد سے چلے

فصل گل آئے پریزاد و نہ دیوانے ہون
کار فصاد سے چلے روز نئے جلاد سے چلے

ایسی کافر کی گلی کا ہے تصور دم نزع
ہم چلے بھی تو سوئے جنت شداد سے چلے

مہر کی جان کا دشمن ہو جو ایسا ظالم
کیا مسیحا کی بھلا اوس ستم ایجاد سے چلے

دیگر

میرے دل مین بھی گھر اے مہر بتونکا ہوگا
یہ وہ کعبہ ہے کہ اک روز کلیسا ہوگا

اب خدا جانے کہان ہوئیگا کیسا ہوگا
دل میرے پاس ہی تھا تمنے بھی دیکھا ہوگا

دیکھنا محتسب آیا تو سوئے میخانہ
شیشے ٹوٹے ہین تو دل بھی کوئی ٹوٹا ہوگا

مین لونگا بلا سے جو نصیبا سے دیا
سنکے افسانہ گیسو مجھے سودا ہوگا

کبھی دیکھا نہ فرشتون نے وہ بالا خانہ
اوس سے کیا بڑھ کے بھلا عرش معلا ہوگا

کوئی تقدیر کے لکھے کو نہین پڑھ سکتا
ہو رہیگا میری قسمت مین جو ہونا ہوگا

لب جان بخش کا مذکور نہ کروا ہے ہے
ناطقہ بند ترا نطق مسیحا ہوگا

بن پڑیگی کبھی مہندی کی کبھی مسی کی
متلون تو اگر اے گل رعنا ہوگا

چشم بد دور تم اے جان ہو خورشید جمال
آئینہ بھی تمھین دیکھیگا تو اندھا ہوگا

چشم آئیگا کسیکو تو میرے حال پہ بھی

اسے بتو کوئی تو اللہ کا بندہ ہوگا
قبر پر کس کی سے چلے کے کا نصیبا جاگا
نہین معلوم وہ کس نیند مین سوتا ہوگا
طائر دل تو ہزارون ہی پہنسینگے صیاد
زلف پیچان سے کے اگر بال کا پہندا ہوگا
آبرو قطرۂ خون کی ہے جو یہہ پہلو مین
یہی آنسو کبھی ہوگا کبھی دریا ہوگا
چین سے یار کی جلسون مین گذرتی ہوگی
کچھ خدا تو نہین وہ بت ہی کتنا ہوگا
اپنے کوچہ مین سجے دیکھ کے بولے وہ مہر
مرد شاعر ہے کبھی فکر مین بیٹھا ہوگا

دیگر

کب اوٹھائے سے ہمارا یہ دل زار اوٹھا
سبب گرا تو نہ تپ عشق کا بیمار اوٹھا

تیری آواز ہی سنکے لیے بیٹھے گئے
شور نالہ جو کبھی مرغ گرفتار اوٹھا

میری تعظیم کو اوٹھا نہ کوئی محفل مین
اپنی تعظیم کو مین آپ ہی ناچار اوٹھا

عاشقون سے نے مرے کوچہ مین زمین پکڑی ہے
دل مرا بیٹھ گیا مین اگر اے یار اوٹھا

[illegible] در یار سے اوٹھا نہ اوٹھون اے دربان
کب اوٹھائے سے تیرے سایۂ دیوار اوٹھا

خاک برباد ہوئی چار کے کاندہے نہ گئے
[illegible] مین دنیا سے سبکبار اوٹھا

وہ کہین پہلو سے اغیار مین بیٹھے رشنا یہ
آج آیا درد میرے دل مین کہی یار اوٹھا

مجھکو حسرت ہی رہی مین تیرے پاؤن ہی پڑا
مجھ سے کیون ہاتھ نہ جلاد جفا کار اوٹھا

رقص بسمل دل نالان سے دکھایا اے مہر
تا چنے گا نیکو جب کوئی طرحدار اوٹھا

دیگر

اے مہر ہو نگا جو گیا پیر مغان تک
اتنی تو بلا دے کہ ہو فرصت رمضان تک

دل دے ہی چکا ہون تمہین ہو مجھکو جہان تک
فرمائیے خاطر کرین اب اور کہان تک

پیری مین جوانی کی ہوس رہتی ہے [illegible]
پہنچے نہ ابھی کبھی عمر گذران تک

تا سال دگر کہ خورد زندہ کہ ماند
اتنی تو بلا دے کہ ہو فرصت رمضان تک

مین کشتۂ حسرت ہون [illegible] قفس [illegible]
[illegible] قفس [illegible]

اے جان ترا شیب بھی ہے رشک شباب زلیخا
اک رنگ رہا باد بہاری کا خزان تک

مصرع ہین کہ ہین موجۂ طوفان معانی
دریا بھی نہ پہونچیگا تیری طبع روان تک

جو صاحب طبل و علم و نام و نگین تھے
باقی نہین اب اونکا کہین نام و نشان تک

کیا سوز محبت ہے کہ ہاروت سے ماروت
کہتا ہے کہ اس آگ کا موذی ہی ہون تک

دیگر

تصویر ہے داغون سے تن زار کی صورت
اک خانہ مین پیدا ہوئی گلزار کی صورت

آنکھون مین ہیا تیری ترک جفاکار کی صورت
ابرو سے بہت ملتی ہے تلوار کی صورت

کیا دیکھتے عیسیٰ تیرے بیمار کی صورت
اک واتھہ ہے رہا بنے تن زار کی صورت

دیکھی نہ دہان و کمر یار کی صورت
ہے صورت فرضی امین اسرار کی صورت

رہتا ترے کوچہ مین سمجھتا ہے سعادت
بنتا ہے ہما سایۂ دیوار کی صورت

کیا بادۂ گلرنگ بھی اکسیر ہے ساقی
کندن سے چمکتی ہے جو میخوار کی صورت

برگشتگی بخت سے پایا وہ مسیحا
منھ پھیر لے جو دیکھ لے بیمار کی صورت

سر پھوڑتے ہی پھوڑتے اے پردہ نشین یار
ہم صورت در ہو گئے دیوار کی صورت

حق گوئی پہ منصور کے جو حرف نہ آتا
ہوتا نہ انا الحق کا الف دار کی صورت

جو مال ہے وہ مال کا پھندا ہے سراسر
دل زلف مین ہے مرغ گرفتار کی صورت

مین ہون وہ دل افگار کہ اولٹی پڑی تدبیر
ہون زخم ہرے مرہم زنگار کی صورت

اوس گیسوئے مشکین کا ہے سودا میرے سر مین
اب دیکھی بلا تبت و تاتار کی صورت

بیٹھا ہون در یار پہ جنبش نہین کرتا
اٹھوائین تو اوٹھتا ہون مین دیوار کی صورت

اے مہر سمجھتے ہین سب ہم عیسیٰ
پھر کیلئے تو روئے ہے بیمار کی صورت

دیگر

شہادت پائے بس ولولے یہ دل مین رہتے ہین
ہمیشہ سر بکف ہم کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

برابر ہم اسی فکر حق و باطل مین رہتے ہین
خدا جو عرش پر رہتا ہے تو ہم دل مین رہتے ہین

مری دریا دلی ہے مانع آسایش فراق
عیان آثار خشکی کی لب ساحل مین رہتے ہین

بھلا اس مین برائی کیا ہے اونپر معترض کیون ہین
یہ روشن ہے کہ وہ ہین شمع رو محفل مین رہتے ہین

دو چوکہ صحن خانہ حدقۂ چشم اپنا اونکا ہے
وہ ہے آنکھون مین پھرتے ہین جو میرے دل مین رہتے ہین

دہن کا ذکر کرتے ہین کمر مین فکر ہوتے ہی
سخن دان شاعر اس تحصیل لاحاصل مین رہتے ہین

ستم اسنے زلف و رخ کا آئینہ مین دیکھ لو عالم
تعجب کیا ہے جو رہتے مہ کامل مین رہتے ہین

ترے خال ذقن کے ساتھ دلکا بھی سویدا ہے
سنا ہے دو فرشتہ اک چہ بابل مین رہتے ہین

مضامین سے مرے دیوان کے مجھکو یہ جگر ہے
کلام اونکو عبد القادر بیدل مین رہتے ہین

جگر بھی دوست کے پہلو مین رہنا ناگوارا ہے
وہ ہر پہلو سے فکر عاشق بیدل مین رہتے ہین

معاہے ڈوب کر دریا مین ہمارا دل جلا کوئی
حبابو نکے جو سمجھا لب ساحل مین رہتے ہین

برائی سے بھلائی ہے غرض کیا مدعا کیا ہے
مرے چرچے تو صاحب آپ کی محفل مین رہتے ہین

تصور سے ہمین بعد فنا بھی اونکی صورت کا
سفر کرتے ہین تو قرآن کی منزل مین رہتے ہین

قرآن مہر و مہ منحوس ہے غیر سیہ رو کو
جناب مہران روز ان قمر منزل مین رہتے ہین

دیگر

یہ گھر اللہ کا ہے وہ عبث شامل مین رہتے ہین
یہ بت بھی کیا خدا ہین جو ہمارے دل مین رہتے ہین

مکان پوسے کے ہین دونون اونہین کیواسطے زیبا
وہی آنکھون مین پھرتے ہین جو میرے دل مین رہتے ہین

نئے عالم نئے نقش تمہارے تل مین رہتے ہین
سویدا بنکے تل کے عکس سبکے دل مین رہتے ہین

تمہاری آنکھ کی دو پتلیان طرفہ تماشا ہین +
یہ وہ جادو کے پتلے ہین کہ بس اک تل مین رہتے ہین

کسیکو زندگی مین بے مرے جنت نہین ملتی +
تجھی پر یار مرتے ہین تری محفل مین رہتے ہین

دہن کا ذکر کیون کرتے کمر کے شعر کیون لکھتے ،
تمہارے راز جتنے ہین وہ پنہان دلمین رہتے ہین

نہ ہوتا ہے نہ چھوٹیگا مکان یار بھی مر کے +
کہ اعضا اپنے جسم زار کے کہگل مین رہتے ہین

کدر عمر بھر رکھتے ہین طوفان مین رولاتے ہین
جناب عشق یون عاشق کے آب و گل مین رہتے ہین

دہن کا مینے بوسہ اونکے مانگا تو یہ فرمایا +
ہمیشہ آپ ہی تحصیل لاحاصل مین رہتے ہین

ہمین رکھتا ہے ہر جائی ہین اونکا اس تک و دو مین +
کہان نوح فزا ہوتے ہین کس محفل مین رہتے ہین

وہ کب ملتے ہیں اب ہمکو نظیر ثانی کورٹ ہین
حضور چیف جسٹس جلسۂ کامل مین رہتے ہین

نہین ممکن نہین ممکن ہمیں وصل کی شب ہو
ہمارے حوصلہ سے مہر دل کے دلمین رہتے ہین

تاریخ انتقال جناب منشی ہزاری لال صاحب رشکی

ہائے اے منشی ہزاری لال رشکی ہائے ہائے
دوست تجھسا اچھا یار باوفا جاتا رہا

شعر دانی نکتہ دانی اوٹھ گئی دنیا سے آج
شاعری کیا لطف ہر اک بات کا جاتا رہا

ہائے دو دیوانے لکھا بیٹھتے تھے کوئی دم
وائے قسمت آج وہ بھی سلسلہ جاتا رہا

ہو گیا اندھیر کیا اے شمع بزم دوستان
مہر تو ہے تو کہان اے مہ لقا جاتا رہا

تیری صورت پھرتی ہے آنکھوں مین اے مرزا منش
کیون نہ رووں اشک خون رنگین ادا جاتا رہا

ہائے رے تیری جوانی ہائے تیرا علم و فضل
نام نامی رہگیا سب مٹ گیا جاتا رہا

تاریخ جشن زناربندی راجہ بیر بہدر سنگھ بہادر ابن کنور چکروتی سنگھ بہادر ابن راجہ ملوان سنگھ بہادر ابن راجہ چیت سنگھ بہادر والی ملک بنارس و قلاقہ

حلقۂ بزم جہان ہے زنار | ہالہ ہے کاہکشان ہے زنار
صد و سی سال جئے یہ راجہ | واہ کیا زیب میان ہے زنار
انگلہ سے کے ٹھورے ہیں امیر و العین | چشم بد دور کمان ہے زنار
یہ جنیو ہے کہ ہے سایۂ نور | رگ چشم نگران ہے زنار
مہر نے مصرعۂ تاریخ کہا | اب تجھے رشتۂ جان ہے زنار

۱۲۹۳ھ